انا مدینۃ العلم و علی بابہا

ع

OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

الاحاطہ فی اخبار غرناطہ

حصۂ دوم

OSMANIA UNIVERSITY
جامعۂ عثمانیہ

سلسلۂ مطبوعات نظارت علمیہ جامعۂ عثمانیہ

الاحاطہ فی اخبار غرناطہ

حصۂ دوم

تالیف

الوزیر محمد لسان الدین بن الخطیب

ترجمہ

مولوی حکیم سید احمد اللہ صاحب ندوی

۱۳۵۵ھ م ۱۳۴۵ف م ۱۹۳۶ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

اخبار غرناطہ حصۂ دوم

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
محمد بن یوسف بن اسماعیل بن فرج بن اسماعیل بن فرج بن نصر (عہد حاضر کے امیر المسلمین اندلس)	۱ تا ۷۸	دولت ثانیہ سعیدہ رفیعہ کی ترتیب۔	۱۸
اولیت۔	۱	وزرا	۱۹ تا ۲۴
حالات	۱ تا ۳	اولاد۔	۲۴
دولت اُولیٰ کی ترتیب۔	۳	قضاۃ۔	۲۴ تا ۲۵
وزرا و حُجّاب	۳ تا ۴	کتّاب۔	۲۵
شیخ مجاہدین اور سپہ سالار فوج۔	۴ تا ۵	شیخ غزاۃ۔	۲۵ تا ۲۶
کاتب سِر (پرائیوٹ سکرٹری)	۵ تا ۶	ظرائف و حسن توقیع۔	۲۶
قضاۃ۔	۶	بادشاہان ہمعصر	۲۶ تا ۲۹
ملوک ہمعصر۔	۷	ملوک نصاریٰ۔	۲۹ تا ۳۵
سلطان مغرب کے ساتھ شیر کا شکار۔	۷ تا ۱۱	موجودہ عہد حکومت کے بعض کارنامے۔	۳۵ تا ۵۱
حوادث زمانہ۔	۱۱ تا ۱۴	حوادث۔	۵۱ تا ۶۴
حادثہ جو سلطان کو پیش آیا۔	۱۴ تا ۱۸	جہاد ماہ شعبان ۷۶۵ھ۔	۶۴ تا ۶۵
		رسالۂ موشنیہ۔	۶۵ تا ۶۸
		غزوۂ حصن آش۔	۶۸ تا ۶۹
		اطریرہ پر فوج کشی۔	۶۹ تا ۷۰

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
غزوۂ فتح جیان ۔	۷۰ تا ۷۱	حال ۔	۸۹ تا ۹۰
غزوۂ شہر ابدہ ۔	۷۱	ہوشیاری اور نام نمود	۹۰
تباہی بادشاہ قشتالہ ۔	۷۱ ″ ۷۸	ذاتی اوصاف	۹۰ ″ ۹۱
سلطان کی ولادت باسعادت		غزوات و فتوح	۹۱
ظاہر و باطن سراپا خیر و برکت ،		اشعار ۔	۹۱
قرین عافیت ۔	۷۸	وسعت حکومت ۔	۹۲
محمد بن یوسف ۔	۷۹ تا ۸۸	غرناطہ میں داخل ہونا ۔	۹۲ ″ ۹۳
نام ، نسب ، کنیت اور لقب ۔	۷۹	وفات ۔	۹۳
اولیت ۔	۷۹ ″ ۸۱	لوح مزار ۔	۹۳ ″ ۹۴
حال ۔	۸۱ ″ ۸۲	محمد بن عباد	۹۴ تا ۱۰۸
اخلاق و عادات ۔	۸۲	نام و نسب ۔	۹۴
اولاد	۸۲ ″ ۸۳	اولیت ۔	۹۴ ″ ۹۵
وزراءِ سلطنت ۔	۸۳	حال ۔	۹۵
کُتّاب ۔	۸۳	وزرا ۔	۹۵
قضاۃ	۸۳	فرزنداں جو بادشاہ بنائے گئے ۔	۹۵
ہمعصر بادشاہان مغرب ۔	۸۳ ″ ۸۴	ایک واقعۂ عظیم ۔	۹۶ ″ ۹۸
متفرق واقعات ۔	۸۴ ″ ۸۵	فیاضی ۔	۹۸ ″ ۹۹
ولادت	۸۶	حلم	۹۹ ″ ۱۰۱
وفات ۔	۸۶	فی البدیہ توقیع و نثر ۔	۱۰۱ ″ ۱۰۲
لوح مزار ۔	۸۶ ″ ۸۸	لطافت و ظرافت ۔	۱۰۲ ″ ۱۰۴
محمد بن عبد اللہ ۔	۸۸ تا ۹۴	تباہی	۱۰۴ ″ ۱۰۶
نام و نسب ۔	۸۸	غرناطہ جانا	۱۰۶ ″ ۱۰۷
اولیت ۔	۸۹	ولادت ۔	۱۰۷

فہرست مضامین

مضامین	صفحات
وفات۔	۱۰۷
خود اپنا مرثیہ۔	۱۰۷ تا ۱۰۸
دوسروں کے کہے ہوئے مرثیے	۱۰۸
محمد ابن سعد	۱۰۸ تا ۱۱۵
اولیت۔	۱۰۹
حال	۱۰۹ ″ ۱۱۰
بیکاری و خراجی۔	۱۱۰
مکروہ و قابل نفرت حرکات۔	۱۱۰ ″ ۱۱۴
اُس زمانے کے بعض حوادث اور اُس کی مختصر تاریخ۔	۱۱۴
ابن سعد کا غرناطہ جانا۔	۱۱۴ ″ ۱۱۵
وفات۔	۱۱۵
محمد ابن یوسف۔	۱۱۵ تا ۱۲۰
نام، نسب، کنیت اور لقب	۱۱۵
اولیت	۱۱۵ ″ ۱۱۷
حال۔	۱۱۷
اس عہد کے بعض واقعات۔	۱۱۷ ″ ۱۱۸
برادران	۱۱۹
اولاد۔	۱۱۹
غرناطہ جانا۔	۱۱۹
وفات۔	۱۱۹ ″ ۱۲۰
محمد ابن احمد	۲۰ تا ۱۲۳
نام ونسب وکنیت اور وطن۔	۱۲۰ ″ ۱۲۱

مضامین	صفحات
اولیت۔	۱۲۱
حال وشہرت۔	۱۲۱
اساتذہ۔	۱۲۱ تا ۱۲۲
زوال اور وفات۔	۱۲۲ ″ ۱۲۳
شعر۔	۱۲۳
محمد ابن احمد	۱۲۳ تا ۱۲۵
نام، نسب، وطن اور کنیت۔	۱۲۳ ″ ۱۲۴
حال اور اولیت۔	۱۲۴
عروج۔	۱۲۴
زوال وموت۔	۱۲۴ ″ ۱۲۵
اساتذہ۔	۱۲۵
محمد ابن فتح	۱۲۵
نام ونسب اور کنیت وعہدہ	۱۲۵
حال	۱۲۵
وفات	۱۲۵
محمد ابن احمد	۱۲۶
نام ونسب، کنیت اور وطن۔	۱۲۶
حال۔	۱۲۶
اساتذہ	۱۲۶
محمد ابن علی	۱۲۷ تا ۱۲۸
نام ونسب، کنیت اور عرف۔	۱۲۷
حال۔	۱۲۷
وفات۔	۱۲۸

مضامین	صفحات
محمد ابن رضوان	۱۲۸ تا ۱۲۹
نام ونسب، کنیت اور وطن	۱۲۸
حال۔	۱۲۹
اساتذہ	۱۲۹
تالیف	۱۲۹
وفات	۱۲۹
محمد ابن محمد (ابوالبرکات)	۱۳۰ تا ۱۵۹
نام ونسب، کنیت اور وطن۔	۱۳۰
اولیت	۱۳۰
حال	۱۳۰ ″ ۱۳۱
ولایت	۱۳۱ ″ ۱۳۳
تصنیفات	۱۳۳ ″ ۱۳۶
اشعار	۱۳۶ ″ ۱۵۹
محمد بن عبد اللہ بن منظور قیسی۔	۱۵۹ تا ۱۶۱
نام، کنیت، سکونت۔	۱۵۹
اولیت	۱۵۹ ″ ۱۶۰
حالات۔	۱۶۰
اساتذہ	۱۶۰ ″ ۱۶۱
تالیفات	۱۶۱
اشعار	۱۶۱
محمد بن علی بن خضر بن ہارون غسانی	۱۶۲ تا ۱۶۵
نام، کنیت، عرف، سکونت۔	۱۶۲
اساتذہ۔	۱۶۲ ″ ۱۶۳
تلامذہ۔	۱۶۳
تصانیف	۱۶۳ تا ۱۶۴
ولادت	۱۶۴
وفات۔	۱۶۵
محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن احمد ابن محمد بن ابی بکر بن سعد۔	۱۶۵ تا ۱۶۹
نام ونسب۔	۱۶۵
حالات۔	۱۶۵ تا ۱۶۷
توقیع	۱۶۷
شاعری	۱۶۷ ″ ۱۶۸
اساتذہ	۱۶۸ ″ ۱۶۹
ولادت۔	۱۶۹
وفات۔	۱۶۹
محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن محمد ابن محمد بن علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ناصر ابن خیوز بن قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔	۱۶۹ تا ۱۷۴
حالات	۱۶۹ تا ۱۷۰
ولایت۔	۱۷۰ ″ ۱۷۱
اساتذہ۔	۱۷۲
مصیبت۔	۱۷۲

مضامین	صفحات
تصانیف	۱۷۲ تا ۱۷۳
شعر۔	۱۷۳ – ۱۷۴
پیدائش۔	۱۷۴
وفات۔	۱۷۴
محمد بن احمد بن عبد الملک القشتالی	۱۷۴ تا ۱۷۸
نام، کنیت۔	۱۷۴
حالات	۱۷۴ تا ۱۷۸
محمد بن محمد بن احمد بن ابو بکر بن یحییٰ بن عبد الرحمن بن ابو بکر بن علی قرشی مقری۔	۱۷۸ تا ۲۱۸
نام و کنیت۔	۱۷۸
خاندانی حالات۔	۱۷۸ – ۱۸۰
حالات۔	۱۸۰ – ۱۸۲
ورود غرناطہ۔	۱۸۲ – ۱۸۷
اساتذہ۔	۱۸۷ – ۱۸۹
سفر۔	۱۸۹
تصانیف۔	۱۸۹ – ۱۹۰
شعر۔	۱۹۰ – ۲۱۸
وفات۔	۲۱۸
محمد بن عیاض بن محمد	۲۱۸ تا ۲۲۰
نام و نسب۔	۲۱۸
حالات۔	۲۱۸ – ۲۱۹
اساتذہ	۲۱۹ – ۲۲۰
تلامذہ	۲۲۰

مضامین	صفحات
ولادت۔	۲۲۰
وفات	۲۲۰
محمد بن عیاض بن موسیٰ	۲۲۱
نام، نسب۔	۲۲۱
حالات۔	۲۲۱
استاذ۔	۲۲۱
وفات۔	۲۲۱
محمد بن احمد بن جبیر	۲۲۱ تا ۲۲۹
نام و نسب۔	۲۲۱
خاندانی حالات۔	۲۲۱
حالات۔	۲۲۲
سفر	۲۲۲ – ۲۲۳
اساتذہ۔	۲۲۳
تلامذہ۔	۲۲۳ – ۲۲۴
تصانیف۔	۲۲۴
شعر شاعری	۲۲۴ – ۲۲۸
نثر۔	۲۲۸ – ۲۲۹
ولادت۔	۲۲۹
وفات۔	۲۲۹
محمد بن احمد بن محمد	۲۳۰ تا ۲۳۹
نام و نسب	۲۳۰
خاندانی حالات۔	۲۳۰
حالات	۲۳۰ – ۲۳۱

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
اساتذہ۔	۲۳۱ تا ۲۳۲	شاعری۔	۲۴۷ تا ۲۵۸
شعر۔	۲۳۲ ،، ۲۳۹	وفات۔	۲۵۸
ولادت۔	۲۳۹	محمد بن محمد۔	۲۵۸ تا ۲۶۱
وفات۔	۲۳۹	نام ونسب۔	۲۵۸
محمد بن احمد بن قطبۃ الرؤسی	۲۳۹ تا ۲۴۳	حالات	۲۵۸ ،، ۲۵۹
نام ونسب۔	۲۳۹	شاعری۔	۲۵۹ ،، ۲۶۱
حالات۔	۲۳۹ ،، ۲۴۰	وفات	۲۶۱
شاعری	۲۴۰ ،، ۲۴۳	محمد بن محمد بن عبد اللہ	۲۶۱ تا ۲۶۳
محمد بن محمد الرؤسی	۲۴۳ تا ۲۴۴	نام ونسب۔	۲۶۱
نام ونسب۔	۲۴۳	حالات۔	۲۶۱ ،، ۲۶۲
حالات۔	۲۴۳ تا ۲۴۴	شاعری	۲۶۲ ،، ۲۶۳
محمد بن محمد بن قطبۃ الرؤسی	۲۴۴ تا ۲۴۵	ولادت۔	۲۶۳
نام ونسب	۲۴۴	محمد بن محمد بن عبد الرحمن۔	۲۶۳ تا ۲۷۱
شاعری	۲۴۴ ،، ۲۴۵	نام ونسب۔	۲۶۳
محمد بن محمد الرؤسی	۲۴۵ تا ۲۴۶	خاندانی حالات۔	۲۶۳
نام ونسب۔	۲۴۵	حالات	۲۶۳ ،، ۲۶۴
حالات۔	۲۴۵	اساتذہ۔	۲۶۴ ،، ۲۶۵
شاعری	۲۴۵ ،، ۲۴۶	تالیفات۔	۲۶۵
محمد بن محمد الکلبی	۲۴۶ تا ۲۵۸	شاعری وانشاپردازی	۲۶۵ ،، ۲۷۱
نام ونسب	۲۴۶	پیدائش۔	۲۷۱
خاندان	۲۴۶	وفات	۲۷۱
حالات	۲۴۶ ،، ۲۴۷	محمد بن محمد۔	۲۷۱ تا ۲۷۲
تصنیفات۔	۲۴۷	نام ونسب۔	۲۷۱

مضامین	صفحات
حالات ۔	۲۷۱
شاعری ۔	۲۷۱ تا ۲۷۲
وفات ۔	۲۷۲
محمد بن مالک الطغری	۲۷۲ تا ۲۷۴
نام ونسب ۔	۲۷۲
حالات ۔	۲۷۲ ؍ ۲۷۳
وفات ۔	۲۷۳ ؍ ۲۷۴
محمد بن علی الاوسی ۔	۲۷۴ تا ۲۷۵
نام ونسب ۔	۲۷۴
حالات ۔	۲۷۴
ادب وشاعری	۲۷۴ تا ۲۷۵
محمد بن علی	۲۷۵ تا ۲۷۶
حالات ۔	۲۷۶
ولادت ۔	۲۷۶
وفات ۔	۲۷۶
محمد بن علی بن العابد الانصاری	۲۷۶ تا ۲۷۷
نام ونسب ۔	۲۷۶
حالات ۔	۲۷۶ تا ۲۷۷
اساتذہ ۔	۲۷۷
شاعری	۲۷۷
وفات ۔	۲۷۷
محمد بن ہانی الازدی ۔	۲۷۷ تا ۲۸۲
نام ونسب ۔	۲۷۷

مضامین	صفحات
خاندانی حالات ۔	۲۷۷
حالات ۔	۲۷۷ تا ۲۷۸
شاعری	۲۷۹ ؍ ۲۸۲
وفات ۔	۲۸۲
محمد بن یحییٰ الغرناطی	۲۸۲ تا ۲۹۲
نام ونسب ۔	۲۸۲
حالات ۔	۲۸۲ تا ۲۸۳
شاعری ۔	۲۸۳ ؍ ۲۹۲
محمد بن یوسف ۔	۲۹۳ تا ۳۲۴
نام ونسب ۔	۲۹۳
حالات ۔	۲۹۳ تا ۲۹۴
اساتذہ ۔	۲۹۴
شاعری ۔	۲۹۴ تا ۳۲۴
محمد بن احمد ۔	۳۲۴ تا ۳۳۶
نام ونسب ۔	۳۲۴
حالات ۔	۳۲۴
شاعری	۳۲۴ تا ۳۲۵
مصیبت	۳۲۵
اشعار ۔	۳۲۵ - ۳۲۶
اساتذہ ۔	۳۲۶ - ۳۳۶
وفات	۳۳۶
محمد بن احمد بن الحداد الوادی آشی	۳۳۶ تا ۳۳۸
نام ونسب ۔	۳۳۶

مضامین	صفحات
حالات۔	۳۳۶
تالیفات۔	۳۳۶
دیگر حالات۔	۳۳۶ تا ۳۳۸
محمد بن ادریس	۳۳۸ تا ۳۴۴
نام و نسب۔	۳۳۸
حالات۔	۳۳۸
شاگرد۔	۳۳۸
شاعری اور غرناطہ میں ورود۔	۳۳۸ تا ۳۴۴
وفات۔	۳۴۴
محمد بن محمد بن احمد انصاری	۳۴۴ تا ۳۵۳
نام و نسب۔	۳۴۴
حالات۔	۳۴۵
اساتذہ۔	۳۴۵
تلامذہ۔	۳۴۵
شاعری۔	۳۴۵ تا ۳۴۷
انشا	۳۴۷ ″ ۳۵۲
غرناطہ میں ورود۔	۳۵۳
اساتذہ۔	۳۵۳
وفات	۳۵۳
محمد بن مسعود بن خالصہ۔	۳۵۳ تا ۳۶۴
نام و نسب۔	۳۵۳

مضامین	صفحات
حالات۔	۳۵۳ تا ۳۵۴
اساتذہ	۳۵۴
شاگرد۔	۳۵۴
شاعری۔	۳۵۴
انشا۔	۳۵۵ ″ ۳۶۳
وفات۔	۳۶۳ ″ ۳۶۴
محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب	۳۶۴ تا ۳۶۷
نام و نسب۔	۳۶۴ تا ۳۶۵
اساتذہ۔	۳۶۵
شاعری۔	۳۶۵ ″ ۳۶۷
نثر۔	۳۶۷
محمد بن عبد الرحمن اللخمی	۳۶۸ تا ۴۰۱
نام و نسب و خاندان	۳۶۸
حالات	۳۶۸ تا ۳۶۹
سفر اور شہرت۔	۳۶۹ ″ ۳۷۰
اساتذہ۔	۳۷۰ ″ ۳۷۴
مصیبت۔	۳۷۴ ″ ۳۷۵
تلامذہ۔	۳۷۵ ″ ۳۸۲
شاعری۔	۳۸۲ ″ ۳۹۲
انشا۔	۳۹۲ ″ ۳۹۷
وفات۔	۳۹۷ ″ ۴۰۱ ختم

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن یوسف بن اسمٰعیل بن فرج بن اسمٰعیل بن فرج بن نصر

عہد حاضر کے امیر المسلمین اندلس

یہ سلطان صدر الصدور، علم الاعلام خلیفۃ اللہ اور عماد الاسلام ہیں خاندان نصریہ عالی نسب کے رئیس، اور اس خانوادۂ کریم النفس کے شمع منیر، عزت و شرف عظیم کے لب لباب، کمال کے معنی عزم و استقلال کی صورت، سرنامۂ خیر و برکت طائر مبارک فال، اور محمود الخصال ہیں، اون کے اوصاف کی کوئی انتہا نہیں، ان کی تعریف کا حق ادا کرنے سے عبارت قاصر، اور ان کی ثنا کے میدان میں چلنے سے زبان نظم و نثر عاجز ہے، اور ان کے مرتبۂ بلند تک مدّاح کی رسائی ناممکن ہے۔

اوّلیّت

سلطان موصوف کی اوّلیّت آفتاب نصف النہار کی طرح مشہور ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، اور جو لوگ کان اور آنکھ رکھتے ہیں ان کے نزدیک فخر کے لئے یہ انتساب کافی ہے۔

حالات

سلطان موصوف اپنے خاندان میں سب سے زیادہ اقبال مند شخص ہیں۔ اور ان کی ولادت اور ولایت کی ساعت سب سے زیادہ مبارک ہے، اللہ نے سلطان کی ذات میں حسن صورت، استقامت فطرت، اعتدال اخلاق، صحت فکر، صفائی ذہن، رسائی فہم، لطافت مسائل، اور کمال غور و تامل کا مادہ جمع کر دیا ہے، اور حلم و وقار کہ یہ دونو

صفات اللہ کو پسند ہیں اور سلامت قلب جو کہ علامات ایمان سے ہے اور نرم دلی اور نصیحت کو فی الفور قبول کر لینا اور طہارت و عفت کے میدان میں اقران پر فائق رہنا اور افراط جرأت، ایجاد آلات، شوق جہاد، ثابت قدمی، قوت قلب، مشہور زمانہ دلیری، رحم و مہربانی کو ترجیح دینا اور تدبیریں کامیاب رہنا، الغرض ان تمام خوبیوں کو ان کی ذات میں اس درجہ جمع کیا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس جامعیت کا پایا نہیں جاتا، اللہ ان پر اس سے بھی زیادہ فضل کرے ان کی حکومت ان کی اولاد میں باقی رکھے اور ان کی زندگی سے مسلمانوں کو نفع پہونچاتا رہے۔

۷۵۵ھ میں بعد نماز عید فطر سلطان اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد نیکی کے آثار، عمر کی ترجیح، اور بابرکت ہونے کی امید کے باعث اہل ملک کی رضامندی و اختیار سے تخت نشین کئے گئے، اس وقت وہ نو عمر قریب بہ سن بلوغ تھے، اللہ نے اپنے حفظ و امان میں رکھ کر خیریت کے ساتھ جوانی کی عمر کو پہنچایا اور آرام و راحت کا سارا سامان مہیا کر دیا۔ چنانچہ اس اثنا میں نہ کبھی آسمانی بارش میں کمی ہوئی اور نہ دشمنوں کی طرف سے کوئی خطرہ پیش آیا، نہ القاب میں کچھ ردوبدل ہوا، نہ مکارہ زمانہ سے سابقہ پڑا، نہ بھوک کی تکلیف ہوئی، اور نہ فراخ سالی و خوش حالی میں کوئی شئے مانع و مزاحم ہوئی۔

یہ حالت اس مشہور حادثے کے پیش آنے تک قائم رہی جو حقیقت میں سلطان کے لئے ایک آزمایش کا موقع تھا، جس سے ان کو بہت کچھ تجربہ حاصل ہوا، اور عبرت کا مفید سبق ملا، سلطان یہ دیکھ کر کہ ان کی سلطنت ظالموں کے قبضے میں چلی گئی، چلتے ہوئے تیروں کی زد سے بچ نکلے، اور مفسدوں کے توقعات سے دور ہٹ کر ایک محفوظ اور مامون مقام میں مستور ہو گئے۔

پھر وہاں سے واپس آئے۔ اور دارالاسلام میں سلطان کے واپس آجانے کی سب سے زیادہ قدر و منزلت خود اسلام نے کی اور ان کی رجعت کو پسند کیا۔ اس لئے کہ وہ ان کے مخالفوں کو بھی آزما کر دیکھ چکا تھا، سلطان کے آجانے سے گویا ملک میں دفعتہً پانی برس گیا اور انصاف ایسا عام ہو گیا کہ اس کی بڑی شہرت اور نیک نامی ہوئی، اور ملک میں مال و دولت کی فراوانی، بارش کی افراط، برکات کا

ظہور فتوح کا سلسلہ، الغرض ایسی حالت ہوگئی جس کے آثار ہمیشہ باقی رہیں گے، اور اس اجمال کی تفصیل بقدر گنجایش بحولہ تعالیٰ حسب ترتیب آگے آئیگی۔

دولت اُولیٰ کی ترتیب

سلطان کی حکومت کے دو دور ہیں، اس لئے کہ ان کو دو مرتبہ ولایت حاصل ہوئی دنیا میں ایک ایسی زندگی بسر کرنے کے بعد جس کے نیک کاموں سے نیکی کے اعمال نامے بھر جائیں اور جس کے نام نیک کی یادگاریں ہمیشہ باقی رہیں اور جس کے اعمال وسیلۂ تقرب ہوں، اور جو اس مقام میں جو اللہ کے نزدیک ارفع و اعلیٰ ہے ترقی درجات کا ذریعہ ہو، اللہ ان دونوں دور حکومت پر آخرت کی سلطنت کا اضافہ کرے، کہ اہل ایمان کے نزدیک بہتر اور باقی رہنے والی وہی شئے ہے جو اللہ کے یہاں ہے، اور اہل ایمان اپنے رب ہی پر توکل رکھتے ہیں۔

وُزرا و حُجّاب

سلطان نے اپنی نیابت اور حاجب باب کی خدمت پر شیخ قائد ابو نعیم رضوان مرحوم کو مقرر کیا جو اس عنایت کے مستحق تھے اور شرفائے جلیل القدر میں ایک منتخب اور شریف النسب شخص تھے، اور حکومت و تربیت کے کام میں ان کا اعلیٰ درجے کا فضل و کمال مسلم تھا، اور ان کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا تھا، وہ علم وادب کے سرپرست تھے، سلطان کے جد بزرگوار کے معتمد علیہ اسلاف کے موالی تھے جو سلطان کے عہد تک بڑے مدبّر اور اعیان و ارکان سلطنت میں سب سے زیادہ لایق اور قابل قدر شخص سمجھے جاتے تھے۔ اور مشائخ ممالیک میں یادگار اہل کمال اور بہترین موالی میں سے تھے۔

شیخ موصوف نے سارا بار اٹھالیا، اور سلطان کی نیابت کرنے لگے، انھوں نے سارے مراتب علیٰ حالہٖ قائم رکھے القاب کی نگہداشت کی سب کے ساتھ انصاف کیا۔ جو لوگ محنت و تکلیف میں تھے ان کے لئے آسانیاں مہیا کیں، نصیحت و مشورہ طلب کرتے رہے، اور کبھی ان کے حسن سیرت اور خلوص میں کوئی کمی

نہیں ہوئی۔

شیخ نے میری عزت افزائی خصوصیت کے ساتھ کی، میرے ساتھ ایسا عمدہ برتاؤ کیا جس سے زیادہ ممکن نہیں مجھ کو میری عمر اور قربت کی حیثیت سے بہت زیادہ دیا مرتبے میں مجھ کو اپنا شریک بنالیا میرے حقوق و اختیارات میں کبھی مداخلت نہیں کی حاضر و غائب ہر حال میں وزارت کا لقب میرے لئے مخصوص کر دیا۔ اور مشایعت و استقبال کا ہمیشہ التزام رکھا، خلاصہ یہ کہ ان امور میں ان کے اخلاق و اطوار نہایت اعلیٰ درجے کے اور بعینہٖ اسی قسم کے تھے جو بزرگان سلف سے منقول ہیں۔

میرے ساتھ ان کی محبت یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور جب مجھ کو سلطان کی خدمت میں تقرب خاص حاصل ہوا اوس وقت ان کے اور سلطان کے درمیان جو راز کی باتیں ہوتی تھیں ان کا جاننے والا میرے سوا دوسرا کوئی نہیں تھا، مرتے دم تک میرے اور ان کے تعلقات کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی خلاف طبع اور ناگوار امر پیش آتا مثلاً ان کی روش کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی یا ان کے معاملات میں کذب و افترا سے انقلاب کا اندیشہ ہوتا، اس وقت وہ اپنے دل کا حال صرف مجھ سے کہہ کر طبیعت کو تسکین دیتے اور غم غلط کرتے تھے اور اگر کسی حیلہ و مکر سے اون کی طبیعت میں برہمی پیدا ہوتی تو اس کی اصلاح صرف میرے ذریعے سے کرتے تھے۔

شیخ مجاہدین اور سپہ سالار فوج

سلطان نے اپنے ابتدائے عہد میں فوج کی سرداری پر شیخ ابوزکریا یحییٰ بن عمر بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو برقرار رکھا جو سلطان کے والد کے وقت میں بھی شیخ الغزاۃ تھے اور قوم میں ایک صائب الرائے آزمودہ کار اور دانشمند شخص سمجھے جاتے تھے، اور حزم و تدبیر تجربہ و انتقال ذہن اور سنجیدگی و فہم رسا میں یادگار سلف تھے مختصر یہ ہے کہ وہ ایک یکتائے روزگار اور بینظیر شخص تھے، شجاعت و اصالت اور رائے اور مباحثے کے لحاظ سے سرداری کا استحقاق رکھتے تھے، وہ اپنے قبیلے کے بڑے نسابہ اور ان کی زبان کے ماہر اور ان کی سیاست کے کسرے تھے، اس کے

ساتھ طبیعت میں نرمی بھی تھی سلطان کے کام کو سکون و اطمینان کے ساتھ انجام دیتے تھے اور ضرورت و حاجت کے وقت اپنے درجے سے نیچے بھی اتر آتے تھے اور سفارشیں ہمدردی و مہربانی کے لہجے میں کرتے تھے، اہل مجلس کو خوش اور محظوظ رکھتے تھے، نہایت ذہین صاحب عقل اور جمیل و شکیل شخص تھے اور ان کا رسوخ واثر اس سبب سے بہت بڑھ گیا تھا کہ معروضات و مراسلات کی مجلس کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے، جس کا بیان آئندہ کیا جائے گا۔

کاتب سرّ

(پرائیوٹ سکرٹری)

ابتدا میں سلطان کے پیچھے کھڑے رہنے بیعت و تہنیت کے وقت ان کا ہاتھ پکڑنے کتابت و انشاء عرائض و جواب اور خلعت و مجالست کی خدمتیں، جن پر سلطان کے والد مرحوم نے مجھے مقرر کیا تھا، میں ہی انجام دیتا رہا اور خدمت قلم اور لقب وزارت کا جامع رہا، جو افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ معزز عہدہ ہے، محل شاہی اور دارالسلطنت کے متعلق تمام امور میں سلطان کی نیابت میرے ساتھ مخصوص رہی، امور انتظامی کا جاری کرنا متفرق امور میں مناسب احکام صادر کرنا وظائف جاری کرنا یہ سب میرے اختیار میں تھا اور میری وجاہت اور عزت سب پر ظاہر تھی۔

اس کے بعد میری عزت اور زیادہ بڑھی اور عقل و فہم میں بھی پختگی آئی، اور مقربین خاص کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اس وقت سلطان نے مجھ کو حاضری دربار کی خدمت سے صف وزارت میں منتقل کر دیا، اور مجھ پر ایسی مہربانی کرتے رہے جس سے زیادہ ممکن نہیں اور مجھ کو خصوصیت کا وہ مرتبہ دیا جس کے اوپر کوئی مرتبہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس احسان کی جزائے خیر دے اور اس رعایت کا صلہ عنایت کرے اور اپنی بارگاہ میں ان کو اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

اپنی ولایت کے دوسرے دن مہربان سلطان نے (اللہ اس کریم اور مہربان

کی زندگی کو کدورتوں سے صاف رکھے، مجھ کو یہ عزت دی کہ مغرب وملحقات مغرب یعنی بلادِ افریقہ کے بادشاہ وسلطان خلیفہ ابو العنان کے دربار میں مجھ کو اپنا سفیر بنا کر روانہ کیا، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پھر اپنی ولایت کے اس پہلے دور میں مجھ کو پیشی کا کام انجام دینے سے ترقی دے کر بہت سی خدمتوں کے اختیارات تفویض کر دئے۔ اور میں نے ان کل خدمتوں پر اپنی جگہ کام کرنے کے لئے ..... اگرچہ یہ ترقی کا انتہائی درجہ تھا، فقیہ ابو محمد بن عطیہ کو وادی آش کے منصب قضا وخطابت سے ہٹا کر اپنا نائب بنا لیا، جو کچھ میری رائے اور تجویز سے لکھا جاتا تھا وہ فقیہ موصوف کے انتظام سے لکھا جاتا تھا، وہی میرا حکم دریافت کرتے تھے اور میرے پاس آتے جاتے تھے، اور وقوع حادثہ وانقلاب سلطنت کے متعلق مشیتِ الٰہی کے نافذ ہونے تک وہ ان تمام خدمتوں کو بڑی لیاقت اور محنت سے انجام دیتے رہے۔

قضاۃ

سلطان نے قضا وخطابت کے متعلق سارے اختیارات اپنے والد کے قاضی شیخ استاذ شریف کے ساتھ مخصوص کر دئے تھے استاذ موصوف کی ادا سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک باوقار شایستہ اطوار اور عالی خاندان شخص ہیں، وہ علوم ادبیہ کے عالم تبحر تھے اور فصل خصومات میں اعلیٰ درجے کی دستگاہ رکھتے تھے نیز ایک وحید عصر اور فرید دہر شخص تھے، اور وہی تنہا ایک شخص تھے جو شہر سبتہ سے منتقل ہو کر ایالت نصریہ میں آگئے تھے۔

قاضی مرحوم کی وفات عین وقوع حادثہ کے وقت ہوئی، مرحوم کے بعد اس خدمت کے سب سے زیادہ مستحق شیخ فقیہ قاضی ابو البرکات تھے جو سلطان کے والد کے زمانے میں قاضی رہ چکے تھے اور نہایت لایق اور کار آزمودہ شخص تھے، یہ اس وقت سلطان کی طرف سے کسی سفارت پر گئے ہوئے تھے ان کی واپسی کے انتظار میں اس عہدے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور قبل ان کے تقرر کے ابتلا پیش آگیا اور اسوقت تک ابراہیم نیابتہً کام کرتے رہے۔

ملوک ہم عصر

مغرب میں امیر المسلمین ابو عنان ابن امیر المسلمین ابو الحسن ابن امیر المسلمین ابو سعید ابن امیر المسلمین یعقوب ابن عبد الحق سلطان اور امام و خلیفہ تھے امام موصوف اعلیٰ درجے کے سعادت مند، نہایت نیک نیت راست باز بڑے لائق و فائق اور خداداد قابلیت کے شخص تھے، اور عقل و فضل فکر، خط، بلاغت حفظ، ذکاوت اور فہم و جرات میں انتہا درجے کا کمال رکھتے تھے اللہ ان کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے سلطان نے امام موصوف کی بیعت کرنے ان کے امر کی تکمیل کرنے اور ان کے ساتھ دوستی کا عہد و پیمان باندھنے اور ان کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے مجھ کو اپنا نائب بنا کر ان کی خدمت میں بھیجا، ان کے علاوہ کچھ ایسی مہتم بالشان باتیں تھیں جن کی اہمیت اہل زمانہ کی فہم سے بالاتر ہے اور جن کی حقیقت بیان نہیں کی جا سکتی۔

ہم بتاریخ اٹھائیس ماہ ذیقعدہ ۷۵۵ھ میں مذکور امام مغرب کی خدمت میں پہونچے اور مضمون رسالت ادا کرتے وقت ہم نے امام کو مخاطب کر کے قصیدۂ ذیل پڑھا۔

خلیفۃ اللہ ساعد القدر	اے اللہ کے خلیفہ جب تک تاریکی میں مہتاب
علاک ما لاح فی الدجی القمر	چمکا کرے تقدیر آپ کی مساعدت کرتی رہے

جس غرض کے لئے ہم اُن کی خدمت میں گئے تھے اس میں ہمیں پوری کامیابی ہوئی۔

سلطان مغرب کے ساتھ شیر کا شکار

اسی قیام کے اثناء میں امام موصوف ہمکو براہ مہربانی ایک ایسے مقام پر لے گئے جس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا، یہاں ایک بھورے رنگ کا بہت بڑا شیر جس کے دونوں ہاتھ بہت فربہ تھے اور اس کے شانوں کے درمیان کثرت سے بال تھے ایک لکڑی کے پنجرے میں مقید تھا، خادموں نے پنجرے کے سوراخوں سے شیر کو اس قدر دق

کیا کہ وہ غصے میں آکر کھڑا ہو گیا اور پنجرے کے دروازے کو چور چور کر ڈالا میدان میں ایک بڑے سر اور بلند قد و قامت کا بیل لاکر کھڑا کیا گیا اور اس کے آگے بھینسوں کی ایک قطار کھڑی کی گئی تھی، مقابلے کا وقت آپہونچا، اور ہنگامۂ کارزار گرم ہوا گرج اور دہاڑ نے کی آواز چوٹی کی جس بلندی تک جا سکتی تھی پہونچ گئی، بزدلوں نے دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ہمت کی اور بہادر مرنے پر آمادہ ہوا، شیر اس تکلیف سے جو اس کو پہونچی مقابلے کے قابل نہیں رہا اور صبر و تحمل کر کے جنگ آزمائی سے باز آگیا مسلح اور زرہ پوش پیادوں پر جا پڑا اور ہمت کر کے اس تیزی سے نکل بھاگنا چاہا گویا ستارہ ٹوٹا یا تاریکی میں بجلی چمک گئی، دو ایک پیادوں کو شیر نے ہلاک کیا اور باقی پیادوں نے نیزوں سے شیر کا کام تمام کر دیا اور اس کو اسی خون آلودہ حالت میں سلطان کے سامنے گھسیٹ لائے۔

بعض حاضرین نے اصرار کے ساتھ اس واقعے کو نظم کرنے کی فرمائش کی، اور میں نے اشعار ذیل موزوں کر کے سنائے۔

انعام ارضك تقهر الآسادا
طبعاك الارواح والاجسادا
وخصائص للمجد نلت ضروبها

آپ کے ملک کے چوپائے شیروں کو مغلوب کر لیتے ہیں
یہ ان کی طبعی حالت ہے جو روح اور جسم سب پر چھا گئی ہے
عظمت و شرف کی مختلف قسم کی خصوصیتیں آپ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔

في الخلق ساد لاجلها من سادا

کہ خلق میں جو شخص سردار ہوا ہے انھیں کی وجہ سے سردار ہوا ہے۔

ان الفضائل في حماك بضائع
لم تخش من بعد النفاق كسادا

آپ کے حدود مملکت کے اندر فضائل ایسے مال ہیں۔ جن کے لئے بازار میں رائج ہو جانے کے بعد پھر ارزاں ہونے کا ڈر نہیں ہے۔

كان الهزبر مجاهرا بافخريته
يجزاه من في الارض فسادا

شیر نے لڑنا چاہا تو آپ نے اس کو وہ سزا دی۔
جو اس شخص کو دی جاتی ہے جو ملک میں فساد برپا کرتا ہے

سلطان نے پابندی مضمون اور ہیئت مجلس کے باوجود طبیعت کی آمد اور برجستہ گوئی کی قدرت پر تحسین کی۔

ہم اس سفر سے سفارت کا نہایت بہتر نتیجہ حاصل کر کے واپس آئے، یعنی ہم سلطان مغرب کی پائیدار دوستی، اور امداد حاصل کر کے بیش قیمت فروش اور تحائف کے ساتھ اور لدے ہوئے اونٹوں کی پہلو بہ پہلو قطار اور لذیذ و خوش گوار کھانے لئے ہوئے وسط محرم ۷۵۶ھ میں سلطان کے پاس واپس پہونچے اور یہ محنت و جاں فشانی پوری طرح کامیاب اور بارآور ہوئی۔ اور جو خیال قائم کیا گیا تھا وہ صحیح نکلا، اور میرا یہ سفر اور دوسرا جو اس کے قبل واقع ہوا تھا اس مقصد کی کامیابی کا ایک جزو بن گیا والحمد للہ الذی لہ الحمد فی الاول والآخر۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان مغرب کی موت سازش سے واقع ہوئی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ بیماری سے فوت ہوئے وہ بیماری سے بہت کم زور ہو گئے تھے اور ان کی نسبت متعدد غلط اور بری خبریں مشہور ہونے لگی تھیں، وزرا نے ان کے دروازے پر جھگڑا کیا اور بیٹے ان کے گھر کی طرف دوڑنے لگے۔ اس وقت ان کا کارپرداز ڈرا کہ سلطان اس پر شبہ کر کے اس کو سزا دیں گے، سلطان کا کوڑا ان کی تلوار سے زیادہ سخت تھا اور جس شخص پر ان کا عتاب ہوتا اس کے حق میں قبر، قید خانے سے زیادہ قریب ہو جاتی تھی، اور اس طرح اس خاندان کے آخری جلیل القدر بادشاہ کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان مرحوم نے حکومت کو از سر نو زندہ کر دیا تھا۔ انھوں نے قدیم دستوروں کو علیٰ حالہ قائم رکھا تھا اور القاب جاری کئے تھے اور سزا دینے میں بہت سختی کرتے تھے، انھوں نے اپنی ایالت کو ایک تنگ نالے سے بھی زیادہ مختصر کر دیا تھا اندلس کی مدد کی تھی، اور مخالفین کو مغلوب کر لیا تھا، انھوں نے آثار باقیہ قائم کیے، مدرسے اور خانقاہیں بنائیں اور مشاہیر کو بلا کر اپنے گرد جمع کیا انھوں نے عمان پر حملہ کر کے اس کو اپنی ایالت میں داخل کر لیا، پھر قسطینہ اور بجایہ کو بھی تلمسان کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اور تونس کی طرف جنگی جہازوں کا بیڑہ روانہ کیا، چنانچہ رمضان ۷۵۸ھ میں ان کے معتمدین نے تونس میں داخل ہو کر اس پر بھی قبضہ کر لیا، اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور تک ان کی دعوت تونس میں قائم رہی۔

سلطان کی موت چودھویں ذیحجہ ۷۵۹ھ کو واقع ہوئی، اور ان کے وزیر

حسن بن عمر کی تجویز سے امارت ان کے بیٹے کی طرف جن کا نام سعید اور کنیت ابو بکر تھی منتقل ہو گئی، سعید نے ایالات شرقیہ کو واپس لے کر ان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا، لیکن ان ایالات کی طرف جو فوج روانہ کی گئی اس نے منصور بن سلیمان کی بیعت کر لی وزیر اور سلطان، نئے شہر میں جو خلافت برنیہ کا مستقر تھا پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ وہاں یہ لوگ زیادہ طاقتور تھے، منصور بن سلیمان مقابلے کے لئے آیا، اور وزیر کی دور اندیشی و مستقل مزاجی سے، شہر کی حکومت اس کے سپرد کر دی گئی۔

سلطان ابو سالم ابراہیم بن سلطان ابو الحسن برادر سلطان ابو عنان مرحوم، جو بھائی سے منحرف ہو کر مغرب سے اندلس چلے گئے تھے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، اندلس چھوڑ کر بادشاہ نصاریٰ کی مدد سے، صوبۂ غربی کے طرف متوجہ ہوئے اور بڑا خطرہ برداشت کرتے رہے، اور مراکش میں اجازت نہ ملنے کے بعد، ان کے جہازوں نے ساحل طنجہ پر قیام کر کے جبال غمارہ کے باشندوں سے مدد چاہی، سبتہ اور طنجہ نے اُن کی اطاعت قبول کر لی، اور لوگ منصور بن سلیمان کو چھوڑ کر بھاگ گئے، منصور مع فرزند گرفتار ہو گیا، اور دونوں قتل کر دئے گئے اللہ دونوں کو اس کا نفع بخشے۔

بروز پنجشنبہ دسویں شعبان ۷۶۰ھ کو سلطان اور وزیر نے، شہر بیضا، سلطان ابو سالم کے حوالے کر دیا، اور اس پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا، پھر سلطنت میں انقلاب واقع ہوا اور سلطان کے رندہ جانے، اور وہاں سے اپنا ملک واپس لینے کے لئے مدد حاصل کرنے کا واقعہ پیش آیا، جس کا بیان اپنے موقع پر کیا جائے گا، اور بقا صرف اللہ سبحانہ کی ذات کو ہے۔

تلمسان میں، سلطان ابو عمران موسیٰ بن مرہف بن یحییٰ بن عبد الرحمن بن یغمراسن، بادشاہ تھے جنھوں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے، سعید کے ابتدائی زمانے میں اُسے واپس لیا تھا۔

تونس میں، رئیس دولت، بقیۃ الفضلا، یادگار زمانہ، فاضل مشہور اور سیّاح معروف، شیخ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن ارد، عریف وطن کی نظر توجہ سے ابراہیم بن امیر ابی بکر حفص بن ابراہیم بن ابو زکریا یحییٰ بن عبد الواحد امیر تھے۔

عیسائی بادشاہوں میں، بطرہ بن الہنشہ بن ہرانده بن شانجہ بن الفنش

بن ہراندہ (چالیس تک)، قشتالہ کا بادشاہ تھا، یہ شخص اپنے باپ کے آخر زمانے میں بوجوہ چند در چند ماہ محرم ۱۵۷ھ میں والی ملک بن گیا، مسلمانوں کے بلاد کے متعلق، اس کے باپ کے ساتھ جو صلحنامہ کیا گیا تھا، اس کے مرنے کے بعد بیٹے کے ساتھ بھی جس کا حال بیان کیا جا رہا ہے، قائم رہا۔ اس کے وقت میں، رومیوں کے اندر سخت بغض و عناد اور باہمی اختلاف پیدا ہو گیا، اور وہ بہت پریشاں حال ہو گئے، اور ان کے اکثر اعیان ہلاک ہو گئے، اس شخص کے خاص لوگوں میں سے، اس کے تمام علاتی بھائی اس کی خود غرضی اور نفس پرستی سے اس درجہ خوف زدہ ہوے کہ ان سب نے اپنی ماں کو قتل کر کے اس سے سرکشی کی، اور باپ نے ان کی ماں کی خاطر سے جس کو جس علاقے میں آباد کیا تھا سب اس کو چھوڑ کر وہاں چلے گئے۔

ابتدائے حال میں، یہ اپنے باپ کے طریقہ پر چلا . . . .
پھر خوارج نے منحرف ہو کر اس کو گرفتار کر لینے کی تدبیر کی، اور وہ ایک ایسے جال میں پھنس گیا ہے کہ اس کے سبب سے یا تو عقل سے کام لینے پر مجبور ہوگا، یا اگر اس جال سے رہائی اور چھٹکارا نہ پایا تو بہت جلد معزول کر دیا جائیگا اور اسی حالت نے اس کو صلح قائم رکھنے پر مجبور کیا ہے، اور اس وقت تک وہ اسی حالت میں مبتلا ہے۔

حوادث زمانہ

حکومت کا یہ دور مسلسل عافیت، متصل سکون، نو بہ نو سامان تفریح، مستحکم امن، اور پائدار صلح کا دور رہا اور کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔

جمادی الثانیہ ۵۶۷ھ میں عیسی ابن حسین ابن ابی الطلاق جبل فتح کے قریب چلا گیا اور جبل کے درے اور قلعے پر جو مسلمانوں کو فتح کے وقت سے عزیز رہا ہے اور اسی مبارک نام سے موسوم ہے اور خصوصیت کے ساتھ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے قبضہ کر لیا اس شخص کے اسلاف شریف النسل صاحب تدبیر اور نیک سیرت شیوخ تھے لیکن یہ بہ ذات خود آثار سعادت سے بالکل محروم اور ناعاقبت اندیشی و بد انجامی میں ضرب المثل تھا۔

بدنصیبی اور شومی قسمت سے اس کے اور سلطان کے باہمی تعلقات جو اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے اور اس کو بڑے آرام و عافیت کے ساتھ رکھتے تھے اس درجہ کشیدہ ہو گئے کہ اس نے جبل کے مفسدوں کے ساتھ خفیہ سازش کی اور یہ لوگ اس کے دام میں آ گئے اور اپنی جھوٹی عصبیت کا ایسا یقین دلایا کہ اس نے بہ تاریخ ششم ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور سرکشی کا اظہار کر دیا اور خبروں کا سلسلہ بندھ گیا، اور مدد پہونچنے کی راہ مسدود اور مدد پہونچانے کا ذریعہ منقطع ہو جانے کے باعث نیز دشمن کا حوصلہ بڑھ جانے کی وجہ سے لوگ سخت مایوسی اور افسردہ دلی اور تردد کے ساتھ آنیوالی مصیبت کا انتظار کرنے لگے، دشمن کا موقع بہت مستحکم اور بلندی پر واقع تھا اس کے پاس ساز و سامان افراط سے تھا لوگوں میں اس کی عظمت بھی تھی اور موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا ان وجوہ سے اس کو راہ راست پر واپس لانے اور اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھنے کی کوئی امید نہ تھی۔

پھر پے در پے یہ خبریں آئیں کہ اس کے بیٹے نے اشبونہ پر فوج کشی کی لیکن وہاں اس کو ناکامیابی ہوئی اور اہل اشبونہ سلطان کے وفادار رہے باغیوں کو شکست دی، اور وہ خود مالقہ سے پورے ساز و سامان کے ساتھ اشبونہ آیا، اور اب بادشاہ مغرب نے سلطان ایدہ اللہ سے خواہش کی کہ وہ اس کی مدافعت کریں چنانچہ جنگ ہونے لگی اور لوگوں کے خیالات میں سکون ہو گیا۔

اسی مہینے کی پندرھویں تاریخ کو اہل جبل نے اس پر حملہ کر دیا، اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب اس سے بیزار ہو گئے اور ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے اس کے درے اور گھاٹیاں چھن گئیں، وہ جس راہ سے آیا تھا اسی سے واپس گیا، اس کا کام بہت جلد تمام ہو گیا اور اطمینان کی وجہ سے اس نے اس کے لئے طیاری کرنے میں غفلت کی اور شکست کھائی اس کی امارت پر برہم ہو کر جہازوں کا ایک بیڑا اسبتہ پہونچ گیا تھا، اور وہ اپنے بیٹے سمیت گرفتار ہو کر، اسی وقت سمندر پار بھیجدیا گیا، اس کی حمایت میں کسی نے آواز بھی نہیں نکالی اور ساری شورش فرو ہو گئی۔ اور یہی ہونیوالا تھا، جس کو اللہ کے سوا کوئی ٹال نہیں سکتا تھا باشندگان جبل وہ معاہدہ کرنے کے بعد جس سے ان دونوں کو بغاوت کی جرائت ہوئی، دونوں سے

ناراض ہو گئے تھے، اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر ہے۔
دونوں سلطان مغرب کے دربار میں، شہر فاس روانہ کر دئے گئے، اور دونوں کے تشہیر و تعذیب کے ساتھ لائے جانے کا حال دیکھنے کے لئے لوگ باہر نکل آئے، سلطان نے ان کی نسبت حکم دیا کہ عید اضحیٰ کے بعد دونوں کو جرم فساد کی سزا دیجائے چنانچہ شیخ نئے شہر کے باب السمارین کے باہر خود اپنے قرابتمندوں کے ہاتھ سے قتل کیا گیا اور اس کے حال پر قدیم شاعر کا یہ شعر صادق آیا۔

ظلت سیوف بنی ابیہ تنوشہ — اس کے باپ کے بیٹوں کی تلواریں اس پر وار کرتی رہیں
للہ ارحام ہناک تشقق — یہاں اللہ کے واسطے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

اور بیٹے کے ہاتھ پاؤں، سخت تکلیف اور ایذا دہی کے بعد کاٹ ڈالے گئے چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں وہ مر گیا، اور ان دونوں کی حالت میں اس قدر جلد ایسا انقلاب یعنی قابل ستایش امور، اطاعت کیشی، نیکنامی، ناموری، نشر و اشاعت خیر، شرافت خاندانی، اور رسوخ عزت کا، برعکس صفات سے بدل جانا، تماشا گاہ عبرت بن گیا اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو بدحالی کے غار میں گرنے سے محفوظ رکھے اور ستر و عافیت کے چادر سے محروم نہ کرے۔

سلطان مغرب نے پہاڑ کے درے کو بند کرا دیا، اور وہاں کا انتظام اپنے بیٹے کو جن کا نام سعید اور کنیت ابوبکر ہے حوالے کر دیا اس نے محرم ۷۵۸ھ کے عشرۂ اول میں اس درے کی ناکہ بندی کر دی، اور ان کے اہلکار خاص ترتیب دئے اور ان کے کام کا اندازہ کر کے ان کے واسطے بیش قرار وظیفہ اور آرام و آسایش کا پورا سامان مہیا کر دیا۔ اور سلطان مترجم نے ان کا حق ادا کرنے اور ان کے سند تقرر کو بخوشی تسلیم کر لینے کے لئے پہلے اپنا سفیر بھیجا۔ اور اس کے بعد مناسب حال گیہوں، اور دوسرے سامان اور بیش قیمت تحائف ارسال کئے، اور اس وقت تک دونوں کے درمیان دوستی اور الفت مستحکم اور بہتر حالت میں ہے، اللہ ان کو توفیق دے اور ان کے ہاتھوں پر خیر و خیرات کو آسان اور سہل کرتا رہے۔

حادثہ جو سلطان کو پیش آیا

سلطان (اندلس) کا زمانہ، بہترین عہد حکومت کی طرح، آرام و آسایش، متواتر فراخ سالی، اور امن عام کے ساتھ گزر رہا تھا کہ شیخ دولت قائد ابو نعیم مرحوم سے ایک بے احتیاطی واقع ہوگئی، اور اللہ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو عقل والوں کی عقل سلب کرلیتا ہے، اور وہ یہ کہ انھوں نے شاہی محل کے پہلو میں، اس مکان کو جس میں سلطان کے بھائی رہتے تھے، مامون سمجھا، اور ان کی ماں کے اس حیلہ و مکر سے غافل رہے جو وہ سلطان کے بھائی کو بادشاہ بنانے کے لئے، چند اشرار کے ساتھ مل کر کررہی تھی۔

ان بدمعاشوں کے سرغنہ اس عورت کا داماد رئیس محمد بن اسماعیل بن فرج اور ابراہیم بن ابو الفتح دو شخص تھے اس عورت نے اپنے داماد رئیس مذکور کی مال سے مدد کی، جس نے چند بدمعاشوں کو جو بیڑی پہننے، قید خانے جانے اور دیوار پھاندنے میں مشاق تھے اس امر میں شریک کیا، اور یہ عورت اپنی بیٹی کی ملاقات کے نام سے جو قلعے کے باہر، اس خبیث بیحیا کے محل میں رہتی تھی، اس کے پاس آمد و رفت کرتی رہی، یہاں تک کہ روز چہار شنبہ اٹھائیسویں ماہ رمضان کو یہ سازش مکمل ہوگئی۔

یہ لوگ، جن کی تعداد تقریبًا ایک سو تھی، اس قوس میں جو وادی ہدارہ کی طرف سے شہر میں آتی ہے چھپ کر جمع ہوے۔ ان کا اگلا بازو حمرا تک پہونچ گیا، حمرا کی دیوار میں ایک شگاف پڑ گیا تھا جسکی مرمت ہورہی تھی اور ابھی کام ختم نہیں ہوا تھا، یہ لوگ ایک سیڑھی کھڑی کرکے جس کو پہلے سے مہیا کر رکھا تھا، دیوار پر چڑھ گئے، اور نیچے اتر کر باب مطاع کا، جہاں کثرت سے ہتیار موجود تھے، اور جس طرف ان کو پورا اعتماد تھا رخ کیا، جب اس دروازے سے آگے بڑھے تو بلند آواز سے نعرے لگانے اور شدت سے شور و غوغا کرنے لگے اور لوگوں پر ان کے حلیفوں کی مشعلوں کی کثرت سے خوف و ہراس چھا گیا۔

ان کی ایک جماعت نے، شیخ قائد ابو نعیم کے گھر کا رخ کیا، اور دروازہ توڑ کر زبردستی گھر میں گھس گئی اور ابو نعیم کو ان کی خوابگاہ میں بیوی بچوں کے سامنے

قتل کر دیا، اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دوسری جماعت اس امیر کے گھر گئی جس کے لئے سلطنت کی تحریک کرنے کو یہ لوگ کھڑے ہوئے تھے اور اس کو باہر لا کر حکومت پر مستولی ہو گئی۔

سلطان اس وقت اپنے بیٹے کے ساتھ، تفریحاً قلعے کے باہر جنۃ العریف کے مکان میں گئے ہوئے تھے، جیسے ہی یہ خبر ان کو ملی اور طبل جنگ کی آواز ان کے کان میں پڑی اللہ نے اس حالت حیرت میں ان کو صحیح تدبیر سجھا کر ان کی مشکل حل کر دی، وہ ایک گھوڑے پر، جو ان کے قریب بندھا ہوا تھا سوار ہو کر معمولی لباس میں، چند آدمیوں کو ساتھ لے کر نہایت تیزی کے ساتھ نکل گئے، اور مصیبت سے بچ کر وادی آش پہونچ گئے، اس کے بعد ہی ان کے مکان پر حملہ کیا گیا اور وہ وہاں نہیں ملے، تب ان کا تعاقب کیا گیا اور تعاقب کرنے والے ناکام رہے۔

دوسرے دن باغیوں کی حکومت مستقل ہو گئی، اور ان لوگوں نے اپنے آقا کے لئے سب سے بیعت لی، اور دوسرے بلاد میں بھی بیعت کا پیام بھیجا، چنانچہ تمام شہروں نے ان کے آقا کی اطاعت قبول کر لی، اور بادشاہ نصاریٰ کے پاس بھی معاہدۂ صلح کے لئے سفیر روانہ کیا گیا۔

سلطان وادی آش میں پناہ گزیں ہوئے، اور یہاں کے لوگ سلطان کے ساتھ ثابت قدم رہے، اس لئے باغیوں نے وادی آش پر حملہ شروع کر دیا اور سلطان کو یہاں بھی مشکلات کا سامان کرنا پڑا، وہ تنگی میں مبتلا ہو گئے اور مال کے صرف ہو جانے اور زاد راہ کے ختم ہو جانے کا خوف دامنگیر ہوا، اس وقت سلطان نے اپنی حالت پر غور کیا، اور سلطان ابو سالم بادشاہ مغرب سے، ان کے پاس چلے آنے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ مغرب نے اس کو منظور کر لیا، اور اس معاملے کے متعلق گفتگو کرنے کو اپنا ایک آدمی بھیجا اور سنہ مذکور کے عید النحر کے دوسرے دن معاملہ طے ہو گیا۔

سلطان پر یہ حادثہ پیش آنے کے وقت، ہم اپنے ہم جنس امرا کی عادت کے موافق، تمام متعلقین کے ساتھ اپنے باغ میں جو غرناطہ کی طرف منسوب ہے جا چکے تھے اور وہیں مقیم تھے، اس لئے موت سے تو بچ گئے لیکن مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ مال و متاع کا سارا وسیع ذخیرہ، اور مشہور زمانہ نعمت و دولت کا کل ساز و سامان برباد ہو گیا، اور نئے

اور پرانے میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا، خدا کا شکر ہے جو حساب میں تخفیف کرتا اور غافلوں کو بیدار کرتا رہتا ہے، اللہ نے یہ فضل کیا کہ سلطان مغرب نے مہربانی کر کے اپنے دست خاص سے میری سفارش لکھی اور اپنے ارادے کا فیصلہ میرے معاملے پر موقوف کر دیا اور اس طرح ہم دشمنوں کے ہاتھ سے بچ کر اور ان کے پنجے سے رہائی پا کر وادی آش میں سلطان سے آملے، اور سب لوگ بھی وہیں جا کر اکٹھا ہوئے۔

یوم النحر مذکور کے دوسرے دن سب لوگ وادی آش سے روانہ ہوئے، اور فحص القنت میں جا کر اترے، پھر وہاں سے لوشہ لوشہ سے تیقرہ وہاں سے ذکوان اور ذکوان سے چل کر مربلہ پہونچے، ہر جگہ لوگ جمع ہو کر حسرت کرتے اور جدائی کا افسوس ظاہر کرتے تھے۔ ماہ مذکور کی چوبیسویں تاریخ کو چاشت کے وقت دریا عبور کیا اور شہر سبتہ میں جا کر ٹہرے، اور جان بچ جانا غنیمت معلوم ہوا، ملک اللہ کا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنا دے، والعاقبۃ للمتقین۔

روز پنجشنبہ ششم ماہ محرم ۷۶۱ھ کو ہم لوگ سلطان (مغرب) کے آستانہ کی طرف اس شان سے روانہ ہوئے جس کا بیان نہیں ہو سکتا، اور سلطان نے نئے شہر کے باہر ایک عظیم الشان جلوس اور خوشنما و دلچسپ مجمع کی معیت میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ جس سے زیادہ ممکن نہیں ہم لوگوں کا استقبال کیا، ہم لوگ گھوڑوں سے اُترے، شاہانہ سلوک کے ساتھ دار الامامۃ میں پہونچے اور عام دعوت طعام میں جس میں ہر طبقے کے لوگ جمع تھے، شریک ہو گئے، شیوخ قبائل خوان کے اطراف میں اور میزبان ہم لوگوں کے سامنے تھے، ہم نے امداد کا جوش پیدا کرنے کے لئے بطور وسیلہ قصیدۂ ذیل پڑھا:۔

سلا ھل لدیھا من مجرھا ذکرٗ		اس سے پوچھو، کیا اس کو اپنے آراستہ کرنے والے کی بھی کچھ یاد ہے؟

وھل اعشب الوادی و نمّ بہ الزھر		اور کیا وادی میں سبزہ اُگا ہوا اور پھول کھلے ہوئے ہیں؟

اُس پر ہمدردی کا جوش پیدا ہو گیا، اور لوگ زار و قطار رونے لگے۔

اُس دن لوگ اس قدر جمع تھے کہ وہ ایک مشہور میلے کا دن ہو گیا اور مدت تک اس کا تذکرہ گرمی مجالس کا ذریعہ بنا رہا، ان مہمان نوازیوں نے ہم لوگوں کے اندر امید کے

(۱۴)

جذبات پیدا کر دئے، اللہ اس کی جزائے خیر دے، اور اس کے بانیوں کو اُس دن جب اُس کی رحمت کی حاجت ہوگی اس سے متمتع کرے۔

دن گزرتے گئے، اور اندلس میں رئیس کی حکومت ہوگئی، اور سلطان وعدوں کی اُلٹ پھیر میں امید لگائے بیٹھے رہے، اور اسباب مجتمع اور بواعث قوی ہوتے رہے، اور ہم نے اس اثناء میں، شہر سلا میں ایک گھر کے اندر مستقل سکونت اختیار کرلی اور بڑے آرام و آسایش کے ساتھ بالالتزام خلوت نشینی سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔

سترھویں ماہ شوال سنہ مذکور کو، ضروری آلات و اسباب مہیا ہوجانے کے بعد سلطان کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ مغرب، جنت مصارہ کے، قبۃ العرض میں بیٹھے، اور لوگ اس مجمع کو دیکھنے کے لئے ہمدردی میں بھرے روتے اور دعا دیتے ہوئے باہر نکلے، اللہ نے قلوب میں ایسی نرمی و ہمدردی پیدا کر دی اور اس کی عنایت اس طرح شامل حال رہی کہ کسی شخص کو سلطان سے نفرت نہیں پیدا ہوئی، اور نہ کبھی اُن کی شان و شوکت میں کمی آئی اور نہ اُن کی ہیبت میں فتور واقع ہوا اور نہ ملازمین و متوسلین نے اُن کا ساتھ چھوڑا، اللہ دنیا اور آخرت میں اُن کے ساتھ رہے۔

سلطان روانہ ہوئے، اور اُن کے معین و مددگار سلطان ابو سالم کی ہلاکت اور عمر بن عبد اللہ بن علی کے غدر کی وجہ سے جو ابو سالم مرحوم کی طرف سے اُن کے قلعہ کا امین تھا (اللہ اس خبیث کو ہمیشہ ذلیل و رسوا رکھے) بے اطمینانی کی حالت پیدا ہوگئی، اور سلطان سخت متحیر ہوئے کہ کیا کریں، لیکن وہ رندہ میں جو ایالات اندلس میں سے مغرب کی ایالت میں آگیا تھا ٹھہر گئے، اور وہاں قدم جما کر اُس کے ذرائع سے اپنی حالت درست کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے اُن کی مدد کی، اور اُن کے عزم کو صحیح راستے پر لگا دیا، اور جب تمام تدبیریں بیکار ہو چکیں تھیں اسوقت اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا۔

دشمن مالقہ کے لینے کا ارادہ کر چکا تھا، کہ سلطان نے اُس طرف حرکت کی اور جان سے ہاتھ دھو کر مالقہ پر حملہ کر دیا، اللہ کے فضل سے یہ مشکل آسان ہوگئی اور سلطان اپنے ارادے میں کامیاب ہوگئے اور مالقہ پر مستولی ہوگئی، اور اسیوقت

ہر طرف کے شہروں سے لوگ جوق جوق ان کے پاس آنے لگے، اور رئیس غاصب غرناطہ نے مناسب سمجھا کہ تمام ذخیرہ اور سامان ساتھ لے کر ایک بڑی جماعت کے ہمراہ جس کو اپنی جان کا ڈر تھا طاغیۂ روم کے پاس چلا جائے، چنانچہ وہ قشالہ کے علاقے میں جا کر ٹھہرا، اور طاغیہ نے اُس کو اُس کے جرم میں گرفتار کر لیا، اور اس پر الزام قائم کرنے اور نقض عہد کرنے میں اچھی تدبیر سے کام لیا، اور ان سب لوگوں کو جو فتنے میں اُس کے شریک تھے گرفتار کر کے اور اُس کے ساتھ سب کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیج دیا۔

سلطان اسعدہ اللہ نے غرناطہ کی طرف قدم بڑھایا، لوگ مبارک باد دیتے ہوئے اُن سے ملے اور لوگوں کی فوجیں معافی مانگتی ہوئی آتی گئیں اللہ نے حق حقدار کو پہونچایا، اور کافروں کی جڑ کاٹ دی۔

روز شنبہ بیسویں جمادی الثانیہ ۷۶۳ھ کو زوال کے وقت سلطان اپنے دار السلطنت میں داخل ہوئے، اور تخت پر واپس آکر اپنے آبا و اجداد کی مسند پر متمکن ہو گئے۔ اللہ ہم سب کو دنیا کے غم سے محفوظ رکھے، اور ایسے قول و عمل کا الہام کرے جو اُس کے نزدیک خالص ہو۔ سلطان کے بیٹے امیر ابوبکر اسعدہ اللہ، متعلقین اور مال و اسباب کے ساتھ، شہر فاس میں ٹھہر گئے، اور غاصب ملک مغرب نے جب تک کہ حق کے ساتھ مزاحمت کرنے کے صلے میں زندہ اس کو واپس نہ دیا جائے، اُن کو بہ جبر روک رکھا، پھر اللہ نے اُن کے والد کے تمام متعلقین کو اُن کے پاس پہونچا دیا اور اُن کی خوش قسمتی سے اُن کے تمام مقاصد کو پورا کر دیا، اور اللہ کے فضل و کرم سے ہم اُن کی معیت میں آرام و آسایش کے ساتھ بروز شنبہ بیسویں ماہ شعبان ۷۶۳ھ کو سلطان کی خدمت میں پہونچ گئے۔

دولت ثانیہ سعیدہ، رفیعہ کی ترتیب

اللہ مسلمانوں کو اس دور کے پورے برکات اور گوناگوں فوائد سے مستفید فرمائے، سلطان ایدہ اللہ کا ذکر جس قدر اللہ نے موقع دیا، کیا جا چکا۔

وزراء

تدبیر مملکت میں، منصب وزارت کی ضرورت اور اہمیت کے باوجود سلطان نے اس خطرے سے کہ مبادا اس جانب سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے، احتیاطاً اس منصب کو یکسر ملتوی کر دیا، البتہ اندلس واپس آتے ہوئے راہ میں اور رندہ کے چند دنوں کے قیام میں، یہ لقب علی بن یوسف بن کماشہ کے واسطے تجویز کیا گیا تھا، اور سلطان نے اس کو بادل ناخواستہ منظور کر لیا تھا،

یہ شخص غاصب سلطنت کا مددگار تھا، احسان اور حسن منزلت کے معاوضے میں برائی کرنا، اور عادات مذمومہ میں خرچ کرنا، اس کے علاوہ دروغ گوئی، وظائف کی طمع باپ کی محبت میں مشکوک ہونا، ناقابلیت، درماندگی، اور قاصر لسانی، غرض ان وجوہ سے سلطان اس شخص سے سخت ناراض رہتے تھے، لیکن چونکہ یہ شخص سلطان اور اُن کے والد کے پرانے خادموں میں سے تھا، سلطان نے اپنی دلی نفرت پر تحمل کا پردہ ڈال کر۔ اس کو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، جب نفرت بہت بڑھ گئی اور بدگمانی پیدا ہوگئی تو سلطان نے اُس کو رندہ سے، باب مرینی کے طرف روانہ کر دیا تاکہ یہاں سے اس کا اثر زائل ہو جائے اور اس کو اس عہدے سے ہٹانے کے بعد مدتوں کے مرض کا پتہ لگایا جائے چنانچہ اُس کے چلے جانے کے بعد کام آسان ہوگیا اور آسانی کے ساتھ فتح حاصل ہوگئی۔

اُس نے ذلت انگیز حرص اور ہوائے نفس میں مبتلا ہو کر اپنی ذات کو حیثیت سے بہت زیادہ بڑا سمجھ لیا تھا، اور مال کے ذریعے سے جو اُس نے ظلم سے جمع کیا تھا اور جس کی وجہ سے اُس کو اور اُس کے بیٹے کو سلطان کے پاس آنا دشوار تھا اپنی ذاتِ خاص کے لئے کوشش کرنے پر آمادہ ہوا تھا، یہاں تک کہ اُس کو خبر ملی کہ سلطان کے معاملے نے پلٹا کھایا، اور تمام شہروں نے اُن کی اطاعت قبول کر لی، اب جو کچھ اس کے لئے مقدر ہو چکا تھا وہ آگے آیا اور تخت سلطنت کی طمع نے اُس کو نیچے گرا دیا، اور ناکامیابی کے جھنڈے کے نیچے رہ کر حرکت کرنے لگا۔

ساتھ رہنے کے اس زمانے میں اس کی مداخلت سے بادشاہ قشتالہ کو

امن و اطمینان ہوگیا اور اُس کی جاسوس متعین کرنے۔ امان حاصل کرنے بستی بسانے اور ایک مستقر بنانے کی تمام خواہشیں پوری ہوگئیں اور اُس کو یہ وہم ہوگیا کہ وہ اتنے دنوں زندہ رہے گا اور اتنی طویل عمر پائے گا کہ ایک بڑے بادشاہ کے درجے پر پہنچ کر مدت دراز تک اس سے متمتع ہوگا اور اس کی مدت حکومت اور حکومت اندلس میں اندھیرے کی سرداری کو بڑی وسعت حاصل ہوگی، غرض اس شخص کی کم عقلی اور بیحیائی و بے غیرتی سے بادشاہ مذکور کامیاب ہوگیا اور خود اُس نے سارے مراحل طے کر کے حسرت حاصل کی اور مکر و بات میں مبتلا ہوگیا۔

اور اُس کی بیجادست اندازیوں کی وجہ سے سلطان نے اُس کو وہیں مالقہ میں اقامت کرنے کا حکم دیا، پھر اُس نے شرمندہ ہوکر اپنے وطن میں اقامت کی اجازت طلب کی، سلطان نے درگزر کر کے اُس کے مرض کا علاج کرنے کے لئے اُس کو گھر کی طرف روانہ کر دیا پھر جب اُس کو افاقہ ہوگیا تو اس کو اُس کی حد پر روک دیا، اور اپنا کوئی کام اُس کے سپرد نہیں کیا۔ تب اس نے اپنے حلقوں میں اُن کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کر دی اور بادشاہ قشتالہ کے پاس جا کر شکوہ و شکایت کرنے لگا، اور قلعے میں یا دلیہ کی سکونت پر سخت ملول تھا۔

اب سلطان کو اُس کے معاملے میں شبہ پیدا ہوا، اس کی حالت قابل توجہ معلوم ہوئی، اور انھوں نے اُس کو اور اُس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا، اور افراط غضب کے باعث دونوں کو مختلف قسم کی سزائیں دیں اور اوایل ماہ رمضان ۷۶۳ھ میں دونوں ٹیونس کی طرف جلاوطن کر دئیے گئے۔ پھر جب وہ حج سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ بجایۂ مغرب کی بادشاہی حکومت اچھی طرح جم چکی ہے اور وہاں اس کی پیش نہیں چل سکتی تو یہ نصرانیوں کے جوار میں چلا گیا جہاں اس کے سلف جا چکے تھے اور حج کی راہ کے غبار کو صلیبوں پر جھاڑتا ہوا اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد کافروں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوا، دریا عبور کر کے برشلونہ پہنچ گیا، پھر برشلونہ کا سفیر ہو کر مسلمانوں میں فساد پھیلانے کی غرض سے، باب مغرب سے علیحدہ ہوا لیکن اپنے قصد میں کامیاب نہیں ہوا اور جب اس تدبیر میں بھی ناکام رہا تو بیٹھ گیا اور صاحب قشتالہ سے مل کر اُس کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ترغیب دینے لگا لیکن گرفتار ہوگیا اور قاس میں

مجرمین کے ساتھ قید کر دیا گیا چنانچہ اس وقت اُسی حال میں ہے۔ اور ہم اللہ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے اُس کا حال بیان کرنے میں بے انصافی نہیں کی ہے ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا

ہم جب سلطان کی خدمت میں پہونچے اور اقبال وعزت کی حالت میں اُن سے مل کر اور اُن کو اپنے تخت سلطنت پر دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، اسوقت بعد ادائے ماوجب ہم نے اپنے دلی خیالات اُن پر ظاہر کیے اور اپنا مافی الضمیر عرض کر کے، یہ درخواست کی کہ ہم نے اللہ سے نذر مانی اور ادائے حج شریف کی نیت کی ہے، ہماری درخواست پر سلطان نے نہایت اصرار کے ساتھ ہم پر یہ ثابت کیا اور جتلایا کہ اس وقت اُن کی وزارت سب سے بڑی نیکی ہے اور اپنے دستِ خاص سے ایک عہدنامہ لکھ کر، ہم کو اُس کی توثیق پر مجبور کیا، اور اعیان سلطنت میں سے جو لوگ موجود تھے اُن سب کو اُس پر شاہد بنایا، اس معاہدے کی میعاد دو سال تھی اور اس سے زیادہ کے لئے شعیب علیہ السلام کی اقتدا کی گئی تھی۔

پھر اس کے بعد اپنی تمام تجویزیں مجھ پر ظاہر کیں، اور اپنے فیصلے کو میری رائے کے تحت کر دیا اور اپنے حلم سے میری غلطیوں پر پردہ ڈالتے، میری روک ٹوک سے اپنے خواہشات ترک کرتے میری نصیحت قبول کرتے رہے، اور میرے علیحدگی کے قصد کو دوسری دفعہ بھی نامنظور کیا، اور میرا مشورہ قبول کرنے کا اقرار کیا، تب ہم نے اللہ سے مدد مانگ کر لوجہ اللہ اس کو قبول کر لیا، سلطان نے میرے مقابلہ میں اپنے لئے حق کے واسطے جہاد کرنا اختیار کیا اور اپنی دنیا میرے حوالے کر دی، اور جن جن چیزوں کے وہ مالک تھے، اُن سب پر مجھکو حاکم بنا دیا، اور اس وقت تک اپنے امر پر مجھکو غالب رکھا ہے واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ۔

آج کی تاریخ تک، اس دربار میں میرے قیام کا ایک ایسا زمانہ پورا ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ سے خیر و برکت کو جاری کرایا، نیک چلنی کو رواج دیا، ہوسناکی کو دفع کیا، بلکہ اس کو ترک، اور متانت کو شعار بنایا، دین کی خیرخواہی قلعوں کا استحکام، خراج کی حفاظت، وظیفہ پانے والوں کے ساتھ انصاف، دشمن کا مقابلہ، کانوں کو حق کی آواز سے بھر دینا، آنکھوں کو خواب غفلت سے جگانا، اور

مردانگی کا جوش پیدا کرنا، وغیرہ امور جو سب کو معلوم ہیں انجام پائے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے باطل کو گرانے، اللہ کا نام بلند کرنے، اتفاق و اتحاد پیدا کرنے، غربت کی راہ میں جائداد کو چھوڑ دینے، آرائش کو ترک کرنے بہترین اموال تقسیم کرنے، غنیمت سے بچ کر اللہ کے نام سے عزت حاصل کرنے رات عبادت میں بسر کرنے، مطالعے کی نشست گاہ کو بستر خواب بنانے اور مصلحت اسلام کے واسطے کام کرنے کی توفیق دی۔

اس مہربانی کا ثمرہ، اور اُس سعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کے مناقب کی شہرت آسمان کے کنارے تک پہونچ گئی، اور اُس کے آثار باقی اور اخبار گرامی اس وقت تک قائم اور نقل ہوتے رہیں گے، جب تک زمین کے اوپر آسمان قائم ہے، اور یہ شہرت اس حد کو پہونچگئی کہ اگر کوئی حاسد اُس سے انکار کرے، تو پھیلتی ہوئی روشنی اُس کو شرمندہ اور برستی ہوئی بارش اس کا ابطال کرے گی، اور بڑھتا ہوا سیلاب اُس کو ساکت کردے گا۔

سلطان کے ذاتی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ ایک جلیل القدر شخص اور شریفانہ القاب کے مستحق ہیں، اُن کا لباس خوشنما اور قیمتی ہوتا ہے، اُن کے دروازے پر اختلافات رفع ہوجاتے ہیں، وہ مجالس وعظ و مذاکرہ کو بہت پسند کرتے، اور اُن پر فخر کرتے ہیں، اور خاصانِ خدا کے سامنے حقارت دنیا سے متاثر ہوکر زار و قطار روتے ہیں، متعدد اوقات پر ایک مقررہ مقدار خیرات کرتے ہیں، اور ہر قمری مہینے میں انسداد مظالم کے لئے بذات خود سولہ دن اجلاس کرتے ہیں، ان دنوں میں یتیم بچے اور بیوہ عورتیں اُن کے پاس پہونچتے ہیں اور وہ کمزوروں کو خوش کرتے اور معذوروں کا انتظار کرتے ہیں، جاہلانہ بدتمیزی کو برداشت کرتے، ستم رسیدہ کے شکوے سے متاثر ہوتے اور سرداران فوج و پولیس کو تشدد کرنے پر سزا دیتے ہیں۔ اور قیدیوں کے ساتھ بھی بہترین سلوک کرتے ہیں، اُن کے حلم کے عجیب و غریب واقعات ہیں، اور ترک لذات میں وہ انتہا کو پہونچگئے ہیں بدلہ لینے کی خصلت سے نہایت نفرت رکھتے ہیں، گھوڑے پالنے مختلف اقسام کے ہتھیار فراہم کرنے، اور جہاد کو بذات خود انجام دینے کے بڑے مشتاق ہیں

بیع وشراء میں وقار قائم رکھتے ہیں، انھوں نے ایمانداری کی خصلت کو آزاد، اور مکر وفریب کے بازار کو سرد کر دیا ہے، چغلی سننے سے کان بند رکھتے ہیں۔ اور یہ حالت عنفوان شباب میں ہے، حالانکہ اثنائے زندگی میں تعدد نسواں، اور حالت امن وصلح میں بڑی بڑی لذتوں کے درپے رہنا، اور عشق بازی و ہوسناکی میں محو ہو جانا بادشاہوں کا نمایاں وصف رہتا ہے۔

قسم اللہ کی جس کے نام پر حقوق ادا کئے جاتے، عیوب پر پردے ڈالے جاتے، اور عہد استحکم کئے جاتے ہیں اور جس کے ذکر سے قلوب میں اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہم نے کبھی ان کی خوشامد نہیں کی، اور نہ نرمی و آشتی میں اُن کے افراط کو پسند کیا، اور نہ اُن کے مخالف خصائل ہیں، اور ہم کو اُن کی نصیحت قبول کر لینے اور مشورہ مان لینے اور رشد کے بڑھتے جانے کے ساتھ اخلاص کے بڑھتے جانے پر تعجب ہوتا تھا۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس خصلت ہیں برکت دے اور مسلمانوں کو ایسی پاکباز ذات سے متمتع ومسرور کرتا رہے اور ان نتائج کا بیان اور ان مجمل فضائل کی تفصیل اللہ سبحانہ کی مدد سے آیندہ کی جائے گی۔

اس وقت تک اس عہد و اثق کے مطابق کام چل رہا ہے جو سلطان کے ساتھ کیا تھا، یعنی میری طرف سے حتی الوسع ان کی اعانت کے فرایض کا ادا کیا جانا اور ان کی آسانی کے لئے امور سلطنت کی ذمہ داری کو اٹھا لینا، اور بقیہ امور میں انکی اطاعت کرنا، تاکہ ان کی تلوار جہاد کے لئے تیز رہے ان کا آئینۂ اخلاص زنگ آلود نہ ہو، ان کے عدل وانصاف میں کمی نہ واقع ہو، ان کی عظمت شان کا جو علم مجھ کو ہے اس کی نگہداشت ہوتی رہے، اور ان کے دارالسلطنت میں ان کی نیابت کماحقہ انجام پذیر ہوتی رہے اور ان کے ذخیرہ ومال کی حفاظت اور ان کے حرم اور اولاد کی علانیہ اور مخفی نگرانی ہوتی رہے، اور سینہ ہمیشہ ان کی فضیلت کے یقین اور انکی محبت سے معمور رہے اللہ میری نیت کو اپنی ذات کے واسطے خالص اور اپنے لئے مخصوص کر لے، میری قدر و منزلت اپنے یہاں زیادہ کرے میرے اعمال کو اپنے نزدیک شرف قبول بخشے اور میری موجودہ تگ و دو اور کوششوں کی مکافات یہ کرے کہ اپنے فضل وکرم سے میری تمنائے حج بیت اللہ اور زیارت رسول اللہ کو بر لائے

اس لئے کہ موت کی تیز رفتاری میں کہیں قیام نہیں ہے اور بڑھاپے کے بعد کوئی عذر نہیں ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اولاد

اس وقت تک سلطان کے چار اولادیں ہو چکی ہیں جن میں تین بیٹے ہیں یوسف بڑے بیٹے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کے بعد سعد، پھر نصر، اللہ نے ان سب کو کمال کے سانچے میں ڈھالا ہے، اگر تم اُن کو دیکھو تو بکھرے ہوئے موتی سمجھو اللہ ان سب کو اعلیٰ درجے کی سعادت سے بہرہ مند کرے، اُن کے مساعی کو آخرت کی نعمتوں کی طرف متوجہ کردے اور اپنے فضل و رحمت سے ہدایت کی راہ پر چلائے۔

قُضاۃ

سلطان نے واپس آکر پہلے قاضی ابوجعفر محمد بن محمد بن احمد ابن جزی کو جو ایک عالی خاندانی فقیہ اور نیک شخص تھے، قاضی مقرر کیا۔ جس وقت سلطان مالقہ پہونچے تھے، یہ متغلب کی طرف سے وہاں کے قاضی تھے، اور انھوں نے اپنے شہر کے پناہ گزینوں کو مدد پہونچانے اور لوگوں کو اُن کے ساتھ حسن خلق کی ترغیب دینے میں بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ کام کیا تھا، اور اس طرح سلطان کی خدمت میں ان کے رسوخ کی تجدید ہوگئی، اور اسی توجہ و التفات کی شکر گزاری کے خیال سے سلطان نے ان کو قاضی مقرر کیا اور انھوں نے خوش اسلوبی اور ایمانداری سے کام انجام دیا۔

پھر قاضی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن الحسن کو جو ایک عالیخاندان فقیہ ہیں مقرر کیا، یہ مالقہ کے عین الاعیان ہیں اور وہاں خصوصیت کے ساتھ سب سے زیادہ ان کی عزت کیجاتی ہے، اصالت میں اور سب کو چھوڑ کر سلطان کا ساتھ دینے اور طلب ملک میں اُن کے ہمرکاب رہنے اور اُن کے واسطے مصائب برداشت کرنے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں اور اس سلطنت کے فیض سے متمتع ہونے کا سب سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں۔ یہ نہایت عمدگی و راستبازی اور اعتدال

کے ساتھ کام کرتے ہیں بلکہ انھوں نے سارا بار خود اُٹھا لیا ہے، نہایت فصاحت و خوبی سے خطبہ دیتے ہیں، مشائخ کی عزت کرتے اور اُن کو راضی رکھتے ہیں، صفائی و پاکیزگی ان کا شعار ہے بے انتہا غور و فکر اور آہستگی سے کام کرتے ہیں، اور اس وجہ سے ان کی اصابت رائے پر سب لوگ متفق ہیں، اوقاف پر ہمیشہ نظر رکھتے ہیں اور ان کی نگرانی میں کبھی نہیں چوکتے، اللہ ان کا معین رہے۔

کتّابَ

سلطان نے کتابت کی خدمت پر فقیہ ابو عبد اللہ بن زمرک کو مامور کیا جو نہایت لائق اور بہت سے فنون کے ماہر ہیں، اور عیش و آرام چھوڑ کر طلب ملک میں سلطان کے ساتھ رہے تھے۔ آیندہ ان سب کا بیان کیا جائے گا۔

شیخ غزاۃ

شیخ ابوزکریا یحییٰ بن عمر بن عبد اللہ بن عبد الحق دولت اولیٰ میں شیخ الغزاۃ تھے، سلطان ان سے ناخوش تھے لیکن انھوں نے اس پیش قدمی میں مدد اور واپسی سلطنت میں سعی کی تھی، اس لئے سلطان نے رنجش کو دفع کر کے ان کو شیخ الغزاۃ اور ان کے بیٹے عثمان کو خاصے کی خدمت پر مقرر کر دیا، اور تیرھویں ماہ رمضان ۷۶۵ھ تک یہی حالت رہی، لیکن بتاریخ مذکور یہ سب لوگ گرفتار کر لئے گئے بباط سیاست کا یہ خانہ ایک مدت تک خالی رہا اور سلطان جس طرح پہلے وزارت کا کام بذات خود کرتے تھے اس عہدے کا کام بھی خود ہی انجام دیتے رہے۔

پھر اس عہدے پر شیخ ابو الحسن علی بن بدر الدین بن موسیٰ بن رحو بن عبد اللہ بن عبد الحق کو مقرر کیا، جن سے اس عہدے کا وعدہ کیا جا چکا تھا، یہ ایک قدیم الخدمت شخص تھے اور جس وقت سلطان حادثے کے جال سے بچ کر دادی آش میں پناہ گزیں ہو رہے تھے اُس وقت انھوں نے ابتدا سے سلطان کا ساتھ دیا تھا، صائب اور معتدل رائے رکھنے والے صاحبِ فضل و دیانت اور خصوصیت کے ساتھ نیک طینت شخص تھے۔ آخر محرم ۷۶۹ھ غزوۂ جیان سے واپس آنے تک یہ اس

عہدے پر رہے اور بستر مرض پر ان کا انتقال ہو گیا۔
پھر یہ منصب عبدالرحمن ابن امیر المسلمین ابو سعید عثمان ابن امیر المسلمین ابو یوسف یعقوب ابن عبدالحق کو دیا گیا، جو ایک امانت دار، تیز و چالاک، بہادر، نامور، ہمت و جرائت میں مشہور زمانہ، بڑے عالی خاندان شاہی نسل کے فرد ہیں، اور سلطان کو اپنے وطن میں غلبہ حاصل ہونے کے بعد، یہ مغرب سے سلطان کے پاس آگئے ہیں اور بیعت کر کے سلجماسہ اور مضافات سلجماسہ کے علاقے میں جو ان کے دادا کا وطن اور ان کے اسلاف کا ترکہ تھا مقیم ہو گئے ہیں۔
سلطان نے نہایت کشادہ دلی کے ساتھ ان کو قبول کیا اور اپنے قریب ایسی جگہ دی جو ان کے سے مرتبے والوں کے شایان شان ہے، اور ان کو نہایت بہتر حالت میں رکھا، پھر ان سے اس کام میں مدد لی، اور انھوں نے بھی اس اعزاز و اکرام کو حق بجانب ثابت کیا، ان کی ذات سے اس عہدے کی عزت بڑھ گئی اور اس وقت تک وہی اس عہدہ پر قائم ہیں، اللہ ان کے اسباب توفیق کا ولی بنا رہے۔

ظرائف و حسن توقیع

اس باب کی مثالیں اس قدر بڑھی ہوئی اور اس کثرت کے ساتھ ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اور قلیل سے کثیر کا حال معلوم ہو جاتا ہے، ایک دن سلطان گزر رہے اور ہمارے ساتھ ان کا لڑکا تھا، اور ہم وکالتاً اس کی طرف سے عذر کر رہے تھے، سلطان نے فرمایا، حسبنا اللہ و نعم الوکیل ظاہر ہے کہ یہ کیسی اعلیٰ درجے کی اور نادر توقیع ہے، سلطان کی مجلسیں روزانہ اس قسم کی توقیعات سے بھری رہتی ہیں۔

بادشاہانِ ہمعصر

مغرب میں سلطان جلیل ابوسالم ابراہیم بن سلطان ابوالحسن، بن ابوسعید عثمان، بن ابو یوسف، یعقوب بن عبدالحق، ملک کے حاکم ہو گئے جیسا کہ ان کے نام کے تحت بیان کیا جا چکا ہے، اور تمام امور ان کے قبضے میں آگئے اور لوگوں نے انکی اطاعت کا

مستحکم عہد و پیمان کر لیا، لیکن جو امیدیں ان سے وابستہ تھیں پوری نہیں ہوئیں اور
ملک پر ان کے ملازمین متولی ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے جس قدر ان کی
طرف میلان خاطر اور ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا کر دیا تھا اور لوگ ان کے باپ کے
ملک پر ان کو حاکم دیکھنا پسند کرتے تھے اسی درجہ ان کے مخالف ہو گئے اور ان کی
حکومت کو ناپسند کرنے اور ان کی لغزشوں پر نظر کرنے اور شوق سے ان کی شکایت
سننے لگے اور ان کی تباہی کے آرزومند ہو گئے اور اللہ نے ان کی حکومت کو برباد
کرنے اور ان کی حالت میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے، خائن، غدار، بدنفس، قدار
ناقۂ ملک اور صاعقۂ وطن، عمر بن عبداللہ بن علی وزیر کو آمادہ کیا اور جب سلطان موصوف
نئے شہر میں جو ان کا دار السلطنت اور ذخیرۂ و مال کے لئے ایک محفوظ مقام تھا گئے
اس وقت اس نے بغاوت کر دی اور شہر کا دروازہ ان کے واسطے بند کر کے ان
کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ایک ایسے شخص کے لئے جو ہر وقت تباہی کی منحوس
صدا لگاتا رہتا تھا شاہی خزانے کا دروازہ کھول دیا یعنی ان کے بھائی ابو عمر کے
نام سے جو ایک مجنون شخص تھا اور جس کے افاقے کی کوئی امید نہیں تھی دعوت قائم کی۔

یہ حالت اکیس ماہ ذی قعدہ ۷۶۲ھ کو چاشت کے وقت پیش آئی اور فوج
اور رؤسا سب سلطان ابو سالم سے علیحدہ ہو گئے اور زمانے نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا،
تمام دن وہ اس حالت کو برداشت کرتے رہے اور جب رات کی تاریکی چھا گئی تو جان بچا کر بھاگے اور وزیروں
اور خاصے کے لوگوں نے بھی انہیں چھوڑ دیا پھر انکا تعاقب کیا گیا اور جس گھر میں انھوں نے پناہ لی تھی تعاقب کرنے
والے وہاں پہونچے اور شہر کے باہر مقتل میں لا کر انکا سر کاٹا اسکو غدار کے سامنے لا کر پیش کر دیا۔

سلطان ممدوح مترجم ان سے رخصت ہو کر ان کی مدد سے اندلس جا رہے تھے، اور
سلطان آٹھ مہینے ایک دن ان کے فیاضانہ استقبال و مہمان نوازی اور وطن کی طرف
واپس کرنے اور سارے اخراجات لازمی کا پورا بار اٹھا لینے کے ممنون احسان رہے۔

چوبیسویں صفر ۷۶۳ھ تک یہ دعوت جاری رہی، پھر اس غدار وزیر نے امیر محمد ابن
زیان ابن امیر ابو زید عبد الرحمن بن سلطان المعظم ابو الحسن کو، جو اس کے اغراض کے لئے ایک
مناسب شخص تھا پسند کیا، اور صاحب قشتالہ کے یہاں سے جہاں وہ اپنے چچا سلطان
ابو سالم کے وقت میں چلے گئے تھے، ایک حیلے سے ان کو بلایا یہ اپنی غرض میں کامیاب ہوا، اور

سب کام اُن کے نام سے انجام دینے لگا، اور اُن کے مجنون بھائی کو اُن کی جگہ پر واپس کر دیا۔
امیر مذکور کا سارا زمانہ اس حال میں گذرا کہ وہ بالکل مغلوب رہا اور شراب خواری میں اس درجہ منہمک ہوا کہ اس کی حالت بدتر ہو گئی اور وزیر اس سے سخت بیزار ہو گیا اور فوراً اس کو حیلے سے قتل کر ڈالا، وزیر نے امیر مذکور کے خادموں کو اشارہ کر دیا کہ اس کا گلا گھونٹ کر شراب کے برتنوں کے ساتھ اس کو محل کی کسی نالی میں ڈال دیں جس سے اس کے نشے میں ہلاک ہونے اور بدحواسی میں گر پڑنے کا خیال پیدا ہو اور اس کو نکالنے کے وقت گواہان عادل کے ساتھ خود کھڑا ہوا اور لوگوں کو اس کے عیوب کی طرف متوجہ کرتا رہا۔
اُسی دن سلطان ابو فارس عبد العزیز کی، جو اب اپنے والد سلطان ابو الحسن کے تنہا وارث رہ گئے تھے بیعت کر کے چاروں طرف اُن کی دعوت کی اطلاع بھیجدی سلطان ابو فارس ایک نہایت ذکی اور تیز فہم نوجوان تھے اور احتیاط میں مشہور تھے انھوں نے ابتدا ہی میں اس وزیر کو جو ان کے تخت سلطنت کے لئے خطرہ تھا اور احتمال تھا کہ آئندہ ان کے ساتھ بھی بدسلوکی کرے گا حیلے سے قتل کرا دیا، اور اُس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا، اللہ حکومت کے اوپر اُن کے اس احسان کی مکافات کرے۔ اشعار ذیل میں اس واقعے کا بیان ہے:—

لقد کان کالحجاج فی فتکاتہ	وہ اپنے مظالم میں حجاج کی شل تھا۔
تحاذرہ البراء دوماً وتخشاہ	بے گناہ اُس سے ہمیشہ خطرے میں رہتے اور ڈرتے تھے
تغدیٰ بہ عبد العزیز مبادراً	عبد العزیز نے سبقت کر کے اسکو سویرے پکڑ لیا
وعاجلہ من قبل ان یتعشاہ	اور قبل اس کے کہ وہ ان کو رات کو پکڑے انھوں نے جلدی کر کے اس کا کام تمام کرا دیا

اس کے بعد حق اُن کا ولی اور لا الہ الا ھو اُن کا مشیر ہوا، اور وہ آج تک مغرب کے سلطان ہیں، اور اس وقت اپنے بھائی سلطان ابو سالم کے بیٹے کے ساتھ جن کے لئے مراکش اور مضافات مراکش میں بیعت منعقد ہو گئی ہے، جنگ میں مصروف ہیں۔ اللہ اُن کے ذریعہ سے مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں اتفاق پیدا کرے اور فتنے کے ضرر سے بلاد و عباد کو محفوظ رکھے۔
تلمسان میں سلطان ابو حمو بن امیر ابو یعقوب یوسف ابن عبد الرحمٰن ابن

یحییٰ ابن یغمراسن بن زیان، جس طرح دولت اولیٰ کے وقت تھے آج بھی شریفانہ خصلتوں اور دانشمندی کے ساتھ اپنی حکومت پر حاوی اور جو کچھ اُن کے قبضے میں ہے اس کا کام بخوبی چلا رہے ہیں۔

تونس میں امیر ابو سالم ابراہیم بن امیر یحییٰ بن امیر ابو بکر بن ابو حفص ہیں جس طرح پر کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ملوک نصاریٰ

قشتالہ کا بادشاہ اس دور میں بھی وہی بطرہ ابن سلطان الہنشہ ابن ہراندہ ابن شانجہ ابن الہنشہ ابن ہراندہ تھا جس کا ذکر دولت اولیٰ میں ہو چکا ہے، بادشاہ مذکور نے سلطان کی مدد کی تھی اور خواہشمند تھا کہ اُن کو اپنے جہاز پر مغرب پہنچاوے اور جس دشمن نے اُن کے ملک پر قبضہ کر لیا تھا اُس کا اور اُس کے غدار رفقا، اور بدمعاش متبعین کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیجا تھا اس لئے اُس کے اور سلطان کے درمیان کامل صلح رہی اور نہایت مستحکم اور پائدار امن قائم رہا۔ اور وسط شعبان ۶۷ھ تک اس کا زمانہ ایک حالت سے گزرا۔

بادشاہ مذکور نے وسط شعبان ۶۷ھ میں حاکم برجلونہ کے ساتھ اس وجہ سے جنگ کی کہ حاکم مذکور نے شاہ موصوف کے بھائی لذریق کو جس کا لقب قمُل ہے اپنے علاقے میں سے ہو کر گزرنے کی اجازت دی تھی اور اُس کی مدد کی تھی اور حاکم مذکور کے بڑے بڑے شہروں اور مضبوط قلعوں پر قبضہ کر لیا اور لڑتے لڑتے دونوں فریق کا حال تباہ ہو گیا، ہر وقت کی نقل و حرکت سے اہل فوج کے قویٰ سست اور بیکار ہو گئے اور فوجی بھرتی سے ملک کی آبادی خراب ہو گئی اور اہل ملک کے دل اس کی طرف سے منحرف ہو کر اس کے بھائی کی طرف مائل ہو گئے تمام شہروں میں اُس کے بھائی کی حکومت کی تحریک جاری ہو گئی اور لوگ اُس کے بھائی کے طرفدار بن گئے۔

بادشاہ مذکور نے اپنی دار السلطنت اشبیلیہ پر قبضہ رکھنا چاہا، لیکن ۶۷ھ میں اشبیلیہ کے لوگ بھی برہم ہو گئے اور اُس کے اوپر ہتھیار اٹھا ہی چلے تھے کہ وہ خوف زدہ ہو کر وہاں سے نکل بھاگا، اور اپنے خاص لوگوں کی مدد سے ذخیرے میں سے جو کچھ

لے جا سکا ساتھ لیتا گیا، اپنے اہل و عیال کو بھی اشبیلیہ سے باہر بھیج دیا، غصہ و غم کے ساتھ اپنے محلوں کا لوٹا جانا منزلوں کا برباد ہونا اور خزانوں پر لوگوں کی دست درازی دیکھتا رہا اور اہل شہر نے اُس کو اس قدر سخت و سُست اور برا بھلا کہا جس سے زیادہ ممکن نہیں۔

بادشاہ مذکور نے اس کے بعد شاہ پرتگال کے پاس پناہ لینی چاہی لیکن پرتگال کے عوام کی رائے اُس کے والدین کے افعال کی وجہ سے اُس کے خلاف تھی اس لئے شاہ پرتگال نے اس کو پناہ دینا منظور نہیں کیا، تب اس نے ملک غلیسیہ کا قصد کیا اور اس کا بھائی لذریق اشبیلیہ میں داخل ہو کر ملک پر متولی ہو گیا، تمام شہروں نے لذریق کی اطاعت قبول کر لی، اور مسلمانوں نے اس انقلاب کے ابتدا میں سبقت کر کے اس کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ والحمد للہ

جب لذریق کی حکومت قایم ہو گئی تو وہ شاہ معزول کا پوری طرح استیصال کرنے کے لئے روانہ ہوا اور شاہ معزول غلیسیہ سے نکل کر دریائی سفر اختیار کیا اور قشتالہ کے رستوں سے دور جا کر ٹھہرا، اور خطۂ قشتالہ سے علٰحدہ ہٹ کر شاہ انکترہ کے بیٹے کے پاس جو برنسین کے لقب سے مشہور ہے اور جس کے ملک کی سرحد اور قشتالہ کے درمیان آٹھ دن کی مسافت ہے پناہ گزیں ہوا۔

شاہ انکترہ کے بیٹے نے معزول شاہ قشتالہ کو جوں ہی وہ اس سرزمین پر اُس سے ملا اپنی حمایت میں لے لیا اور اُس کے اور اپنے باپ کے درمیان سفیر بنا باپ (شاہ انکترہ) کو شاہ معزول کے ساتھ اس قدر ہمدردی ہو گئی کہ اُس نے بیٹے کی اجازت طلب کرنے اور شاہ معزول کی اعانت کرنے میں اپنی مرضی دریافت کرنے کو بھی ناپسند کیا۔

وفاداری اور ہمدردی کے ساتھ حمایت کرنے اور جوش حمیت میں جان تک کی پروا نہیں کرنے میں اس قوم کی حالت بھی قدیم عربوں کی عادت کی طرح عجیب و غریب ہے اور جنگ کے وقت ان کے حالات اور زیادہ تعجب انگیز ہو جاتے ہیں امیر و مامور سب کے سب پیادہ پا ہو کے لڑتے اور فتح یا موت پسند کرتے ہیں اور لڑتے وقت پرجوش گیت

گاتے جاتے ہیں، ان کے تیر اور کمان عربی سے جدا ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب زرہ پوش رہتے ہیں لگام کا استعمال نہیں کرتے اور ان کے ہاں ایک بالشت کے برابر پیچھے ہٹنا بھی گناہ عظیم اور ننگ و عار سمجھا جاتا ہے، حملہ کرتے وقت ان کے تیر انداز سواروں سے آگے رہتے ہیں یہ لوگ عجیب طرح پر جواہر سے آراستہ ہوتے ہیں اور چاندی کے اسباب نہایت کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

سترہ دن کے بعد معزول شاہ قشتالہ رئیس انیکترہ اور اُس کے بہت سے امرا کے ہمراہ واپس آیا، اور ان لوگوں نے شاہ مذکور کی اولاد اور ذخیرے کو رہن رکھکر اس کو زر کثیر قرض دیا، رئیس انیکترہ نے بذات خاص دو لاکھ دینار طلائی دیئے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی خاص تحایف اپنی اپنی طرف سے دیئے، اور وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنی ذات اور فوج پر ہر تیسرے روز فی سوار ایک دینار طلائی خرچ کرنے لگا۔

برشلونہ میں تیس ہزار سے زیادہ فوج جمع ہوئی اور چونکہ اس فوج کو رات کے وقت احدونیہ کی آبادی سے جس نے شاہ معزول کے بھائی کی اطاعت کرلی تھی گذرنا مشکل ہوا اس لئے اس قوم نے حاکم نبارہ سے راستہ دینے کی شرط پر صلح کرلی اور محلات (خیمہ و خرگاہ و سامان رسد وغیرہ) حدود قشتالہ و نبارہ کے درمیان نبارہ کی آبادی کے اندر رکھے گئے۔

قشتالہ کا نیا بادشاہ بھی ایک ایسی فوج کے ساتھ جو اس قسم کے شخص کے واسطے کبھی جمع نہیں ہوئی تھی شاہ معزول کے مقابلے میں آیا اور اپنی شہامت و عزت کے گھمنڈ میں ایک خندق کو عبور کر گیا جس کے آگے ایک دشوار گزار زمین تھی اور حملے کے وقت اس زمین سے باہر نہیں نکل سکا۔

روز شنبہ ششم اپریل عجمی مطابق شعبان سنہ ۷۶۷ھ کو فریقین کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی فرنگیوں کی فوج مذکور بڑے ملک سے آگے پیچھے تین صفوں میں مرتب ہو کر آئی تھی ان میں ایک شخص بھی سوار نہیں تھا سب کے سب پیادہ تھے اور امیر و مامور میں کوئی امتیاز نہیں تھا، سب کے ہاتھوں میں کلائی کے برابر موٹی لاٹھیاں تھیں، یہ لوگ لاٹھیوں کی نوک کو پیچھے کی طرف زمین پر رکھ کر آگے کی طرف ان کو سیدھا رکھتے

تھے اور دشمن کے چہرے اور اس کے گھوڑے کے سینے کا انھیں لاٹھیوں سے استقبال کرتے تھے، اور میدان جنگ میں انھیں کو ستون اور تکیہ گاہ بنا لیتے تھے اور اس لئے ان کو محلات (سامان سفر وغیرہ) کی احتیاج نہیں تھی، ان کے آگے تیر اندازوں اور زرہ پوش تبر برداروں کی بڑی جماعت تھی جس کا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے، ان کا بادشاہ فتح کی دعا مانگتا ہوا کئی میل ان کے ساتھ گیا لیکن دو میل چلنے کے بعد تھک گیا اور یہ لوگ اس کو خچر پر سوار کر کے اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے گئے۔

اور حریف کے مقدمے پر بادشاہ کے ساتھ برنوس کا بھائی الدگ اور برسی تھے اور عقب میں والفنذ تھا جو قندارمیاں کے لقب سے مشہور تھا، اور ان کے پیچھے بہت سے امرا تھے اور سب کے پیچھے گھوڑے تھے جن کی باگیں سائیس، غلام، اور دیگر خدام ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے، گھوڑوں کے پیچھے باربرداری کے جانور اور مویشی تھے اور ان مختلف قطعات کے درمیان جھنڈے اور آلات اور اسباب و سامان اور باجے وغیرہ تھے جن کا ذکر طویل ہے۔ (۲۶)

فنذ کے مقدمے پر موجودہ شاہ قشتالہ کا ایک بھائی شانجہ تھا، اس کے ساتھ قشتالہ کے اس قدر لوگ تھے جن سے سارا میدان اور پہاڑ بھر گیا تھا، ان کے پیچھے تقریباً پندرہ سو سواروں کا رسالہ تھا جو نہایت فربہ اندام غلیسی گھوڑوں پر سوار تھے، اور سر سے پاؤں تک زرہ سے ڈھکے ہوئے تھے، قلب میں عام رئیسوں اور سواروں اور ورق کے ساتھ جو آج کل فوج کے سپاہیوں سے زیادہ ہیں اس کا بھائی بطرہ تھا، اور ان سب کے پیچھے خود شاہ لذریق مختلف اقوام کے مخلوط لوگوں کے ساتھ تھا۔

فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور پہلے فرنگی تیر انداز اپنی زرہوں کے بھروسے پر آگے بڑھے اور فریق مخالف کے تیر انداز اور پیادے جوان کے مقابلے میں آئے مرعوب ہو کر پیچھے ہٹ گئے تب قشتالہ کے زرہ پوش سواروں نے ایسا حملہ کیا کہ میدانِ جنگ میں زلزلہ پڑ گیا اور جنگ کی آگ اس مقام تک پہونچ گئی جہاں برسی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا، برسی نے فوج والوں کو اس طرح ڈانٹا کہ ان لوگوں نے اس کی آواز سن لی، پھر تھوڑی سی خاک اٹھا کر

ملی اور اُس نے اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب نے تین تین لاٹھیاں توڑ ڈالیں غصے کے وقت لاٹھیاں توڑنا اس قوم کی عام عادت ہے اور اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب ایسی پیشقدمی کریں گے کہ پھر پیچھے نہ ہٹیںگے، برسی نے اپنے بھائی کے پاس جو مقدمہ پر تھا کہلا بھیجا کہ جس وقت تم اپنے نفس میں ضعف محسوس کرو اس وقت یہ خیال کرو کہ تم بادشاہ اینکہ رہ کے بیٹے ہو، پھر سب نے مل کر ایسا متحدہ حملہ کیا جلکی مقاومت دشمن کے زرہ پوش سوار نہ کر سکے، حملہ آوروں کے نیزے اُن کے سینوں میں پیوست ہو گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

قمط نے جب یہ دیکھا کہ اس کے بھائی کو شکست ہو گئی تو وہ قوم ارغون کو ساتھ لے کر جو اس کے ہمراہ تھی بہ ذاتِ خود آگے بڑھا اور اہل قشتالہ کو پکار کر کہنے لگا "دوستو عار سے بچو، دیکھو، ہم یہاں موجود ہیں" لیکن حالت سنبھل نہ سکی اور اُس کی فوج پیچھے ہٹ گئی، اس وقت وہ خود بھی اپنے چار جاں نثاروں کے ساتھ بھاگا اور اُس کے تمام مخصوصین قتل اور گرفتار ہو گئے، اُس کی فوج شکست کھا کر اُس وادی میں جا اُترے جو ان کے عقب میں تھی اور اس فوج کی ہلاکت کا یہ سب سے بڑا سبب ہو گیا، مشہور ہے کہ اس معرکے میں پچاس ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے اور قوم فاتح کو بہ تعداد کثیر اسلحۂ جنگ اور مال و اسباب ہاتھ لگا اور اس قدر قیدی ہاتھ آئے جن کے فدیے میں زر کثیر وصول ہونے کی امید قائم ہو گئی، قند شکست کھا کر ملک ارغون میں چلا گیا۔

قند کا بھائی بھی فوراً ملک غرانس سے نکل کر اس قوم کے ساتھ ان کی قابلِ تعریف سعی اور باعزت امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوا رات کے وقت ملک کی سرحد میں داخل ہو گیا اور اس قوم کے غلبے سے اس کو اس قدر خوف دامنگیر ہوا کہ اس نے ان لوگوں کو اس قدر مال دے کر جو ان کے اخراجات کے لئے کافی ہو ان سے اپنے ملک کے اندر چلے جانے کی اجازت چاہی اور ان لوگوں کا جو قرض اس کے ذمے تھا وہ بھی ادا کر دیا اور نہایت تیزی کے ساتھ اس حالت میں طلیطلہ پہونچا کہ اس کو اپنی نجات کا یقین نہیں تھا۔

طلیطلہ پہونچکر اس نے سلطان مترجم کو اس قوم کی قوت و سطوت سے مطلع کیا جس کا دریا اس وقت اُبل رہا تھا اور جس کا معاملہ بہت مشکل ہو گیا تھا، یہاں تک کہ

مسلمانوں کے استیصال کے متعلق جو شر و فساد کے خیالات اس قوم کے دل میں پوشیدہ تھے اُن کی بھی خبر دی اور جو وعدے ان لوگوں نے مسلمانوں کے استیصال کے متعلق کئے تھے ان کو بھی بیان کر دیا، حالانکہ اسی قوم نے اس کے لئے خرچ مہیا کیا تھا اور اس کو مدد دی تھی۔

بادشاہ مذکور طلیطلہ سے اشبیلیہ گیا اور تمام شہروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی، پھر اس نے ٹیکس اور محصول لگانا شروع کیا اور لوگوں کو دھمکایا کہ جرمانہ اور تاوان بھی وصول کیا جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس سے پھر نفرت کرنے لگے مطالبات ادا کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے عاملوں کو نکال باہر کیا اس فتنے کو محسوس کر کے وہ خود اشبیلیہ و اطراف اشبیلیہ میں قلعہ بند ہو گیا اور جو قوم اس کی مدد کے لئے آئی تھی بہت دیر تک انتظار کرنے کے بعد اپنے وطن واپس چلی گئی۔ سوار اس کی مدد سے پہلو تہی کرنے لگے اور ملازمین بے اعتنائی سے پیش آنے لگے اور کھلے بندوں مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

سب سے پہلے شہر جیان نے اس کے عزل اور اس کے مغلوب بھائی کی تجدید اطاعت کا اعلان کیا اور اسی وقت سلطان مترجم نے مسلمانوں کو جمع کر کے شہر جیان پر حملہ کر دیا اور لڑ کر شہر میں داخل ہو گیا اور شہر مذکور کو لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا جس کا ذکر حسب موقع کیا گیا ہے، پھر شہر ابدہ کا بھی جو جیان ہی کی طرح مخالفت کر رہا تھا یہی حال کیا گیا، والحمد للہ۔ شہر قرطبہ میں بھی بادشاہ مذکور کی مخالفت کی گئی، چنانچہ اس کے چند بڑے بڑے مخالفین قرطبہ میں جا کر ٹھہرے ہیں اور وہاں سے اس کے بھائی کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں اور کوشش میں ہیں کہ وہ جلد آ جائے معلوم ہوا ہے کہ وہ سرزمین برغش میں پہونچ گیا ہے اور دونوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ اللہ اسلام کا بول بالا کرے اور اللہ وحدہ کی ہیبت سب پر غالب ہے۔

ہم نے رومیوں کے یہ حالات اس قدر تفصیل کے ساتھ اس لئے بیان کئے کہ ان میں تاریخی ندرت ہے، اور مقصود یہ ہے کہ قوم مذکور اور اس قسم کے دوسرے اقوام کے خطرے سے واقفیت ہو جائے اور ان سے احتیاط رکھی جائے، اللہ ہی کا فضل مومنوں کا مددگار ہے۔

ملک ارغون کا بادشاہ اس وقت بھی وہی شخص ہے جو دور اول میں تھا۔

(۲۸)

موجودہ عہد حکومت کے بعض کارنامے

جہاد اکبر یعنی جہاد نفس کے حالات میں سے ایک واقعہ جو اصل میں غصہ ضبط کرنے کی ایک مثال ہے یہ ہے کہ جب حادثہ پیش آیا اور سلطان آزمائش میں مبتلا ہو کر اُس حالت میں کہ اپنی ذات کے سوا دوسری کوئی چیز ان کے قبضے میں نہ تھی وادی آش میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جو بجائے خود ایک طویل داستان ہے تو اس وقت انھوں نے قصبہ مریہ میں ایک شخص کے پاس جو اُن کا معتمد علیہ تھا پیام بھیجا اور اللہ کا واسطہ دے کر اُس سے اپنے لئے سدرمق طلب کیا، اور اپنے حقوق کا لحاظ رکھنے اور وفاداری اور امانت داری پر قائم اور ثابت قدم رہنے کے لئے اُس کی بڑی تالیف و خوشامد کی قصبہ مریہ اُس وقت سلطنت کا قلعہ تھا اور امید تھی کہ یہ قصبہ ہر طرح مطیع و فرماں بردار رہے گا، وہ ایک محفوظ مقام تھا اور اموال خراج اور ہر قسم کے ساز و سامان کا مخزن تھا، اور سلطان کا مستقر بن گیا تھا، اُس کے اور باغی کے درمیان ایک سدّ حائل تھی اور شرعاً وہاں کے باشندوں کی بیعت کی ایک شرط بھی منسوخ نہیں ہوئی تھی، لیکن باوجود اس کے شخص مذکور نے سلطان کے پیام کا نہایت برا جواب دیا، قاصد کو تہ خانے میں قید کر دیا اور خود وہاں سے نکل کر دشمن کے پاس چلا گیا اور بغاوت میں اس کا مشیر خاص بن گیا، با ایں ہمہ جب اللہ نے معاملے کی حالت بدل دی اور سلطنت پراز سرِ نو سلطان کا قبضہ ہوا اُس وقت سلطان نے شخص مذکور کا وظیفہ علی حالہ جاری رکھا۔

حکومت کے دوسرے دور میں ذلیل برکی نے بعض اہل قرابت کے نام سے شورش برپا کی اور اللہ نے اُس کو ناکام رکھا اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد اس فتنہ و فساد کو رفع کر دیا اور سلطنت کو غالب و کامیاب رکھا اور جب برکی مذکور پوری طرح سلطان کے قبضے میں آگیا تو اُس وقت سلطان نے اُس کو چھوڑ دیا اور اس کو زندہ رکھنے میں مصلحت عامہ کی رعایت کو ہر دوسرے خیال پر غالب رکھا، ایسا تعجب انگیز حلم اُسی شخص سے صادر ہو سکتا ہے جس کا کام محض جزائے آخرت اور رضائے الٰہی کی طلب پر مبنی ہو۔

اور جب الزام وارتکاب جرم ثابت ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ ملزمین اہل قرابت سے ہیں تو یہ سب لوگ آرام کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کر دیئے گئے ان لوگوں کے لئے جو وظیفے مقرر تھے اور خاص خاص مواقع پر جو حقوق اُن کو دیئے گئے تھے وہ سب کے سب اُن کے اخلاف کے نام جاری کر دیئے گئے اور جو لوگ ان میں ضعیف تھے ان کی امداد و اعانت کا وعدہ کیا گیا، اور اراضی و مکانات کی قسم کی چیزوں سے جن کا فائدہ سارے خاندان کو پہونچتا تھا کچھ تعرض نہیں کیا گیا اور ان کی اولاد اور اہل وعیال کو ان کی خواہش وتمنا کے موافق اُن کے پاس پہونچا دیا گیا۔

اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ جس سے سلطان کی نرم دلی اور انصاف پسندی ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ جب عامرین اور ان کاشتکاروں نے جو سلطان کی جائداد خالصہ کے قریب سکونت رکھتے ہیں، قاضی شہر کے اجلاس میں کنارہ وادی کی اُس آراضی کا دعویٰ دائر کیا جو سرحد جوار پر واقع ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اُس جائداد پر بھی دعویٰ کر دیا جو سلطان کی ذاتی جائداد ہے اور ان کو اپنے اسلاف کرام سے وراثتاً ملی ہے تو ان کاشتکاروں کے مقابلہ میں جواب دہی کرنے کے لئے وکیل سلطنت ان کے ساتھ کھڑا ہوا۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ اُس تاجر کا قصہ ہے جو وادی آش کا باشندہ اور حاجی لباس کے نام سے معروف تھا، سلطان کے محل میں تاجر مذکور کے یہاں سے ایک رومی جاریہ ضمانت وغیرہ ادا نہ کرنے کے سلسلے میں کسی طرح آگئی اور لڑکے کی پرورش کرنے کی خدمت تک ترقی کر کے مرضعات میں داخل ہو گئی، تاجر کو اس جاریہ کے کے ساتھ محبت تھی جو جدا ہونے کے بعد بھی قائم رہی اور اس کا عشق بڑھتا گیا، تاجر کا حال اور اس کے عشق و محبت کی خبر جب سلطان تک پہونچی اور جاریہ پر تاجر کا عاشق ہونا ان کے نزدیک ثابت ہو گیا اور اس قسم کے مواقع پر بادشاہان سلف سے جو روایتیں منقول ہیں ہیں نے ان کی طرف اشارہ کیا اُس وقت سب سے پہلے خود سلطان جاریہ کو محل سے نکالنے پر مستعد ہوئے اور اس کو مجبور کر کے بہتر ہیئت ولباس میں محل سے علٰحدہ کر دیا، چنانچہ وہ اپنے عاشق بے خود کے قبضے میں آگئی حالانکہ عاشق کی سانس آہستہ چلنے لگی تھی اور اس کے حواس بے کار ہو گئے تھے اور

قریب تھا کہ اس کا اب ملنا اُس کے لئے شادی مرگ کا سبب ہو جائے۔ سلطان کی زندگی میں اس قسم کی مثالیں متعدد ہیں۔

صدقہ و احسان کیے کاموں میں سے جہاد نفس کا ایک کام جس کو خرق عادت سمجھنا چاہیے شفاخانۂ اعظم کی تعمیر ہے یہ شفاخانہ اُن دور افتادہ ممالک کی زینت اور اس مدینۂ فاضلہ کے لئے وجہ فضیلت ہے اور باوجود اس کی ضرورت و حاجت کے بدیہی ہونے کے فتح اول کے وقت سے آج تک کسی کو اُس طرف توجہ نہیں ہوئی تھی، سلطان کو ان کی دینی ہمت اور خالص تقوے نے اس پر آمادہ کیا، اور سلطان نے اس عمارت کو جلالت تعمیر کثرت مساکن کشادگی صحن روانیٔ آب و لطافت ہوا، اور حوض و وضو گاہ کے تعدد نیز ہر جگہ کمال صنعت اور حسن ترتیب کے موجود ہونے کے لحاظ سے ایک ایسی قابل دید عمارت اور ایک ایسا مجموعۂ حسن و خوبی بنادیا کہ اس کو دیکھنے کے لئے اندلس کا سفر کیا جاتا ہے، اور یہ شفاخانہ اپنے صحن کی وسعت، ہوا کی پاکیزگی، بالو اور سیاہ پتھر کیے بنے ہوئے فواروں کی جولانیوں، دریا کے مچل مچل کر بہنے اور بادصبا سے درختوں کے جھومتے رہنے کے لحاظ سے مصر کے شفاخانے پر ترجیح رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ بادشاہوں کے عادت و دستور کے مطابق اس سلسلے میں سلطان کے اسم گرامی کا نقش اضافہ کرنے اور دائمی یادگار قائم کرنے کے لئے قلب شہر میں حجرے اور مدفن کے گرد احاطہ بنادیا گیا شب و روز قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھنے کی غرض سے جو مدارس اور خانقاہیں ہم نے اُن کے حکم سے بنوائیں اور اُن کی رائے کے مطابق تکمیل کو پہنچائے اور انھوں نے میرے ساتھ موافقت کی اور اُن کو پسند کیا وہ سب کی سب سلطان ہی کے فیاضی اور اولوالعزمی کے کاموں میں داخل ہیں۔

اور اس کی دلیل جس سے سلطان کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آجاتا ہے جبل فتح کی امداد کا واقعہ ہے، باوجودیکہ جبل فتح ایک دوسرے بادشاہ کے علاقے میں واقع ہے اور سلطان کے دائرہ حکومت سے خارج ہے، لیکن سلطان راتوں رات تیزی سے سفر کرکے اور دور دراز راہ طے کرکے وہاں پہنچ گئے اور اُس کی اعانت اور اُس کے حدود اور قلعوں کی حفاظت کے ایسے کام انجام دیے جس سے دشمن کی حرص و طمع کا استیصال اور خاتمہ ہوگیا، اور اس مہم پر اس قدر مال صرف کیا جس کی

کنجیوں کا بار اٹھانا ایک مضبوط جماعت کے لئے بھی مشکل ہے اور اس میں عجلت اس خیال سے کی گئی کہ دشمن کے جبل پر قبضہ کر لینے کا احتمال تھا اور سلطان کے پاس خوراک پہونچانے کا کرایہ بحساب فی رطل سوا درہم خرچ ہوا جو ایک بے مثل نقع کثیر اور فتوے کی ایک خاص جدت تھی۔

دشمن اسلام کے مقابلے کے لئے استعداد و طیاری کے متعلق ایک خارق عادت جہاد نفس یہ ہے کہ اس قلیل مدت اور مختصر زمانے میں سلطان نے اُن شہروں میں جو دشمن کے علاقے سے متصل ہیں اور جن کی سرحدیں دشمن کی سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں اور جہاں دشمن کی رہگزر قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ فتنہ و فساد ہوتا رہتا ہے بائیس قلعے بنا کر امن عام قائم کر دیا ہے۔ جن میں سے ایک قلعۂ ارجونہ ہے جو بالکل ویران ہو گیا تھا، اس قصبے کی تجدید اور وہاں پانی کا خزانہ بنانے میں تقریباً بیس ہزار اشرفیاں خرچ ہوئیں، اور آج یہ قلعہ دشمن کے لئے قیام غیظ و غم اور مسلمانوں کے واسطے جائے پناہ ہے۔ دوسرا قلعہ حصن آش ہے جس پہاڑ پر یہ قلعہ واقع ہے اُس کے اطراف و جوانب کے درمیان بہت فاصلہ ہے باوجود اس کے اس کے پہاڑ کو دیواروں اور برجوں سے بہت مستحکم کر دیا گیا ہے اور اس کے اندر پانی کی نہریں جاری کی ہیں اور اس کے گرد ایک بڑی خندق کھدوادی گئی ہے نیز سلطان نے وہاں ایسی یادگاریں چھوڑی ہیں جو بہت مشہور ہیں اور جن سے اللہ کے واسطے کام کرنے کی قوت اور اسلام کے ساتھ اُن کی عقیدت ثابت ہوتی ہے۔

سلطان نے پھر اس سلسلۂ کار کا قلعۂ حمراء کو مضبوط و مستحکم بنانے پر خاتمہ کیا، جو دار السلطنت کا سر اسلام کا ماوئی سلطنت کا ملجا عہد و پیمان کا محل اور ذخیرہ و مال کی حفاظت کا مقام ہے، اس سے قبل قلعۂ حمراء ایک چٹیل میدان اور ویران و غیر آباد مقام بن گیا تھا، لیکن آج وہ عروس بنا ہوا پہاڑ کی چوٹی پر جلوہ گر ہے اور ستاروں سے باتیں کر رہا ہے، اس کی تعمیر سے زلزلے ساکن اور طمع کے ستارے غروب ہو گئے، جبایۃ کا مال جو اس عہد میں مصلحتاً دیگر اموال سے جدا کر دیا گیا ہے اور خراج نقد، القاب کے دفتر، خزانے کے بہترین اور قیمتی

اشیاء سب وہاں منتقل کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تقریباً اسّی سال سے کبھی نہیں ہوا تھا والحمد للہ

اسلامی بیڑے کی اصلاح و درستی اور افواج و عساکر بری و بحری کے اسباب ضعف کو رفع کرنے کی یہ حالت ہے کہ جہازوں کا بیڑہ اس عہد میں نہایت بہتر حالت میں ہے اور ہر وقت حملے کے لئے طیار رہتا ہے، دشمن اُس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں، وہ ہمیشہ گشت لگاتا رہتا ہے اور کسی ایک جگہ مستقل قیام نہیں کرتا اور ہر وقت جہاد کے لئے آمادہ رہتا ہے، وہ متعدد لڑائیاں لڑ چکا ہے اور اُس کے جہاز تمام سمندروں کا دورہ کر چکے ہیں اور اُن کی گہرائی سے پوری طرح آشنا ہیں۔ والحمد للہ

مجاہدین کے وظائف میں پہلے امساک باراں سے قطع و برید ہوا کرتی تھی اور کثرت باراں سے بھی کمی کر دی جاتی تھی، لیکن اب خزانہ ہمیشہ سونے چاندی سے بھرا رہتا ہے اور مجاہدین کو پیشگی وظایف بھی ملتے رہتے ہیں۔

بذات خود جہاد میں شرکت کرنے اور اللہ کی راہ میں جان بازی دکھانے کے واقعات جو جہاد نفس کا نتیجہ ہیں اس قدر ہیں جن پر کسی دلیل کی حاجت نہیں منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ ثغر خارج کی طرف سے جو ہمیشہ مسلمانوں کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے، حصن آش پر حملے کا خوف تھا اس لئے ثغر خارج کو فتح کر لینے کا ارادہ کیا گیا، سلطان اس مہم کے مشورے میں شریک نہیں تھے اور اس کو فتح کرنا سخت مشکل ہو گیا تھا، اس وقت سلطان سخت گرمی کے دنوں میں لوگوں کو مقاتلے کی ترغیب دینے اور ان کی مدد کرنے کے لئے خود وہاں پہونچ گئے اور عام سپاہیوں کے دوش بہ دوش آگ کے شعلوں ہتیاروں کی جھنکاروں اور دھوئیں کی آندھیوں کو برداشت کرتے رہے اور بذات خاص جنگ آوروں کی ہمت افزائی اور زخمیوں کی تیمار داری کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اُن کے عزم کو استقلال کی بدولت ثغر مذکور کو اُن کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔

ثغر مذکور سردار روم کے محل اقامت سے قریب ہے اور گمان غالب تھا کہ اس کی طرف سے فوراً اُسے واپس لینے کی کوشش کی جائے گی اس لئے سلطان

اپنے ہاتھ سے اُس کی دیوار کو منہدم کرنے اور اُس کے شگاف کو بند کرنے میں مصروف ہو گئے، پتھر اُن کی طرف بڑھائے جاتے تھے اور گلاوہ اُن کو دیا جاتا تھا اور وہ مزدوروں کے ساتھ مل کر یہ سب کام انجام دیتے تھے، پھر یہ فعل دوسرے بادشاہوں کے لئے بھی ایک عام قانون بن گیا جس کا ذکر باب جہاد میں کیا جائے گا۔

اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے متعلق جہاد اکبر کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی کہ اُس حصۂ ملک کے استیصال کے لئے فرانسیسی قوم حملہ کرنے والی ہے "وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ" تو اُس وقت عام مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے امر معروف اور نہیٔ منکر کے طریقے پر جمہور اہل اسلام کے نام اس حکومت کی طرف سے ایک فرمان صادر ہوا، جس کی فصاحت و بلاغت سے بڑے بڑے خطیب متحیر اور کامل انشا پرداز متعجب ہو گئے۔ فرمان مذکور کے الفاظ حسب ذیل ہیں:—

"امیر المسلمین عبداللہ محمد بن مولانا امیر المسلمین ابو الحجاج ابن مولانا امیر المسلمین ابو الولید نصر کی طرف سے (اللہ اُن کی تائید اور مدد کرے اور اُن کے امر کو قوت دے اور ان کے اثر کو ہمیشہ قایم رکھے) اپنے دوستوں کے نام"

چونکہ ہمارے یہ دوست فہم صحیح سے کام نہیں لیتے اور ان کے ہر نوع و جنس پر غفلت مستولی ہو رہی ہے اس لئے ہم ان لوگوں کو خواب غفلت سے جگاتے اور ایسے امر کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو اُن کے ایمان کو ریب و شک سے پاک اور اُنکے ظاہر و باطن کو خالص کر دے، اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری اور اُن کی لغزشوں سے درگزر کرے اور مصائب کی گردشوں سے ہم لوگوں کو بچالے اور تباہی و بربادی کے ہاتھوں کو جو تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں روک دے۔"

"فلاں مقام والوں کے نام، اللہ اس غریب گروہ کی طرف سے مدافعت کرے، اور ان کے اہل و عیال پر اپنا لطف و کرم رکھے اور اپنے کرشمۂ قدرت سے ان کی خبر گیری کرے، سلامٌ علیکم اجمعین و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ" (تم سب لوگوں پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

اللہ کی حمد کے بعد جس کا کوئی شریک نہیں اور جس کے سوا ہمارا کوئی سہارا

نہیں وہ اللہ جو مومنوں کے دلوں کو امتحان کر کے دیکھتا ہے کہ برداشت کرنے کی طاقت کس میں زیادہ ہے، اور کامل درجے کا صبر کس میں پایا جاتا ہے، تاکہ جو لوگ ہدایت پر ہیں ان کی ہدایت میں غلو کرے، اور درود وسلام نازل ہو ہمارے سردار و آقا محمدؐ پر جنھوں نے ہلاکت سے نجات دلائی اور جو شخص دشمنوں کے سر و پر ضرب لگاتا ہوا جنگ کریں اور ان لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے لئے بیٹا قرار دے رکھا ہے ان سے جہاد کریں۔ اس کی شفاعت کے کفیل ہوئے اور اللہ راضی ہو ان کی آل سے جو آسمان ملت کے ستون تھے اور باوجود اس کے کہ وہ تعداد میں تھوڑے تھے بڑی بڑی فوجوں سے خوف زدہ نہیں ہوئے اور غیر مسلموں سے اگرچہ ان کی جماعت بہت بڑی اور تعداد بہت زیادہ تھی مرعوب نہیں ہوئے ایسا درود جس کو کبھی انقطاع نہ ہو اور ایسی رضا جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

"یہ مکتوب ہم تم لوگوں کی طرف۔ (اللہ تم لوگوں کا نام ان لوگوں کے زمرے میں لکھے جن کا دل اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں غضب اور حمیت سے بھر جاتا ہے اور جن کی تیر فکر کا نشانہ ہمیشہ حق وصواب کی جانب ہوتا ہے اور جن کا کوئی تیر ہدف اور نشانے سے خطا نہیں کرتا) اس حالت میں لکھ رہے ہیں کہ ہم کو ایک ایسی خبر ملی ہے جس سے تم لوگوں کو آگاہ کرنا اور گہری نیند سے جگا کر تم لوگوں کے اختلافات باہمی کو رفع کرنا اور خوفناک وہیب مصائب کے مقابلے کے لئے تم لوگوں کو آمادہ کرنا، اسلام کی خیر خواہی، اور عہد و ذمہ کی نگہداشت، اور اللہ کی طرف سے امام پر مقتدی کے جو حقوق ہوتے ہیں ان سب کے لحاظ سے ہم پر واجب ہے۔

"وہ خبر یہ ہے کہ دین عیسوی کے سب سے بڑے سردار نے جس کے عیسائی اس درجہ فرماں بردار ہیں کہ جس سے بھی دوستی یا دشمنی کرتے ہیں اسی کے حکم واجازت سے کرتے ہیں اور جس وقت اس کی صلیب کو دیکھتے ہیں تکبیر کہتے ہوئے اس کو سجدہ کرتے ہیں جب یہ دیکھا کہ باہمی اختلاف ونزاع نے اس کے گروہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھالیا اور اس طرح ہضم کر لیا ہے کہ نہ رگ پٹھے کو باقی

چھوڑا ہے نہ ہڈی کو اور جو نظم و ترتیب ان لوگوں میں تھی اس کو منتشر کر دیا ہے
تو اس نے غور کیا کہ کس طرح ان کے افتراق کو مٹا کر ان کو ایک مرکز پر جمع کرے
اور جو چیز انھیں نقصان پہونچا رہی ہے اسے رفع کرے اور تفرق و انتشار نے
جو سوراخ ان کے جہاز میں پیدا کر دیا ہے اس کی مرمت و اصلاح کرے، اور اسی
کے ساتھ اس نے غور کیا کہ ایک ایسی قوم کے لئے جو پانی کے قطرات کی طرح
کثیر التعداد ہے اور اپنے تمام حالات و معاملات میں اطاعت کی خوگر ہے، نجات
کا صرف یہ طریقہ ہے کہ یہ تمام متفرق جماعتیں اپنی قوم کے اس شخص کی اطاعت
اختیار کر لیں جس کو سردار مذکور منتخب کر دے، اور اس کے زیر اثر سب ایک
جماعت بن کر مسلمانوں کے مختصر اور کمزور گردہ پر دفعتاً اس طرح حملہ کر دیں کہ
گویا قیامت آ گئی، اور تمام شہروں سے نیز وہاں کے لوگوں سے اور نئی اور
پرانی ہر چیز سے ان کا تعلق منقطع کر دیں، اللہ ان لوگوں کو ناکامیاب رکھے، اور
ہم لوگوں سے یہ مصیبت جس کے دفع کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے دفع کرے
اور اپنی عادت کے موافق ہمارے لئے کوئی بہتر راہ کھولے کہ اس کے مقابلے
میں کوئی راہ بند نہیں ہے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان غافل ہیں اور خطرۂ ہلاکت سے آگاہ کرنے
والے کی بات نہیں سنتے، اور ہم کو زیادہ تردد ان لوگوں کا ہے جو دریا کی دوسرے
جانب آباد ہیں اور جن کا بڑا حصہ کافروں کی سرزمین پر بس چکا ہے، اور ہم چاہتے
ہیں کہ اس موعظت کے ذریعے سے ان لوگوں میں ایسی حرکت پیدا کر دیں
جس سے ان کی چشم بصیرت میں روشنی آجائے اور اس حالت میں جب کہ ان کو اور
کچھ مدد نہیں دی جا سکتی ان کے دل میں اللہ سے مدد طلب کرنے کا خیال پیدا ہو جائے
اللہ تضرع و انکسار کے ذریعہ سے دلوں کی اصلاح کرے اور مشکلیں آسان
کر دے، اور دائیں جانب والی قوم کو بائیں جانب والی قوم سے مدد پہونچا دے
ورنہ دنیا اور آخرت میں خسارہ مقدر ہو چکا ہے۔ اس لیے کہ جس شخص پر اس کے دین
کا دشمن غالب آجائے اور وہ اللہ کی طرف سے برگشتہ اور مال کی محبت میں منہمک
ہو فسق و فجور میں شہرت رکھتا ہو اور ایسے مال و متاع پر جو زائل ہو جانے والا ہے

حریص ہو تو کوئی شبہ نہیں کہ شیطان اس کو پیشانی کے بل گرا چکا ہے، اور دنیا اور آخرت دونوں جگہ کے خسارے میں ہے وذالک ھو الخسران المبین اور جس شخص کے متعلق اللہ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے اور اس کے لئے جد وجہد کرے، اور معبود واحد کے سوا کسی دوسرے کی بندگی نہ کرے یہ شخص شہوات نفس سے جو عالم جاودانی میں مہلک ہوتے ہیں باز رہتا ہے جس سے اس کو وجود اور بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے یا دشمن پر جو اس کے مقابلے میں مجتمع ہوئے ہیں غلبہ پاتا ہے، اور یہ شخص استقلال کے ساتھ اپنی محمود حالت وحیثیت پر اس طرح قائم رہتا ہے کہ فرشتے اس کی شہادت دیتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور سواد اعظم کی قوت سے اس منہدم عمارت کی از سرِنو تعمیر کر دیتا ہے اللہ کی عنایت ومہربانی اسی شخص پر ہوتی ہے' (اے رسول کہہ دے کہ تم لوگوں کو ہماری نسبت دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کا انتظار ہے اور ہمیں تمہاری نسبت یہ انتظار ہے کہ اللہ تم پر خود اپنے یہاں سے یا ہمارے ذریعہ سے عذاب نازل کرے، پس انتظار میں رہو، ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں) [فرقان مجید]

پس ڈرو اللہ سے ایسی ہمتوں کے معاملے میں جن کا رعب اوٹھ گیا، ڈرو اللہ سے ایسے عقائد کے معاملے میں جن کا چراغ گل ہو چکا ہے، ڈرو اللہ سے مردانگی کے معاملے میں جو ایک قابل قدر چیز ہے ڈرو اللہ سے ایسی غیرت کے معاملے میں جس کا نصیب سو گیا ہے، ڈرو اللہ سے دین کے معاملے میں جس کو بدل دینے کی دشمن کو طمع ہو گئی ہے، ڈرو اللہ سے حریم کے معاملے میں جن کو غلام بنا لینے کی دشمن کو امید ہو گئی ہے، ڈرو اللہ سے مساکن کے معاملے میں جن میں سکونت کرنے کے لئے دشمن آگے بڑھ رہا ہے، ڈرو اللہ سے ملت کے معاملے میں جس کی شمع کو دشمن بجھانا چاہتا ہے، ڈرو اللہ سے قرآن عظیم کے معاملے میں ڈرو اللہ سے دین کریم کے معاملے میں ڈرو اللہ سے اہل قرابت اور ہمسایوں کے معاملے میں، ڈرو اللہ سے نئے اور پرانے مقبوضات کے معاملے میں اور ڈرو اللہ سے وطن کے معاملہ میں جس کی وراثت باپ سے بیٹے کو ملی ہے۔

آج بزدل قید ہوں گے، صبر وسکون کا نزول ہوگا آج کے دن شریف النفس

لوگوں کو ہمت سے کام لینا چاہئے، اور آج قبل اس کے کہ خطرہ بڑھے حکم نافذ ہو دروازہ بند ہو سزا مستحق ہو اور مسلمانوں کی گردنوں پر کافر مسلط ہوں، غافلوں کو خواب غفلت سے بیدار ہو جانا چاہئے۔ دوڑ میں مسابقت کرنے والے اپنے لئے ذلت گوارا نہیں کرتے، اور پرندے بھی جس وقت محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کو ہاتھ لگایا جاتا اور ضرر پہونچایا جاتا ہے اپنے آشیانوں کی حفاظت کے لئے پروں کو پھڑپھڑانے لگتے ہیں، اور اگر تمہاری یہی حالت رہی تو جو کچھ سن رہے ہو اس کو خود آنکھ سے دیکھ لوگے، اور کسی مقام پر دو شخص کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے نہ سنوگے تمہاری ہمت صرف گردن اور سینہ کی آرائش پر منحصر ہو گئی ہے، اور تمہاری سعی صرف ان فوائد تک محدود ہو گئی ہے جن سے مصیبت کے وقت کوئی نتیجہ اور فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔

ابھی کل کی بات ہے کہ تم لوگ اس ذات کو راضی کرنے کے لئے جس کے ہاتھ میں بادل مسخر ہیں اور اس سے اعانت طلب کرنے کے لئے جو عذاب کو دفع کرتا ہے اور اس کے فضل و کرم کی درخواست کرنے کے لئے جو پانی برساتا اور انسانوں اور بہائم کو زندہ رکھتا ہے، بلائے گئے تھے۔ تمہارا حال یہ تھا کہ آسمانی رحمت تم سے رکی ہوئی تھی اور پانی کی قلت سے تمہارے سرسبز و شاداب علاقے خشک ہو رہے تھے، حالانکہ تمہارا رزق اور جس شے کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے، اور آسمان ہی کی طرف تم ہاتھ بڑھاتے ہو اور دعائیں آسمان ہی کے دروازے کا قصد کرتے ہو، لیکن اس موقع پر تم میں سے بہت تھوڑے لوگ حاضر ہوئے اور توبہ اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی، اور تم لوگ اس غنی و حمید کی طرف راغب ہونے اور اس مولیٰ کی طرف رجوع کرنے سے باز رہے جو اگر چاہے تو تم لوگوں کو فنا کر کے تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا کر دے، اگر وہ خیر و برکت جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے نقد ہوتی تو وقت کا انتظار کیا جاتا اور حلق کا گھونٹ اور منہ کا نوالہ فرد کرنا مشکل ہو جاتا اور تم لوگ ان کے جمع کرنے کے لئے ایک دوسرے پر گرتے۔

کیا تم اللہ کے مقابلے میں جو سب سے زیادہ قوی اور سب پر غالب ہے

عزت و شان دکھلاتے ہو، اور کیا تم اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہو جو اچھے اور برے اور ملمع اور خالص سونے میں فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے، وہی اللہ جس سے زندگی میں بھی امید ہوتی ہے اور موت کے بعد بھی کیا دلوں میں اللہ کی نسبت شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے، اور کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہے جو تکلیفات کو رفع کرے اور مصائب کے وقت اس کی پناہ میں جا کر جہالت و ضلالت کے زمانے کی تلافی کرو۔

باران رحمت طلب کرنے کے لئے تم میں سے صرف ایک مختصر جماعت ہاتھوں اور سروں کو اللہ کی طرف اٹھائے اور اللہ کے جلال کے آگے عجز و انکسار کے ساتھ عذاب دفع کرنے کی دعا کرتی ہوئی اور اس کے وعدہ اجابت کے جلد پورا ہونے کی امید رکھتی ہوئی باہر نکلی، اور تمہاری یہ حالت تھی کہ گویا اس کے کرم سے تم مستغنی ہو یا اس کی طرف رجوع کرنے سے تم کو انکار و اعراض ہے۔

کیا تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا تھوڑے پر قناعت کرنے اور رحلت و سفر کے واسطے ہر وقت مستعد رہنے اور ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہنے اور شب بیداری اور توبہ اور رجوع الی اللہ کے متعلق کیا حال تھا؟ ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لئے ہوئے آپ کے پاس تشریف لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر کہ "فاطمہ یہ کیا ہے؟ جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ روٹی ہے اور اس لئے لائی ہوں کہ آپ تناول فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ تین دن کے اندر یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے شکم میں داخل ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بھر میں ستر مرتبہ استغفار کرتے اور اللہ کی رحمت کے طالب ہوتے تھے اور باوجود اس کے کہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف تھے پھر بھی اس قدر قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے تھے، جہاد آپ کی عادت میں داخل تھا۔ اور جد و اجتہاد آپ کی خصلت تھی اور آپ بذات خود کفار کے مقابلے میں بلند و پست مقامات میں شریک جہاد ہوتے تھے۔

پس اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء نہیں کرتے تو کس

کی اقتدا، کرو گے، اور اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل نہیں کرتے تو پھر کس سے ہدایت حاصل کرو گے، اور جب تم ان کا اتباع نہیں اختیار کرتے تو پھر کیونکر ان کی طرف اپنے کو منسوب کرتے اور ان کا نام لیتے ہو، اور اگر تم اللہ کے واسطے غضب اور جہاد اور ساز و سامان دنیا کو حقیر سمجھنے میں ان کے صفات کے ساتھ متصف ہونے کے طرف راغب نہیں ہو تو پھر کس کی طرف رغبت کرو گے؟

ملک و قوم اور بڑے بڑے شہروں پر تمہاری غفلت کی بدولت پہلے جو مصیبت آچکی ہے وہ غیر معمولی ہے، جن منبروں پر واعظ و خطیب طویل و بلیغ خطبہ پڑھتے تھے اور جن مساجد میں متعدد صفیں اور جماعتیں ہوتی تھیں اور مختلف اقسام کی عبادتوں سے آباد رہتی تھیں ان کی حالت پر غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ نے دولتمندوں کے گناہوں کے وجہ سے عوام کو بھی جو دولتمند نہیں تھے لیکن ان کے گناہوں سے چشم پوشی کرتے تھے پکڑ لیا اور اللہ سے غفلت کرنے کی وجہ سے سب کی عاقبت خراب ہوئی اور گنہگاروں کے ساتھ ان بے گناہوں کو بھی مٹا دیا گیا جو گنہگاروں کے ساتھ مداہنت کرتے تھے مسجدیں صلیب خانے بن گئیں اور اذانوں کی جگہ ناقوس بجنے لگے، یہ حالت ہوگئی لیکن لوگوں کا وہی حال اور زمانے کا وہی رنگ ہے۔

جس کی طرف پلٹ کر جانا اور آخر کار جس کے پاس پہونچنا ہے اس سے ایسی غفلت؟ کب تک اس طرح بیٹھے رہو گے؟ دشمن کی فوج صلیبوں کے سائے میں تمہاری طرف روانہ ہو چکی، اور رؤسائے کفار اپنے مرکزوں سے تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں، کیا شیطان تم کو بزدل بنا دیگا، حالانکہ کتاب اللہ تم میں موجود ہے اس کی آیتیں بہ آواز بلند تم کو پکار رہی ہیں نہ اس میں کوئی خلل و فتور واقع ہوا ہے اور نہ اس کی روشنی پر کوئی حجاب پڑا ہے، اور تم ان بہادروں کی نسل سے ہو جنہوں نے نہایت مختصر تعداد کے ساتھ اس جزیرے کو فتح کیا اور اس کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرے کی کچھ پروا نہیں کی اللہ کی قسم، اگر ہم لوگوں کا ایمان خالص ہو جائے اور خدائے رحمان ہم سے راضی ہو جائے تو اس جزیرے میں تثلیث کبھی توحید پر غالب نہ ہو اور اسلام کو کبھی یہ جزیرہ چھوڑنا نہ پڑے، لیکن بیماری ان تمام اقوام میں عام ہے جو ہماری مخاطب ہیں اور سب کی آنکھیں بے نور

ہو گئی ہیں، پھر ہدایت کی کیا امید ہے۔
دروازہ کھلا ہوا ہے، اور فضل تقسیم ہو رہا ہے، آؤ ہم سب لوگ مل کر اللہ سے استغفار کریں کہ وہ غفور و رحیم ہے اور اس سے جو لغزشوں کے وقت دستگیری کرتا ہے دستگیری کی درخواست کریں کہ وہ رؤف اور رحیم ہے، اور جو گناہ ہم سے پہلے صادر ہو چکے ہیں ان کا اعتراف کریں کہ معذرت کو قبول کرنا کریم کی شان ہے، سارے دروازے بند ہو گئے اور سارے اسباب ضعیف ہو گئے اور ساری امیدیں منقطع ہو گئیں سوائے تیرے، یا کریم، یا فتاح، یا وہاب۔

مومنو! اللہ کی مدد کرو، اللہ بھی تمہاری مدد کریگا، اور تم کو ثابت قدم رکھیگا جو کفار تمہارے مقابلے میں آئیں ان سے جنگ کرو اور ان کے مقابلے میں شدت اختیار کرو اور یقین رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔ اور بیدل و غمگین نہو اگر تم مومن ہو تو تمہیں غالب رہو گے۔ ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور دل مضبوط رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کو فلاح حاصل ہو۔

گھوڑے طیار اور بندھے رکھو، اور دلوں میں شہادت کا ذوق اور شوق پیدا کرو، اس لئے کہ جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ ذلت پر راضی ہے، موت ہر حال میں ضروری ہے، اور ذلت کی زندگی اہل عقل اور اہل ہمت کی شان کے خلاف ہے، جنگ کے لئے ہتھیار اور سامان فراہم رکھو، اور آرام کی حالت میں اللہ کو یاد رکھو، مصیبت کی حالت میں اللہ بھی تم کو یاد رکھیگا، اور اللہ کے دشمن کے مقابلے میں جو تمہارا بھی دشمن ہے اللہ سے قوت حاصل کرنے کو اپنا شعار بنالو، اور اپنی اولاد کی حفاظت میں جان کی پروانہ کرو، اور دشمن کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جو تمہارے مکان کا صحن میں پہونچ گیا ہے مثل ایک پختہ اور مستحکم دیوار کے بن جاؤ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت کے لڑکے پر کسی درندے نے حملہ کیا، عورت نے آواز سنی تو لقمہ فرو نہیں کر سکی، بلاشبہ جو چیز ہمارے سپرد کی گئی ہے ہم کو اس کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

شہوات کو ترک کرو، جو کچھ باقی رہ گیا ہے ضائع ہونے کے قبل اس کو بچانے کا انتظام کر لو، اپنے اوقات میں سے اپنے وطن کو بھی کچھ حصہ دو اللہ نے جو

نشانیاں نازل کی ہیں ان کے آگے بلا عذر سرِ تسلیم خم کر دو اور اپنے ساتھ والوں کو شدائد میں صبر اور مشکلات میں باہمی ہمدردی پر مجبور کرو نیند سے جاگو، اور سمجھو کہ تم سب کلمۂ توحید کے فرزند شیر خوار ہو، اور اجنبی ملک میں ساکن اور اپنے دین یکتا کے امین و محافظ ہو تمہاری جماعت مخلصین کی جماعت ہے۔ اور تمہارا گروہ واعظوں کا گروہ ہے، پس سب سے پہلے اللہ کے ساتھ معاملہ درست کرو جہاں کہیں دیکھو کہ سچائی غالب اور دل اللہ کی طرف جو مولائے کریم ہے راغب اور متوجہ ہے اور دین کا ستارہ چمک رہا ہے تو یقین رکھو کہ اللہ کی عنایت تمہارے ساتھ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص تم کو مغلوب نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دشمن یا تعاقب کرنے والا تم کو نہیں پا سکتا، اور یہ سمجھو کہ تم ایک موٹے پردے کے اندر، اللہ خبیر و لطیف کی حفاظت میں ہو، اور جب دیکھو کہ دلوں میں انتشار اور اللہ پر اعتماد تذبذب کی حالت میں ہے اور ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے، اور اللہ سے غفلت نئے نئے لباسوں میں ظاہر ہو رہی ہے، اور باہمی ہمدردی مفقود، اور خواہشات نفسانی کا بازار گرم ہے، تو سمجھ لو کہ اللہ تم لوگوں کو وہی سزا دینے والا ہے جو گزشتہ اقوام کو دے چکا ہے۔ اور یہ کہ تم نے خود اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، کہ سزا انھیں کو دی جاتی ہے جو ظالم ہوتے ہیں تو بہ بھٹکے ہوئے کو واپس لاتی ہے اور اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکبازی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور فرماتا ہے کہ "حسنات مٹا دیتی ہیں بُرائیوں کو، یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے"، اور جب انسان کے ارادہ و عزم میں صلاحیت آتی ہے تو شیطان کی فوج کو مسلسل شکست ہونے لگتی ہے، دنیا سے دنی نظر میں حقیر ہو جاتی عالم آخرت پر کامل یقین ہو جاتا ہے اور اس وقت حالات کی اصلاح بہت قریب ہو جاتی ہے۔

لوگو! اللہ کا وعدہ بلا شبہ سچا ہے، پس دنیا کی زندگی سے فریب کھاؤ اور اللہ کے متعلق کسی فریب دینے والے کے فریب میں نہ آؤ، اور جلد از جلد قلوب کی طہارت اور گناہوں کے ترک پر توجہ کرو، گناہ بخشنے والے اور توبہ قبول کرنے والے اللہ کے دروازے کا رخ کرو، جان لو کہ اللہ کے ساتھ بے ادبی مصائب کا دروازہ کھولتی اور منافع کا دروازہ بند کرتی ہے، بس توبہ میں تاخیر نہ کرو اللہ

کے مکر سے بیفکر نہو جاؤ کہ اس سے ایمان کے زائل ہو جانے کا خطرہ ہے، اور توبہ کو موہوم امیدوں پر موقوف نہ رکھو کہ اللہ دل کے مخفی خیالات کا جاننے والا ہے۔

اور اگرچہ ہم بذات خود تم لوگوں سے زیادہ نصیحت کے محتاج ہیں، لیکن ہم لوگوں کا جو اولیائے امور ہیں یہ بھی فرض ہے کہ تم لوگوں کو نصیحت کریں اور تجربۂ و مہارت سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کو صاف و صریح طور پر تم لوگوں تک پہونچاویں، اور اگرچہ غفلت میں ہم تمہارے شریک ہیں بااینہمہ ہم تم لوگوں کو توبہ و استغفار کی طرف متوجہ کرتے ہیں، اور کافروں سے جہاد کرنے اور رب عزیز و غفار کی جانب سبقت کرنے اور مقامات صبر کی طرف پیش قدمی کرنے میں جہاں سے بہ توفیق الٰہی وہ فرار نہیں کرے گا اور ان امور کے لئے سعی کرنے کے لئے جن کا نتیجہ فلاح اور ثواب آخرت ہے ہم اپنا دل تمہارے نذر کرتے ہیں، آئندہ اللہ کو اختیار ہے جو اختیار کا مالک اور تقدیر کے پلٹ دینے پر قادر ہے،

اور اب ہم لوگ دشمن کا حملہ روکنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں، اور قوم و ملک اور حریم و اولاد پر اپنی جانیں فدا کرتے ہیں اور ان کو بچانے کے لئے خود مقتل میں جاتے ہیں، اور تم لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ کی جناب میں جس نے دعا کی اجابت کا اور جو شخص اس کی طرف رجوع کرے اس کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ہمارے حق میں دعا کرو۔

"یا اللہ، اس انقطاع میں تو ہم لوگوں کا یار، اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ہم لوگوں کا مددگار بن جا، اور بت پرستوں کے انتقام سے ہم کو اپنی پناہ میں لے، تو ہی اس شخص کو قوی بنا جس کی ساری تدبیریں ضعیف ہو گئی ہیں، کہ تو قوی معاون ہے، اور تو ہی اس کی مدد کر جس کا تیرے سوا دوسرا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں،

"یا اللہ تو ہی ہم لوگوں کو اس وقت ثابت قدم رکھ جب قدم ڈگمگا جاتے ہیں، اور اعدائے اسلام کے مقابلے میں میرا ساتھ نہ چھوڑ کہ ہم تیری فرماں برداری میں حاضر ہیں"

"یا اللہ تو اپنی قوت سے اس شخص کی طرف سے مدافعت کر جو ہر طرف سے

پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کی امیدیں تیرے سوا اور ہر طرف سے منقطع ہو گئی ہیں'

"یا اللہ' ہمارے ضعیفوں کے لئے سامان مہیا کر دے اور ہم سب تیرے آگے ضعیف اور تیری عظمت کے سامنے ذلیل ہیں' اے کرم کی عادت رکھنے والے اور اے مصیبتوں کے ٹالنے والے"

" اے ہمارے رب ہم لوگوں پر صبر نازل فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح دے'

"یا اللہ ہم لوگوں کو ان لوگوں کے زمرے میں داخل کر جو جگانے سے جاگ اٹھتے ہیں اور نصیحت سن کر اسے قبول کر لیتے ہیں' ان لوگوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دشمنوں نے تمہارے مقابلے کے لئے بڑی جمعیت فراہم کرلی ہے اس سے ڈرو تو ان کے ایمان میں ترقی ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی سب سے بہتر وکیل ہے' یہی لوگ ہیں جو اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ واپس آتے ہیں اور ان کو کچھ نقصان نہیں پہونچتا اور ان لوگوں کو اللہ کی رضامندی حاصل ہوئی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ہمارے پاس ہمارے برادران مسلمین بنی مرین کی طرف سے دجن کے نئے اور پرانے کارناموں کا حال ہم کو معلوم ہے اور جن کے جہاد فی سبیل اللہ کے ہم شکر گذار ہیں' اور جو تمام معزز قبائل ہیں' اللہ کے واسطے جوش اور حمیت رکھنے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں) متعدد پیام آئے ہیں کہ وہ لوگ حق ہمسایہ ادا کرنے اور احرار کی شان کے لایق اپنے مرتبہ وحیثیت کے مطابق' مدد کرنے کا عزم کر چکے ہیں' اور کافروں پر حملہ اور شیطان واہل نار کی مدافعت میں تمام مجاہدین اعانت کے متوقع ومنتظر ہیں' پس اس کریمانہ مقصد اور اس سعی میں جو عزت واجر اور فخر کی ضامن ہے' اعانت ارسال کرو

" اے دوستو! تم پر سلام کریم اور اللہ کی رحمت اور برکتیں"

" مورخہ ماہ رمضان ۸۷۶ھ اللہ ہم لوگوں کو اس سال کی خیر و برکت سے متمتع کرے"

یہ پیشین گوئی صحیح نکلی اور اللہ کی مدافعت سب پر غالب رہی اس کی حفاظت پوری طرح کافی ہوئی، اور الحمد للہ کہ اس سال بہترین فوائد حاصل ہوئے۔
دینی غیرت اور ملحدین کی اصلاح حال کے متعلق جہاد نفس کا ایک بڑا معرکہ وہ کوشش ہے جو بدعات کو مٹانے اور گمراہ کن خیالات کو زائل کرنے اور باطل پرست زنادقہ پر حملہ کرنے کے لئے کی گئی، ان گمراہوں نے شریعت کو معطل کر دیا تھا سلطان نے ان کے استیصال کے لئے حکام مقرر کئے شہادتیں لے کر ان لوگوں کی روک تھام کی اور اب ان میں سے کسی کا نام و نشاں بھی نہیں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ ان امور کے متعلق میں نے متعدد رسالے لکھوائے ہیں جن میں سے ایک رسالہ النعیق علی الحیتر ہے اور ایک رسالہ "حمل الجمہور علی السنن المشہور" ہے، اور ایک رسالہ ہم نے اہل رد کے مقابلے میں تصنیف کیا غرض بحث و کلام کا سلسلہ بند اور یہ خبیث بازار سرد ہو گیا، اور بے اطمینانی کی کیفیت زائل ہو کر خیالات میں سکون پیدا ہو گیا والحمد للہ اور اگر ہم ان تمام مناقب کو جو ہدایت سے متعلق ہیں بیان کرنا چاہیں تو موضوع کتاب کے دائرے سے باہر نکل جانا پڑے گا۔

حوادث

یکم ذیحجہ کو سلطنت میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے ایک قابل نفرت شورش واقع ہوئی، سلطان کچھ مدت قبل سے اپنے ایک قرابت دار کی حرکتوں کو اشتباہ کی نظر سے دیکھ رہے تھے، اور ابھی یہ شخص اپنے مستقر و لایت ہی میں تھا کہ اس کو دفعتاً گرفتار کرا لیا، جو لوگ اس سازش میں شریک تھے راز کے فاش ہو جانے سے ڈرے اور قصبہ قریہ میں چلے گئے، اور جو کچھ اس وقت تک چھپا کر کر رہے تھے اب تیزی کے ساتھ اس کا اعلان کرنے لگے اور کھلے بندوں شرارت پر آمادہ ہو گئے سلطان کے دشمن کی اولادیں سے چند شخص جن کا سرغنہ دلیل بر کی تھا اس فتنے کے مہتمم بنے۔
مفسدین شیخ علی بن علی بن نصر کو سوار کر کے باہر لائے، اور قلعے کے دروازے کے سامنے اس کے لئے جھنڈے نصب کئے لوگوں کو اس کی بیعت

کی ترغیب دینے لگے، اور اس کارروائی کے بعد دلیل بر کی اس تحریک کا مخالف ہو گیا۔

سلطان نے اس موقع پر بڑی احتیاط و ہوشیاری کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ کیا، کثرت سے انعام تقسیم کئے اور جیش کے لئے سواری مہیا کی، شہر پناہ کو آباد کر دیا اور سازش ناکام ہو کر رہ گئی دلیل بر کی بھاگا مگر گرفتار ہو گیا اور اللہ کے فضل سے سلطان کے حق میں اس شورش کا نتیجہ بہت بہتر ہوا ایک دن ہم نے سلطان کے سامنے صنعت ارسال میں ایک تقریر کی جو اسوقت لکھ لی گئی تقریر مذکور حسب ذیل ہے۔

تمہید کے بعد ہم نے کہا کہ فکر سلیم اور شریعت کا حکم وفیصلہ، اور مذہبی روایات، اور مروجہ دستور سب یہی بتاتے ہیں کہ حق پر غلبہ چاہنے والا مغلوب ہو جاتا ہے، اور اللہ سے جنگ کرنے والا شکست کھاتا ہے، اور برہان کے مقابلے میں مکابرہ کرنیوالا بدنام ہو جاتا ہے فتنہ و فساد پھیلانیوالا مہجور ہوتا ہے ظلم کی تلوار کند ہوتی ہے، شیطان کے حصے میں خسارہ ہوتا ہے۔ اور پاکباز سلطان کا گروہ فتح مند رہتا ہے۔

مخفی نہیں ہے کہ اللہ کا فضل متعدد مقامات، یعنے دور دراز بیابانوں، مشتبہ و نامعلوم سرزمینوں اور گہری تاریکیوں میں ہمارے شامل حال رہا۔ اور ظاہر ہو گیا کہ اللہ کی رحمت سے ہم کو پورا حصہ ملا ہے اور اس کے کرم کی امیدواری میں ہم کامیاب رہے ہیں، اور ہم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اللہ نے ہم کو منتخب کر لیا ہے۔

حادثے کی شب جب کہ ہمارے پاس لیٹنے کی جگہ بھی نہیں رہی تھی اللہ نے ہم کو اپنے حفظ و امان میں کر لیا، اور پردے میں چھپا کر ہمارے لئے نجات کا رستہ کھولدیا اور رات گزر جانے کے بعد پوشیدہ راہ کو ہم پر ظاہر کر کے اس راہ کو ہمارے قبضہ و اختیار میں بھی دے دیا دشوار گزار کو ہمارے لئے سہل بنا دیا اور جو لوگ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر جو ہمارے دئے ہوئے مال سے پل کر فربہ ہوئے تھے ہمارے سواری کے زیورات سے آراستہ تھے اور عمدہ ساز و سامان سے

مسلح ہو کر کہ وہ بھی ہمارے ہی عنایت کئے ہوئے تھے ہمارا تعاقب کر رہے تھے ان کا رخ دوسری سمت پھیر دیا۔ یہ لوگ جو اس وقت ہماری تلاش میں پریشان ہو رہے تھے وہ تھے جن کے ساتھ ہم نے بارہا ہمدردی و غمخواری کی تھی، اور اپنی پناہ میں لے کر ان کا اضطراب رفع کیا تھا، اور ان کے پسینے جو اس وقت ہماری جستجو میں ٹپک رہے تھے ہمارے ہی کھانے سے پیدا ہوئے تھے۔

یہ لوگ ہمارے خون کے خواہاں تھے جو کتاب و سنت کی رو سے حرام اور بیعت کی دیوار سے گھرا ہوا تھا۔ اور سابق احسانوں اور آبائی احترام اور متعدد حقوق کے اعتبار سے محفوظ تھا، اللہ نے ہمارے اور ان سرکش یاجوج صفت لوگوں کے درمیان ایک روک اور سد قائم کر دی اور یہ لوگ افسوس کرتے اور ہاتھ ملتے ہوئے واپس گئے، وہی ہاتھ جو ذلیل کام کرتے کرتے زمانے کے اثر سے خشک ہو گئے ہیں، ان کو بجز رسوائی اور ناکامی کی ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور اللہ نے ان کی تدبیر کو کارگر نہیں ہونے دیا اور ہمارے لئے جب کہ ہم صرف اپنی جان کے مالک تھے قصبہ وادی آش کو مہیا کر دیا۔

وادی آش سلطنت اور قوم کے مکر و فریب سے متاثر نہیں ہوئی تھی اور فواحش سے محفوظ اور ولایت کی نحوست سے پاک و صاف تھی اور اس کے شریفانہ طرز عمل پر فساد عقیدہ اور نفاق کا کچھ اثر نہیں پڑا تھا، اور جس وقت سے اللہ نے قلوب کو ہماری طرف مائل کر کے بغیر کسی قوت و تدبیر کے خاندانی سلطنت پر ہم کو متمکن کیا اور ہم نے اس کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر کے اس بار کو اٹھا لیا تھا ہم دیکھ رہے تھے کہ وادی آش ہر جگہ سے زیادہ ہماری حرمت کا لحاظ رکھتی تھی اور سب سے زیادہ ہم سے واقف اور سب سے زیادہ ہمارے کام آنیوالی تھی، اس لئے ہم وہاں ٹھہر گئے اور وہاں کے باہمت باشندوں نے (اللہ ان کا محافظ رہے) ہماری حمایت کی اور جب دشمن اور مفسدوں کی فوج نے ہمارا محاصرہ کر لیا اس وقت نہایت خلوص اور وفاداری کے ساتھ دشمن کے حملے کی مدافعت میں ہمارے معاون رہے، باطل کا زور ٹوٹ گیا اور حق کی کامیابی اور اقبال مندی نمایاں ہوئی، تھوڑے سے لوگ بڑی فوج پر غالب آ گئے، بلاشبہ اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھ دیتا ہے، غرض تقدیر نے

کی فوج وادی آش سے مغلوب و ذلیل ہو کر واپس گئی۔

اس وقت ہم لوگ نہایت تنگدستی اور پریشان حالی میں تھے، باوجود اس کے ہم نے نہ تو غارتگری اختیار کی، نہ کسی مفید شے کو نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا، نہ مویشیوں کا کوئی گلہ لوٹا، اور نہ کسی گھر سے کوئی لباس یا حلہ زبردستی لیا، بلکہ صرف اس تھوڑے سے حلال مال پر جو عشر و زکوۃ اور زراعت کی پیداوار سے ہمارے خزانے میں آتا تھا زندگی بسر کرتے رہے اور کشایش کی امید صرف اسی ذات سے رکھی جس نے اس آزمایش میں مبتلا کر کے ہمیں غفلت سے متنبہ کیا تھا، اور پرہیزگاری و توبہ کا الہام فرمایا تھا۔

پھر اللہ نے ہم کو اس معاملے میں ایک صحیح طریقہ کی طرف ہدایت و الہام کیا، اور دریائے فتنہ کے اندر ہم کو ایک محفوظ اور خشک راہ مل گئی، ہم اس کے حکم کے مطابق خونریزی سے باز رہے اور ملک کے امن و امان میں مخل نہیں ہوئے اور جس طرح نعمتوں پر اس کا شکر بجا لاتے تھے اسی طرح اس ابتلا پر بھی شکر کرتے ہوئے اندلس سے باہر نکل گئے، اور اگر اس وقت اللہ حفاظت نہ کرتا تو اندلس کی یہ حالت ہو جاتی کہ اس کے پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پگھل کر بہ جاتی، بیخ و بنیاد سے اس کا استیصال ہو جاتا اور موقع ہاتھ سے نکل جاتا۔

اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ ہماری حالت پر اس وقت تک پردہ ڈالے رہی جب تک کہ ہم دریا عبور کر کے سلطان مغرب کی پناہ میں نہ پہونچ گئے، اس اثنا میں نہ ہم سے کسی کو نفرت ہوئی نہ کسی نے ہم کو حقیر و کم رتبہ سمجھا نہ کبھی ہماری محفل گمنام ہوئی نہ ہم کو کوئی خطرہ پیش آیا اور نہ کبھی ہم نے عفت و تقوی کا لباس ہی اتارا بلکہ ہمارے اہل وطن اور ہمارے پروردگان نعمت نے ہمارے جس حق کی طرف سے غفلت و بے اعتنائی کی تھی دوسرے لوگ اسی کو ہمارا حق و اجب تسلیم کرتے تھے۔

آخر کار لوگ نالہ و فریاد سے درماندہ اور حسرت و افسوس سے ملول اور خستہ و ناتواں سے عاجز آ گئے اور ایسے بدمعاش ان پر حکومت کرنے لگے جو نہ اللہ ہی کا ادب کرتے تھے اور نہ واجب الاحترام شعائر اللہ کی توہین ہی میں ان کو کچھ تامل ہوتا تھا، یہ لوگ کتے کی طرح طامع اور شیطان کے بندے، جہالت کے حامی و سرپرست

اور ایسے مشاغل کے بانی تھے جو انسان کو اس کے رب سے دور کرتے ہیں اور
حرام و ناجائز زیب و زینت سے عروس بنے رہتے تھے۔
اور اللہ مومنوں کو عزت کے ساتھ واپس لایا اور مدعیان باطل کے مقابلے میں
جو نہ حیلہ و تدبیر میں مہارت رکھتے تھے نہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ سکتے تھے اور نہ تلوار
ہی اٹھا سکتے تھے، نہ مہذب مجالس میں بیہودگی سے احتراز کر سکتے تھے نہ مساکین کو
کھانا کھلاتے تھے اور نہ اللہ کے وجود کا احساس رکھتے تھے، بلکہ اپنے شقی و بدبخت
سردار کے ساتھ ایک بند مکان میں ایک جگہ پر گھوما کرتے، اور لطیف بستر پر پڑے
ہوئے پر فریب امیدوں سے دل بہلاتے اور اپنی بے اعتدالیوں کے باعث ہر قسم
کے منافع سے محروم، اسلام کے حق میں منحوس اور دین کے چہرے کے داغ بنے ہوئے
تھے، اللہ نے مومنوں کی مدد کی اہل باطل کو مخالفت شریعت کی پوری سزا دی اور
ائمۂ ملت کے حقوق کا پورا بدلہ لیا،

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ مفسدین باہم ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے
اور تمرد و سرکشی نے خود ان کا استیصال کر دیا، تلوار کھنچ گئی اور مختلف صورتوں سے قتل
کے واقعات پیش آنے لگے، کوئی عقب کے جانوروں کے نمدے کے نیچے چھپ رہا تھا اور کوئی
بری طرح ڈوب کر مر رہا تھا، اللہ کے ساتھ انتہا درجے کی بے ادبی اور دین کی انتہا
درجے کی توہین روا رکھی گئی اور ناجائز مقاصد کے لئے محرمات کو مباح بنایا گیا،
اور دشمن کے مقابلے میں ساری تدبیریں بیکار ہو گئیں۔

جب یہ حالت ہو گئی تو ہم لوگ ارباب فتوے کے اتفاق اور شرفائے قوم
کے عزم راسخ سرداران فوج کی ترغیب اور مسلمانان ماوراالبحر کی تحریک سے آگے
بڑھے اور پھر جو کچھ واقع ہوا۔ وہ تم سب لوگوں کو معلوم ہے، شور و شغب فرو ہو گیا
فریاد کرنے والے چپ ہو گئے، خرابیوں کی اصلاح کر دی گئی، تکلیفات کو رفع کیا گیا
اور حکومت کی جو قریب بہ ہلاکت تھی تلافی کی گئی اور شدت و مصیبت کا نام و نشان
مٹا دیا گیا۔

دریا کے حقوق متعلقہ اور محاصل کا یہ حال تھا کہ اس کے سارے راستے
دشمنوں نے بند کر رکھے تھے، اور حمیت کا یہ حال تھا کہ اخلاق کی خرابی حق کی توہین اور ادنیٰ

کو اصلی پر تفضیل دینے کی وجہ سے وہ بالکل مفقود ہوگئی تھی مالی حالت یہ تھی کہ حماقت و ناعاقبت
اندیشی سے سونا چاندی ملک سے معدوم ہوگیا تھا اور خزانہ بالکل خالی تھا، ہر طرف افلاس
و ناداری پھیلی ہوئی تھی اور آباد ملک ویران ہوگیا تھا، حجاب ادھر ادھر متفرق ہو گئے
اور تلوار کے نیام کی رونق جاتی رہی آلہ (وہ شخص جس کو بادشاہ بنا کر اپنے حصول
مقاصد کا آلہ کار بنا رکھا تھا) اپنے بلند مقام (تخت سلطنت) سے کھلے ہوئے فریب کے
ذریعے سے جس کو ہر شخص جانتا تھا نیچے اتار لیا گیا مدافعت کے بغیر قلعے ویران ہوگئے
اور ہر طرف اس درجے تعطل وجمود چھا گیا کہ کوئی آگ سلگانے والا تک نہ رہا الغرض
جو بات پیش آنے والی تھی وہ پیش آگئی اور سب مبہوت ہو کر رہ گئے، مددگاروں نے ساتھ
چھوڑ دیا اور سارے تعلقات منقطع ہوگئے۔

اب ہم نے دشمن سے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر لینا، اور اس کی کمینہ حرکتوں
کا خاتمہ کر دینا چاہا اگرچہ اس وقت ہم کو اس کے ساتھ دوستی کر لینے اور اسی کے مشابہ
دوسرے کافروں کے مقابلے میں اس سے مدد لینے کی زیادہ حاجت اور خواہش تھی،
لیکن ہم اللہ کے ذریعے سے عزت حاصل کرنے اور اسی پر اعتماد رکھنے اور اسی کی پناہ
لینے اور اسی پر توکل کرنے کو ترجیح دے کر دشمن سے علٰحدہ رہے، اور دیکھو اللہ سبحانہ
کی قدرت کیسی عجیب ہے اور اس کی مدد کس قدر تیزی کے ساتھ پہونچتی ہے اس کا حکم
کس درجہ سریع ہوتا ہے اور اس کا قہر کتنا شدید ہوتا ہے ہم تجربہ کی فوج کے ساتھ
خطرات کے مقابلے کو چلے اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور بلا خوف وخطر ایک مختصر
جماعت کے ہمراہ دشمن کے ملک میں داخل ہوگئے۔

مظلوم مسلمانوں نے جس وقت ہم کو اپنے صحن خانہ میں دیکھا فوراً اس ظالم حکومت
اور جھوٹی تحریک سے علٰحدہ ہوگئے اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر استقلال کے ساتھ چھوٹی
چھوٹی جماعتوں میں اور فرداً فرداً ہمارے پاس آنے لگے، ان لوگوں کی نظروں سے معلوم
ہوتا تھا کہ ہماری غیبت میں ان کی آنکھوں کو کبھی رحمت وشفقت کی صورت دیکھنے کا اتفاق
نہیں ہوا اور ان کے چہرے اور بشرے پر تکلیف ومشقت کے آثار نمایاں تھے، یہ لوگ
ہمارے دامنوں سے اس طرح لپٹتے تھے جس طرح ڈوبنے والا بچانے والے کے ساتھ
پٹتا ہے اور خوف و دہشت سے بیماروں کی طرح کراہتے تھے اور رو رو کر ہم سے

اور اللہ سے اپنے درد و مصیبت کی داستان بیان کرتے تھے۔

ہم نے ان لوگوں کو دشمنوں سے مامون کرنے کے بعد پہلا برتاؤ ان کے ساتھ یہ کیا کہ ان سے امن و اطمینان اور انس و محبت کے ساتھ ملے، اور ان کے دلوں میں بلند حوصلگی پیدا کر کے ان کو ساتھ لیکر ان کے ملک کے اندر دارالسلطنت پر حملہ کیا اور وہاں سے ان بدمعاشوں کو نکال دیا جن کو بدبخت باغی اپنا قائمقام بنا گئے تھے، اور جو اپنی بدچلنی کی وجہ سے ہمیشہ سزا پاتے رہتے تھے اور جن کے رونے پر یہودیوں کو بھی نفرت آتی ہے۔

تمام شہر ہماری طرف اُمنڈ آئے اور مخالفین کے سردار نے جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا، اسلام کی زندگی پلٹ آئی اور ہم تیزی کے ساتھ دارالسلطنت کی طرف بڑھے بدنصیب غاصب اپنی بغاوت کے ساز و سامان کے ساتھ جس نے اس کو گمراہی کے غار میں گرایا اور اللہ کے مقابلے پر دلیر بنایا تھا وہاں سے بھاگا اور جس قدر مال و اسباب صندوقوں میں لیجا سکا ساتھ لیکر قشتالہ کے ملک میں چلا گیا، اور امت رسول اللہ کے ساتھ بغض اور دین حنیف کے ساتھ عناد رکھنے کی وجہ سے اور اسلام کو کفر سے اور معروف کو منکر سے بدل دینے کے جوش میں چلتے چلتے مسلمانوں کو یہ دھمکی دیتا گیا کہ وہ ایمان کی جگہ کفر کی حکومت قائم کرنے اور صلیبی افواج کو چڑھا لانے اور سرزمین اسلام کو سرزمین کفر بنا دینے کی کوشش کریگا اور دین کے رسوم اور حق کے نشانیاں زائل اور محو کر کے رہیگا غرض اس قسم کی باتیں کیں جن سے لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ بیچینی کے ساتھ عام تباہی و بربادی، اور دشمن کے از سر نو حملہ آور ہونے اور اپنے انجام بد کا انتظام کرنے لگے، اللہ انسان پر اور انسان کے افعال پر حاوی و محیط ہے اور ضعیف مسلمانوں کی دعائیں قبول کرتا ہے خواہ وہ کتنے ہی دور دراز ملک میں رہتے ہوں وہ ان سے قریب ہے

ہم نے دارالسلطنت میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ حاکم قشتالہ کے پاس مراسلت بھیج کر اس کو وہ معاہدہ یاد دلایا جو اس نے ہمارے ساتھ کیا تھا اور امید ظاہر کی کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے گا حق کا ساتھ دیگا اور نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ اس سے یہ خواہش کی کہ ہم اسباب فساد کا پورا ازالہ اور دشمنوں کی بیخکنی کر کے جو امن قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں وہ ہماری مدد کرے، اور حاکم مذکور نے جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے دین کی خیر خواہی کی اور باوجودیکہ وہ خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہے لیکن

اس موقع پر اسلام کی پوری تائید کی۔ کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کی طرف سے ہم پر بہت سی ایسی مہربانیاں ہوتی رہتی ہیں جو ہمارے واسطے سرِ مخفی راز مکنون ہوتی ہیں ' اس کی بخشش کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی نعمتوں کو کوئی شمار کر سکتا ہے' وہ اپنی زمین اور اپنے آسمان پر حمد کا مستحق ہے'

جس شخص کو پیہم یہ عجائب پیش آئے ہوں اور وہ ہر حال میں استقامت اور تقوے پر قائم رہا ہو کیوں کر ممکن ہے کہ متنبہ نہ ہو اور خلوص کے ساتھ اللہ کی اطاعت نہ کرے اور اللہ کی مخالفت کرنے میں اس کے عذاب سے خوف نہ کرے اور اپنے انجام سے نہ ڈرے : حقیقت میں آنکھیں بے نور نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینے کے اندر ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔

ہم نے مطالبے میں تخفیف کر دی اور جو باقی رہ گیا اس سے چشم پوشی کی اور جو لوگ ہم سے کھلے بندوں لڑے تھے ان کی جان بخشی کی جن لوگوں نے ہماری نافرمانی کی تھی ان کو معاف کر دیا اور بہت سے اشخاص کا جنہوں نے ہمارے حق میں ایک کلمہ خیر کہنے سے بھی دریغ کیا تھا وظیفہ مقرر کر دیا اپنے حقوق کو بہت ہلکا کر دیا ان پر کبھی غصہ نہیں کیا معزز عہدوں پر لائق لوگوں کو مقرر کیا القاب کو از سر نو رواج دیا معمولی خراج نرمی کے ساتھ لوگوں کو راضی رکھ کر وصول کیا' فوج کی بد دلی دور کی جس کو دھی امیدوں پر ٹالا اور جھوٹے دعدوں سے بہلایا جاتا تھا اور جس سے بدکاری اور بدعہدی کے مقامات کی حمایت کا کام لیا جاتا تھا' ہم دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آئے مرض کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور اگرچہ مخالفین اس کو ناپسند کرتے رہے لیکن اللہ کا حکم غالب ہی رہا۔

لیکن ان خبیثوں کے دفع ہونے کے بعد بھی نفاق کے کچھ جراثیم باقی رہ گئے تھے جو مکر و فریب سے اپنا اثر بڑھاتے رہے اور آخر کار ان کی فتنہ پردازی رنگ لائی' ان لوگوں کو بدگمانی تھی اور سمجھتے تھے کہ وہ سزا سے نہیں بچ سکتے انصاف ان کو انتقام کے بغیر نہیں چھوڑیگا اور سیاست ان کو امان نہیں دیگی' اس لئے ان کے مفسدوں اور کارپردازوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعے سے دور رہ کر کر کے فساد برپا کرا دیا لیکن اللہ نے ان کی اس تدبیر کو بھی ناکام رکھا اور ان کو رسوائی و ذلت کے سوا اور کچھ حاصل

نہ ہوا۔

یہ مفسد خاندان شاہی کے ان ناکارہ افراد میں سے جو کسی خدمت کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور تھوڑی سی محنت بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے ایک ایسا شخص تلاش کرنے لگے جس کو صرف شیطان نے اپنا بنا لیا ہو اور جسے سب چھوڑ چکے ہوں اور آخر کار اپنے زمانے کے ایک احمق نوجوان میں جو نافہمی میں جانوروں سے بھی بدتر تھا حرکت پیدا کی اور وہ مفسدین کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گیا، اور اس وقت تک کہ اللہ نے ہم کو اس کے ارادے پر مطلع کیا وہ صرف اتنی دیر ٹھیرا جس قدر کہ آمد و رفت کے درمیان قافلہ ٹھہرتا ہے، ہم نے فوراً اس کو گرفتار کر لیا، اور یہاں سے بہت دور بھیج کر اس کو ایک عمیق کنوئیں میں قید کر دیا۔

راز فاش ہو جانے سے مفسدین بہت پریشان ہوئے اور ڈرے کہ ان کے مکر و تزویر کا باقی حصہ بھی محکمہ سراغ رسانی سے پوشیدہ نہیں رہیگا اور ان کی منافقانہ کارروائیوں کا پورا پتا چل جائیگا اس لئے یہ لوگ اپنی ہلاکت میں جلدی کرنے اور ایک قطعی فیصلہ کر لینے کے لئے، بڑی سے بڑی مصیبت اختیار کرنے پر آمادہ ہو کر اس طرح آگے بڑھے جس طرح گدھا شیر کے آگے بڑھتا ہے، اور خبیث برکی جو ایک بیباک اور احمق شخص ہے اور بظاہر ہمیشہ امن پسندی ظاہر کرتا رہتا حالانکہ حقیقت میں وہ ایک جھوٹا بدعہد اور خائن شخص ہے اس فتنے کا بانی بنا علی الاعلان بغاوت میں شریک ہو گیا۔

ہم نے اس سے پیشتر برکی کی حماقت کو برداشت کر کے اس کے نئے اور پرانے ہر قسم کے جرائم کو معاف کر دیا تھا اور فضیحت کرنے کے عوض اس کو علی حالہ ولایت پر قائم رکھا تھا اور اس کی نفرت کے مقابلے میں اس سے انس کرتے رہے اور اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہا مسلمانوں کو قید کرنے شریعت پر افترا باندھنے اور دعوی جاہلیت کے اعلان کے تمام جرائم کو جو اس شخص سے صادر ہوئے تھے گوارا کر لیا تھا لیکن اس حسن اخلاق سے اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ اس کی شیخی اور بڑھ گئی اور اس مکاری میں شدت پیدا ہو گئی، حقیقت میں نالائق کے ساتھ بھلائی کرنا برائی بن جاتا ہے اور اس سے فائدے کے عوض نقصان ہوتا ہے۔

عوام کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، اس جماعت کے لوگ غزدہ کے

پتلے اور جہالت و نحوست کے سانپ تھے اور ادنٰے درجے کے رذیل اور بدتر قسم کے شریر لوگ تھے نہایت کمزور بے ہمت اور گمنام خاندانوں میں سے تھے جن کی نہ تفصیلی حالت معلوم ہے اور نہ اجمالی، ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی سعی و تدبیر میں ناکام و نامراد رہنے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ ہجوم کر کے شہر میں گھس آئے اور یہ مشہور کرنے لگے کہ ان کا ملک محروسہ غیر محفوظ ہو گیا اور دشمن دفعتاً سر پر پہونچ گیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ اہل شہر ان کے دامنوں سے لپٹینگے پیچھے پھر پھر کر دیکھنے لگے حالانکہ ان کے نیزے اہل شہر کو زخمی کر رہے تھے اور ان کا آگے بڑھا ہوا دستہ شہر والوں پر ظلم و تعدی کر رہا تھا، اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا یہ لوگ آسمان سے ٹپک پڑے ہیں یا سنگریزوں سے ابل آئے ہیں، پھر ان لوگوں نے شہر کی گلیوں میں گشت لگایا اور سنگلاخ چٹانوں پر پاؤں پٹک پٹک کر اور گندے پانی میں غوطے لگا لگا کر غرض جس طرح ممکن ہوا آتش فساد کو مشتعل کرتے رہے۔

پھر یہ لوگ شیخ علی احمد بن نصر کے گھر گئے جو ایک مفلوک الحال اور خاندان و قوم میں مردود و مطرود شخص تھا جس کی صورت مسخ ہو چکی تھی اور اس کی زبان میں سخت لکنت پیدا ہو گئی تھی اور دائم الخمر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مکدر رہا کرتا تھا اور پیرانہ سالی کے باعث بدمزاج اور شکی ہو گیا تھا اور نہایت پست ہمت، بے دین، بے حیا، بے غیرت انتہا درجے کا بخیل و حریص اور دروغ گوئی و نمامی میں ضرب المثل تھا، اس کے علاوہ مثانے کی بیماری میں بھی مبتلا تھا جس کی وجہ سے پیشاب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا اور کبھی خشک نہیں ہوتا تھا، اور اس شخص کو جو بوجہ اضطراب طبع گھوڑے کی پیٹھ پر نہیں بیٹھ سکتا تھا خلافت کی بیعت کرنے اور امامت کی کرسی پر بٹھانے کے لئے ہاتوں سے سہارا دیتے ہوئے گھر سے باہر لائے ملک کی حفاظت اور قوم میں عدل قائم کرنے کے لئے اس کو منتخب کیا اور دین حنیف کی طرف سے مدافعت کا کام اس کے سپرد کیا اور اسکو ایک بلند ٹیلے پر لے آئے جو ہمارے قلعہ کے سامنے باب البنند تک پھیلا ہوا ہے، اور جس کی پشت ربض سے ملی ہوئی ہے اور اس کے اوپر سے دار الملک نظر آتا ہے،

ابن بطرون جو اسی قماش کا ایک بہائم سیرت اور تند مزاج شخص تھا اور بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں رکھتا تھا اس کا وزیر بنا یہ شخص ہمیشہ غداری کی فکر میں سرگرداں رہتا

اور بغاوت وخیانت کے خیالات پکایا کرتا تھا اور شکل وشمائل میں یہودی تھا' اس کے گرد شادی کے ڈھول بجائے گئے جس سے اس کی گمنامی وکس مپرسی اور اس کے ساز وسامان کے نقص وعیب کا پردہ فاش ہوتا تھا' اور اس کے سر پر بدعقلی اور ناکامی کا پرچم کھولا گیا اس کے خاندان کے چند بدمعاشوں نے جن کا سیٹی بجانے اور گنگناتے رہنے کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے اس کو گشت کرایا اور اس کے منادی کرنیوالے شہر کے گلی کوچوں میں پھیل گئے اس کے ہواخواہوں نے اس کے نام اور کنیت کا نعرہ لگا کر ان وعدوں کا ایفا چاہا جو شیطان نے ان سے کیئے لیکن وہ وفا نہ ہوئے اور ان لوگوں نے فریب سے کام لینا چاہا لیکن اس میں بھی ناکام رہے اور آتش فساد مشتعل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی بے اثر رہی۔

ہم کو جس وقت اس واقعے کی خبر ہوئی اور عوام کی پریشانی کا حال معلوم ہوا اور مخالفت کی ہوا اور عزل کی آواز ہم تک پہونچی ہم نے اللہ سے مدد مانگی اور اس پر توکل کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیا کہ وہی سب سے بہتر مددگار ہے اور دعا کی کہ اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر کہ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے' پھر ہم نے فوج مہیا کی اور تقسیم عطیات کا اعلان کیا' اور ہر طرف جہاد اور جنگ کا جوش وخروش پھیلا دیا ہاتھوں کو ہتھیاروں سے اور برجوں کو آدمیوں سے بھر دیا اور سلطنت کا نقارہ بجوایا حق کا پھریرا اڑایا اور مخصوص امرا سے جو خیر خواہ دولت ہیں مددطلب کی فقیہ ربغس کے پاس بھی اس کا حال دریافت کرنے اور اس کے دلی خیالات کا پتا چلانے کی غرض سے پیام بھیجا' معلوم ہوا کہ وہ اپنے گھر میں چھپا ہوا اپنے دین کی خیر منا رہا ہے اور خطرات سے بہت خائف ہے اور آستین کے اشارے سے بات کرتا ہے' پھر ہم نے باشندگان شہر کو ٹٹولا اور ان میں کوئی شخص مشتبہ نہیں پایا گیا۔

جب جہاد کی خبر پوری طرح مشتہر ہو گئی اور کثرت سے لوگ جمع ہو گئے اس وقت ہمارے دلی امر شیخ اجل ابوسعید عثمان بن شیخ ابوزکریا یحییٰ ابن عمر (جن کو ہم نے اپنا مددگار اور مشیر بنا لیا ہے اور جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے اور ہمارے قوت بازو اور ہمارے ہاں سب سے زیادہ محترم شخص ہیں جنھیں دیکھکر رعب سا چھا جاتا

سے ہے اور ہمارا کام انجام دینے میں کامیابی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے) فوج کو ساتھ لے کر آگے بڑھے، یہ ایک بہت بڑی فوج تھی جس میں ہر قسم کا سازوسامان بہ افراط موجود تھا اور تمام نقصانات رفع کر دئے گئے تھے اور بہ کثرت تیر انداز جمع تھے۔

شیخ نے ربض کے دروازے اور اس کے راستوں پر قبضہ کر لیا پشت کی طرف سے اس کا محاصرہ کیا گیا اور اپنی ساری توجہ اسی کی طرف منعطف کر دی اور بات کرتے اس کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اور نیزے اٹھائے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ربض میں داخل ہو گئے، حالانکہ یہ جگہ ہر خطرے سے محفوظ اور اس کی عظمت وشان زوال سے مامون سمجھی جاتی تھی اور اگر یہاں کے رؤسا صلح کی خواہش نہ ظاہر کرتے اور امن کے طلب گار نہ ہوتے تو سب کے سب سخت مصیبت اور تباہی میں مبتلا ہو جاتے۔

دشمن کی فوج اپنے بدبخت سردار کو میدان کے کھونٹے اور سطح مرتفع کے کچھوے سے بھی زیادہ ابتر حالت میں چھوڑ کر پہلے ہی حملے میں بھاگ کھڑی ہوئی اور سردار گرفتار ہو گیا سواروں نے اس کے غدار ہمراہیوں کا تعاقب کیا، اور یہ مکار و گمراہ اور ذلیل و بے حیا شخص شکست کامل سے قبل ہی پابزنجیر ہمارے سامنے لایا گیا اور بوجہ غایت شرمندگی و ذلت ہمارے سامنے زمین پر لوٹنے لگا ہم نے اس وقت تک کے لئے کہ اس کے جرم کی نسبت فتوے طلب کر کے قانون الٰہی کے مطابق اس کو اس کے قصور کی سزا دی جائے اور اس قسم کے مجرم کو قتل کرنے کے لئے وحی نے جن جن صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے کسی ایک شکل کو اختیار کیا جائے اس کو ایک تہ خانے میں قید کر دیا۔ اور الحمد للہ کہ آتش فساد اسی دن سے فرو ہو گئی اور اختلاف کا درخت جڑ سے اکھڑ گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنا نور کامل کیا اگرچہ کافر ناپسند کرتے رہے، بلاشبہ جس حالت میں یہ لوگ ہیں وہ تباہ کرنے والی حالت ہے اور ان کے سارے کام باطل ہیں۔

مفسدین کے مرجع دمال کو اللہ حقیر وذلیل اور ان کے جہاز کو غارت کرے ہمارے اندر ان لوگوں نے کون امر قابل اعتراض پایا؟ ہمارا وراثتاً ولی امر ہونا، یا دوسری دفعہ قوم کی مرضی سے ولایت کا ہماری طرف عود کرنا یا دشمن کا حملہ دفع کرنا اور اس

سے جنگ کرنا اور دفعتہً امن قائم کر دینا، یا جب ان کے پاس کوئی تدبیر نہ رہی
اس وقت ہمارا قلعے کو بچا لینا۔ حقیقتہً سوائے امن واطمینان اور خوشگوار سکون
وراحت کے جس کا ان کو شعور واحساس ہے اور اس امر کے سوا کہ ان کی
امیدوں اور مفاد پر روک قائم ہوگئی اور ہم پر اللہ کا فضل وکرم ظاہر
ہوا دوسرا کوئی امر نہیں ہے۔

اے ہمارے رب تو ہماری مخفی اور ظاہر سب حالتوں کو جانتا ہے،
اور اللہ سے نہ زمین کی کوئی چیز پوشیدہ ہے، نہ آسمان کی، بارالہا ہم کو
اسی حال میں رکھ جو ہماری نیت کا اقتضا ہو، اور ان لوگوں کے متعلق جو ہمارا
دلی ارادہ ہو ہمارے ساتھ اسی ارادے کے مطابق معاملہ کر اور اگر ہم نے
اس جماعت کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہو اور ان کی حق تلفی اور ان کے ساتھ
بے انصافی کرنا چاہا ہو تو ہمارے عزم کو جس طرح تو جانتا ہے اور ہماری نیت
سے جس طرح تو واقفیت رکھتا ہے ہمارے ساتھ اسی کے مطابق سلوک کر،
اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ ہم اس جماعت کے خیر خواہ ہیں اور ان کے لئے آرام
وآسایش مہیا کرنے اور ان کی صلاح وفلاح کی فکر کرنے اور ان کی امیدوں
کے بر لانے میں محنت وجانفشانی سے کام کرتے ہیں تو اے ارحم الراحمین اپنی
طرح ہم کو بھی ان پر احسان کرنے کی توفیق دے اور ان کے لئے ہماری
اطاعت کرنا آسان کر دے،

اور اب جب کہ کامل معافی دیدینے کے ساتھ اس احسان کی صبح
نمودار ہوگئی، اور ہم کو ایسی حالت پر قرار ہوگیا جو نہایت بہتر حالت ہے
اور ہم کو معلوم ہوگیا کہ اللہ کے فضل سے اب ہمارے لئے کوئی خوف اور
خطرہ نہیں ہے اور یہ کہ حق کی راہ یقیناً نجات کی راہ ہے اور اس کی حجت
سب پر غالب ہے تو اب ہم تم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم پر بھی اللہ کی نعمتیں
نازل ہوں اور تمہارے مجالس میں اللہ کے تقوی کی اشاعت ہو اور اللہ کی
حفاظت ہمارے اور تمہارے شامل حال رہے اور اللہ ہمارے ہاتھ سے
تم پر احسان کرائے، تاکہ تم عبرت حاصل کرو اور اللہ کا ادب ملحوظ رکھو اور

تمہارے یقین و بصیرت میں ترقی ہو اور اللہ نے جس شخص کو تمہارا حاکم بنایا ہے اس کی بات توجہ کے ساتھ سنو، اور اللہ ہمارے لئے کافی اور سب سے بہتر وکیل ہے، اللہ تم لوگوں کو برکت دے اور تمہارے عزت اور شرف کی حفاظت کرے" والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تاریخ فلاں" انتہیٰ

جہاد ماہ شعبان ۷۶۸ھ

مآل اندیشی اور خدمت اسلام دونوں کے لحاظ سے یہ تجویز قرار پائی کہ کافروں کے ملک پر مسلمان ہر طرف سے حملہ کر دیں، یہ تجویز بہت مقبول اور مشہور ہوئی چنانچہ مویشی لوٹے جانے لگے اور تلواریں چلنے لگیں پچھلے چند سالوں کے اندر قلعہ بطرنہ پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا اور مسلمانوں کے دل اس کے لئے بے چین تھے، اضطراب و پریشانی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قلعۂ مذکور پر کافروں کا قبضہ ہو جانے سے شہر مالقہ اور شہر رندہ کے درمیان اس طرح علٰحدگی ہو گئی تھی کہ دشمن کی سرحد کی جانب نہ خیال ہی پہونچ سکتا تھا اور نہ طیور ہی کے ذریعے سے پیام بھیجا سکتا تھا اور نہ وہاں کے مسلمانوں کو مدد پہونچائی جا سکتی تھی۔

پس اللہ سے مدد مانگ کر قلعۂ مذکور کو واپس لینے کا قصد کر لیا گیا۔ چنانچہ مالقہ و رندہ اور ان کے باشندوں اور قرب و جوار کے تمام لوگوں نے مل کر اس پر حملہ کر دیا اور سخت جنگ و جہاد اور معرکہ آرائی کے بعد اللہ کے فضل سے قلعہ بہ آسانی فتح ہو گیا اور مسلمان اس پر قابض ہو گئے اور بے شمار اثاثہ اور اسلحہ اور لباس ہائے فاخرہ اور مختلف اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آئے، فتح کے ساتھ ہی مساجد ظاہر ہو گئیں، اور کلمۃ اللہ سے مشاہد کو رونق ہوئی، اور معابد میں مسلمانوں کی صورتیں نظر آئیں، شہر میں محافظین اور تیر اندازوں اور مشاق شہسواروں کا ایک دستہ متعین کر دیا گیا، اور الحمدللہ کہ اس فتح سے مسلمان ایک دوسرے سے قریب ہو گئے، مسلمانوں اور ان کے بھائیوں کے درمیان راستے کھل گئے مراسلات آنے جانے لگے

اور عظیم الشان فوائد حاصل ہوئے۔
دشمن اسی وقت حفرہ نوشیہ کے حصن سہلہ سے بھی بھاگا اور شاہ راہ عام کو مسدود کر گیا، واقعات مذکور ماہ شعبان سنہ مذکور کے عشرۂ اول میں واقع ہوئے۔ پھر آخر ماہ شعبان میں شہر رندہ کے مسلمانوں نے شہر بزغہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے پلٹ کر شہر جیرہ کے باشندوں سے جنگ کر کے اس کو بھی فتح کر لیا، جس سے بہت کچھ نفع حاصل ہوا، اور فتوح کا سلسلہ بندھ گیا اور سرحد بہت وسیع ہو گئی۔

رسالہ مرینیہ

فتح مذکور کے متعلق مرینیہ کی طرف میرا املا کیا ہوا حسب ذیل پیغام بھیجا گیا۔
"ہم اپنے اخ عالی مقام، عظیم القدر، واجب الاطاعت، اور مسلمانو کے ظاہری و باطنی ہمدرد، سلطان کی خدمت میں فتح کی بشارت اور مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس خوش آیند خبر کا بار بار اعادہ کرتے ہیں، اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم لوگوں کے لئے آپ کی ذات عالی مقام کو خیر و برکت کا ذریعہ بنا دے اور زمانہ کے درختوں کو ہلا کر ہم نے ان کے جو پھل چنے ہیں اس میں ہم آپ کو بھی شریک بناتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ آپ کی سب سے بڑی آرزو اسلام اور اہل اسلام کی عزت ہے اور آپ کا سب سے اہم مقصد اسلام اور اہل اسلام کی اعانت ہے اللہ عمل جہاد میں آپ کی نیت کو خالص رکھ کر اور آپ کی طبیعت کو اشاعت کلمۃ اللہ کا کفیل بنا کہ آپ کو سلامت رکھے غلبۂ دین حنیف کے متعلق آپ کی تمنائیں پوری ہوں آپ کی عظمت و شان قائم اور آپ کی ثنائے جزیل جاری رہے، یہ مجاہد ملک ہمیشہ آپ کے التفات و توجہ سے مستفید ہوتا رہے، اللہ آپ کے امر کی تائید کرے اور آپ کو پوری مدد دے، سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
"حمد کے لائق اللہ ہے جو اسباب فتح کو جمع کرتا ہے، اور جو مدد دیتا ہے بڑی وسعت و فیاضی کے ساتھ دیتا ہے اور قلیل التعداد طائفے کی ملائکہ اور ارواح کے ذریعہ سے تائید کرتا ہے"۔

"اور درود و سلام نازل ہو اللہ کے نبی سیدنا محمد پر جو ہدایت کی نہایت صاف روشنی لائے۔ جو شخص اس روشنی کو قبول کر لے اور اس سے راضی ہو جائے اس کو اس حوض پر لیجاتے ہیں جہاں ہر شخص جانا چاہتا ہے اور اس دروازے پر پہونچا دیتے ہیں جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

"اور اللہ راضی ہو آل اور اصحاب نبی سے جو میدان شہسواری اور بہادری کے شیران حملہ آور ہیں اور اعدائے دین کے ساتھ خوشی اور کشادہ دلی کے ساتھ جہاد کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پیروی کرتے رہے ہیں۔

"اور اللہ جناب والا کو نہایت اعلیٰ درجے کی خالص عزت سے سرفراز کرے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ حمراء غرناطہ حرسہا اللہ سے ہم نے جو مراسلہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، (اللہ آپ پر اپنی نعمتیں تمام کر دے اور آپ کو ہمیشہ سیدھی اور کھلی ہوئی راہوں پر لے چلے، اور آپ کو عزت کے ساتھ رکھے اور آپ کے افواج کو فتح و ظفر عنایت کرے) اُس وقت کا حال یہ تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ابر چھایا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ برس رہا تھا اور ضمانت کر رہا تھا کہ مقاصد دلی پورے ہو کر رہیں گے (اللہ ہمیں اور آپ کو اپنے الطاف کے آثار و برکات سے بہرہ یاب کرے اور موجودہ کو آئندہ کا نشان بنا دے، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے، اور آپکے ممالک محروسہ کی حفاظت کرے، ہمارے اور آپ کی مراد مجازی کو مراد حقیقی سے معمور کرے) چنانچہ آپ کو خبر دی گئی تھی کہ ہم نے حصن بزغہ کو جو مسلمانوں کا ایک نہایت عزیز قلعہ ہے اللہ کی مدد سے فتح کر لیا اور اس سے وہ بت پرست اور غارت گر جن کا پیشہ نقصان رسانی اور شاہ راہوں اور آبادیوں میں خوف و ہراس پھیلانا ہے سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئے اور قلعۂ مذکور کے ناقابل تسخیر ہونے کے باوجود اللہ نے اُس کا واپس لینا آسان کر دیا، اور اُس کی اذان گاہ کفر کی کثافت سے پاک ہو کر کلمۂ شہادت کے انوار ساطعہ سے منور ہو گئی۔

مراسلۂ مذکورہ ٹھیک اُس وقت روانہ کیا گیا تھا جس وقت جنگ بند ہوئی اور

تیر و پیکان اپنا کام پورا کر چکے تھے، اور اس عجلت کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا جس کا سبب ظاہر ہے کہ اس طالب اجر کا پسینہ بھی خشک نہیں ہوا تھا، اس کے بعد ہم قلعۂ مفتوح کا ملاحظہ کر کے اور کامل احتیاط و دور بینی کے ساتھ اس کی تعمیر کا انتظام کر کے دار السلطنت واپس آئے، ابھی شادمانی فتح کے جھنڈے اوتارے نہیں گئے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ اللہ اپنی عادت کے موافق ان کی مزید تائید کرے گا کہ اللہ کے احسان کی مسرت آمیز خبریں آنے لگیں جو پے در پے ایک ایک کر کے صادر ہو رہے تھے اور جن سے سابق فتوح پر نئے فتوح کا اضافہ ہو رہا تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حصن بزغہ کو فتح کر لینے سے جو مالقہ کے سامنے واقع تھا اہل مالقہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی، اہل رندہ کو اپنے ہمسایہ اہل مالقہ کی اس کامیابی پر رشک ہوا، (اللہ ان سب لوگوں کی مدد کرے اور ان سب لوگوں کو اُن کے عمل خیر کی جزائے خیر دے) اور ان کی ہمت بلند جوش میں آئی۔ اللہ کی راہ میں موت کو حقیر سمجھ کر عمل اور نیت میں باہم ایک دوسرے کے معاون بنے اور خوش گوار فتوح حاصل کر کے اپنے مقاصد دینیہ میں کامیاب ہوئے۔

اہل رندہ حصن وصبر کی طرف متوجہ ہوئے، حصن مذکور شہر کے بالکل متصل اُس کے آمنے سامنے واقع ہے اور ایسا دشمن ہے جو کسی وقت ضرر رسانی سے باز نہیں آتا بلکہ نر سانپ کی طرح ہمیشہ مصیبت کا سبب بنا رہتا ہے، اہل رندہ نے اللہ کی اعانت و تائید سے قلعہ فتح کر لیا اور بعد ازاں اس راہ سے چلنے اور سامنے کا رخ وسیع ہو جانے سے بہت خوش ہوئے۔

قلعے کے محافظ اور نگہبان بھاگ کر حصن باغہ چلے گئے جو غرناطہ کے مشاہدین سے ہے، اہل رندہ نے حصن باغہ سے جنگ آزمائی کر کے اُس کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور اللہ کی مدد سے حصن مذکور ایسی آسانی سے فتح ہو گیا کہ ایک شخص بھی ہلاک نہیں ہوا اور نہ کسی قسم کی دقت ہی پیش آئی۔

ہم نے ان متواتر نعمتوں اور سارے اگلے اور پچھلے احسانات پر شکر ادا کیا اور اس فرض کا اعلان کرنے کے لئے تمام بلند مرکزوں پر جو ہر جگہ سے دیکھے جا سکتے ہیں جھنڈے نصب کرائے اور نقارے بجوائے، ہم انعامات کے مسلسل پہونچتے رہنے

اور سیدھی راہ پا لینے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اور چونکہ ہم اللہ کے ان متواتر احسانات کو جناب والا کی نیک نیتی اور ارادے کی برکت پر مبنی سمجھتے ہیں، جنگ اور صلح ہر حال میں آپ کی عزت سے ہماری عزت ہے، اور ہم کو معلوم ہے کہ ان مسرتوں میں آپ سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں، اور ان حالات سے آپ کا خوش ہونا کسی پر مخفی نہیں ہے اس لئے ہم آپ کو ان حالات کی اطلاع دیتے ہیں۔

اب ہم کو اُن واقعات کا انتظار ہے جو ان شکستوں سے ظاہر ہونے والے ہیں، دشمن کے دل و جگر ان شکستوں سے پاش پاش ہو گئے ہیں اور اُس کے املاک و علاقے منقسم ہو گئے ہیں، پس وہ جوش انتقام میں یقیناً صحیح معرے پر حملہ کرے گا، اور اللہ نہ کرے کہ یہ حملہ ہماری واپسی کا سبب ہو بلکہ یہ حرکت اُس کی موت کی حرکت ہو جائے جس کا وہ منتظر ہے اور اُس کی تباہی کا سبب بن جائے جو خود اُس کی لائی ہوئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو اللہ اس طرف مائل کر دے کہ وہ اللہ ہی سے مدد طلب کریں اور اُسی کی طرف متوجہ رہیں۔

چونکہ آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ کا مرتبہ ہم کو بخوبی معلوم ہے اس لئے ہم نے آپ کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا، اور آیندہ بھی جو حالات پیش آتے رہیں گے اُن سے اطلاع دیتے رہیں گے اور مراسلت میں تاکید اور تعجیل حالات کے اقتضا کے مطابق ہو گی۔

غزوہ حصن آش

اس کے بعد اوائل ماہ رمضان میں سلطان نے حصن آش پر حملہ کیا، حصن آش اس سرحد کی طرف ہے جس کو طاغیہ نے توڑ دیا تھا اور سرحد کی دیوار کو کافروں نے اور اس شخص نے جو بلاد اسلام پر منڈلاتا رہتا ہے اور اگر مال و اولاد کے ساتھ اللہ کا فضل شامل نہ رہے تو ان کا حاکم بننا چاہتا ہے، جا بجا سے ناقص اور مجروح کر دیا ہے، سلطان نے اپنا حق مغصوب واپس لینے اور اس تکلیف سے شفا پانے کے لئے اللہ سے دعا کی اور حصن مذکور کا محاصرہ کر کے اس کے ساتھ جنگ چھیڑ دی اور ایک سخت جنگ کے بعد جس کے برابر کوئی دوسری جنگ نہیں سنی گئی ہے اللہ نے حصن مذکور پر اس کی بلندی اور

شہرت و نام وری کے باوجود اس کے باوصف کہ خود طاغیہ اس کی مدافعت کر رہا تھا سلطان کو فتح عنایت کی۔

اس جنگ کا سارا انتظام سلطان نے بہ ذات خود کیا تھا اور اس کی محنت و مشقت کا تمام بار اپنے کندھے پر لے لیا اور بجھی ہوئی حمیت کو خود ترغیب دے کر مشتعل کیا تھا اور پھر فتح ہو جانے کے بعد تمام دن موسم گرما کی سخت گرمی برداشت کر کے خود اپنے ہاتھ سے اس کو صاف کیا اور اس کا شگاف بند کیا اس لئے اس معرکے میں سب سے زیادہ تعریف اور نیک نامی سلطان کی ہوئی اور وہ نہایت ہر دلعزیز ہو گئے۔

قلعۂ مفتوحہ میں سواروں کا ایک منتخب دستہ اور تیر اندازوں کی ایک جماعت متعین کر کے اور سامان و سلاح جنگ رکھ کر سلطان وہاں سے واپس آئے اور اس بلند اور محفوظ مقام کا جو مسلمانوں کو بہت عزیز ہے فتح ہو جانا مسلمانوں کے حق میں بہت بہتر ہوا یہ اللہ کا فضل اور احسان عظیم ہے جو مسلمانوں پہ ہوا، مغرب کی طرف اس واقعے کی خبر اعلیٰ درجے کی مسجع اور مرسل اعلیٰ عبارت میں روانہ کی گئی۔

اطریرہ پر فوج کشی

ماہ شعبان ۷۶۷ھ میں شہر اطریرہ پر حملہ کیا گیا۔ جس علاقے میں اطریرہ واقع ہے وہ ہمیشہ قتال و خوں ریزی سے الگ تھلگ بستر صلح پر امن کے ساتھ رہتا چلا آتا تھا، سال گذشتہ یہاں کے باشندوں نے یہ حرکت کی کہ اپنے تمام مسلمان قیدیوں کو قتل کر ڈالا اور اس لئے دشمن کے دوسرے شہروں کے ساتھ اس پر بھی انتہا درجے کی تباہی و بربادی نازل ہوئی۔

اوائل ماہ رمضان میں سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ چھیڑی اور شہر اور حوالی شہر کو تباہ و برباد کر دیا، اہل شہر جان بچا کر قصبۂ محفوظ میں بھاگ گئے جہاں نہایت مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے لیکن جنگ نے وہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور حملے کی شدت کے سے وہ لوگ شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے، اور مسلمانوں کی ایسی شرطوں کو قبول کر لیا جو اس سے قبل کسی عہد میں بھی پیش نہیں کی گئی تھیں

اور نہ اس عہد میں کسی آنکھ اور کان نے ایسی شرطیں دیکھی اور سنی ہیں اور مسلمانوں کو اس قدر سامان متول اور مختلف قسم کے فوائد ہاتھ لگے جن کا علم اللہ ہی کو ہے۔

اسیران جنگ کی تقسیم اس طرح ہوئی کہ جن کے پاس سواری اور بار برداری کے جانور تھے ان کو فی کس چار چار اسیر اور پیادوں کو ان کی تعداد کے مساوی یعنی فی کس ایک ایک اسیر دیا گیا اور لوگ اسیروں کو بار برداری کے جانوروں پر چڑھا کر اور گھوڑوں پر اپنے پیچھے سوار کر کے اور جاریہ کو کجاوہ اور کوہان پر بٹھلا کر لے گئے۔

اور لوگ سلطان سے ملنے کے لئے جو بڑے عزت و فخر اور نام وری کے ساتھ واپس آ رہے تھے باہر نکلے اور ان کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ مسلسل کئی روز تک ٹھہر کر لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔ اور سارا ملک ہدیوں اور تحفوں سے بھر گیا، والحمد للہ۔

سلطان مغرب کے پاس اس فتح کی خبر بھی میرے انشا کئے ہوئے کلام مرسل میں بھیجی گئی۔

غزوۂ فتح جیان

ماہ محرم ۷۶۷ھ کے آخر میں شہر جیان پر ایک زبردست حملہ کیا گیا۔ یہ شہر بھی ایک دار الملک ہے دنیا کا ایک مشہور اور بے مثل شہر اور تخت گاہ امارت ہے، اللہ کے فضل سے شہر مذکور کو مسلمانوں نے لڑ کر فتح کر لیا اور جو سامان تنعم اور غلہ مویشی کپڑے جانور اور ہتھیار اس میں تھے سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور اللہ نے مسلمانوں کو اس قدر موقع دیا کہ انہوں نے لڑنے والوں کو قتل اور ان کے ذریات کو قید کر لیا مکانات کو ویران اور آثار کو محو کر دیا مویشی ہانک کے لئے اور درختوں کو کاٹ ڈالا۔

یہ فتح ایک معجزہ ہے جس کا پورا بیان نہ نظم میں ہو سکتا ہے نہ نثر میں ہر جگہ اس کا ذکر پھیلا ہوا ہے اور اس کا پر فخر کارنامہ بڑی شہرت رکھتا ہے۔

بادشاہ مغرب کے پاس اس فتح کا پیغام بھی میرا لکھوایا ہوا بھیجا گیا۔
اس معرکے سے واپس آنے کے بعد عوام میں ایک مرض متعدی نمودار ہوا اور تمام لوگوں میں پھیل گیا اور محض اللہ کی مہربانی سے اس کی روک تھام ہوئی اور آخرکار دفع ہو گیا اور اسی تردد کی وجہ سے شعر انشا کرنے اور مدح وستائش کے دربار منعقد کا موقع نہ مل سکا۔

غزوہ شہر ابدہ

سنہ مذکور کے اوائل ماہ ربیع الاول میں شہر ابدہ پر چڑھائی ہوئی، اور شہر کے بیرونی حصے میں مسلمانوں کی فوج داخل ہو گئی۔ اس جنگ میں سلطان نے بڑی شجاعت و بہادری ظاہر کی، شہر ابدہ پر اس کے ہمسایہ شہر جیان کے بعد حملہ کیا گیا تھا، اس لئے وہ پوری طاقت و قوت کے ساتھ مقابلے میں آیا اور یہ جنگ ایک مشہور جنگ ہوئی۔
مسلمانوں نے شہر کو فتح کیا اور لوٹا، اور اس کے عالی شان مکانات اور خوش نما کلیساؤں کو مسمار کر کے ان کی دیواروں کو زمین کے برابر کر دیا، ان کے صحن کی وسعت اور اطراف کا فاصلہ اور عمارات کی جسامت اس قدر تھی جس پر محض سننے سے بہ مشکل یقین آ سکتا ہے، اور اس کا بیان ذہن کو خیرہ اور عقل کو حیرت زدہ کر دیتا ہے، اللہ کی بے شمار نعمتوں پر اللہ ہی کا شکر، مسلمان اس شہر کو اس طرح ویران کر کے پلٹے کہ اب نہ اس کے مکانات کی تعمیر ہو سکتی تھی اور نہ اس کے پتھروں اور انباروں میں اجتماع و ترتیب ہو سکتی ہے۔
صاحب مغرب کی طرف اس فتح کا پیغام بھی میرا انشا کیا ہوا بھیجا گیا جو حسب ذیل الفاظ میں ہے[۵]

تباہی بادشاہ قشتالہ

اسی زمانہ میں، بطرہ ابن اقونش ابن ہراندہ ابن شانجہ بادشاہ قشتالہ پر

---

۵ واضح رہے کہ اصل نسخہ مطبوعہ میں اس پیغام کے الفاظ مذکور نہیں ہیں۔

جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت سے فائدے ہوتے رہتے تھے تباہی آئی، سبب یہ ہوا کہ اس کا بھائی لذریق ہمیشہ سلطنت میں اس کے ساتھ مزاحمت کرتا رہتا تھا اور اس کو پریشان کیا کرتا تھا، بطرہ کے سات بڑے بڑے رفقا اور اہل ملت اس کے بھائی لذریق کے ساتھ مل گئے اور اس کو حاجت ہوئی کہ مسلمانوں سے مدد لے اور جن لوگوں نے اس کے بھائی کی اطاعت اختیار کرلی ہے ان کے مقابلے میں مسلمانوں کو لے جائے۔ اس کو حصن بتیل کے باہر شکست ہوئی اور اس وقت اس کے ساتھ چند مسلمان سوار تھے، وہ کسی سامان اور طیاری کے بغیر حصن میں پناہ گزین ہوگیا اور اس کے بھائی نے جس کے مقابلے میں اس کو شکست ہوئی تھی اس کو مجبور کیا اور حصن کے گرد ڈیرہ ڈال کر اس کو محاصرے میں لے لیا، محصور کی فوج بھاگی اور نواحی ابدہ میں جمع ہوکر مسلمانوں سے استدعا کی کہ وہ مدد دے کر اس کو دشمن سے بچالیں۔

مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ بطرہ کی امداد واجب ہے اور اس کو بچانے کی غرض سے مجاہدین طلب اور جمع کئے جانے لگے تاکہ اس کے باقی رہنے سے وہ فتنہ قائم رہے جس سے کفر کا استیصال ہوتا رہتا ہے اور ایک دشمن دوسرے کے ساتھ پھنسا رہتا ہے ابھی کارروائی ہو ہی رہی تھی کہ بے ایمان محصور نے اپنے رفیقوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے لئے اس دلدل سے نجات پانا اور اس کی مشکلات میں مسلمانوں کی شرکت متعذر ہوگئی اور اس کے پاس خبریں پہونچنے اور اس مصیبت کے رفع ہونے کا ذریعہ منقطع ہوگیا۔

بطرہ اپنے بھائی کے ایک سردار کے پاس جو اس کے محاصرین میں سے تھا گیا۔ اور اس کو ملایا، سردار مذکور فرانس کی امدادی فوج کا جو اس کے بھائی کی اعانت کے لئے آئی تھی مشہور کمان دار تھا، بطرہ نے سردار مذکور کو جس قدر مال ومتاع وہ مانگے دینے کا وعدہ اور عہد واثق کیا اور سردار مذکور نے ازراہ فریب اس کی یہ خواہش بظاہر منظور کرلی اور جب وہ سردار مذکور کے پاس گیا تو اس نے خود اس کو اور جو دلال اس کے ساتھ گئے تھے سب کو گرفتار کرلیا اور فوراً اس کے بھائی کو خبر کردی۔ خبر پاکر اس کا بھائی اپنے

خاص آدمیوں اور خادموں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ وہاں آیا اور بطرہ کو حالت بے خبری میں قتل کر دیا اور جو لوگ اس کے ساتھ محصور تھے ان سب کو معاف کر دیا۔ اور اس کے سر کو تمام شہروں میں گشت کرایا، اور باوجودیکہ وہ اس کے قتل کو جائز اور حق بجانب سمجھتا تھا، پھر بھی بھائی کے غم میں ماتمی لباس پہنا، اور تمام شہروں میں جو ایسے شخص کی حکومت سے سخت ناراض تھے جو بالاعلان مسلمانوں سے مدد لیتا اور ان کی مدد کرتا تھا۔ اور اس وجہ سے ان کے بلاد مفتوح اور کلیسا ویران اور مال و دولت برباد ہوتے رہتے تھے، اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اور سب نے اس کی حکومت قبول کر لی اور اس کی اطاعت پر اتفاق ہو گیا۔ اور شہر قرمونہ کے سوا ان بلاد میں کوئی دو شخص ایسے نہیں تھے جو اس کی بہ نسبت اختلاف رائے رکھتے ہوں۔

الغرض نصاریٰ ایک مرکز پر جمع ہو گئے اور ان کے باہمی اختلافات رفع ہو گئے اور سب کے سب مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو گئے، اور ان لوگوں نے تمام سامان اور خزانے کو جو اس سرزمین میں تھا برجلونہ میں طلب کر دیا، اور اشبونہ کے لئے فرانس میں ایک نہایت مضبوط دشمن طیار کیا۔

اور اللہ جل جلالہٗ نے اہل بصیرت کو توفیق دی کہ مآل کار کو سمجھیں اور کل کے لئے آج فکر کریں، سلطان نے ہم کو اجازت اور آزادی دی کہ مصلحت کے مطابق بادشاہ نصاریٰ سے جو اس وقت مرض نکبہ میں مبتلا تھا گفتگو کریں۔ چنانچہ ہم نے بادشاہ مذکور کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے محترز رہے اور جو لوگ اس کے بھائی کے معاون تھے ان کے مکر و کید سے ہوشیار ہو جائے اور اس غرض سے کہ عیسائیوں کے ملک میں فتنہ قائم رہے ہم نے اس کو مشہور و معروف حکایتیں اور تاریخی واقعات سنا کر یہ رائے دی کہ وہ اپنی اولاد اور ذخیرے کے لئے ایک جائے پناہ بنائے جہاں اس کا مال و متاع اس کے اختیار میں رہے۔

بادشاہ مذکور نے میرے اشارے اور مشورہ کو شکر گزاری کے ساتھ قبول کیا۔ اور اس مقصد کے لئے شہر قرمونہ کو پسند کیا جو اس کے دارالسلطنت اشبیلیہ کے بالکل متصل اور قریب واقع ہے، پھر اس نے قرمونہ کے ٹیلوں اور دیواروں کو مضبوط و مستحکم کیا اور وہاں کے مخزنوں کو غلے اور سامان سے بھر دیا قابل اعتماد

لوگوں کی مدد سے وہاں کثرت سے ہتیار جمع کئے مال و ذخیرہ وہاں منتقل کر لیا اور اکابر اشبیلیہ کو بطور یرغمالوں کے اور مسلمان قیدیوں کو وہاں بھر دیا۔ اور اس میں اس قدر مبالغہ کیا جس کی کوئی حد و انتہا نہیں اور اس قدر اہتمام وہی شخص کر سکتا ہے جس کی موت کا وقت قریب آگیا ہو اور وہ مرنے پر آمادہ ہو۔

آخر کار وہ اس جگہ کو اپنے جانشین کے لئے ایک محفوظ و مسلح مقام بنا کر چھوڑ گیا اور اپنے اہل و عیال کو اپنے بعض ایسے خادموں کے سپرد کر گیا جن کی نسبت اسے یقین تھا کہ وہ اس کے مخالفوں اور دشمنوں کی دوستی اور اطاعت نہیں کریں گے اور جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے شہد پر جمع ہوتی ہیں اسی طرح یہ خدام اس کے ایک صغیر سن لڑکے کے گرد جمع ہو گئے اور مسلمانوں کی حمایت میں آگئے!۔

اس طرح ہڈی کے حلق میں اٹک جانے سے نصاری کی ساری آرزوئے حملہ آوری اور تمنائے فتح مندی مکدر ہو گئی اور اس کے لئے اس صورت حال کا بدلنا ضروری ہو گیا، اور اس وجہ سے مسلمانوں نے اس کے ساتھ مزاحمت کی اور جس شخص نے قرمونہ کا رخ کیا اس پر انہوں نے قرمونہ کے ساتھ اپنا معاہد ہونا ظاہر کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے درمیان باہمی اختلاف بہت بڑھ گیا اور اللہ کے فضل سے تدبیر میں نمایاں کامیابی ہوئی، اور جیسا کہ خیال کیا گیا تھا اس تدبیر سے ٹھیک وہی پیش آیا۔ دشمن کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور فتنہ و فساد کی آگ سرد ہو گئی۔ بادشاہ قشتالہ نے ملک کے سب سے بڑے بادشاہ سے جو مدد طلب کی تھی اس کے انتظار میں مدد آنے کی امید پر قرمونہ کے ساتھ الجھا رہا اور اس کے لئے مدد طلب کی شاہ پرتگال اور فرانس سے صلح بھی ہو گئی مگر ملک میں فساد برپا ہو گیا اور باغیوں نے اس کے مقابلے میں بغاوت کر دی جس سے اس کو پریشانی لاحق ہو گئی، اور جو سوار اور محافظین مسلمانوں کے قریب کے شہروں میں متعین تھے سب ملک کے اندر لڑنے بھڑنے کے لئے واپس چلے گئے .... اور حسن تدبیر سے اس کے ملک کے اندر جو بڑے بڑے اختلافات پیدا ہو گئے تھے وہ ان کو رفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور وہ خود اپنے ملک میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ اسے اپنے تن بدن کی خبر نہ رہی دشمن کی طرف کیا توجہ کرتا۔

ان وجوہ سے نقض عہد آسان ہو گیا اور غفلت میں حملہ کر دینے کا موقع

مل گیا، چنانچہ حملے شروع کر دئے گئے حصن قنبل اور حائر پر حملہ کیا گیا اور اللہ کے فضل سے ماہ رمضان ۷۷۰ھ میں یہ دونوں حصن مفتوح ہو گئے پھر ثغر روضہ پر حملہ کیا گیا اور بڑی محنت کے بعد اللہ کے فضل سے ثغر بندکور بھی فتح ہو گیا اور اسی کے ساتھ حصن قبرہ بھی فتح کر لیا گیا، اور اس جوار میں اسلام کو دشمن کے حملہ آوروں سے امن ہو گیا، اور سلطان کے اشارے سے رندہ اور جبل فتح کے باشندوں نے حصن برج الحکیم اور الفشتور پر حملہ کر دیا اور رمضان ہی میں یہ دونوں بھی اللہ کی مدد سے بہ آسانی فتح ہو گئے پھر سنہ مذکور کے ماہ ذیحجہ میں جزیرہ خضراء پر حملہ کیا گیا جو اندلس کا دروازہ ہے اور وہ مقام ہے جس پر فتح اول کے وقت سب سے پہلے مسلمانوں کا قبضہ ہوا تھا جس وقت جزیرہ خضرا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا مسلمانوں کو مساجد کے اندر حسب ذیل الفاظ میں حملے کی ترغیب دی گئی۔

"مسلمان مجاہدین کے گروہ، اور گھر بیٹھنے والے معذورین کے کام آنے والو! اللہ تمہارے ہاتوں کو بلند رکھ کر کلمہ دین کو بلند کرے، اور زاہدین سے زیادہ تم کو اجر اور فخر عطا کرے۔ جان لو! اللہ تم پر رحم کرے کہ اندلس اسلام کا ایک گھر ہے اور جزیرہ خضراء اس کا دروازہ ہے اندلس اسلام کی آنکھ کی سیاہ تپلی ہے اور جزیرہ خضرا اس کی سیاہی ہے زمانہ قدیم اور زمانہ حال دونوں زمانوں میں اسی جزیرے کی طرف سے اندلس کے اسباب فتح پہونچتے رہے ہیں اللہ کے دشمن اور اندلس کے دشمن کے مقابلے میں اللہ کے دوست اسی راہ سے اندلس کی مدد کرتے رہے ہیں۔

"جب دشمن اسلام نے اس جزیرے کو تباہ و برباد کر رکھا ہے، اور اس کو غصب کر کے اور مسلمانوں کو اس مصیبت پر شرمندہ و روسیاہ کر کے اس کی صبح روشن کو کفر کی ظلمت سے تاریک کر دیا ہے اور اس کی مسجدوں کو کلیسا بنا لیا ہے، اور اس کی خاک پاک میں کفر کی خبیث جڑ نصب کر رکھی ہے اس کو یقین ہو گیا ہے کہ دین حنیف کے اس شریف ملک میں اس پڑے ہوئے جسد میں گلا کٹ جانے کے بعد نہ نئی زندگی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے، اور جو تھوڑی سی جان باقی رہ گئی ہے وہ بھی نکل جائے گی، اور اگر اللہ ہی اس مصیبت کو نہ دفع کرے

اور اس سے محفوظ نہ رکھے مساکن کی حفاظت نہ کرے اور ان کو باقی نہ رکھے تو خبر گیری اور اصلاح کی راہ مسدود ہو چکی ہے، اور جبل اللہ اس کو بچائے رکھے جو ایک اچھی یادگار تمہارے پاس رہ گئی ہے وہ اپنی قدر و منزلت کی لحاظ سے مستحق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس دروازے کا ایک پلہ جس کا دوسرا پلہ ضائع ہو چکا ہے کافی سمجھا جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس جوار کی پریشان حالیاں اُس کی امیدوں کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئی ہیں۔

اللہ کے بندو؟ اس وقت تمہارے لئے اُٹھ کھڑا ہونا ممکن ہے، موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو، گلا ڈھیلا پڑ گیا ہے، پس ناگوار گھونٹ نہ فرو کرو۔ میدان جنگ کو شریفانہ جذبات سے بھر دو، اور اولیاء و ابرار اللہ کے ساتھ جیسا عہد کرتے ہیں تم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی عہد کرو، اور اپنے بے بس ذریات اور نوخیز اولاد اور صغیر سن بچوں کی طرف جو ابھی ماں کی گودوں میں پرورش پا رہے ہیں، اور دین کی طرف جس کا شیرازہ ان اطراف میں بکھرا ہوا ہے نظر کرو، اور انجام کار کو پیش نظر رکھ کر کام کرو تاکہ تمہارے کام کی تعریف کی جائے۔ اور خالص نیت کے ساتھ اللہ کے واسطے کام کرو وہ اپنے فضل سے تمہاری امیدیں پوری کریگا۔ کیا عذر رکھتا ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں امن سے بیٹھا ہوا ہے، اور کس بات کا منتظر ہے وہ شخص جس نے دشمن کے مکر و کید کے آگے سر خم کر دیا ہے۔ اسی قریبے سے اسلام کے شیر اس ملک میں گرجتے ہوئے داخل ہوئے تھے اور اسی سمت سے فتح اول کے جھنڈے لہراتے ہوئے طلوع ہوئے تھے، اجنبی پرندے جب اس ملک میں آنا چاہتے ہیں تو اسی طرف سے داخل ہوتے ہیں اور اپنے رہبر کے پیچھے اسی طرف صف بستہ دیکھے جاتے ہیں۔

اللہ کے بندو؟ دروازہ بند ہے اس کو کھولو، اور اے اللہ کے بندو فتح کا چہرہ نظر آ رہا ہے اس کو دیکھو اللہ کے بندو! بیماری مہلک ہے اس کا استیصال کرو، اور اے اللہ کے لوگو! اللہ کی ڈور کٹ گئی ہے اس کو جوڑو، اس قسم کے حالات میں بیش قیمت جانیں سستی ہو جاتی ہیں، اور اسی قسم کے حالات میں ہمت بلند کا اندازہ ہوتا ہے اور عقائد کی مضبوطی ظاہر ہوتی ہے، اور بزدلوں کو ان کی

روشن خاک میں ملاتی ہے، اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس کے دل کی طرف اس نے دیکھا اور اس کو دینی حمیت سے بھرا ہوا پایا اور کلمتہ اللہ کو بلند کرنے کے لئے وہ بہ خندہ پیشانی آمادہ ہوگیا۔

یا اللہ، ہم تیرے پاس تیری ہی نازل کی ہوئی کتاب کے اسرار کو، اور تیرے ہی بھیجے ہوئے نبی عربی کی توجہ کو اور تیری ہی بخشی ہوئی اور نہایت افراط کے ساتھ بخشی ہوئی مرحمتوں کو، اور ہر ولی کو جس نے تیرے وجہ کریم کے آگے رکوع اور سجدہ کیا ہے وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں کہ ہمارا گمشدہ ہاتھ سے نکلا ہوا علاقہ ہم کو واپس دلادے، اور ہم کو اس پر فتح عنایت کرکے اپنی ہمیشہ جاری رہنے والی نعمتوں سے ہم کو بہرہ اندوز فرما۔ اے مشکل حاجتوں کے آسان کرنیوالے اور اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے جوڑنے والے، اے غریب قوم کے کارساز اور اے قریب رہنے والی مہربانیوں کے نازل کرنے والے اپنی مدد کے فرشتے بھیجکر ہماری مدد کر اور اپنے نور کو کامل کرنے کا وعدہ وفا کر، اے ہمارے رب ہم کو اپنی رحمت سے سرفراز کر اور ہمارے امور میں ہم کو راہ راست کی ہدایت فرما۔

اس کے بعد روانگی ہوئی اور ہر جگہ جوش پھیل گیا، جہاز طیار کئے گئے اور بروز شنبہ ماہ مذکور کی تیئیسویں تاریخ کو جزیرے کے مقابلے کے لئے جا پہنچے مسلمانوں نے جزیرے کی طرف جنگ کا ہاتھ بڑھایا اور البنہ پر جو جزیرے کے متصل ایک شہر ہے لڑ کر قبضہ کر لیا، اس معرکے میں چند زرہ پوش سوار مقتول ہوئے، اور اموال غنیمت بڑے شہر کی طرف روانہ کردئے گئے دشمنوں نے اللہ کی وہ شان دیکھی جس کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ تھی۔ اور گو کہ ان کی شہر پناہ بہت مستحکم تھی اللہ جل جلالہٗ نے ان کو شکست کا منہ دکھایا اور ان لوگوں نے اپنی جانوں کے لئے امان طلب کی اور بروز پنجشنبہ پچیسویں ماہ مذکور وہ سب لوگ جزیرے سے نکل گئے اور یہ مبارک دن مسلمانوں کے لئے بڑے خوشی اور مسرت کا دن بن گیا، اللہ کا شکر ہے اس کی نعمتوں اور اس کے پیہم انعام اور دشمنوں کو ذلیل وخوار کرنے پر۔

وسط ربیع الاول ۷۷۱ھ میں سلطان نے اطراف اشبیلیہ کے جانب جو

دارالسلطنت اور بڑی شان وشوکت کی جگہ ہے حرکت کی بادشاہ نصاریٰ کا نائب اپنے بہترین شہسواروں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ یہاں موجود تھا اور بلدۂ قرمونہ کو اس وجہ سے سخت تنگ کر رکھا تھا کہ تنہا وہی ایک شہر ایسا تھا جو بادشاہ نصاریٰ کی مخالفت پر آمادہ اور مسلمانوں کی خدمت کی طرف مائل تھا، مسلمانوں نے شہر اشبونہ پر حملہ کرکے اس کے پانی کے خزانوں پر قبضہ کر لیا لیکن شہر کے باشندے شہر کے اندر مضبوطی سے قدم جمائے رہے اور اطاعت نہیں قبول کی چونکہ یہاں محلات (متعلقات فوج سپاہ وجانوران باربرداری وغیرہ) کے لئے پینے کا پانی مفقود تھا۔ اس لئے یہاں سے فوراً کوچ کر دیا گیا، اور شہر مرشانہ تک سب لوگ پیادہ پا گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ حالانکہ شہر مرشانہ میں ساز وسامان اور سوار فوج کے متعدد رؤسا موجود تھے لیکن اللہ سبحانہ نے اس شہر پر بھی بر استثناء قصبہ فتح عنایت کی اور مسلمانوں کو اس شہر اور اس کے قرب وجوار میں اس قدر جانور اور سامان ہاتھ آیا جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور اس کے اکثر لڑنے والے قتل ہو گئے اور تمام شہر کو آگ لگا کر برباد کر دیا گیا۔ اور وہاں کے ان غلوں کو جو جہاز پر بار کئے جانے والے تھے مسلمان باربرداری کے جانوروں پر لاد کر اٹھا لائے جس سے مسلمانوں کے شہروں میں غلے کی افراط ہو گئی اور نرخ سستا ہو گیا اور کافروں کے شہروں میں گرانی واقع ہو گئی خدا کا شکر ہے کہ مسلمان عزت اور خوشی ومسرت کے ساتھ اس جنگ سے واپس آئے۔

سلطان کی ولادت باسعادت ظاہر و باطن یا خیر و برکت قرین عافیت

جیسا کہ تاریخ پیدائش کی شہرت اور عہد طفولیت کے تعویذ سے منقول ہے، شب دوشنبہ ۲۳ تیئیس جمادی الآخرے ۷۳۹ھ کو واقع ہوئی۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تاریخ چوتھی جنوری ۱۳۳۷ء تاریخ عجمی کے ساتھ مطابق ہے۔ اور اقلیدس وبطلیموس کے حساب کے موافق صناعت تعدیل کا اقتضا یہ ہے کہ طالع برج قمر میں ہو، بوجہ اس کے مواضع استقبال پر مستولی ہونے کے جو ولادت پر مقدم ہے۔ اور تخمین یہ ہے کہ شب دوشنبہ مذکورہ کی چھٹی ساعت کا ثلث عشر اور عشر ساعت اور ربع ساعت گذرنے کا وقت تھا، اور طالع برج سنبلہ میں ۱۶ درجہ اور ایک درجہ کے اڑتالیس دقیقے پر تھا۔ اللہ دنیا اور آخرت میں ان کا مددگار رہے اور ہمارے لئے اللہ کافی اور بہت اچھا وکیل ہے

محمد بن یوسف

نام، نسب، کنیت اور لقب

محمد نام سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن خمیس، بن نصر، بن قیس خزرجی انصاری۔ سعد ابن عبادہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے، سعد سے اوپر سلسلہ نسب یہ ہے سعد ابن عبادہ ابن سلیمان ابن حارثہ ابن ثعلبہ ابن طریف ابن خزرج ابن حارثہ ابن ثعلبہ ابن عمر ابن یعرب ابن یشجب ابن قحطان ابن ہمیسع ابن یمن ابن نابت ابن اسمٰعیل ابن ابراہیم صلی اللہ علیہما وعلی محمدن الکریم، اندلس کے امیر المسلمین اور بانی سلطنت تھے، کنیت ابو عبداللہ اور لقب غالب باللہ ہے۔

اولیت

اکثر مورخین کے نزدیک خاندان نصری کا سعد ابن عبادہ رئیس خزرج اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہونا مسلم ہے اور ان کے سلسلۂ نسب کو سعد تک پہنچانے کے لئے لوگوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سب سے زیادہ قوی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ رازی نے تصریح کی ہے کہ سعد بن عبادہ کی اولاد سے دو شخص اندلس آئے۔ ایک سرزمین تاکرونہ میں ٹھہرے اور دوسرے متقرسطونہ کے ایک قریہ میں جو قریۂ خزرج کے نام سے مشہور ہے مقیم ہوئے۔

محمد ابن یوسف علاقہ قرطبہ کے ضلع ارجونہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش اور تربیت پائی۔ اس علاقہ کی زمین نہایت زرخیز ہے اور یہاں غلہ بہ افراط پیدا ہوتا ہے۔ محمد اور ان کے آبا و اجداد اسی شہر میں رہتے اور کاشتکاری کا

شغل کرتے تھے اور بڑی فارغ البالی، اولوالعزمی اور ناموری کی زندگی بسر کرتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ محمد کو ریاست و امارت حاصل کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

میرے شیخ محمد ابن محمد ابن عبداللہ لوشی یحصبی نے جو شاعر و کاتب ہیں بیان کیا کہ شہر جیان میں المانیا کے ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ اس کے پاس ایک عمدہ نسل کی گھوڑی تھی جس پر اس کو اپنے سامان جنگ میں فخر تھا۔ اس نواح میں یہ گھوڑی اس درجہ مشہور ہوئی کہ طاغیہ رومی بادشاہ نے اس کی خریداری کا پیام بھیجا۔ اس پیام سے مالک کو گھوڑی کے ساتھ زیادہ دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اس نے گھوڑی کو خود اپنے لئے رکھا اور اس پر زیادہ فخر کرنے لگا۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ گھوڑی کو ارجونہ لے جا اور فلاں نام و نشان کے شخص کو تلاش کرکے گھوڑی اس کے حوالے کر دے۔ وہ گھوڑی کے عوض میں شہر جیان اور اس کے علاوہ بھی کچھ تجھے دیگا جس سے تیری اولاد کو نفع پہونچیگا۔ خواب کی تعمیل میں اس نے تامل کیا دوسری دفعہ پھر وہی خواب دیکھا، اور تیسری دفعہ تاکید کے ساتھ اس کی ترغیب دی گئی، اب اس نے ایک معتبر شخص سے جو ارجونہ کے جوار اور وہاں کے لوگوں سے واقف تھا حال دریافت کیا۔ مخبر نے جو ابن یعیش مشہور تھا اس کو شخص مطلوب کا پورا پتہ بتلایا۔ اب فقیہ ارجونہ جاکر ٹھہرا اور وہاں اس کی شہرت ہوگئی اور سلطان اپنے معاونین کے ساتھ اس کے پاس آئے اور اس کی حالت دریافت کی، اس نے اس شہر میں آنے کی غرض بیان کی اور عجز ظاہر کیا سلطان نے اس سے قیمت کے ایک حصہ کے لئے مہلت طلب کی اور اس نے مہلت دے دی سلطان نے بڑی قیمت دے کر گھوڑی خرید لی، جب اس کا مقصود حاصل ہوگیا تو اس نے سلطان سے قلعہ کی مسجد میں تخلیہ کی ملاقات کی خواہش کی اور اصلی حالت ظاہر کرکے ان کی بیعت کرلی اور قیمت واپس کردی اور اپنی جان کے خوف سے سلطان سے اس معاملہ کے اخفا کی درخواست کی اور پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

مخبر نے بیان کیا کہ دوسرے سال سلطان نے ارجونہ میں اپنی حکومت کی

تحریک کی اور شہر جیان پر قبضہ کر لیا، اس میں اختلاف ہے کہ سلطان کو جیان پر قبضہ کرنے کی تحریک کس سبب سے ہوئی ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض ملازمین حکومت نے مخبر کے ساتھ بدسلوکی کی تھی، اس کے سوا دوسرے اسباب بھی بیان کیا گیا ہے۔

حال محمد ابن یوسف سادگی اور نیک دلی اور جمہور پسندی میں قدرتِ الٰہی کا نمونہ تھے وہ فوج اور قلعہ کے ایک چست و چالاک مضبوط اور جفاکش سپاہی تھے عیش و آرام سے بھاگتے تشدد و صعوبت کی زندگی پسند کرتے اور تھوڑے کو کافی سمجھتے تھے قلیل پر قناعت کرتے اور تصنع سے دور رہتے تھے ہتھیار کے زبردست اور ارادہ کے مضبوط تھے، جرات ایسی رکھتے تھے کہ ان کا رعب چھایا رہتا تھا اور بڑے مستعد شخص تھے مصیبت کو حقیر سمجھتے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اپنا حق طلب کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے قرابتمندوں دوستوں اور ہمسایوں کی حمایت کرتے اور لڑائیوں کا انتظام بذات خود کرتے تھے۔ ان کے ہتھیار کے متعلق اور ان کے عصا کی آرائش کے متعلق مبالغہ آمیز حکایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ جوتا اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے لباس موٹا پہنتے بدویانہ طریقہ پر رہتے اور تمام کاموں کو اہتمام و توجہ کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ روز جمعہ کے مبارک ہونے سے اور اس سبب سے کہ اسی دن جیان اور پھر غرناطہ پر ان کا قبضہ ہوا اور ایک قول کے مطابق اسی دن ان کی تحریک کی ابتدا ہوئی تھی غرناطہ کے ضعیف اور معذور لوگوں میں اس دن خیرات تقسیم کرنے کو رواج دیا جو آج تک مروج ہے۔

اپنے سنہ ظہور یعنی ماہ ربیع الاول ۶۲۹ھ میں قریباً تیس دن تک شہر اشبیلیہ پر قابض رہے اور عشرۂ اول ماہ رجب سنہ مذکور میں شہر قرطبہ پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے بعد ان دونوں پر پھر ابن ہود کا قبضہ ہو گیا۔

جب ملک پر قبضہ کرنے اور عمال کے حاصل کرنے میں ان کو کامیابی ہو گئی تو حسابات کی دیکھ بھال کی طرف بذات خود توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

دولت میں بہت اضافہ ہوگیا اور خزانہ چاندی سونے سے بھر گیا انھوں نے ملک میں کامل درجہ کا امن قائم کیا اور ان کے لئے حکومت کا کام سہل وخوشگوار ہوگیا طیاری کا پورا موقع ملا، جس سے فتنہ و فساد میں سکون ہوگیا۔ اور انھوں نے اس وادی پر جو قلعہ جیوبا سے متصل ہے قبضہ کر کے اپنے گھر کے خزانے کو مال، ہتھیار، علم، بار برداری کے مویشی اور اعلیٰ درجہ کے جانوروں سے بھر لیا جس سے ان کو طیاری کا پورا فائدہ حاصل ہوگیا اور جو سامان انھوں نے فراہم کیا تھا سب کام آگیا۔

اخلاق وعادات محمد ابن یوسف ابتدا میں بادشاہان عدوہ وافریقہ کی اطاعت ظاہر کرتے رہے اور تھوڑے دنوں تک ان ہی کا خطبہ پڑھتے اور ان سے امداد واعانت حاصل کرتے رہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اپنے ہمنام ابن ہود کی تقلید میں اپنی تحریک کا آغاز مستنصر عباسی خلیفۂ بغداد کے حق میں دعا کرنے سے کیا تاکہ عوام کو اس وقت یہ خیال نہ ہو کہ خود اپنی حکومت قائم کرنے کی تحریک ہے۔ پھر اس کو ترک کر دیا۔

وہ ہفتہ میں ایک روز دربار عام منعقد کرتے تھے جس میں ہر شخص ان کے پاس جاتا تھا اور شکایتیں پیش کی جاتی تھیں۔ اس دربار میں وہ اہل حاجت سے بالمشافہہ گفتگو کرتے تھے۔ شعرا اشعار سناتے اور ان سے ملتے تھے۔

ایک دوسری مجلس تھی جس میں وہ وعظ وپند کرنے والوں سے ملتے تھے۔ اس مجلس میں صرف اہل غرناطہ، قضاۃ شہر اور اعلیٰ حکام سلطنت شریک ہوتے تھے۔ یہاں صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) سے حدیثیں پڑھی جاتی تھیں اور دس حصوں میں قرآن ختم کیا جاتا تھا۔

پھر اپنی خاص مجلس میں چلے جاتے تھے جہاں وہ دوسری قسم کے کاموں پر نظر ڈالتے اور جو امر توجہ کے لایق ہوتا اس میں پوری توجہ صرف کرتے تھے۔

رات کا کھانا اپنے خاص قرابتمندوں اور معزز سرداروں کے ساتھ جو ان لوگوں کے دوست ہوتے تھے کھایا کرتے تھے۔

اولاد محمد ابن یوسف کے تین فرزند تھے، ایک کا نام محمد تھا یہ

ولی عہد تھے اور باپ کے بعد امیر المسلمین ہوئے دوسرے امیر ابو سعید فرج اور تیسرے ابو الحجاج یوسف، یہ دونوں باپ کی زندگی ہی میں فوت ہوگئے تھے جس کا بیان انشاء اللہ آیندہ کیا جائے گا۔

وزراء سلطنت محمد ابن یوسف نے وزارت کا کام اہل غرناطہ وغیرہ کی ایک جماعت یعنی وزیر ابو مروان عبد الملک ابن صاویرہ اور علی ابن ابراہیم شیبانی جو روسائے غرناطہ میں ایک عالی خاندان دیانتدار اور باوقار فاضل تھے پھر رئیس ابو عبد اللہ ابن رئیس ابو عبد اللہ وہمی اور وزیر ابو یحییٰ ابن الکاتب سے لیا جن کی شہرت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

کتاب کتابت کی خدمت بھی متعدد جلیل القدر بزرگوں نے انجام دی مثلاً کاتب ابو الحسن علی ابن محمد ابن محمد ابن سعید یحصبی لوشی جو مشہور محدث تھے اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابو بکر محمد، یہ دونوں بزرگ محمد بن یوسف کے مشہور کاتب ہیں۔ مدرسین میں سے ابو بکر بن خطاب جیسے علامہ شخص نے یہ خدمت انجام دی۔

قضاۃ عہدۂ قضا پر متعدد اشخاص مامور ہوئے جن کے نام یہ ہیں قاضی ابو عامر یحییٰ ابن عبد الرحمان ابن ربیع اشعری جو خاندانی عظمت، اثر، جلالت منصب اور وسعت علم میں اندلس کے ایک جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے بعد فقیہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم ابن عبد الجلیل ابن غالب انصاری خزرجی۔ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن عبد السلام تمیمی۔ یہ ایک دیندار اور شریف آدمی تھے۔ اور قاضیوں میں عدل و انصاف کا ان پر خاتمہ ہو گیا۔ ان کے بعد فقیہ قاضی ابو عبد اللہ محمد ابن عیاض ابن موسیٰ یحصبی، پھر ان کے بعد قاضی ابو عبد اللہ ابن اضحیٰ، ان کا خاندان مشہور ہے پھر قاضی ابو بکر محمد ابن فتح ابن علی اشبیلی، ان کا لقب الاسبرون تھا اور یہ اس دور کے آخر قاضی تھے۔

ہم عصر پادشاہان مغرب مامون الموحدین ادریس والئ مراکش تھے جن کے ساتھ ابو زکریا یحییٰ ابن ناصر ابن منصور ابن عبد المومن جبل میں مقابلہ

کرتے رہے۔ ۶۳۰ھ میں مامون نے وفات پائی اور رشید ابو محمد عبدالواحد والی مراکش ہوئے۔ ان کے بعد ابو حفص عمر ابن اسحٰق مرتضیٰ والی ہوئے اور ۶۶۵ ہجری تک جب کہ ادریس واثق ابو دبوس نے ان کو قتل کیا والی رہے۔

ابو حفص کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد بنو عامر مراکش کے والی ہو گئے اور محمد ابن یوسف کے عہد میں خاندان بنو عامر کے کئی بزرگ مثلاً امیر عثمان، ابو حمو اور ان کے بھائی ابو یحییٰ ابن عبدالحق یکے بعد دیگرے والی ہوتے گئے، اور ان کے آخر عہد میں ابو یوسف یعقوب ابن عبدالحق ابن محیو جو خاندان مذکور کے سب سے زیادہ سن رسیدہ بادشاہ تھے والی تھے۔

تلمسان کے بادشاہ یغمراسن بن زیان تھے، یہ اپنے خاندان کے پہلے بادشاہ تھے اور اگرچہ ان کے بڑے بھائی بھی تھوڑے دن تک حاکم رہے تھے لیکن یغمراسن پہلے شخص تھے جنھوں نے سلطنت کو مستحکم کیا اور شہرت و ناموری حاصل کی۔

تونس میں امیر ابو زکریا یحییٰ ابن عبداللہ ابن ابی حفص حکمراں تھے۔ سلطان مترجم (محمد ابن یوسف) نے نامہ و پیام کر کے ان سے مدد طلب کی اور اعانت حاصل کی تھی۔ امیر ابو زکریا کے بعد ان کے بیٹے المستنصر ابو عبداللہ والی تونس ہوئے اور سلطان کے فرزند کے ابتدائی عہد تک والی رہے۔ ۶۷۴ھ ہجری میں سلطان کے فرزند نے ان سے مدد طلب کی اور اعانت حاصل کی۔

قشتالہ کا حاکم ہراندہ ابن الہنشہ ابن شانجہ تھا جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہراندہ کے بعد اس کا بیٹا الفنش حاکم ہوا اور سلطان کی پوری مدت ولایت اور ان کے بیٹے کے ابتدائی عہد تک مسلسل تینتیس ۳۳ برس حکمراں رہا۔

ارغون کا حاکم جالمش ابن بطرہ ابن الفنش قمط برشلونہ تھا۔ اسی جالمش نے ابو جمیل زیان ابن مردنیش سے بلنسیہ چھین کر اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا تھا۔

متفرق واقعات

ابن ابی خالد نے جس وقت وہ غرناطہ میں تھے محمد ابن یوسف کے لئے سلطنت کی تحریک کی اور لحیان سے جہاں وہ

اس وقت مقیم تھے ان کو غرناطہ بلایا جیسا کہ ابن ابی خالد کے ترجمہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ ۶۳۵ھ میں روساء غرناطہ نے اپنے دو شیخ ابو بکر بن کاتب اور ابو جعفر نبز ولی کو اپنی طرف سے بیعت کرنیکے لئے سلطان محمد ابن یوسف کے پاس بھیجا اور اس کے بعد سلطان موصوف غرناطہ گئے۔

ابن عذاری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جس وقت سلطان غرناطہ پہنچے ان کی ہیئت و پوشاک اچھی نہیں تھی۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ رات کا وقت غرناطہ کے باہر بسر کریں اور صبح کو غرناطہ میں داخل ہوں۔ پھر کچھ سوچ کر بنظر احتیاط غروب آفتاب کے وقت شہر میں داخل ہو گئے۔

ابو محمد بسطی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے سلطان کو اس حالت سے غرناطہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک شاشیہ لپٹی ہوئی تھی جس کے شانہ کے بال اڑے اور جلے ہوئے تھے۔ جس وقت وہ قصبہ کی جامع مسجد کے دروازہ پر اترے مؤذن، مغرب کی اذان میں حیّ علی الصلوٰۃ حیّ علی الفلاح کہہ رہا تھا۔ ابو المجد مرادی اس دن کا امام مسجد غیر حاضر تھا۔ شیخ نے سلطان کو محراب کی طرف بڑھا دیا اور انھوں نے اسی ہیئت و وضع میں نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اذا جاء نصر اللہ اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھی پھر شمع کی روشنی کے ساتھ قصر بادیس میں داخل ہوئے۔

۶۳۴ھ میں سلطان نے طاغیہ روم کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا جس کی شرطوں کے مطابق جیان ہاتھ سے نکل گیا۔ اسی سنہ میں دشمن کو جس نے عین دار السلطنت کے سامنے حملہ کیا اور ایک برید کے فاصلہ پر حصن بلش میں قلعہ بند تھا شکست فاش دی۔ یہ ایک عظیم الشان فتح تھی اور اس کے بعد اللہ کا فضل و احسان ہمیشہ ان کے ساتھ رہا جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

اثناء ۶۶۲ھ میں طاغیۂ روم کے ساتھ صلح کر کے امن کا معاہدہ کیا، اپنے ولی عہد کے لئے بیعت لی اور قبایل کو جہاد پر آمادہ کیا۔

ولادت سلطان محمد ابن یوسف ۵۹۵ھ میں دراکہ کے سال بمقام ارجونہ پیدا ہوئے۔

وفات نصف جمادی الاخری ۶۷۱ھ میں جب کہ وہ بہت بوڑھے ہوگئے تھے چند سرداران قبایل اپنے اپنے علاقہ کی مسلح فوج ساتھ لے کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ ان لوگوں سے ملنے کے لئے دارالسلطنت کے باہر گئے، واپسی میں سواری ہی پر فالج میں مبتلا ہوگئے اور راہ میں سواری سے گر گئے۔ اس وقت ان کا ایک غلام صابر الکبیر نام ردیف تھا۔ روز جمعہ ۲۹ ماہ جمادی الاخریٰ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ اور جامعۂ عتیقہ کے اندر مقبرۂ سنام الشبیکہ میں دفن کئے گئے۔

لوح مزار قبر پر اس وقت ذیل کی عبارت منقوش ہے۔

هذا قبر السلطان الاعلى اعز المسلمين والاسلام فخر الليالى والايام غياث الامة غيث الرحمة قطب الملة نور الشريعة حامى السنة سيف الحق كافل الخلق اسد الهيجا حمام الاعداء قوام الامور ضابط الثغور كاسر الجيوش قامع الطغاة قاهر الكفرة والبغاة امير المسلمين علم المهتدين قدوة المتقين عصمة الدين شرف الملوك والسلاطين الغالب بالله المجاهد فى سبيل الله امير المسلمين محمد ابن يوسف ابن نصر الانصارى رفعه الله الى اعلى عليين والحقه بالذين انعم الله من النبيين	یہ اس بلند مرتبہ سلطان کی قبر ہے جو مسلمان اور اسلام میں سب سے زیادہ معزز تھا، راتوں اور دنوں کا فخر امت کا فریادرس رحمت کا ابر ملت کا قطب شریعت کا نور سنت کا حامی حق کی تلوار خلق کا خبر گیراں میدان جنگ کا شیر دشمنوں کی موت امور کو درست رکھنے والا قلعوں کا انتظام کرنے والا فوجوں کو شکست دینے والا سرکشوں کی سرکوبی کرنے والا کافروں اور باغیوں کو مغلوب رکھنے والا مسلمانوں کا امیر ہدایت یافتوں کا علم بردار پرہیزگاروں کا پیشوا دین کا محافظ ملوک و سلاطین کا شرف غالب باللہ مجاہد فی سبیل اللہ امیر المسلمین محمد ابن یوسف ابن نصر انصاری اللہ ان کو اعلیٰ علیین کی بلندی تک پہنچائے اور انبیا و صدیقین اور شہدا و صالحین کے ساتھ

والصدیقین والشهداء والصالحین ۔
ولد رضی اللہ عنہ وآتاہ رحمۃ
من لدنہ عام خمسۃ وتسعین وخمس مایۃ
وبویع لہ یوم الجمعۃ السادس والعشرین
من عام احد وخمسین وست مایۃ وکانت
وفاتہ یوم الجمعۃ بعد صلاۃ العصر لتاسع
والعشرین لجمادی الآخرۃ عام احد وسبعین
وست مایۃ ۔
فسبحان من لا یفنی سلطانہ ولا یبید
ملکہ ولا ینقضی زمانہ لا الہ الا ھو الرحمن
الرحیم ۔

ملا دے جن پر اس نے انعام کیا ہے ۔
سلطان اللہ ان سے راضی ہوا اور ان پر
اپنی رحمت نازل کرے ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے
اور جمعہ کے دن ۲۶ جمادی الاخری ۶۵۱ھ
کو ان کی بیعت ہوئی اور جمعہ ہی کے روز
نماز عصر کے بعد ۲۹ ماہ جمادی الاخری
۶۷۱ھ میں ان کی وفات واقع
ہوئی ۔
پس پاک ہے وہ جس کی سلطنت کو فنا اور
جس کی حکومت کو زوال اور جس کے زمانہ کو انقضا
نہیں نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی رحمن و رحیم ۔

قبر کی دوسری جانب اشعار ذیل کھدے ہوئے ہیں ۔

ھذا محل العلاء والمجد والکرم
قبر الامام الھمام الطاھر العلم
للہ ما ضم ھذا اللحد من شرف
جم ومن شیم علویۃ الشیم
بالجود والباس ماتحوی صفائحہ
لا باس عنترۃ ولا ندی ھرم
مغنی الکرامۃ والرضوان یعھدہ
فخر الملوک جلیل الذات والشیم
مقامہ فی کلا یومی ندی ووغی
کالغیث فی مجدہ واللیث فی اجم
مآثر تلیت آیاتھا سورا
تقر بالحق فیھا جملۃ الامم
کانہ لم یسر فی محفل اللجب

یہ بلندی بزرگی اور کرم کا محل ہے
عظیم الشان پاک اور نامور امام کی قبر ہے
اللہ ہی جانتا ہے اس لحد میں کتنا بڑا اشرف
اور کیسی کیسی عالی خصلتیں دفن ہیں ۔
اس قبر کی پٹیوں میں وہ کرم اور شجاعت دفن ہے
جس کے سامنے عنترہ کی شجاعت اور ہرم کی سخاوت ہیچ ہیں ۔
کرامت و رضوان کی منزل ممدوح کو پہچانتی ہے
وہ بادشاہوں کا فخر اور ذات و صفات میں بزرگ ہے
فیاضی اور جنگ دونوں دنوں میں ان کا مقام ایسا تھا
جیسا کہ بلندی میں ابر کا اور کچھار میں شیر کا
ان کے آثر کے تمام
قومیں بجا طور پر مقر ہیں
دیا اب چال ہو کہ) گویا ان کو کبھی اتنی بڑی محفل کی

تضیق منہ بلاد العرب والعجم
ولم یباد العدا منہ ببادرة
یفتر منہا الہدی عن ثغر مبتسم
ولم یجہز لہم خیلا مضمرة
لایشرب الماء الامن قلیب دم
ولم یقم حکم عدل فی سیاستہ
تاوی رعیتہ عنہ الی حرم
من کان یجہل ما اولاہ من نعم
وما حواہ لدین اللہ من حرم
فتلک آثارہ فی کل مکرمة
ابدی واوضح من نار علی علم
لازال تہمی علی قبر تضمنہ
سحایب الرحمة الوکافة الدیم

مسرت نہیں حاصل ہوئی جس کیلئے ممالک عرب و عجم تنگ ہیں
اور گویا کبھی دشمنوں نے ان کا وہ جوش غضب نہیں دیکھا
جس میں سکون انکی خوش مزاجی ہی کی خصلت سے پیدا ہوتا تھا
اور گویا کبھی انھوں نے دشمنوں کیلئے ایسے گھوڑے نہیں
طیار کئے جو صرف خون کے کنوئیں کا پانی پیتے ہیں
اور گویا ان کی سیاست میں کبھی کوئی ایسا عادلانہ حکم
نہیں جاری ہوا جس سے ان کی رعیت کو حرم میں پناہ ملتی پڑتی ہو
کون شخص ان نعمتوں سے جو اللہ نے ان کو عنایت
کیں اور اللہ کے دین کی جو حرمت ان کے دل میں تھی
ناواقف ہے ان کے یہ آثار ہر شریفانہ کام میں نشان
راہ کی آگ سے زیادہ نمایاں اور واضح ہیں جس قبر کے
اندر وہ ہیں اس پر ہمیشہ رحمت کی بدلیاں چھائی ہوئی
آہستہ آہستہ پانی چھڑکتی رہیں ۔

محمد بن عبداللہ

نام و نسب محمد نام سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن عبداللہ ابن ابی عامر ابن محمد ابن عبداللہ ابن عامر ابن محمد ابن ولید ابن یزید ابن عبدالملک معافری قحطانی ۔

محمد ایک کامیاب اقبال مند محنت و سعی کرنے والے اور فنون سیاست کے جامع شخص تھے ۔ سرزمین مغرب میں ان کی وہی حیثیت تھی جو دولت بنوامیہ میں حجاج کی ۔ عقل و دانش کمال فطرت اور جہاد کی علامتیں ان کی صورت سے نمایاں تھیں ۔ وہ جہاد جس کے عظیم الشان آثار کافروں کے وسط ملک میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں اللہ ان پر رحمت نازل کرے ۔

اولیت

محمد کے دادا عبدالملک اندلس میں اس جماعت کے ساتھ آئے تھے جو طارق ابن زیاد اور موسیٰ ابن نصیر کے ساتھ سب سے پہلے اندلس داخل ہوئی اور فتح اندلس میں ان کا کارنامہ قابل تعریف رہا۔ محمد ابن حسان نے جو محمد (صاحب ترجمہ) کا مداح تھا اشعار ذیل میں اسی کارنامہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وکل عدو انت تھزم جیشہٗ	اور کوئی دشمن ہو آپ اس کی فوج کو شکست
وکل فتوح عنک تفتح بابہا	دیتے ہیں اور کوئی فتح ہو اس کا دروازہ آپ کے ذریعہ سے
وانک من عبد الملیک الذی لہ	کھلتا ہے بلا شبہ آپ اس عبدالملک کی نسل سے ہیں
حلا فتح قرطاجنۃٍ وانتھابہا	جنھوں نے قرطاجنہ کو فتح اور اس پر قبضہ کیا تھا
حباھا ابو مروان جدک قابضاً	آپ کے دادا ابو مروان نے قابض رہ کر اس کی ایسے
بکف تلید طعنہا و ضرابہا	ہاتھ سے حفاظت کی جن کیلئے نیزہ اور تلوار چلانا قدیم عادت تھی
وان سنحت فی الشرک من بعد فتحہ	قرطاجنہ کی فتح سے شرک کے ملک میں فتوح
فتوح فمصروف الیک ثوابہا	آسان ہوگئیں اور ان کا ثواب آپ ہی کی طرف رجوع ہوتا ہے

عبدالملک ابتداء فتح میں جزیرۂ خضرا میں مقیم ہوے اور اہل جزیرہ کے سردار بن گئے وہاں ان کی نسل بہت بڑھی اور اس خاندان میں عزت و نام آوری بہ کثرت ظاہر ہوتی رہی پھر ان لوگوں نے قرطبہ میں خلفا، کے قریب سکونت اختیار کی۔

محمد کے والد ایک دیندار پارسا اور تارک الدنیا شخص تھے اور سلطان کی مجلس میں نہیں جاتے تھے۔ سماعت حدیث کے بعد انھوں نے فریضۂ حج ادا کیا اور واپسی میں طرابلس الغرب میں ان کا انتقال ہوگیا۔

حال

محمد ایک یگانۂ روزگار اور اکابر ملت میں سے تھے وہ بہم کامیابی اور فوری فائدہ حاصل کر لینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اور دور اندیش چالاک اقطار سیاوت کے محیط تھے۔ دور دراز کی خبریں رکھتے تھے۔ بڑی بڑی امیدیں قایم کرتے تھے فیاض تھے اور لوگوں کے کام آتے تھے اشراف کو کھینچ بلاتے اور دلوں کو مائل کر لیتے تھے۔ رخنوں کو بند اور

خرابیوں کو زائل کر دیتے اور استبداد (ذاتی اقتدار) سے کام لینا خوب جانتے تھے۔ نیک نامی کے طالب تھے اور بڑے صبر سے کام لیتے تھے سخی تھے بلند نظر تھے تلوار کے حریص تھے صاحب ہیبت اور صائب الرائے تھے چہرہ متفکر اور ہاتھ خالی رہتا تھا اور فتح حاصل کرنے سفر کے عادی ہونے اور کام کا بار اٹھا لینے میں اللہ جل جلالہ کی قدرت کا نمونہ تھے۔

ہوشیاری اور نام نمود

مورخ کہتا ہے کہ محمد نے ابتدا میں اپنے چچا اور ماموں کے طریقہ پر چل کر قاضیوں کی روش اختیار کی اور کم سنی ہی میں حدیث میں مشغول ہو گئے بہت سی حدیثیں لکھ ڈالیں اور بڑے بڑے جلیل القدر محدثین سے جا کر ملے۔ پھر خلیفہ الحکم کے درباریوں میں شامل ہو کر خلیفہ کے ساتھ رہنے لگے اور ان کی طرف سے قضا و امارت وغیرہ کا کام انجام دیتے رہے پھر اس سے استعفا دے دیا اور اپنی روش چھوڑ کر اہل خدمت (متوسلین سلطنت جو خاص امتیازات و حقوق رکھتے ہیں) میں داخل ہو گئے خلیفہ نے ان کو اپنے بیٹے ہشام کی ماں کی خدمت کے لئے خاص کر دیا اور انھوں نے ولی عہد کے ذریعہ سے ان کی والدہ مکرمہ کی خدمت میں اپنی عزت و مرتبت بہت بڑھا لی لوگ ان کے حاجتمند ہو گئے اور ان کے دروازہ پر ہجوم رہنے لگا ان کی عام حاجت روائی عزت کے ساتھ ملنا باریابی میں آسانی اور حسن اخلاق نے سلطان کے اگلے مصاحبین کو اہل حاجت کے دلوں سے بھلا دیا۔ غرض ان کا اثر و اقتدار وسیع ہو گیا اور جب مساعدت تقدیر سے وہ امیر المسلمین ہو گئے تو ان کی عزت و شہرت اس درجہ پر پہنچ گئی جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے

ذاتی اوصاف

مورخ کہتا ہے "دولت عامریہ" میں مذکور ہے کہ محمد کو امارت حاصل کرنے میں اس سے بڑی مدد ملی کہ اقبال مندی کیساتھ ساتھ ان کی ذات میں چند ایسی خصلتیں جمع ہو گئی تھیں جو سابق امرا میں مجتمع نہیں تھیں یعنی جود، وقار، متانت، ہیبت، عدل، امن، شوق عمارت، دولت کو بڑھانا رعیت کو قابو میں رکھنا اور بغیر اس کے کہ خود ان کے دینی جوش میں کچھ فتور واقع ہوا ہو رعیت کو مجادلہ و مناظرہ اور ہنگامہ آرائی کے ترک پر مجبور کرنا اور

نیت درست رکھنا۔ مورخ نے ہر فصل کو شرح و بسط سے بیان کیا ہے اور اس کے متعلق منصور سے جو کچھ منقول ہے سب کو جمع کر دیا ہے۔

غزوات و فتوح

اس شخص نے اللہ ان پر رحمت نازل کرے قریباً پچاس غزوات مسلسل بذات خود انجام دئے اور بلاد کفر کو فتح کر کے اس کی طاقت و قوت کا خاتمہ کر دیا، رؤسا کو ذلیل کیا، صلیب کو توڑا، اور اندرون ملک پہنچ کر ان کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خود شہنشاہ روم ان سے ملنے آیا اور ان کے ساتھ رشتہ قایم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی ان کو نذر کی چنانچہ ان کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی یہی لڑکی تھی اور دینداری و لیاقت میں ان کی سب بیویوں سے بڑھی ہوئی تھی۔

بادشاہان روم سے ملنے کے لئے جو ان کے تخت کو بوسہ دینے کیلئے آیا کرتے تھے انھوں نے بارہ دربار منعقد کئے۔

اشعار

اشعار ذیل محمد کی طرف منسوب ہیں۔

رمیت بنفسی حول کل عظیمة	ہم نے اپنے نفس کو ہر بڑی مصیبت کے کام میں ڈالدیا
وخاطرت والحر الکریم یخاطر	اور خطرہ برداشت کر لیا اور شریف و کریم شخص خطرہ برداشت کرتا ہے۔
وما صاحبی الا جنان مشیع	اور میرا رفیق صرف میرا دل ہے جو بندھانیوالا دل
واسمر خطی وابیض باتر	اور خطی نیزہ اور چمکدار تلوار ہے
وانی لزجر ماء الجیوش الی الوغا	اور بلاشبہ میں فوجوں کو میدان جنگ میں لیجانیوالا شخص ہوں وہ ایسے شیر ہیں جن کے مقابلہ میں کچھار کے شیر ہیچ ہوتے
اسود تلاقیها اسود خوادر	ہیں۔ اور میں اپنی ذات سے ہر ایک قسم کے سرداروں کا سردار
وسدت بنفسی اهل کل سیادة	بن گیا۔ اور میں نے اسقدر خوبیاں اکتساب کیں کہ مجھے ایسا کوئی نہیں
وکاثرت حتی لم اجد من اکاثر	ملتا جسکے مقابلہ میں فخر کروں۔ اور ہم نے کوئی عمارت
وما شدت بنیانا ولکن زیادة	نہیں اٹھائی مگر اس سے عبد الملک اور عامر کی بنائی ہوئی
علی ما بنی عبد الملیك وعامر	عمارتوں میں اضافہ ہی ہوا۔ ہم نے عزت و شرف کو نیزے کے
رفعنا المعالی بالعوالی سیاسة	اوپر باقتضائے سیاست قایم کیا اور ہم زمانۂ قدیم سے
واورثنا ها فی القدیم معافر	عزت و شرف میں معافر کے وارث چلے آتے ہیں۔

وسعت حکومت محمد کی حکومت صوبجات مغرب میں حدود قبلہ تک وسیع ہو گئی۔ شہر فاس کا اختیار نظم ونسق انھوں نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور جنھوں نے ان علاقوں میں جاکر وہاں کے کافر بادشاہوں کو رفع دفع کیا۔

غرناطہ میں داخل ہونا صاحب دیوان نے "دولت عامریہ" میں کہا ہے کہ شہر برشلونہ میں منصور[1] اور قوم فرنگ کے مقابلہ کا حال ذکر کیا جاچکا ہے۔ عیسائیوں میں تعداد کے لحاظ سے یہ قوم سب سے بڑی ہے اور ساز وسامان اور قوت بھی سب سے زیادہ اسی کے پاس ہے نیز جس طرح اس نے بادشاہوں اور ملکوں کو مسخر اور بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا اور فوجوں کو شکست دی اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ منصور اس کے استیصال کی زبردست خواہش دل میں لیکر برشلونہ سے واپس آئے اور ۳۸۵ھ کے موسم گرما کو خاص اس قوم سے جنگ کرنے کے لئے مخصوص کر دیا۔ منصور کا یہ تیرھواں غزوہ تھا اور انھوں نے اس جنگ کے لیے بڑی تیاری اور اجتماع عام کی بڑی کوشش کی اور پورا اہتمام کیا کہ شان وشوکت میں کوئی کمی اور ساز وسامان میں کسی قسم کا نقص نہ رہ جائے اور اسی غرض سے شرق اندلس کا راستہ اختیار کیا تاکہ اس طرف کے غلے پوری طرح کام آسکیں اور اسرہ کی راہ سے لبطہ ہوتے ہوئے تدمیر تک چلے گئے اور ان جنگوں میں بریل بادشاہ فرانس کو شکست پر شکست دیتے ہوئے شہر برجلونہ کے سامنے جاکر صف آرا ہوئے اور بروز دوشنبہ نصف ماہ صفر ۳۸۴ھ یا ۳۸۵ھ بروز شمشیر برجلونہ میں داخل ہو گئے۔"

میں کہتا ہوں کہ شہر اسرہ میں فوج کے ساتھ منصور کے داخل ہونے سے ان لوگوں کا دعوی ثابت ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ متقدمین اہل اندلس اسی عہد میں غرناطہ داخل ہوئے تھے اس غزوہ میں ان شعراء میں سے جو دفتر سے وظیفہ پاتے تھے اور جن کا ذکر آگے آتا ہے منصور کے ہمراہ تھے علاوہ دوسرے طبقات کے جن کے بحر زخار کے مقابلہ میں عہدہ داروں کا طبقہ جن کی تعداد نسبتاً کم ہوا کرتی ہے۔ موجود تھا اور یہ صحت کے ساتھ معلوم ہے کہ اس غزوہ میں اصحاب ذیل شریک تھے۔

ابو عبد اللہ محمد ابن حسن طیبی، ابو الحسن حسین ابن ولید معروف بابن حریف، ابو الوضاح ابن شہید، عبد الرحمن ابن احمد، ابو المعلا صاعد ابن حسین لغوی، ابو بکر زیادۃ اللہ ابن علی ابن حسن یمنی، عمر ابن نجم بغدادی۔ ابو الحسن علی ابن محمد قرشی عباسی، عبد العزیز ابن خطیب محدود، ابو عمر ابن یوسف ابن ہارون زیادی

[1] شاید یہ محمد بن عبد اللہ کا لقب ہے۔ مترجم

موسیٰ ابن ابی طالب، مروان ابن عبدالحکم ابن عبدالرحمٰن، یحییٰ ابن ہذیل مکفوف، سعد ابن محمد قاضی، ابن عمرون قرشی مروانی، علی نقاش بغدادی، ابوبکر یحییٰ ابن امیہ ابن وہب محمد ابن اسماعیل زبیدی مصنف المختصر فی اللغۃ، احمد ابن دراج قسطلی متنبی اندلس ابو الفرج منیل ابن منیل اشجعی، محمد ابن عبد البصری وزیر، احمد ابن عبدالملک ابن شہید، محمد ابن عبدالملک ابن ہجود، محمد ابن الحسن قرشی جو اہل مشرق میں سے تھے، ابو عبیدہ حسان ابن مالک ابن ہانی طاہر ابن محمد معروف بالمہند، محمد ابن مطرف، سعید ابن عبداللہ تستری ولید ابن مسلمہ مرادی، اغلب ابن سعید، ابو الفضل احمد ابن عبدالوہاب، احمد ابن ابی غالب رصاصی، محمد ابن مسعود بلخی عبادہ ابن ماء السماء، عبدالرحمٰن ابن ابی فہد، ابو الحسن ابن المضئ البجلی کاتب، عبدالملک ابن سہل الوزیر، عبدالملک ابن ادریس الجزیری، قاسم ابن محمد حیانی،

مورخ کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یاد رہ گئے ہیں ورنہ جو لوگ اس غزوہ میں شریک تھے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور اسی سے اس حکومت کی عظمت اور اس کی قوت کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

وفات اطراف قشتالہ کو تسخیر کرتے ہوئے غزوۂ فلانس وریدے کے لئے واپس آرہے تھے کہ شب دوشنبہ تاریخ ۲۷ رمضان ۳۹۲ھ کو وفات پائی اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ مرحوم نے اپنے بیٹے منظفر سے اپنی مشہور وصیت کے بعد یہ عہد لیا تھا کہ ان کو اسی شہر میں دفن کیا جائے جہاں ان کی وفات واقع ہو چنانچہ وہ شہر سالم کے قصر میں جس کو انھوں نے وادیٔ حجارہ میں دشمن کے سینہ پر آباد کیا تھا دفن کئیے گئے اور ان کی قبر اس وقت تک مشہور ہے۔

جہاد میں ان کے کپڑوں پر جو غبار بیٹھتا تھا وہ ان کے لئے ایک بڑے ظرف میں جمع کر کے رکھا جاتا تھا۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

لوح مزار قبر پر مندرجۂ ذیل شعر لکھ دیا گیا ہے۔

آثارہ تنبیک من اخبارہ حتی کانک بالعیون تراہ	ممدوح کے آثار تم کو ان کے اخبار سے اس طرح واقف کریں گے کہ گویا تم ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو

تاللہ لا یاتی الزمان بمثلہ ابداً ولا یحمی الثغور سواہ	اللہ کی قسم زمانہ اب ان کے مثل شخص کبھی نہیں پیدا کریگا اور اب کوئی دوسرا قلعوں کی حفاظت نہیں کرے گا

محمد بن عبّاد

نام ونسب محمد نام اور معتمد لقب تھا سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن عبّاد ابن محمد ابن اسماعیل ابن محمد ابن اسماعیل ابن قریش ابن عباد ابن عمر ابن اسلم ابن عمر ابن عطاف ابن نعیم لخمی ۔

اولیت محمد ابن عباد کے جد اعلیٰ عطاف اندلس میں بلج ابن بشر قشیری کے ساتھ آئے تھے جو طائفہ بلجیہ کے اشراف میں سے تھے۔ یہ لوگ شہر حمص متعلقۂ ملک شام کے عرب ہیں اور ان کا گائوں جس کا نام العریش ہے مصر اور شام کے درمیان حفارین کے آخر میں واقع ہے ۔

عطاف اقلیم طشانہ کے ایک گائوں میں تومیز کے قریب اشبیلیہ کے بڑے دریا کے کنارہ مقیم ہوئے اور ان کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل سردار ہوئے یہی وہ قاضی اسماعیل ہیں جن کے حیلہ وتدبیر کی شہرت ہے اور جن کی کنیت ابوالولید ہے ۔ اسماعیل موصوف ہشام ابن الحکم کی طرف سے شرطہ وسطی کے والی (درمیانی محکمۂ پولس کے افسر اعلیٰ) تھے اور نماز جمعہ کی امامت پر مامور تھے ۔ اسماعیل کے جانشین ابو القاسم محمد ہوئے جن کے مقابلہ کا دوسرا رئیس اشبیلیہ میں نہیں تھا اور وہاں کی دونوں وزارتوں اور فصل خصومات کا کام بھی ان کو سپرد کر دیا گیا تھا ۔ ابو القاسم کی عزت وجاہت بہت ترقی کر گئی ان کے متوسلین بہت زیادہ ہو گئے غلاموں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا اور دشمنوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ۔ ابو القاسم کے جانشین ان کے بیٹے امیر معتضد عباد ہوئے عباد ایک نیک دور اندیش اور پختہ رائے شخص تھے اور دشمن بھی ان کا ادب کرتے تھے ۔ عباد کے بعد سرداری ان کے بیٹے محمد ابن عباد کی طرف

منتقل ہوئی جو زیرِ تذکرہ ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم تھی اور معزول ہونے کے وقت تک یہ سردار رہے۔

حال

تمام مورخین متفق ہیں کہ معتمد رحمہ اللہ ایک بہادر شہسوار، دلیر پہلوان، اور مشاق شاعر تھے اور اپنی رعایا میں اپنی روش کی وجہ سے ہر دل عزیز تھے۔ ابو النصر نے اپنی کتاب "قلاید" میں لکھا ہے کہ معتمد علی اللہ ایسے بادشاہ تھے جنھوں نے دشمن کا سر کچل دیا تھا شجاعت اور فیاضی ان کی ذات میں جمع تھی وہ دنیا میں ہدایت کے ماہ کامل بن کر طلوع ہوئے اور ان کے ہاتھوں اور انگلیوں نے ایک دن کے لئے بھی ان کے قلم اور نیزہ کو معطل نہیں رہنے دیا ان کے سارے دن عید کے دن تھے اور وہ ہر وقت فائدہ پہنچانے کے لئے طیار رہتے تھے۔

پہلے انھوں نے اپنا لقب "ظافر" رکھا پھر جب "اعتماد" نامی جاریہ ان کو ملی تو اس کی محبت میں "معتمد" لقب اختیار کیا اور غایت الفت سے یہ چاہا کہ ان کے لقب اور اس کے نام کے حروف متحد ہوں۔

وزرا

ابن زیدون اور ابن عماد وغیرہ ان کے وزیر تھے۔

فرزندان جو بادشاہ بنائے گئے

ایک فرزند کا نام عبید اللہ کنیت ابوالحسن اور لقب رشید تھا۔ مرابطین سے مدد طلب کرنے میں رشید نے باپ کی رائے سے اختلاف کیا اور اشارتاً یہ کہا تھا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سلطنت ہاتھ سے نکل جائے گی اور اس کے جواب میں باپ نے کہا تھا کہ "اونٹ چرانا سور چرانے سے زیادہ بہتر ہے" باپ نے ان کو ولی عہد بنایا تھا اور اشبیلیہ میں ان کے واسطے بیعت لی گئی تھی۔ باپ کے ساتھ یہ بھی عدوہ بھیجے گئے۔

دوسرے کا نام "عباد اور لقب المامون" تھا، ان کے واسطے قرطبہ میں بیعت لی گئی تھی اور یہ وہیں قتل ہوئے۔ ان کا سر دشمن یعنی مرابطین کی فرودگاہ میں جو اشبیلیہ میں ان کے والد کا محاصرہ کئے ہوئے تھے بھیجا گیا۔

تیسرے کا نام "یزید" اور لقب "راضی" تھا۔ باپ نے ان کو زندہ کا

والی بنایا تھا اور جب لمتونیین نے رندہ پر قبضہ کیا اس وقت یہ وہاں قتل ہوئے چونتھے کا نام عبد اللہ" اور کنیت " ابو بکر تھی۔
یہ چاروں جو بادشاہ بنائے گئے تھے معتمد کی جاریہ اعتماد کے بطن سے تھے جو ایک نہایت عالی مرتبہ عورت تھی اور اپنے مولیٰ رمیک ابن حجاج کے انتساب سے رمیکیہ مشہور تھی جو . . . .

ایک واقعۂ عظیم شہر طلیطلہ پر بلا جنگ وجدال قبضہ کر لینے سے ادفونش ابن فردلند کی حرص بڑھ گئی وہ معتمد کو دق کرنے لگا اور مسلمانوں کو اس کے ظلم وتعدی سے محفوظ رکھنے کے لئے جو خراج اس کو دیا جاتا تھا اور جس کا دیا جانا اسی شرط پر منظور کیا گیا تھا اس کے لئے معتمد پر وہ تشدد کرنے اور الزام لگانے لگا اور اس کو بلاد اسلام پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوگئی۔
بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ ادفونش نے اپنے آخر زمانے میں خراج مذکور وصول کرنے کے لئے روساء نصاریٰ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنا قاصد معتمد کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ باب اشبیلیہ کے باہر ٹھہرے معتمد نے رقم ان کے پاس بھیج دی۔ قاصد نے کہا کہ ہم یہ سکہ نہیں بلکہ خالص سونا لینگے اور آیندہ سال سے اجفان شہر کے سوا اور کچھ نہیں قبول کیا جائے گا۔ معتمد نے یہ سن کر قاصد اور اس کے ہمراہی نصاریٰ کو گرفتار کر لیا اور سب کو سخت سزا دی۔ یہودی (قاصد) نے اپنی جان کی عوض میں اپنے جسم کے ہموزن سونا دینے کا اقرار کیا لیکن معتمد نے منظور نہیں کیا بلکہ اس کو قتل کر دیا۔ اور نصاریٰ کو قید رکھا، طاغیہ نے ان کی رہائی کے لئے معتمد کو خط لکھا لیکن انھوں نے رہا کرنے سے انکار کر دیا اور لمتونیین سے مدد طلب کرنے دریا عبور کر کے بذات خود ان کے پاس گئے۔ طاغیہ نے سخت قسمیں کھائیں کہ وہ معتمد کو بغیر بدلہ لئے نہیں چھوڑے گا۔ معتمد کی حمیت بھی جوش میں آئی اور انھوں نے مرابطین کو لے آنے کی کوشش کی اور جنگ زلاقہ میں طاغیہ کو ایسی سخت شکست دی جو سب کو معلوم ہے۔
اس جنگ کی آگ خود معتمد نے بھڑکائی تھی اس لئے محنت و تکلیف

بھی انھوں نے زیادہ اٹھائی ان کے سر اور بدن پر متعدد زخم لگے اور ان کے صبر کی بڑی شہرت ہوئی اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

ابو بکر بن عبادہ نے ان ہی زخموں کے متعلق کہا ہے۔

وقالوا الكف جرحت فقلنا	لوگوں نے کہا کہ ان کا ہاتھ مجروح ہو گیا اس پر ہم نے کہا
اعاديك توا قعها الجراح	زخم تو ان کے دشمنوں کو لگے ہیں
وما اثر الجراحة ما رائيتم	اور جو تم نے دیکھا ہے وہ زخم کا اثر نہیں ہے
فتوهنها المناصل والرماح	کہ تلواریں اور نیزے اس کو کمزور کر دیں۔
ولكن فاض سيل الباس فيها	بلکہ اس ہاتھ میں شجاعت کا سیلاب جوش میں آگیا تھا
ففيها من مجاريها السياح	اور بہنے کے راستوں سے اس میں بہنے لگا تھا
وقد صحت وسحت بالاماني	اور اب وہ تندرست ہے اور آرزوئیں انڈیل رہا ہے
وفاض الجود منها والسماح	اور اس سے داد و دہش ابل رہی ہے
رأى منه ابو يعقوب فيها	ابو یعقوب نے ممدوح کو ایسا عقاب پایا جس کا
عقابا لا يهاض له جناح	بازو کبھی نہیں ٹوٹتا
فقال له لك القدح المعلى	تو اس نے ان سے کہا کہ جب مقابلے کے تیر
اذا ضربت بمشهدك القداح	چلائے جائیں گے تو پانسہ آپ کے حق میں ہو گا۔

شہر میں داخل ہونے کے وقت جب شور و ہنگامہ ان کے قریب پہنچا اس وقت وہ اپنے چند غلاموں کے ساتھ سوار ہو کر باہر نکلے جسم پر صرف ایک قمیص تھی جس کے اندر سے بدن نظر آ رہا تھا اور ہاتھ میں ننگی تلوار تھی وہ سیدھے باب الفرج گئے اور اندر گھسنے والوں سے مقابلہ کر کے ان کو پیچھے ہٹایا اور ان کے ایک سوار کو قتل کیا۔ وہ لوگ ان کے سامنے گھبرا گئے اور دروازہ کے پیچھے ہو گئے انھوں نے دروازہ بند کرا دیا جس سے سکون پیدا ہو گیا اور اپنے محل میں واپس آ گئے اسی واقعہ کے متعلق خود کہا ہے۔

ان يسلب القوم العدا	اگر دشمنوں کی قوم نے میرا ملک چھین لیا
ملكي وتسلمني الجموع	اور فوج نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔
فالقلب بين ضلوعه	پھر بھی دل اپنے پسلیوں کے درمیان موجود ہے

لم تسلم القلب الضلوع	اور پسلیوں نے دل کو نہیں چھوڑا ہے
قد رمت یوم قتالهم	ہم نے دشمنوں سے جنگ کے دن یہ ارادہ کیا
ان لاتحصنی الدروع	کہ زرہیں میری حفاظت نہ کریں
وبرزت لیس سوی القمیص	اور اس حالت سے باہر نکلے کہ قمیص کے سوا
من الحشاشی الدفوع	میری جان کی حفاظت کرنے والی دوسری کوئی چیز نہیں تھی
وبذلت نفسی کی تسیل	اور ہم نے اپنے نفس کو اس لئے وقف کر دیا ہے کہ
اذا یسیل بها النجیع	جب اس سے کچھ نکلے تو خون نکلے
اجلی تاخر لم یکن	میری موت نے اس وجہ سے تاخیر کی کہ
بهوای ذلی والخشوع	میری ذلت ورسوائی اس کو نہیں چاہتی تھی
ما سرت قط الی القتا	ہم کبھی قتال میں اس طرح نہیں گئے
ل وکان من املی الرجوع	کہ ہم کو واپس آنے کی امید ہو
شیم الاولی انا منهم	ہم جن لوگوں کی نسل سے ہیں ان کی یہی خصلت تھی
والاصل تتبعه الفروع	اور فروع اپنے اصل کا اتباع کرتی ہی ہیں ۔

فیاضی معتمد کی فیاضی کے حالات مشہور ہیں اور ان میں سے جو واقعات ان کی عزت اور مال و دولت و لوازم سلطنت کے افراط کی حالت کے بیان کئے جاتے ہیں تعجب انگیز ہیں ۔

کسی خصلت اور عادت خلقی کی معتبر شہادت یہ ہے کہ تنگ دستی، فراخ حالی اور انقلاب روزگار غرض ہر حال میں باقی رہے اور کسی وقت ساتھ نہ چھوڑے ۔ طنجہ کی راہ سے سواحل جاتے ہوئے جس وقت معتمد بیرون طنجہ ٹھہرے ہوئے تھے حصری شاعر نے بغیر کسی حق کے صریح قابل نفرت اشعار جو بے موقع و بے محل بھی تھے لکھ کر ان سے سوال کیا کہتے ہیں کہ اس وقت ان کے پاس تیس دینار عبادیہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا جو بوقت ضرورت تکلیف و نقصان سے بچنے کے خیال سے ایک ڈبہ میں ساتھ رکھ لئے گئے تھے معتمد نے وہی ڈبہ سربمہر کر کے اس کے اندر چند اشعار کا ایک قطعہ کمی کے عذر میں لکھ کر بھیج دیا اور ان کی خواہش یہ تھی کہ دینار کی اس صورت حال کا

لحاظ کیا جائے لیکن حصری نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اس پر معتمد نے اس کے پاس حسب ذیل اشعار لکھ بھیجے:۔

قل لمن قد اجمع العلم	اس شخص سے کہو جس نے علم حاصل کیا
وما احصیٰ ثوابہ	اور اس کا کافی صلہ نہیں پایا
کان فی الصرۃ شعر	تھیلی میں ایک شعر تھا
فتنظرنا جوابہ	اور ہم اس کے جواب کے منتظر ہیں
قد اتیناک فہلّا	ہم آپ کے پاس آئے
جلب الشعر ثوابہ	پھر شعر نے اپنا صلہ کیوں نہیں پایا

حلم ایک دفعہ معتمد کے اعیان دولت نے ایک نظم ان کی خدمت میں پیش کر کے ان کو ابو الولید ابن زیدون کے برخلاف اشتعال دینا چاہا ابو الولید ایک مشہور شخص ہیں اور وہ نظم حسب ذیل ہے:۔

یا ایہا الملک الاعز الاعظم	اے نہایت معزز اور بڑے باعظمت بادشاہ جو
اقطع وریدی کل باغ ینئم	جو باغی آواز نکالے اس کی دونوں رگِ گردن کاٹ دیجئے
واحسم بسیفک داء کل منافق	اور اپنی تلوار سے ہر منافق کے مرض کو زائل فرمائیے
یبدی الجمیل وضد ذلک یکتم	جو خیر خواہی ظاہر کرتا اور دل میں مخالفت پوشیدہ رکھتا ہے
لا تحقرن من الکلام قلیلہ	تھوڑے کلام کو ہرگز حقیر مت سمجھئے
ان الکلام لہ سیوف تکلم	حقیقت یہ ہے کہ کلام کی بھی تلواریں ہیں جو مجروح کرتی ہیں
والملک یحمی ملکہ عن لفظۃ	اور بادشاہ اپنے ملک کی ایسے ایک لفظ سے بھی حفاظت
تسری فتجلی عن دواہ وتعظم	کرتے ہیں جو اندر اندر اس قدر پھیل جائے کہ اسکا علاج نہ ہو سکے
فضلا عن الکلم التی قد اصبحت	پھر ان کلمات کی نسبت کیا کہا جائے جن کو ہمارے
غوغاؤ ناجہرا بہ تتکلم	اشرار برملا بولتے رہتے ہیں۔
فاللہ یعلم ان کل مومّل	پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر امیدوار
مثلی علی حذر وخوف منہم	میری طرح ان سے احتیاط اور خوف کرتا ہے
فالدمع من اجفاننا متہلل	غرض ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

والنار فی احشائنا تتضرم
ولقد علمت ولن بنصرك الهدى
فلانت اهدى فى الامور واعلم
ان الملوك تخاف من ابنائها
فتحل من مهجاتهم ما يحرم
ولذاك قيل الملك اعقم لم يزل
فيه الولى يشير حربا تضرم
فاحسم دواعى كل شر دونه
فالداء يسرى ان غدا لا يحسم
كم سقط زند قد نما حتى غدا
بركان نار كل شى يحطم
وكذالك السيل الجحاف فانما
اولاه طل ثم وبل يسجم
والمال يخرج اهله عن حدهم
فافهم فانك بالبواطن افهم
واذكر صنيع ابيك اول مرة
فى كل متهم فانك تعلم
لم يبق منهم من توقع شره
فصفت له الدنيا ولذ المطعم
فعلام تنكل عن صنيع مثله
ولانت امضى فى الخطوب واشهم
وجنانك الثبت الذى لا ينثنى
وحسامك العضب الذى لا يكهم
والحال اوسع والعوالى جمة
والمجد اشمخ والصريمة ضيغم

اور ہمارے دلوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔
اور بلاشک آپ خود جانتے ہیں ہم لوگ ہرگز آپ کی رہنمائی نہیں کرسکتے،
آپ خود امور میں نہایت صحیح طریقہ اختیار کرتے اور ان کو جانتے ہیں۔
بادشاہ اپنے بیٹوں سے بھی
ڈرتے ہیں اور ان کی جان کو بھی جو حرام ہے حلال بنا لیتے ہیں
اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ سلطنت بے اولاد ہوتی ہے
اس کے لئے ولی ہی ہمیشہ جنگ کو اشتعال دیتا ہے
پس سلطنت کے سامنے سے اسباب فساد کو رفع کیجئے
بیماری اگر رفع نہیں کیجائے گی تو اندر ہی اندر پھیل جائے گی
چقماق کی بہتیری چنگاریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں
کہ آگ کا پہاڑ بن گئیں جو ہر شے کو خاکستر کر دیتا ہے
اور بہا لے جانیوالے سیلاب کا بھی یہی حال ہے کہ اس
کی ابتدا شبنم پھر ہلکی ہلکی بارش سے ہوتی ہے
اور مالدار لوگوں کو ان کا مال حد سے باہر نکال دیتا ہے
اس کو سمجھئے کہ آپ دلوں کا حال خوب سمجھتے ہیں
اور مشکوک شخص کی نسبت اپنے والد کے طرز عمل
کو ابتدا ہی میں یاد کر لیجئے کہ آپ اس کو جانتے ہیں
جس جس شخص سے ان کو فساد کا خطرہ تھا ان میں کسی کو
انہوں نے نہیں چھوڑا تب دنیا ان کیلئے صاف ہوئی اور کھانے میں مزا ملا۔
پھر آپ اسی قسم کے طرز عمل سے کیوں گھبراتے ہیں حالانکہ
آپ مشکلات میں زیادہ مستعد اور زیادہ دلیر ہیں
آپ کا دل ایسا مستقل ہے کہ پیچھے نہیں ہٹتا۔
اور آپ کی تلوار ایسی کاٹنے والی ہے کہ کند نہیں ہوتی
آپ کی طاقت افزوں اسلحہ کثیر
شان بلند اور عزیمت قاطع ہے

لاتترکن للناس موضع شبھۃ
واحزم فمثلک فی العظائم یجزم
قد قال شاعر کندۃ فی ماضی
قولاً علی مر اللیالی یعلم
"لایسلم الشرف الرفیع من الاذیٰ
حتی یراق علی جوانبہ الدم"

لوگوں کے لئے شبہہ کی جگہ نہ چھوڑیئے
آپ جیسے لوگ بڑے مہمات میں دوراندیشی ہی سے کام لیا کرتے ہیں۔
کندہ کے شاعر نے زمانۂ ماضی میں ایک بات
کہی تھی جو باوجود امتداد زمانہ کے مشہور و مسلم ہے
برترین شرف ضرر سے اس وقت تک محفوظ نہیں
رہ سکتا جب تک کہ اس کے کنارے خون نہ بہایا جائے۔

معتمد نے اسی رقعہ پر لکھدیا۔

کذبت مناکم صرحوا او جمجموا
فالدین امتن والسجیۃ اکرم
خنتم ورمتم ان اخون وانما
حاد للتراث یستخف یلملم
وارد تم تضییق صدر لم یضق
والسمر فی ثغو النحور تحطم
وزحفتم لمحالکم لمجرب
مازال یثبت للمحال فیھزم
انی رجوتم غدر من جربتم
منہ الوفاء وظلم من لایظلم
انا ذلکم لا البغی یثمر غرسہ
عندی ولا مبنی الصنیعۃ یھدم
کفوا والا فارقبوا لی بطشۃ
یبقی السفیہ بمثلہا یتحلم

تمھاری خواہشیں غلط ہیں ان کی تصریح کرو خواہ مبہم رکھو
اس لئے کہ دین سب سے زیادہ طاقتور اور اخلاق سب سے زیادہ شریف ہے
تم لوگوں نے خیانت کی اور یہ چاہا کہ ہم بھی خیانت کریں
اور تم نے چاہا کہ کوہ یلملم اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔
اور تم نے ایک ایسے سینہ کو تنگ بنانا چاہا جو اس حالت میں
بھی تنگ نہیں ہوا جب کہ سینہ کے حلقوں میں نیزے ٹوٹتے رہتے ہیں
اور تم نے اپنے حیلوں سے ایک آزمودہ شخص پر حملہ کیا
جو ہمیشہ حیلوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتا اور شکست دیتا ہے۔
تم نے ایک ایسے شخص سے جس کی وفاداری کو تم
آزما چکے ہو بیوفائی کی اور جو ظلم نہیں کرتا اس سے ظلم کی امید کیونکر قائم کرلی
ہم وہ ہیں کہ فساد کا درخت ہمارے پاس پھل نہیں دیتا۔
اور نہ احسان کی عمارت منہدم ہوتی ہے۔
باز آؤ ورنہ ہماری ایسی گرفت کے منتظر رہو
جس قسم کی گرفت سے احمق شخص عقلمند بن جاتا ہے۔

فی البدیہہ توقیع ونثر

جنگ زلاقہ سے فارغ ہونے کے بعد معتمد نے اپنے بیٹے رشید کے پاس نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ حسب ذیل خط بھیجا:۔

فرزند عزیز، اللہ تم کو قائم اور سلامت رکھے اور ہر قسم کی آفتوں

سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ اور ہر طرح کی نعمتوں اور مسرتوں سے بہرہ اندوز کرے۔

یہ خط ہم اس حالت میں لکھ رہے ہیں کہ اللہ نے دین کو عزت دی مسلمان غالب رہے اور اللہ نے مسلمانوں کو میرے ہاتھ پر شاندار فتح عنایت کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت اور اس کے قضا و قدر سے اوفونش ابن فرولند کو (اللہ اس پر لعنت اور اس کو جہنم واصل کرے اور جس طرح اس کو انتہا درجہ کی ذلت و رسوائی میں مبتلا کیا اسی طرح اس کی زندگی کو تلخ رکھے) آسانی کے ساتھ شکست ہوگئی اس کے اکثر مرد مارے گئے اور اس کی فرودگاہ میں پورے ایک دن اور رات مسلسل لوٹ ہوتی رہی اس کے مشہور و نامدار سرداروں اور بہادروں کی ایک جماعت میرے ہاتھ میں گرفتار ہے اور صرف وہی لوگ منتخب کئے گئے ہیں جو مشہور اور کارآزما تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال و اسباب غنیمت سے بھر گئے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ دشمن کے بہت تھوڑے لوگ زندہ بچے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ غم و الم اور ناکامی کی تلوار سے زخمی ہو رہے ہیں ابھی اللہ کے فضل سے محض خفیف زخم پہنچا اور واللہ ہم بہت اچھے اور بہتر حال میں ہیں کچھ تردد نہ کرو اور جن حالات کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ان کے سوا کسی دوسری بات کا وہم بھی دل میں نہ لاؤ۔ اوفونش ابن فرولند اگر مارا نہ گیا تو غم سے مرجائے گا اور اگر آج موت کے پھندے میں نہ پھنسا تو کل پھنسے گا۔

میرا یہ خط جس وقت پہنچے اہل اشبیلیہ اور قرب وجوار کے تمام خاص و عام کو اور میرے مخلص دوستوں کو (اللہ ان سب کو عزت کے ساتھ رکھے) جامع مسجد میں جمع کر کے سنا دو تاکہ وہ لوگ بھی اس خوشی سے بہرہ اندوز ہوں اور دعاء خیر کے ساتھ اللہ کا شکر بھی ادا کریں۔

لطافت و ظرافت ابوبکر دانی کا بیان ہے کہ ہم ابن عباد کا حق نعمت ادا کرنے اور ان کی پریشان حالی میں ان کے لطیف ذوق ادب سے استفادہ کرنے کی غرض سے ان سے ملنے کو اغمات گئے ہوئے تھے

کہ ایک دن انھوں نے ہم سے ہماری کتابوں کا حال دریافت کیا ہم نے ان سے کہا کہ آپ کے دار السلطنت کی لوٹ میں سب ضائع ہو گئیں۔ اسی سفر کے اثناء میں ابو الحجاج شنتمری الاعلم کی شرح اشعار ستہ ایک شخص سے ہم کو عاریت مل گئی تھی اس کو ہم نے ان سے چھپایا لیکن کسی صاحب نے ان کو خبر کر دی انھوں نے اپنے کرم اور حسن اخلاق سے اس معاملہ میں ہم سے گفتگو کرنا جس کو ہم نے ان سے چھپایا تھا پسند نہیں کیا اور اس کو ایک دوسرے پیرایہ میں ایسے شریفانہ عنوان سے ظاہر کیا اور اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے ان کی اعلیٰ درجہ کی شرافت نفس ظاہر ہوتی ہے۔ انھوں نے ہم کو کچھ اشعار لکھوائے منجملہ ان کے مندرجۂ ذیل خود ان کے تھے:۔

وکواکب لو ادر قبل وجوهها	اور بہتیرے ستارے ہیں کہ ہم ان کے چہروں کے قبل
ان البدور تدور فی الازرار	یہ نہیں جانتے تھے کہ ماہ کامل تکموں میں گھومتے رہتے ہیں
نادمتها فی جنح لیل دامس	ہم نے اندھیری رات کے گھنٹے میں ان کی ہمنشینی کی
فاعرته مثلا من الانوار	تو انھوں نے رات کو انوار عاریت دیکر روشن بنا دیا
فی وسط روضة نرجس کعیونها	نرگس کے باغ کے وسط میں جو ان کی آنکھوں کے مثل تھیں
ما اشبه النوار بالنوار	پھول کی کلیاں روشنی بخش ستاروں سے کسقدر مشابہت رکھتی ہیں
فاذا تواصفنا الحدیث حسبتنی	جب ہم لوگ باہم گفتگو کرتے تھے اس وقت تم ہماری نسبت
اهوی کملتقط لدر نثار	یہ خیال کرتے کہ گویا ہم جھک کر بکھرے ہوئے موتی چن رہے ہیں۔
واذا اکتحلت ببرق ثغر باسم	اور جب ہم تبسم آمیز دانتوں کے برق کا سرمہ
سکبت جفونی اغزر الامطار	لگاتے تھے اس وقت ہماری آنکھیں شدت سے پانی برسانے لگتی تھیں
حذر الملام وخیفة عن صبوة	ملامت کے ڈر اور عشق بازی کے خوف سے
نذر الصدور علی شفیر هار	ہم دلوں کو انہدام پذیر کناروں پر چھوڑ دیتے ہیں
ترك الجواری الانسات مذاهبی	مانوس جواری (لونڈیوں) کو چھوڑ دینا میرا مذہب ہے
وسوالها طفر بستة الاشعار	اور ان کو مانگنا ستہ الاشعار کا پانا ہے۔

اس موقع پر ہم سے ہنسی ضبط نہیں ہو سکی ہم سمجھ گئے کہ کتاب کی خبر ان کو ہو گئی ہے اور ہم نے اصلی حالت کہہ دی انھوں نے مہربانی سے عذر قبول کر لیا اور بات ٹال گئے۔ کتاب کو اپنے تین بیٹوں میں جو خوش خط اچھے ناقل اور ماہر ادیب تھے تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے نقل لے لی اور بہت جلد اصلی کتاب ہم کو واپس کر دی۔

تباہی

امیر المتونین کو اندلس پہنچنے اور وہاں طاغیۂ روم پر غلبہ حاصل کرنے کو بہت دیر نہیں گزری تھی کہ امیر موصوف اور اندلس کے رؤسائے وطوائف کے تعلقات خراب ہو گئے۔ امیر موصوف نے رؤساء اندلس کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور سبتہ سے فوجیں اور امدادی ٹولیاں اندلس بلالیں۔

معتمد نے ہمت سے کام لے کر اپنے قلعوں کو مستحکم کیا ساز و سامان محفوظ مقاموں میں رکھے اور مدافعت کے موقعوں پر اپنے بیٹوں کو مامور کیا۔

اشبیلیہ پر جو معتمد کا مسکن اور دار السلطنت تھا امیر سیر حملہ آور ہوا۔ اور قرطبہ پر جہاں مامون متعین تھا امیر محمد بن الحاج نے حملہ کیا۔ اور رندہ کی طرف جہاں راضی ابن معتمد تھا چند ہوشیار سرداران فوج نے پیشقدمی کی۔ عرصہ تک یہ حالت رہی کہ فریقین ایک دوسرے پر پیہم حملے کرتے رہے اور اس اثناء میں ایسے ایسے واقعات پیش آتے رہے جن کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

ماہ جمادی الاخریٰ ۴۸۴ھ میں قرطبہ فتح ہو گیا۔ راضی مارا گیا اور اس کا سر لاکر اس کے باپ کی نظر کے سامنے گھمایا گیا۔ یکشنبہ کے روز ماہ رجب میں دس دن باقی تھے کہ دشمن قہر و غلبہ کے ساتھ اشبیلیہ میں بمقابلہ معتمد کے داخل ہو گیا اور عام غارت گری اور گھروں کی لوٹ ہوتی رہی۔ معتمد اپنے بیٹے مالک کے ساتھ مدافعت کیلئے نکلے۔ مالک جس کا لقب فخر الدولہ تھا مارا گیا اور سواروں کا ایک دستہ خود معتمد کے قریب پہنچ گیا وہ شکست کھا کر گھر کے اندر داخل ہو گئے اور جب رات کی تاریکی چھا گئی

اس وقت اپنے بڑے بیٹے رشید کو امیر کے پاس بھیجا امیر اُن سے نہیں ملے اور اپنے ایک خادم کو رشید پر تعینات کر دیا رشید واپس آئے اور جو بے اعتنائی ان کے ساتھ کی گئی معتمد کو اس سے مطلع کیا معتمد کو ہلاکت کا یقین ہو گیا وہ گریہ و بکا اور آہ و زاری کے شور و ہنگامہ میں اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور بیٹے کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور دونوں ایک محفوظ خیمہ میں محافظین کی نگرانی میں لاکر رکھے گئے۔ ان کی عورتیں قصر سے باہر نکال دی گئیں اور جو کچھ قصر کے اندر تھا سب پر قبضہ کر لیا گیا۔ معتمد کو حکم دیا گیا کہ زندہ اپنے بیٹے کے نام خط لکھ دیں اور انھوں نے اس کی تعمیل کر دی۔ جب معتمد کو خیمہ میں لاکر رکھا گیا اور اُن کا خزانہ کھود لیا گیا اس وقت ان کو اطمینان و سکون ہو گیا۔ پھر معتمد اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے سب سمندر پار طنجہ پہنچا دیئے گئے اور ماہ رمضان سنہ مذکور میں مستقل طریقہ پر طنجہ میں مقیم ہو گئے۔ سفر دریا میں معتمد نے اسی حال کی نسبت کہا ہے اللہ ان پر رحمت نازل کرے:-

لم انس والموج یدنینی یقصینی والموت کادمن البربان یاتینی	ہم اس حالت کو نہیں بھولے کہ موج ہم کو کبھی نزدیک اور کبھی دور کرتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب با خدا کے پاس سے ہمارے لئے موت آجائے گی
ابصرت ھولا لوان الدھر ابصرہ لابصر الدھر امرالیس بالدون	ہم نے ایسی دہشت دیکھی کہ اگر زمانہ اس کو دیکھ لے تو وہ ایسی چیز دیکھے جو حقیر نہیں ہے۔
قد کنت ضنا بنفس لا اجود بھا فبعتھا اضطرارا ابیع مغبون	ہم زندگی کے ایسے حریص تھے کہ اس کو خوشی سے دینا نہیں چاہتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ مجبوراً اس کو خسارہ کے ساتھ بیچنا پڑا۔
کم لیلۃ بت مطویا علی حرق فی عسر[عہ] من عیون الدیر فی الحین	ہم نے بہیتری راتیں تپتی ہوئی آگ پر لیٹ کر بسر کی ہیں۔
فتلک احسن ام امر ظللت بہ فی ظل عزۃ سلطان و تمکین	پھر یہ حالت اچھی ہے یا وہ جب سے ہم ہمیشہ سلطنت و تمکنت کی عزت کے سایہ میں رہتے

عہ ۔ اس مصرع کا مفہوم غیر واضح ہے۔

ص ۳۸

ولو تکن والذی تعنوالوجوہ لہ
عرضی مھانا ولا مالی بمخزون
وکوخلوت من الھیجا بمعترک
والحرب ترفل فی اثوابھا الجون
یارب ان لم تھب حالا اسر بہ
فھب لعبد اجرا غیر ممنون

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے آگے سب ذلیل ہیں کہ نہ ہماری عزت وآبرو کی اہانت ہوتی اور نہ ہمارا مال مخزون تھا حالانکہ ہم جنگ کے معرکہ میں بہتیری دفعہ اس حالت میں گزرے ہیں کہ جنگ اپنے سرخ کپڑوں میں ناز کر رہی تھی اے رب! اگر تو نے ہم کو غیر مسرور حالت عنایت کی ہے تو اپنے بندہ کو تو غیر منقطع اجر بھی عنایت کر۔

معتمد کی بیٹیوں پر ان کے نکالے جانے کے دن بڑی مصیبت گزری اور فلاکت نے ان کو اپنے ہاتھ سے سوت کات کر بسر اوقات کرنے پر مجبور کیا۔

خود معتمد بھی ایسی ایسی مصیبتوں میں مبتلا رہے جن کی وجہ سے قید کی تکلیف ان کے لئے بہت بڑھ گئی اور بیڑی نے ان کو بے بس کر دیا آخر کار وہ اغمات منتقل کر دیئے گئے یہاں ان کی بیڑی کھول دی گئی اور کچھ وظیفہ مقرر کر دیا گیا جو چار برس تک ان کو ملتا رہا اور بالآخر موت نے تمام تکلیفوں سے نجات دلائی۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

غرناطہ جانا

ابن صیرفی نے یوسف ابن تاشفین کے غرناطہ پر قبضہ کرنے اور وہاں کے امیر عبد اللہ ابن بلکین حفید بادیس کو معزول کرنے کے ذکر میں روز یکشنبہ تیرھویں ماہ رجب ۴۸۳ھ کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ ابن عباد اور خلیفہ ابن مسلمہ سوار وپیادے اور تیر اندازوں کی جماعت کے ساتھ بڑے ساز وسامان سے آئے۔ ابن عباد کے آنے سے امیر المسلمین کو بڑی مسرت ہوئی اور ان کو ابن عباد کی دوستی کا یقین ہو گیا۔

یہ لوگ امیر المسلمین کی خدمت میں حاضر ہوے ابن عباد کے دل میں یہ طمع تھی کہ رئیس غرناطہ کے سارے مال ودولت پر قبضہ کر کے شہر مذکور جزیرۂ خضرا کے بدلے ان کے بیٹے کو دیا جائے۔ وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لائے تھے اور امیر المسلمین سے انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ امیر المسلمین نے ان سب کے ساتھ ایسی بے التفاتی وناراضی ظاہر کی کہ دونوں نے امیر المسلمین کے ہاتھ سے بچ کر اپنے شہر واپس چلے جانا چاہا۔

ابن عباد نے امیر المسلمین پر یہ ظاہر کیا کہ اشبیلیہ سے دشمن کے نقل و حرکت کی ایسی اہم خبریں آئی ہیں کہ ان کا اشبیلیہ پہنچ جانا ضروری ہو گیا ہے اور اس حیلہ سے واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ ابن عباد اور خلیفہ ابن مسلمہ دونوں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ دونوں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور فوراً رخصت ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور یہ سمجھے کہ اب اپنی ریاست کے مالک ہوئے۔

ولادت معتمد علی اللہ ۴۳۱ھ میں شہر باجہ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۱ھ میں والی ہوئے اور ۴۸۴ھ میں معزول کئے گئے

وفات ماہ ربیع الاول ۴۸۸ھ میں اپنی جاریہ اعتماد کے انتقال کے بعد بمقام اغمات وفات پائی۔ اعتماد کے مرنے کا اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے۔

خود اپنا مرثیہ معتمد کو جب اپنی موت کا احساس ہوا اس وقت اشعار ذیل میں خود اپنا مرثیہ کہا اور فرمائش کی کہ یہ ان کی قبر پر لکھ دیا جائے:۔

قبر الغریب سقاک الرائح الغادی	بیکس کی قبر! تجھ کو صبح و شام کی بدلی سیراب کرے
حقاً ظفرت باشلاء ابن عبّاد	سچ ہے کہ تو نے ابن عباد کے اعضا کو پالیا ہے۔
بالحلم بالعلم بالنعمی اذا اتصلت	تو نے اس شخص کو پایا ہے جو حلم، علم اور احسان کا مجموعہ تھا
بالخصب ان اجدبوا بالری للصادی	اگر لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو وہ فراخ سالی تھا پیاسے کیلئے سیرابی تھا۔
بالطاعن الضارب الرامی اذا اقتتلوا	جب لوگ جنگ کرتے تو وہ نیزہ باز تلوار مارنے والا
بالموت احمر بالضرغامة العادی	اور تیر انداز تھا، موت احمر تھا، غضبناک شیر تھا
بالدھر فی نقم بالبحر فی نعم	نقمت میں دہر تھا نعمت میں بحر تھا
بالبدر فی ظلم بالصدر فی النادی	تاریکی میں بدر تھا مجلس میں صدر تھا۔
نعم ھو الحق فاجانی علی قدر	ہاں۔ وہ (موت) حق ہے۔ تقدیر کے موافق
من السماء ووافانی بمیعاد	آسمان سے دفعتہً ہم پر آ پڑی اور وقت مقرر پر ہم کو پالیا
ولم اکن قبل ذاک النعش اعلمہ	اور ہم اس تابوت کے قبل یہ نہیں جانتے تھے کہ

ان الجبال تهادى فوق اعواد	پہاڑ لکڑیوں پر اٹھا لائے جاتے ہیں
كفاك فارفق بما استودعت من كرم	تیرے لئے یہ کافی ہے۔ اب تو اس کرم مجسم کے ساتھ جو تجھ میں ودیعت کیا گیا ہے نرمی کر۔ تجھ کو
رواك كل قطوب البرق رعاد	وہ ذبجلی، صبح وشام کے آنسو سے اپنے اس بھائی
يبكي اخاه الذى غيبت وابله	کو روتی ہے جسکے بارش کو تو نے پتھر کی چٹان کے نیچے چھپالیا ہے۔
تحت الصفيح بدمع رائح غادى	
حتى يجودك دمع الطل منهمراً	جب تک شبنم کے آنسو پھولوں کی آنکھوں سے
من اعين الزهر لم تبخل باسعاد	تجھ پر کثرت سے ٹپکتے رہیں تیرے اسعاد میں کمی نہ ہو
ولا تزال صلواة الله نازلة	اور اللہ کی رحمت بے انتہا تعداد میں
على دفينك لا تحصى بتعداد	تیرے مدفون پر نازل ہوتی رہے

دوسروں کے لکھے ہوئے مرثئے

ابن صیرفی نے کہا کہ معتمد کی وفات کی نسبت اختلاف ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ماہ ذیحجہ میں واقع ہوئی اور نماز عید سے فارغ ہو کر ایک جماعت روتی اور دعاے رحمت کرتی ہوئی قبر پر گئی۔ عبد الصمد آکر قبر کے سامنے کھڑے ہوئے اور اشعار ذیل پڑھے۔

ملك الملوك اسامع فانادى	اے شہنشاہ! کیا ہمارا پکارنا آپ سنتے ہیں
ام قد عدتك عن السماء عوادى	یا آسمانی شاغل نے آپ کی توجہ کو دنیا سے ہٹا لیا ہے
لما خلت منك القصور فلم تكن	جب محلات آپ سے خالی ہو گئے اور آپ جس طرح
فيها كما قد كنت فى الاعياد	عیدوں کے دن وہاں رہتے تھے نہیں رہے۔
اقبلت فى هذا الثرى لك خاضعا	تو ہم اس جگہ آپ کے سامنے سر جھکانے آئے
وتخذت قبرك موضع الانشاد	اور آپ کی قبر کو شعر سنانے کی جگہ بنایا۔

اور روتے ہوئے منہ کے بل گرے اور قبر کو بوسہ دینے اور اپنے چہرہ پر خاک ملنے لگے۔ اس پر سارا مجمع اس قدر رویا کہ ان کے لباس تر ہو گئے اور گریہ وبکا کی آواز سے شور برپا ہو گیا۔ اللہ عبد الصمد اور اس شہر والوں کو جزائے خیر دے۔

محمد ابن سعد

نام ونسب اور کنیت محمد نام کنیت ابو عبد اللہ، لقب امیر ہے سلسلۂ نسب یہ ہے

محمد ابن سعد ابن محمد ابن احمد ابن مرذنیش جذامی اور بعضوں نے کہا ہے کہ قبیلۂ تجیب میں پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہنچے۔

اولیت ابن سعد کی اولیت مشہور ہے بیرون شہر افراغہ طاغیہ ابن رومیر کو ان کے باپ نے بڑی شکست دی تھی جس سے وہ بہت مشہور ہوگئے اور خاندان کی عزت بہت بڑھ گئی۔

بعض نے کہا ہے کہ محمد کے باپ سعد افراغہ اور اس کے مضافات کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے اور وہاں کا انتظام کرتے تھے۔ ابن ردمیر ان کے مقابلہ میں آیا۔ وہاں اس کی مدافعت میں ان کی لیاقت کی اور حصار کے اندر ان کے صبر و استقلال کی بڑی شہرت ہوئی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ابن ردمیر کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے شکست دلائی۔

سعد نے اس کے بعد خود بہری ظاہر کی اس کی مشکلات پر غالب آگئے اور ان کی شہرت بہت بڑھ گئی۔ ان کے بیٹے محمد رئیس ہوئے اور سعد بیٹے کی الفت میں جاں بحق ہوئے۔

ابن سعد اور ابن عیاض کے درمیان جو مرسیہ کا امیر بن گیا تھا صہری قرابت تھی اور اسی تعلق سے ابن سعد نے اس کو بلنسیہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔ ابن عیاض کے انتقال کے بعد ابن سعد بلنسیہ روانہ ہوئے اثناء راہ میں خبر ملی کہ دشمن نے حصن حلال میں معاہدہ توڑ کر فساد کر دیا ہے۔ وہ حصن حلال کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کو فتح کر کے واپسی میں بلنسیہ پر قابض ہوئے۔ اس سے ان کی ناموری اور زیادہ ترقی کر گئی اور اسی کے بعد مرسیہ نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان کی رفعت و عظمت مستقل ہوگئی۔

حال ابن حمامہ نے لکھا ہے کہ ابن سعد کم سنی ہی میں اپنی شجاعت و شرافت اور باپ کی شہرت کی وجہ سے معزز ہوگئے تھے۔ اسی وجہ سے اکیس برس کی عمر میں ان کو قیادت (سپہ سالاری) کی طرف میلان ہوا اور پھر اپنی حیرت انگیز شجاعت و شہامت سے ترقی کر کے ایک پائدار حکومت اور شاندار سلطنت قائم کر لی۔ وہ بلند مرتبہ اور عظیم الشان شخص ہوگئے

اور ان کا ذکر ہر قوم میں پھیل گیا۔

ایک دوسرے مورخ نے لکھا ہے کہ وہ دوربیں، قوی بازو، پختہ رائے اور مضبوط عزم والے تھے۔ معافی کا نام نہیں جانتے تھے انتقام لینا پسند کرتے تھے اور ان کی سزا خوفناک ہوتی تھی۔

مختصر نور المریدین میں لکھا ہے کہ وہ جسم میں طاقتور اور عظمت میں ذی اقتدار و با اختیار تھے اور شہسواری شجاعت شہامت اور ریاست سے متصف تھے۔

بیکاری و خراجی

اسی مصنف نے لکھا ہے کہ وہ ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور جمعرات کو مصاحبوں کے ساتھ شراب پیتے تھے اور سرداران فوج اور ملازمین خاص اور فوجی سپاہیوں کو انعام بانٹتے تھے عید و نکی تقریب میں گائیں ذبح کرتے اور گوشت فوجیوں میں تقسیم کرتے تھے اور دریا میں بہتیرے کھیل تماشے کراتے رہتے تھے جس سے اہل فوج کے دلوں پر ان کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اور وہ لوگ ان کے نہایت خیر خواہ ہو گئے تھے۔ ان تفریحی مجالس میں وہ کبھی کبھی مال بھی دے دیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن ابن سعد نے ابن ازرق اپنے ایک فوجی سردار کو مدعو کیا اور اپنے بعض قرابتمندوں کو ساتھ لے کر سردار مذکور کیساتھ ایک مجلس میں بیٹھ کر جس کو رنگین اور پرتکلف کپڑوں اور چاندی کے ظروف وغیرہ سے آراستہ کر رکھا تھا خوب شراب پی اور تمام دن کھیل تماشہ اور شراب خواری میں گزار دیا اور اس طرح دن تمام کرنے کے بعد آخر میں سارے ظروف اور جو کچھ اس مجلس میں کپڑے وغیرہ کی قسم سے تھا سب ان لوگوں کو دے دیا۔

مکروہ و قابل نفرت حرکات

کہتے ہیں کہ وہ بیہودہ مشاغل میں لپٹا رہتا تھا اس نے بہت سی لونڈیاں جمع کر رکھی تھیں اور ان میں سے متعدد کو بیک وقت ایک چادر کے اندر اپنے ساتھ سلاتا تھا اور گانے بجانے اور ناچ کا بڑا شوقین تھا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک نوجوان تھا جس کا نام حسن تھا، اس کی گردن بہت گداز اور پیٹھ بہت فربہ اور چوڑی تھی جس وقت شراب پیتا اس نوجوان کو گودتا تھا اور اس کے بعد بہت انعام دیتا تھا۔ اس کا کاتب جس کا لقب سلامی تھا اور جو شراب پینے کے وقت ہمیشہ اس کے پاس حاضر رہتا اور شراب پلاتا تھا اسی کے متعلق کہتا ہے۔

ادر کئوس للمدام والرز	جام شراب اور رز (گودنے) کا دور چلا کہ
فقد ظفرنا بدولة العز	ہم نے عزت کی دولت پالی ہے
ونعم الكف من قفا حسن	اور ہاتھ کو حسن کی پیٹھ سے نرم کر
فانها في لينة الخز	کہ اس کی پیٹھ ریشم جیسی نرم ہے
وصاحب ان طلبت اخدعه	اور وہ ایسا شخص ہے کہ اگر تم اس کی رگ گردن
فلم يكن جيد له بمعتز	مانگو تو اس کی گردن کچھ خودداری نہیں کرے گی
قد انحنى على اخدعي فاطربني	وہ میری رگ گردن پر جھک پڑا اور مجھ میں طرب پیدا کر کے
وهز عطفي ايما هز	میرے پہلو کو متحرک کر دیا۔

سلامی نے جس وقت یہ اشعار ابن سعد کو سنائے اس نے سلامی کو بہت انعام دیا۔ یہ اشعار مشرق تک مشہور ہو گئے اور لوگوں نے اس کو ظرافت بنا لیا۔

ابن سعد نے لباس پوشاک ہتھیار اور لگام و زین وغیرہ میں عیسائیوں کی وضع و ہیئت اختیار کر لی تھی ان کی زبان کا اس کو بہت شوق ہو گیا تھا۔ اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ عیسائیوں کی حمایت میں داخل ہونے ان کے ساتھ موافقت کرنے اور ان کے رؤسا سے مدد لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے ابتدا ہی میں حاکم برجلونہ کے ساتھ ایک مقررہ خراج پر اور حاکم قشتالہ سے دوسری معینہ رقم پر صلح کر لی تھی اور ان لوگوں کو پچاس ہزار مثقال سالانہ ادا کرتا تھا۔ اس نے اپنی عیسائی فوج کے لئے معلومہ مکانات بنوائے اور شراب خانے قائم کئے اور جن لوگوں سے مدد لیتا تھا ان کو وظیفہ دینے کے لئے رعیت پر ظلم کرتا۔

اس کے شہروں میں ٹیکس بہت زیادہ اور گراں بار ہو گئے تھے۔ اس نے بعض کھانے کی چیزوں کی دو کانیں کھولیں جو فروخت سے بہت نفع حاصل کرتی تھیں اور آمدنی خاص اس کی ہوتی تھی۔ اور بکری، گائے اور بیلوں پر نئے نئے ٹیکس لگائے۔

خوشی کی تقریبات اور تفریحات کے ٹیکس کے حالات بھی عجیب ہیں۔ بعض مورخین نے ایک معتبر شخص کی روایت سے بیان کیا ہے کہ خود راوی شہر جیان میں وزیر ابو جعفر وقشی کے ساتھ تھا۔ وزیر موصوف کے پاس مرسیہ کا ایک شخص جس کو وزیر پہچانتا تھا آیا وزیر نے اس سے ابن مردنیش کا حال اور اس کے عادات و اطوار کی نسبت دریافت کیا شخص مذکور نے کہا کہ ہم نے ابن مردنیش کے کارپردازوں کا جو ظلم و ستم اپنی آنکھ سے دیکھا وہ یہ ہے کہ شاطبہ کے ایک شخص کے پاس جس کا نام محمد ابن عبدالرحمن تھا شاطبہ کے سامنے ایک مختصر سی جائداد تھی جس پر وہ زندگی بسر کرتا تھا اس زمین کا ٹیکس اس کی آمدنی سے زیادہ تھا محمد ابن عبدالرحمن اس کا ٹیکس ادا کرتے کرتے فقیر ہو گیا اور بھاگ کر مرسیہ چلا گیا ابن مردنیش نے حکم دے رکھا تھا کہ رعیت میں سے جو شخص بھاگ کر دشمن کے پاس چلا جائے اس کا مال ضبط کر کے خزانہ میں داخل کر دیا جائے شاطبی شخص نے کہا کہ ہم وطن سے بھاگ کر مرسیہ گئے اور وہاں لوگوں کی عمارتوں میں مزدوری کرنے لگے اور اس ذریعہ سے میرے پاس دو مثقال سعدی جمع ہو گئے ایک دن ہم بازار میں گھوم رہے تھے کہ میرے وطن شاطبہ کے کچھ لوگ مل گئے ہم نے ان لوگوں سے اپنے اہل و عیال کا حال دریافت کیا اور یہ سن کر کہ وہ سب آرام سے ہیں ہم کو بڑی خوشی ہوئی پھر ہم نے اپنی جائداد کا حال دریافت کیا اور ان لوگوں نے بتلایا کہ وہ ہمارے لڑکوں کے قبضہ میں ہے۔ ہم نے وہ رات ان لوگوں کو اپنے یہاں ٹھہرالیا گوشت اور شراب خرید لائے اور رات بھر گاتے بجاتے رہے صبح ہوتے ہی زور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی ہم نے پوچھا کہ تم کون شخص ہو آنے والے نے جواب دیا کہ ہم لہو لعب کے ٹھیکہ دار ہیں اور

یہ ٹھیکہ پورا میرے ہاتھ میں ہے رات تمہارے ہاں تمام شب ڈھول بجتا رہا ہے اس تقریب کا ٹیکس ادا کرو ہم نے کہا کہ واللہ ہمارے ہاں کوئی تقریب نہیں تھی اس پر ہم پکڑ کر قید کر دیئے گئے اور آخر کار غروری سے جو مثقال جمع کئے تھے اس میں سے ایک مثقال دے کر قید سے چھوٹ کر گھر آئے۔ گھر پہنچکر خبر ملی کہ ابھی شاطبہ سے فلاں شخص آیا ہے ہم اپنے گھر والوں اور قرابتمندوں کا حال دریافت کرنے اس کے پاس گئے اور جو حالت ہم پر گذری تھی اس سے بیان کی ہماری حالت سن کر وہ رو دیا اور تمام رات ہم دونوں روتے رہے صبح ہوتے ہی کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا باہر نکلے تو ایک شخص کو دیکھا جس نے کہا کہ ہم مہتمم میراث ہیں ہم کو معلوم ہوا ہے کہ رات تمہارا کوئی امیر قرابتمند مر گیا ہے جس پر رات بھر تم لوگ روتے رہے ہو اور اس کا سارا ترکہ تم نے رکھ لیا ہے ہم نے کہا کہ جناب! ہم کسی دوسرے پر نہیں بلکہ خود اپنے حال پر رو رہے تھے لیکن اس نے ہماری تکذیب کی اور ہم کو قید خانہ بھیج دیا اور دو مثقال اس کو دیکر گھر واپس آئے۔

گھر آکر ایک عورت سے جو کپڑے دھوتی تھی ہم نے اس سے اپنے بدن کے کپڑے دھو دینے کو کہا اور کپڑے اتار کر اس کے حوالہ کئے عورت نے پہننے کیلئے ہم کو ایک زنار (لنگی) دیا ہم اسی حال میں تھے کہ ابن مردنیش کا سپہ سالار ادھر سے گزرا۔ باشندگان جیل میں سے ساٹھ آدمی زنار پہنے ہوئے اس کے ساتھ جا رہے تھے۔ اس نے ہم کو بھی ان کی شکل میں دیکھ کر بیگار میں پکڑ لیا اور دس دن تک حصن مشقوط میں کام کرنے کا حکم دیا ہم دس دن تک زمین کوڑتے اور کام کرتے رہے اور رو رو کر سپہ سالار مذکور سے اپنی مصیبت کی داستان بیان کیا کئے یہاں تک کہ اس نے مہربان ہو کر ہم کو چھوڑ دیا۔

ہم مرسیہ جانے کے ارادہ سے واپس آرہے تھے کہ شہر کے دروازہ پر میرا نام دریافت کیا گیا اور ہم نے محمد ابن عبدالرحمن نام بتلایا اس پر پولیس والوں نے ہم کو پکڑ لیا اور ہم پر بوجھ لاد دیا گیا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اسی کی جماعت

سے ہے (من ارباب الحالی بکذا و کذا دینار اً) یہ سن کر ہم نے کہا کہ واللہ ہم شاطبہ کے رہنے والے ہیں صرف میرا نام اس کے نام کے موافق ہوگیا ہے اور جو کچھ ہم پر گزری تھی ہم نے اس سے بیان کیا وہ ہم پر مہربان ہوگیا اور میرے حالات پر ہنسنے لگا اور ہم کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور ہم سید سے یہاں چلے آئے۔

اس زمانہ کے بعض حوادث اور اس کی مختصر تاریخ

بلاد شرقی یعنی مرسیہ، بلنسیہ، شاطبہ اور دانیہ پر ابن سعد نے قبضہ کرلیا۔ پھر ان کی حکومت کا دائرہ زیادہ وسیع ہوا وہ جیان، بسطہ اور وادی آش پر قابض ہو گئے قسر مونہ بھی ان کے قبضہ میں آگیا اور انھوں نے قرطبہ اور اشبیلیہ سے جنگ چھیڑی، اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب وہ سارے اندلس پر قابض ہو جائیں گے۔

ابن سعد نے اپنے صہر ابن ہمشک کو جیان کا والی بنایا اور وہ جیان میں رہ کر قرطبہ کو تنگ کرنے لگا اور استجہ پر غالب آگیا۔ وہ ۵۵۷ھ میں غرناطہ میں داخل ہوا اور یوسف ابن بلال پر جو ان کے اصہارین سے تھا حصن بلطرش اور اس کے قرب وجوار میں حملہ کر دیا۔

پھر ابن سعد اور ان کے صہر کے تعلقات خراب ہوگئے اور ابن سعد کے زوال کا یہی سبب ہوا۔

ابن سعد کے عہد میں دشمن نے ۵۴۳ھ میں شہر طرطوشہ پر قبضہ کرلیا اور حصن اخلیج اور حصن شرانیہ پر بھی قابض ہو گیا۔

ابن سعد کا غرناطہ جانا

ابن ہمشک جس وقت غرناطہ میں داخل ہوا قلعۂ غرناطہ اس کے مقابلہ میں بند ہو گیا اور ابن ہمشک نے اس فوج کو جو غرناطہ کے محصور موحدین کی مدد کو آئی تھی مرج الرقاد میں شکست دی۔ اس اثنا میں موحدین کی حالت سنبھل گئی۔ سید ابو یعقوب ان کی مدد پر آمادہ ہوئے اور سمندر عبور کرکے مالقہ میں سید ابو سعید کیبانہ آملے۔ اس وقت ابن ہمشک نے اپنے صہر اسعد ابو عبداللہ محمد ابن سعد

سے مدد طلب کی۔ ابن سعد اہل شرق اور عیسائیوں کی ایک بڑی فوج ساتھ لے کر خود غرناطہ پہنچے۔ وہاں ان کی فرودگاہ (کیمپ) ربوۂ سامیہ متصل ربض بیازین میں جو آج تک کدیۂ مردنش کے نام سے مشہور رہے بے اطمینانی پھیل گئی اور ابن سعد وہاں سے جیان چلے گئے۔ وہ جیان سے بھی شکست اٹھا کر بھاگے اور نصف ۵۶۰ھ سے برابر ان کو شکست ہوتی رہی اور پھر کبھی فتح نصیب نہیں ہوئی۔

وفات موحدین ابن سعد پر غالب آگئے ان کے مقبوضات کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکال لیا اور ان کو فاش شکستیں دیتے رہے بالآخر وہ شہر مرسیہ میں محصور ہو گئے اور اثناء حصار میں دسویں رجب ۵۶۱ھ کو اڑتالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

ابو القمر ہلال نے ابن سعد کے برعکس موحدین کی اطاعت قبول کر لی اور برابر ان کا وفادار اور فرماں بردار رہا جیساکہ اپنے موقع پر بیان کیا جائیگا۔

محمد ابن یوسف

نام، نسب، کنیت اور لقب محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، شاہی لقب متوکل علی اللہ تھا ابن ہود کے نام سے مشہور تھے سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن یوسف ابن ہود جذامی اندلس کے امیر المسلمین تھے۔

اوّلیت محمد ابن یوسف، مستعین ابن ہود کی اولاد سے تھے۔ اس خاندان کی اوّلیت و حکومت مشہور و معروف ہے اور ان کے امرا نام آ رہیں۔

محمد ابن یوسف نویں ماہ رجب ۶۲۵ھ کو مرسیہ سے نکل کر اطراف کے شہروں میں گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ محض تھوڑی سی فوج تھی۔ لوگ اس کو محسوس کر رہے تھے اور ایک شخص کے ظہور کے منتظر تھے

جس کا نام وہی ہوگا جو ان کا نام ہے اور اس کے باپ کا نام وہ ہوگا جو ان کے باپ کا نام ہے اور اس کی امارت وسلطنت کی پیشین گوئی کرتے اور اسی وجہ سے یہ موحدین کے زمانہ میں کئی دفعہ مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ کسی پیشین گوئی کرنے والے نے موحدین سے کہدیا تھا کہ فوجی طبقہ کا ایک شخص جس کا نام محمد ابن یوسف ہوگا تمھارے مقابلہ میں خروج کرے گا اور اسی بنا پر موحدین نے جیان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک پیشین گوئی کرنے والا ابن ہود سے ملا اور ان کو غور سے دیکھ کر کہا کہ تم اندلس کے سلطان ہو اپنی جان کی حفاظت کرو اور ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ مقدم قشتی تمھاری حکومت قائم کرنے والا ہے اس کے پاس چلے جاؤ کہ تمھاری سلطنت قائم کرے۔

قشتی ایک شخص تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا دلیر لوگوں کا ایک گروہ جو کھلے صحرا کے درندے تھے اس کے ساتھ تھا اور ان لوگوں کی حالت شہرت بگڑ گئی تھی۔ ابن ہود مقدم کے پاس گئے اور اس پر یہ تجویز پیش کی۔ مقدم نے منظور کر لیا اور کہا کہ ہم آپ کے اقبال پر اعتماد کر کے آپ کے نام سے ابھی دشمن کے ملک پر حملہ کرتے ہیں چنانچہ حملہ کر دیا اور بہت سی بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے۔ اب اس قسم کے مختلف گروہ ابن ہود کے ساتھ ہو گئے اور جیساکہ بیان کیا گیا ہے مضافات مرسیہ کی پہاڑیوں میں ابن ہود کی بیعت کی۔

سید ابو العباس نے مرسیہ کی فوج سے ابن ہود پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر نکال دیا لیکن ان کے ساتھ والے پھر ان کے پاس جمع ہو گئے اور اب انھوں نے عوام میں عباسیوں کے لئے تحریک شروع کی مختلف اقسام کے لوگوں کی ایک بھیڑ ان کے ساتھ ہو گئی اور بغداد کے خلیفہ مستنصر باللہ نے ان کے پاس سند و فرمان بھیجا اس تحریک میں بہت لوگ شریک ہو گئے اور اس کو شہرت ہو گئی۔ ابن ہود بڑے بڑے شہروں پر قابض ہو گئے اور فوجیں طیار کر کے دشمنوں کو مغلوب کر لیا۔

ابن ہود نے قشتی کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا انھوں نے قشتی کو

اشبیلیہ کے بیڑہ کا حکمراں بنایا پھر سبتہ کے بیڑے کے ساتھ سبتہ کی امارت اور
لوازم امارت بھی اس کو سپرد کی لیکن بعد میں اہل سبتہ نے فتنہ سے بغاوت کر کے
اس کو معزول کر دیا اور وہ بھاگ کر سمندر میں چلا گیا اور مفقود الخبر ہو گیا یہاں تک کہ
معلوم ہوا کہ وہ مغربی اندلس کے سمندر میں قید ہے ایک عرصہ تک وہ
اسی حالت میں رہا پھر بڑھاپے میں قید سے چھوٹا اور رباط اسف میں مر گیا۔

حال

ابن ہود بہادر، مستقل مزاج، کریم، سخی، باوفا، متوکل،
نیک دل اور بے پرواشخص تھے اور اسی وجہ سے ان کے
حکام صدر مقامات میں مثلاً ابوعبد اللہ رمیمی مریہ میں اور ابوعبد اللہ ابن
رتون مالقہ میں اور ابو یحییٰ عتبہ ابن یحییٰ جد والی غرناطہ میں ان پر غالب آ گئے
تھے۔ وہ لوگوں کو اپنا مطیع نہیں بنا سکتے تھے مزاج میں طیش غالب تھا کاموں
میں جلد بازی کر بیٹھتے تھے اور بغیر طیاری کے مقابلہ پر آمادہ ہو جاتے تھے
اور اس لئے نہ کوئی فوج طیار کی اور نہ کبھی عقل و تدبیر سے کام لیا۔

اس عہد کے بعض واقعات

ابن ہود کو متعدد شکستیں ہوئیں۔ دو دفعہ سلطان الغالب باللہ
کے مقابلہ میں، ایک مرتبہ بیرون اشبیلیہ میں اور اس دفعہ
ابن ہود نے سمندر میں بھاگ کر جان بچائی۔ دوسری مرتبہ
غالب باللہ نے بمقام اسرہ مضافات غرناطہ میں شکست دی۔ کہتے ہیں کہ
یہ سب شکستیں ۶۲۴ھ میں اور اس کے قریب قریب واقع ہوئیں۔

۶۲۵ھ میں ابن ہود اور المامون ادریس امیر الموحدین کے درمیان
اشبیلیہ میں مقابلہ ہوا۔ المامون نے ابن ہود کو بری طرح شکست دی اور ان کی فرودگاہ پر
قابض ہو گئے اور ابن ہود نے المامون سے بچنے کے لئے مرسیہ میں پناہ لی۔

پھر مراکش میں فساد ہو گیا اس وجہ سے المامون نے اس معرکہ سے
ہاتھ اٹھا لیا اور متردد ہو کر فتنۂ مراکش کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابن ہود کی
حالت سنبھل گئی اور مریہ پھر غرناطہ اور اس کے بعد مالقہ نے ان کی اطاعت
قبول کر لی۔

۶۲۷ھ میں ابن ہود اپنی شہامت کی بدولت بڑی بڑی فوجیں ساتھ لیکر

شہر مارِدہ کی مدد کو گئے جس کے ساتھ دشمن نے جنگ چھیڑ رکھی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بیرون مارِدہ طاغیہ سے مقابلہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ ابن ہود نے کچھ غور و فکر نہیں کیا اور بذاتِ خود دشمن پر حملہ کر کے اس کے خیموں میں گھس گئے اور جب اپنی فوج کے پچھلے حصہ کی طرف واپس آئے تو یہ دیکھا کہ ان کے غائب ہو جانے کی وجہ سے ان کی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے ہیں اور وہ بھاگ رہے ہیں۔ الغرض ان کو فاش شکست ہوئی اور دشمن اس کے بعد مارِدہ پر قابض ہو گیا۔

ابن ہود کو متعدد معرکوں میں فتوح بھی ہوئے۔ ۶۲۹ھ میں وہ اشبیلیہ پر قابض ہوئے اور اپنے بھائی ابو نجات سالم کو جس کا لقب عماد الدولہ تھا وہاں کا والی مقرر کیا۔

۶۳۱ھ میں قرطبہ نے ان کی اطاعت کر لی اور ان کی طاقت کو استحکام ہو گیا۔ عـــہ ۶۲۵ھ میں وہ غرناطہ اور مالقہ پر قابض ہوئے اور دوسرے شہر بھی مطیع ہو گئے۔

ماہ شوال کے عشرۂ اول میں رئیس ابو سلطان ابن ابی الحجاج ابن سعد کے دونوں بیٹے رئیس ابو زکریا اور رئیس ابو عبد اللہ امیر ابو جمیل کی اطاعت چھوڑ کر ابن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جو کچھ ان دونوں کے قبضہ میں تھا اس کے لئے ابن ہود کی بیعت کی۔

نویں شعبان ۶۲۶ھ روز جمعہ کو ابن ہود نے جنگ کر کے جزیرۂ خضراء پر قبضہ کیا۔

ماہ شوال کے دوسرے عشرہ میں رات کے وقت خبر ملی کہ دشمن نے شہر وادی آش کا رخ کیا ہے وہ اسی وقت راتوں رات بسواری اسپ چل کر دن کو جا پہنچے اور پھر اسی میل چل کر دشمن کو جا گھیرا اور اس کے ایک ایک شخص کو قتل کر دیا کہ ان میں سے ایک متنفس بھی نہیں بچا۔

عـــہ واقعات سنین کی ترتیب غیر مرتب ہے۔ مترجم

برادران

ابن ہود کے ایک بھائی رئیس ابو نجات سالم تھے ان کا لقب عماد الدولہ تھا۔ دوسرے ابو الحسن عضد الدولہ تھے۔ ان کو ایک جنگ میں دشمن نے گرفتار کر لیا تھا اور فدیہ میں مال کثیر ادا کرنا پڑا تھا۔ تیسرے ابو اسحٰق شرف الدولہ تھے۔ ان سب کی طرف سے من امیر فلاں (از جانب امیر فلاں) لکھا جاتا تھا۔

اولاد

بیٹے کا نام ابو بکر اور لقب واثق باللہ تھا۔ ابن ہود نے ان کے لئے اہل اندلس سے بیعت لی اور اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ ابن ہود کے بعد وہ والی اور مرسیہ کے مستقل حاکم ہوئے اور تھوڑے ہی دن بعد مر گئے۔

غرناطہ جانا

ابن ہود کئی دفعہ غرناطہ آئے۔ ایک دفعہ ۶۳۱ھ میں جب بغداد کے خلیفۂ عباسی کی طرف سے ان کے پاس علم اور فرمان تقرر آیا تھا خلیفہ کا فرمان انھوں نے عید گاہ غرناطہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کو سنایا اس وقت وہ سیاہ لباس میں تھے اور ان کے سامنے سیاہ علم نصب تھا۔ یہ دن نماز استسقا کے لئے مقرر کیا گیا تھا ابھی وہ فرمان مذکور تمام نہیں کرنے پائے تھے کہ آسمان سے بارش شروع ہو گئی اور یہ دن ایک زیارت اور کرامت کا دن بن گیا۔

عید گاہ سے واپس آنے کے بعد ابن ہود نے حکم دیا کہ فرمان مذکور میں جو القاب ان کے لئے درج ہیں تمام شہروں میں وہ القاب ان کی طرف سے لکھ کر بھیج دیئے جائیں۔

وفات

ابن ہود کی موت کے سبب میں اختلاف ہے۔ ایک سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی زوجہ سے عہد کیا تھا کہ اس کی زندگی میں اس کے ساتھ کسی دوسری عورت سے تعلق نہیں کریں گے جب وہ امیر ہو گئے تو ایک نہایت خوبصورت رومی عورت جو کسی رومی سردار کی لڑکی تھی قید ہو کر ان کے ہاتھ لگی اور ان کو بہت پسند آئی انھوں نے اس عورت کو اپنے نائب ابن رمیمی کے پاس چھپا کر رکھا۔ کہتے ہیں کہ

ابن رہیمی کو اس سے تعلق ہو گیا اور جب اس کا حمل ظاہر ہوا اس وقت ابن رہیمی راز فاش ہو جانے سے ڈرا اور ابن ہود کو ہلاک کر دینے کی سازش کی جب ابن ہود بیرون مریہ پہنچے اس وقت ابن رہیمی نے ان کو اس رومی عورت کے پاس جانے کی ترغیب دی اور رات کے وقت بے خبری میں اس طرح ہلاک کرا دیا کہ چار آدمیوں کو تعینات کر رکھا تھا جنھوں نے تکیوں سے گلا گھونٹ کر ان کو مار ڈالا۔ دوسرے دن یہ اعلان کر دیا کہ وہ دفعۃً مر گئے اور معتبر اشخاص کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ اصل حقیقت اللہ جانے۔

ابن ہود کی وفات چوبیسویں ماہ جمادی الآخری ۶۳۵ھ کو واقع ہوئی۔ ابن ہود کی ولایت کی نسبت عوام میں جو افواہ پھیلی ہوئی تھی ان کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

ھمسامر بہ زاد الزمان طلاقۃ	وہ (ابن ہود) ایک ایسا شخص ہیں جن سے زمانہ کی رونق بڑھ گئی
ولذت لنا فیہ الامانی موردا	اور ہماری امیدوں میں انکے ساتھ وابستہ ہو جانے سے لذت آگئی
فقل لبنی العباس ماھی دولۃ	بنی عباس سے کہدو کہ ان کی حکومت وہ نہیں ہے
اغار بھا الحق المبین وانجدا	جس سے حق مبین نے مدد لی اور اس کو مدد دی ہو
فان الذی قد جاء فی الکتب وصفہ	اس لئے کہ کتابوں میں جس شخص کا بیان اس دنیا کی
بتمھید ھذی الارض قد جاء فاھتدا	اصلاح کیلئے آیا ہے وہ آگیا اور اصلاح بھی ہو چکی۔
فان بشرتنا بابن ھود محمدا	کتابوں نے ہم کو ابن ہود محمد کی بشارت دی تھی اور اللہ نے
فقد اظھر اللہ ابن ھود محمدا	ابن ہود محمد کو ظاہر کر دیا۔

محمد ابن احمد

نام ونسب وکنیت اور وطن	محمد نام کنیت ابو بکر تھی غرناطہ کے رہنے والے تھے اور وادی آش میں سکونت اختیار کر لی تھی سلسلۂ نسب

یہ ہے۔ محمد ابن احمد ابن زید ابن الحسن ابن ایوب ابن حامد ابن زید ابن منخل غافقی۔

اوّلیت یہ خاندان اصل میں اشبیلیہ کا ہے۔ رازی نے استیعاب میں اس خاندان کے ذکر میں لکھا ہے کہ زید غافقی کا خاندان اشبیلیہ میں آباد ہے۔ وہاں ان کی بڑی جماعت ہے اور سب شہسوار ہیں اور زمانہ قدیم سے معزز چلے آتے ہیں۔ پہلے یہ لوگ اربونہ میں ملازمت کرتے رہے پھر وہاں سے منتقل ہو کر طلیطلہ، وہاں سے قرطبہ اور قرطبہ سے غرناطہ آئے ملاحی نے اپنی کتاب میں حسن ابن ایوب ابن حامد ابن ایوب ابن زید کا ذکر کیا ہے اور ان کو غرناطہ کے اہل شوریٰ اور قاضی جماعت میں شمار کیا ہے۔ احمد ابن زید ابن الحسن (صاحب ترجمہ کے والد) اس دن مارے گئے جس روز بنی خالد نے سلطان ابو عبد اللہ الغالب باللہ ابن نصر کے لئے سلطنت کی تحریک شروع کی۔ وہ متوکل علی اللہ ابن ہود کی طرف سے غرناطہ کے عامل تھے اور دین، مال اور فضل کے جامع تھے۔

حال وشہرت محمد ابن احمد اندلس کے ایک ممتاز اور بلند مرتبہ رئیس تھے وہ پیدائشی پاک دامن، پرہیزگار، لہو ولعب سے محترز اور پاک باز تھے ان کی وجہ معاش حلال وطیب تھی اور وہ شریف النسب اور عالی خاندان تھے۔ اپنے شہر میں وزارت پر مامور ہوئے پھر شہر کے سواروں کے مقدم بنائے گئے اور اپنی جرأت سے سواروں سے مشکل مشکل کام لئے اور دشمن کے لئے کوئی موقع باقی نہیں چھوڑا وہ ایک مشہور اور نامور شخص ہو گئے اور اللہ کی راہ میں مستعد رہے۔ ساتھ ہی ایمان کی قوت معاملہ کی درستی اور حسن ہیئت سے متصف تھے تاریخ اشعار اور امثال جاہلیت سے وسیع واقفیت رکھتے تھے قواعد دین کے مضبوطی سے پابند تھے طہارت کے اہتمام میں غلو رکھتے تھے اور خبایث سے کنارے رہتے تھے جد کو اختیار کرتے اور جہاد کے قعر میں گود پڑتے تھے۔

اساتذہ محمد ابن احمد نے غرناطہ میں شیخ الجماعہ ابو عبد اللہ فخار سے

پڑھا۔ اور اپنے شہر میں استاذ ابو عبد اللہ طرسوتی سے پڑھا اور اصلی نفع ان ہی سے حاصل کیا تھا۔

وہ بلند آواز تھے۔ مزاج میں تغافل شعاری و بے پروائی تھی اور مجلسوں میں ان کی ہیبت کم طاری ہوتی تھی۔

جب سلطان ابو عبد اللہ کو شکست ہوگئی تو وہ اپنی سلطنت سے بھاگ کر وادیٔ آش چلے گئے وہاں محمد ابن احمد ان کی مدد پر آمادہ ہوئے شہر میں ان کی حکومت قایم رکھی ان کے کام میں مداہنت چھوڑ دی، اور ان کے دشمن کی باتوں میں نہیں آئے۔ یہاں تک کہ سلطان وادیٔ آش سے نکل کر عدوہ روانہ ہوئے۔ اس وقت سلطان کے لئے راہ کی امان صرف ان کی ذات سے تھی اور جب تک سلطان اپنی جائے پناہ میں نہ پہنچ گئے وہ ان کے لئے اپنی جان فدا کرنے پر مستعد رہے۔ پھر انھوں نے سلطان کے مامن کو اس حالت میں چھوڑا۔

زوال اور وفات سلطان نے محمد ابن احمد کو خانگی امور کے لئے مخصوص کر لیا وہ ان سے بہت خوش رہتے تھے اور راز دار بنا کر اپنی ذات کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا۔

پھر ان کی شہامت وریاست کی وجہ سے ناراض ہوگئے اور ان کو اور ان کے بیٹے کو جو اپنے وقت کا ایک منتخب شخص اور اپنے ابناء جنس کا مایۂ ناز تھا گرفتار کر کے دونوں کو مجرموں کے تہ خانہ میں قید کر دیا اور بے خبری میں قتل کرا دینا چاہا۔

پھر دونوں کو بہت سے دوسرے معززین کے ساتھ جو اسی قسم کے جرم میں ماخوذ تھے نصف ماہ محرم ۷۶۲ھ میں شہر منکب میں منتقل کر دیا اور ماہ ربیع الاول کے عشرۂ اول میں سب کو پابزنجیر دریا کی راہ سے بجایہ بھیج دیا۔

بجایہ پہنچ کر یہ لوگ عزت و آرام سے رہے اور وہاں سے براہ دریا ٹونس روانہ ہوئے تھے کہ تاگرونا کے قرب و جوار میں دشمن کے بیڑے نے ان لوگوں کو آگھیرا۔ بیڑے اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اس معرکہ میں محمد ابن احمد نے

شرافت اور جوانمردی کے بڑے جوہر دکھائے۔ مخبر کا بیان ہے کہ اس نے محمد ابن احمد کو اس حال میں دیکھا کہ وہ تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں پر وار کر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ یا اللہ ہمارے لئے اس کو شہادت بنا دے۔ دشمن ان مسلمانوں پر جو ان کے ساتھ تھے اور ان میں ان کے بیٹے بھی تھے غالب آگیا اور سب کو شہر عناب میں لے جا کر قتل کر دیا۔

محمد ابن احمد کے ایک بیٹے اضحیٰ کی طرف چلے گئے تھے جو اس عہد میں سکون اور فضل دین اور حیا وغیرہ شریفانہ عادات کے ساتھ واپس آئے ہیں غرض اس طرح شب جمعہ آٹھویں رجب ۷۶۲ھ کو محمد ابن احمد کو شہادت کا درجہ حاصل ہوا اللہ ان کو اس سے تشفع کرے۔

شعر	قاضی جماعہ ابو الحسن ابن الحسن نے ہم کو ان کے حسب ذیل اشعار سنائے:-

یا ایہا المرتجی الطاف خالقہ وفضلہ فی صلاح الحال والمآل	اے وہ جو اپنی موجودہ حالت اور مآل کار کی بہتری میں اپنے خالق کے الطاف وفضل کی امید رکھتا ہے
ان کنت توقن حقا لطف خالقنا فاشمخ بانفك عن قیل وعن قال	اگر تو حقیقت میں ہمارے خالق کے لطف پر یقین رکھتا ہے تو قیل وقال سے اپنی شان کو بلند رکھ۔
فان للہ لطفا عز خالقنا عن ان یقاس بتشبیہ وتمثال	بلاشبہ لطف اللہ کی صفت ہے لیکن ہمارا خالق اس سے برتر ہے کہ تشبیہ وتمثال سے اس کا قیاس کیا جا سکے
وکل امر وان اعیاك ظاھرہ فالصنع فی ذاك لایجری علی بال	ہر وہ امر جس کی ظاہری حالت تم کو پریشان کر رہی ہے اس میں بھی اللہ کا احسان ہے جو دل پر نہیں گزرتا۔

محمد ابن احمد

نام نسب وطن اور کنیت	محمد نام ابو عبد اللہ کنیت اور ابن محروق کے نام سے مشہور تھے سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن احمد ابن احمد اشعری غرناطہ

کے رہنے والے تھے۔ محل سلطانی کے وکیل اور آخر عمر میں وزیر ہو گئے تھے۔

حال اور اوّلیت

ابن محروقؒ ایک پاک دامن اور پرہیز گار شخص تھے نیکی کیطرف میلان اور صالحین سے محبت رکھتے تھے حرام کی طرف نظر نہیں اٹھاتے تھے خوں ریزی سے بچتے خصوصیت کے ساتھ سچے اور قابل اعتبار تھے شروط (وثایق) کی کتابت کرتے تھے اور غرناطہ کے راست گفتار قابل اعتبار لوگوں میں سب پر فائق تھے خط پاکیزہ تھا اور طلب علم خصوصاً فرائض میں مشارکت رکھتے تھے۔ ادب میں اچھی دستگاہ تھی۔ امرائی مدح سرائی کر کے کتابت کے درجہ تک ترقی کر گئے تھے۔

عروج

جس وقت وزیر ابن حکیم پر عتاب ہوا اور اس کا مال واثاثہ ضبط ہو کر محل سلطانی میں لایا گیا اسکی نگرانی وشمار وغیرہ پر ابن محروق متعین ہوئے اور ایسی ہوشیاری ومستعدی سے کام کیا کہ اسی ذریعہ سے وکالت کی خدمت پر ترقی کر گئے زمانہ نے موافقت کی اور ان کو بڑی وجاہت حاصل ہوئی وہ کثیر دولت اور وسیع قطعۂ زمین کے مالک ہو گئے اور اپنی دانشمندی اور آمدنی میں ہمیشہ اضافہ کرتے رہنے سے دنیا سمیٹ لی۔

دولت نصریہ کی چھٹی پشت میں شیخ الغزاۃ سالار طائفۂ عثمان ابن ابی العلا کی تدبیر سے وہ وزارت کے آسمان پر چڑھ گئے اور شیخ موصوف نے ان کو ایسے درجہ پر پہنچا دیا جہاں ان کے لئے دنیا کا سیلاب بہ رہا تھا۔

زوال وموت

لیکن اس محبوب حالت میں ان کے لئے تلخ کامی چھپی ہوئی تھی اور اللہ سُبحانہ نے اسی شیخ کے ہاتھوں ان کی مدت حیات کا تمام کرنا مقرر کر رکھا تھا۔ الغرض وہ ہر شے پر حاوی ہو گئے اور سلطان نے ان کو حاجب بنا لیا اور اس کے بعد ۷۲۶ھ میں ان کے اور ان کے سرپرست کے درمیان مشہور کشیدگی واقع ہو گئی۔

شیخ مذکور نے سلطان سے ان کی شکایت کی اور ان سب لوگوں کو جو ان کے دروازہ پر رہتے تھے نکلوا دیا اور وہ خود سلطان کے پاس جانے سے

روک دیئے گئے جس سے ان کے حالت میں ابتری پیدا ہو گئی پھر ان کو اس تدبیر سے ہلاک کرا دیا کہ رئیسۂ کبیرہ سلطان کی دادی کے گھر میں جہاں وہ رئیسۂ موصوفہ کے ساتھ معاملات میں گفتگو کر رہے تھے دو کم سن مملوک نوجوانوں نے جو ان کی اردلی میں رہتے تھے ان پر خنجر سے حملہ کیا۔ وہ گھر کے حوض میں کود پڑے اور یہ دونوں غلام ہر طرف سے ان پر خنجر چلاتے رہے یہاں تک کہ جان نکل گئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اساتذہ	ابن محروق نے استاذ ابو جعفر ابن زبیر سے پڑھا تھا اور استاذ موصوف کی فراست ان کے متعلق صحیح ثابت ہوئی

محمد ابن فتح

نام و نسب اور کنیت و عہدہ	محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن فتح ابن علی انصاری کنیت ابو بکر تھی اور قاضی جماعت تھے۔
حال	محمد ابن فتح تدبیر و حیلہ میں اور حق کے دلائل باطل کے نقائص اور شہادات کے علل سمجھنے میں تیز و طرار، صحت و قطعیت رائے

میں یکتا و ہر برآوردہ، حالات و واقعات میں صاحب بصیرت نیک چلن شیریں کلام پاکیزہ اطوار اور عالی مرتبہ شخص تھے۔

اشبیلیہ پر دشمن کے غالب آجانے کے وقت وہاں سے نکل گئے اور مالقہ و لسبطہ میں قاضی رہے پھر غرناطہ میں خادم ہوئے اور اس کے بعد سابق خدمت کے ساتھ شرطہ (پولیس) کی خدمت بھی ضم کر دیگئی۔ پھر قاضی مقرر کر دیئے گئے اور تیس برس تک ان کی ولایت قایم رہی۔

وفات	شب لبست و یکم ماہ ربیع الاول ۶۹ھ ہجری کو انتقال کیا۔

محمد ابن احمد

نام ونسب کنیت اور وطن	محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن احمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن زیات کلاعی کنیت ابو بکر تھی، ان کے والد جو شیخ ابو جعفر ابن زیات مشہور تھے بلّش کے رہنے والے تھے۔
حال	(ہماری تصنیف کتاب "عاید الصلہ" سے ماخوذ ہے) ابو بکر ابن زیات رحمہ اللہ عادات واخلاق اور ہیئت

کی خوشنمائی اور وقار میں اپنے والد کے مشابہ تھے لیکن وہ اپنے مرتبے کی حفاظت کرتے شانداری قایم رکھتے اور اپنے والد نیز خود اپنی ذاتی حیثیت سے اعزاز و اکرام کے خواہشمند رہتے تھے۔

مشایخ کی اولاد میں وہ عقل وفہم ادب وتہذیب اور عزت وحشمت میں یادگار زمانہ تھے۔ اسی کے ساتھ خط ایسا خوب ولاجواب تھا کہ نگاہ کو روک لیتا تھا۔ روایت عالی تھی اور فنون و قراءت وفقہ وعربیت و وادب و فرایض اور وثایق واحکام کی معرفت میں مشارکت رکھتے تھے۔

اپنے شہر میں قاضی مقرر ہوئے اور خطابت وامامت میں اپنے والد کی قایم مقامی کی اور اس رسم وعملدرآمد کو قایم رکھا۔ ان سے سفارت کا کام بھی لیا گیا اور انھوں نے اس کو اسی طرح انجام دیا جیسا ان کی قسم کے لوگ انجام دیتے رہے ہیں۔ وہ اپنے شہر میں پڑھاتے اور نفع پہنچاتے رہے۔

اساتذہ	استاذ خطیب ابو محمد ابن ابی السواد باہلی اور غرناطہ کے شیخ الجماعت استاذ ابو جعفر ابن زبیر سے پڑھا تھا۔ ان کے

علاوہ ان کے نانا جو ان کے باپ کے ماموں بھی تھے حکیم عارف ابو جعفر ابن الخطیب نیز خطیب زیاتی ابو الحسن فضل ابن فضیہ اور زبیر ابو عبداللہ ابن رشید ان کے مشاہیر اساتذہ میں سے ہیں۔

محمد ابن علی

نام ونسب کنیت اور عرف	محمد نام ابو عبداللہ کنیت، اور ابن الحاج عرف ہے سیلسلہ نسب یہ ہے محمد ابن علی ابن عبداللہ ابن محمد ابن الحاج۔ ان کے دادا اشبیلیہ کے رہنے والے تھے۔
حال	ابن الحاج اعمال ہندسیہ سے واقفیت رکھتے تھے اور قلعہ شکن ہلاکت آفریں آلۂ جنگ بنانا اور اس سے کام لینا خوب

جانتے تھے۔ ابو یوسف منصور ابن عبد الحق کے عہد میں منتقل ہو کر شہر فاس چلے گئے اور ابو یوسف کے لئے ایک بڑے طویل وعریض قطر کی چرخی بنائی جس کی محیط میں متعدد کوزے لگائے تھے اور اس کی حرکت نظر نہیں آتی تھی۔ یہ چرخی آج تک بلد جدید فاس کے محل شاہی میں منصوب ہے اور ان آثار میں سے ہے جن کے دیکھنے کو لوگ سفر کر کے جاتے ہیں۔

ابن الحاج نے سلا میں صنعت شروع کی تھی۔ اپنے باپ کی ہلاکت کے بعد شاہان بنی نصر کے دوسرے سلطان کے دربار میں چلے گئے وہ سلطان کی خدمت میں ایسے ذریعہ سے پہنچے کہ مقربین بارگاہ میں ہو گئے اور بیش قرار وظیفہ مقرر ہو گیا یہاں تک کہ سلطان موصوف کے بیٹے امیر المسلمین ابی الجیوش نصر کے وزیر ہو گئے اور لیاقت کے ساتھ اس کو سر انجام کیا۔

ابن الحاج سے لوگ اس وجہ سے ناراض ہو گئے کہ وہ رومیوں کے مقالات کو پسند کرتے تھے اور کھانے اور گفتگو اور اکثر احوال و ہیئت میں انھوں نے رومیوں کی مشابہت اختیار کر لی تھی اور اپنی نشست گاہ رومیوں کے امثال اور حکیمانہ اقوال سے آراستہ رکھتے تھے۔ اگرچہ وہ حیلہ وتدبیر اور غور وفکر میں ایک غیر معمولی شخص تھے دور رس اور گہری سمجھ رکھتے تھے اور گویا ہمیشہ کوڑے پر کھڑے اور انگاروں پر لوٹتے رہتے تھے لیکن بچپن میں رومیوں کے درمیان

رہنے سے ان کا رنگ ان پر اس قدر چڑھ گیا تھا اور ان کے قوائے عقلی میں جن کا نشو و نما رومیوں کے گھر میں ہوا تھا اس طرح داخل ہو گیا تھا کہ کسی حال میں نہ چھوٹ سکا۔

بہرحال وہ نرم مزاج اور بشاش طبیعت کے آدمی تھے رومیوں کی زبان اور ان کے علم تاریخ میں یگانۂ روزگار تھے ملازمت کے دستور و قواعد میں مشاق اور شاہی درباروں کے ساز و باز کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔

ان کے آقا سلطان کے مقابلہ میں عوام کی شورش کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ شورش کرنے والوں نے بالاعلان مطالبہ کیا کہ ابن الحاج ان کے حوالے کر دیئے جائیں انھوں نے شورش کا سبب ابن الحاج کو قرار دیا اور ان پر قوم کے ساتھ غداری کا الزام ٹھہرایا لیکن سلطان نے ابن الحاج کے ساتھ وفاداری کی ان کو حوالہ کرنا منظور نہیں کیا اور جان بچالی۔

یہ حالت اس وقت تک رہی کہ سلطان خود بادشاہت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ سلطان کی معزولی شیخ الغزاۃ سرگروہ طایفۂ عثمان ابن ابی العلا کے ذمہ داری میں ہوئی اور وہ اپنی ساری جماعت اور تمام مال و اسباب کو بحفاظت و احتیاط ساتھ لے کر منتقل ہو گئے اور عدوہ پہنچ کر امیر ابو حفص عمر ابن سلطان کبیر ابو سعید کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ امیر موصوف نے ایک عرصہ پناہ میں رکھنے کے بعد اللہ کے غضب سے بے خوف ہو کر سلطان موصوف کو قتل کرا دیا اور ان کی فوج منتشر ہو گئی۔ اور اسی اثنا میں ابن الحاج کا بھی انتقال ہو گیا۔

وفات ابن الحاج کی وفات بلد جدید شہر فاس میں عشرۂ اول ماہ شعبان ۷۱۴ھ میں واقع ہوئی۔

محمد ابن رضوان

نام و نسب کنیت اور وطن محمد نام اور ابو یحییٰ کنیت تھی سلسلۂ نسب محمد ابن رضوان ابن محمد ابن احمد ابن ابراہیم ابن ارقم ہے وادی آش کے رہنے والے تھے۔

حال محمد ابن رضوان ایک مشہور رئیس نامور عالم عالی حسب اور شریف النسب شخص تھے۔ نہایت قابل بڑے ہوشمند عربیت اور لغت کے امام اور حساب ہیئت اور ہندسہ وغیرہ علوم کے ماہر تھے۔

شیخ نے کہا کہ محمد ابن رضوان تمام علوم مذکورہ میں ان سب لوگوں پر فائق تھے جن سے ہم ملے ہیں اس کے ساتھ مروت احسان تواضع اور دینداری میں اپنے سلف اور اپنے خاندان عالی کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ جب وہ غرناطہ میں مقیم تھے ہم اکثر ان کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے اور غرناطہ اور اس کے ماسوا دوسرے شہروں میں بھی بارہا ان سے ملے ہم نے ان کو ایک شریف اور بزرگ شخص پایا جن کی ذات میں علم و فضل اور حسن اخلاق جمع تھا۔ وہ واضح اور صاف لکھتے تھے اور ان کے خط کی ایک خاص شان تھی جس سے وہ علانیہ پہچان لیا جاتا تھا اور کسی دوسرے کے خط سے نہیں ملتا تھا۔

اپنے شہر میں قاضی مقرر ہوئے اس کے بعد برشانہ کے والی ہوئے اور طرز عمل قابل تعریف رہا۔

اساتذہ محمد بن رضوان نے ابوالکرم جودی ابن عبدالرحمان سے ساتوں قراءت غریب اور لغت پڑھا اور اس تعلق سے ہمیشہ ان کے ساتھ رہے کبھی علیحدہ نہیں ہوئے۔ اور شیخ موصوف نے ان کو عام اجازت عنایت کی۔ ان کے ماسوا اپنے شہر کے دوسرے علما سے بھی استفادہ حاصل کیا اور جس زمانے میں غرناطہ آتے جاتے تھے وہاں کے بہت سے علما کی صحبتوں میں شریک ہوتے تھے۔

تالیف محمد بن رضوان نے ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام "الاحتفال فی استیفاء ما للخیل من الاحوال" رکھا۔ یہ ایک بڑی کتاب ہے اور ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ "الغریب المصنف" کا اختصار کیا ہے۔ علم نجوم کے متعلق نظم اور نثر میں بہت سی یادداشتیں لکھیں۔ ایک رسالہ اصطرلاب خطی اور اس کے عمل پر لکھا اور انساب عرب کا شجرہ مرتب کیا۔

وفات محمد بن رضوان نے شب شنبہ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۶۵۷ھ کو انتقال کیا۔

محمد ابن محمد (ابو البرکات)

نام ونسب کنیت اور وطن

محمد نام کنیت ابو البرکات، عرف ابن الحاج ہے اور دوسرے شہروں میں آپ بلفیقی مشہور رہیں۔ سلسلۂ نسب محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن محمد ابن خلف ابن محمد ابن سلیمان ابن سواد ابن احمد ابن حزب اللہ ابن عامر ابن سعد ابن عیاش (جن کی کنیت ابی عیشون تھی) ابن حمود (جو اندلس میں موسیٰ ابن نصیر کے ساتھ داخل ہوئے تھے) ابن عنبسہ ابن حارثہ ابن عباس ابن مرادس ہے۔ اصل خاندان کے لحاظ سے بلفیقی اور نشاءت وولادت اور سلف کے اعتبار سے مری ہیں۔

اوّلیت

شیخ ابو البرکات کا سلسلۂ نسب حارثہ ابن عباس ابن مرادس تک ابھی مذکور ہوا۔ حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور آپ کے ایک خطیب وشاعر تھے۔ اسلام میں بھی رئیس رہے اور جاہلیت میں بھی رئیس تھے شیخ کے سلف خصوصاً ابراہیم کے ولی اللہ ہونے اور حق العباد کی رعایت رکھنے کی شہرت ایسی ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے۔ ان کے جد مادری مثلاً ابو بکر حبیب اور چچازاد بھائی ابو اسحاق وغیرہ کے حالات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جیساکہ عبد المجید مالقیؒ ابن ابار، ابن طلحہ، ابن فرتون ابن صاحب الصلہ، ابن زبیر اور ابن عبد الملک وغیرہ اصحاب کی فہرستوں سے ظاہر ہوتا ہے جنھوں نے مشاہیر اندلس کا تذکرہ لکھا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔

حال

شیخ ابو البرکات اپنے وطن شہر مریہ میں اس حالت سے سن شعور کو پہنچے کہ وہ عفت کے ستون تھے حیا سے نظر نیچی رکھتے تھے افسردہ رہتے اور تنہائی پسند کرتے تھے خالص مال اور غیر مشکوک کھاتے پر بسر کرتے تھے صرف ان ہی لوگوں کے گھر دیکھے جاتے جو ان کو بلاتے تھے یا حلقہ اسانید (درس حدیث) میں یا سفر یا شہر کے باہر کسی مسجد میں جہاں عبادت گزاری کا موقع

مہیا ہے۔ وہ نہ بازار جاتے تھے نہ کسی مجمع میں نہ کسی دعوت میں نہ کسی حاکم یا والی کی مجلس میں۔ اور جن امور کی نسبت ان کی عادت یہ ہوگئی ہے کہ ان کو ہاتھ نہ لگائیں ان میں کسی طرح ہاتھ نہیں ڈالتے۔

شیخ نے ایک دور کا سفر کیا اور مغربی علاقہ کے اندر بجایہ تک گئے۔ اس سفر میں انھوں نے خاموش اور گمنامی کے ساتھ وہاں کے علما صلحا اور ادبا پر نظر ڈالی آثار کا معائنہ کیا اور جو کچھ دیکھا اس کو قلمبند کیا۔ پھر اندلس واپس آئے اور درس وتدریس، قضا اور خطابت میں مشغول ہوگئے۔

اب اس وقت وہ ایک یگانۂ روزگار شخص ہیں۔ ان میں اصلی شرافت کا جوہر ہے جو سلامت فطرت پر مبنی ہے۔ ان کے نفس میں سادگی ہے باطن وظاہر یکساں ہے وہ بہت جلد رو دیتے ہیں ان کے چہرہ سے بزرگی ٹپکتی ہے اور خوش طبعی نیک نیتی ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ عہد کی نگہداشت مشارکت کی فضیلت لطف صحبت، مستقل مزاجی، ارادہ کی سچائی، حمیت اور پند وموعظت کی بلاغت میں بھی فرد ہیں۔ اور جامع ومانع ہونے کی حیثیت سے اپنے زمانہ کے مرجع اور وقت کے حاصل ہیں۔

نیز وہ منبر کے شہسوار (فصیح وخوش تقریر) ہیں جن پر ہیبت اور گھبراہٹ نہیں طاری ہوتی۔ قرآن خوش الحانی سے پڑھتے ہیں رونے کے موقع پر سسکیاں لے کر روتے ہیں عوام کی بھلائی کے حریص ہیں۔ تضییع اوقات پر متاسف رہتے ہیں اور ان کو دین اور دنیا کی ریاست عطا ہوئی ہے۔

شیخ کے اوصاف کا یہ مختصر بیان ہے اور اختصار اس موقع پر مبالغہ کا کام دیتا ہے اور الماع واشارہ کافی ہوجاتا ہے۔

ولایت

ماہ جمادی الثانیہ ۷۰۵ھ میں قاضی مقرر ہوکر شالش گئے۔ بعد ازاں مریۃ اور سلونا کے والی ہوے اس کے بعد بجایہ کے والی ہوکر وہاں چلے گئے۔ پھر بجایہ سے واپس آکر مالقہ کی مجلس وعظ میں صحیح مسلم کا درس دیتے رہے جس میں ان کی مہارت مسلّم تھی۔ پھر فاس گئے پھر وہاں سے اندلس واپس آئے اور اپنے وطن شہر مریہ کو مستقر بناکر وہاں کی جامع مسجد میں

درس دینے لگے پھر مالقہ کے قاضی مقرر ہو کر وہاں گئے پھر غربی مالقہ کے قاضی ہوئے اور قضا کیساتھ خطابت بھی اضافہ کیگئی۔ پھر قاضی ابومحمد ابن صایغ کی وفات کے بعد مریہ کی قضا پر واپس بلائے گئے۔

شیخ کی ولایت کے متعلق میری تالیف "طرفۃ العصر" کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

تیئیسویں شعبان ۷۴۷ھ کو اپنے غرناطہ پہنچنے کے دن معزز علما اور رؤساء حضرۃ (غرناطہ) کی درخواست پر ان کی تہنیت لیتے ہوئے اپنی قیام گاہ پر جو حمرا کے ایک شاہی محل دار الضیافت و منزل جلالت کے اندر تھی قیام اختیار کیا اور خیر کی ترویج حق کی تبلیغ اور اشاعت علم کے سلسلہ میں لوگ جماعتوں میں اور نیز تنہا دن بھر ان کو گھیرے رہنے لگے۔

شیخ کے پہنچنے کے وقت یہ حالت تھی کہ افق غبار آلود ہو رہا تھا اور زمین خشک تھی موسم سرما کا ایک حصہ جو ان کی ولایت کے مہینے کے موافق تھا اس حال سے گزرا تھا کہ بدلی سے ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکا اور آسمان پر ایک دفعہ بھی بجلی نہیں چمکی تھی۔ ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مبتلا تھا قحط کی شدت نمودار ہو گئی تھی اور بیج اپنی جگہ پڑے تھے۔ لیکن خوش قسمتی سے جس وقت شیخ منبر کے زینوں سے اترے ان کے دعاء استسقا کی مقبولیت اور ان کے خشوع کی برکت ظاہر ہوئی اور رحمت کی بارش شروع ہو گئی۔

ہم نے اسی وقت یہ پر لطف شعر موزوں کر کے سنائے۔

ظمئت الی السقیا الاباطح والربیٰ حتی دعونا العام عاماً مجدّبا	وادی اور ٹیلے پانی کے ایسے پیاسے ہو گئے کہ ہم لوگ اس سال کو خشک سالی کا سال کہنے لگے۔
والغیث مسدول الحجاب وانما علم الغمام قدومکم فتادّبا	اور ابر پردے کے اندر چھپا ہوا تھا اس کو آپ کے آنے کا علم ہوا تو اس نے بھی اقتدا کی

شیخ احکام میں نظر کرنے لگے اور ایسی صحیح رائے قایم کرتے اور شبہات کو اس طرح رفع کرتے تھے کہ گویا تیر ٹھیک نشانہ پر جا پہنچتا تھا۔ خطابت میں ایسا عمدہ طریقہ اختیار کیا کہ گویا مطالب کو قالب بلاغت کے دل میں ڈھال دیتے اور حوادث کے احکام و مسایل کا فیصلہ مختلف اسالیب بلاغت قبض و بسط اور وعد و وعید وغیرہ کے استعمال کے ساتھ ایسی صحت اور درستی سے کرتے کہ

جو کچھ وہ کہتے اس کا زیادہ حصہ بدیہی اور کامل مدلل معلوم ہوتا۔

ہمارے شیخ ابو البرکات نے لکھا ہے کہ پھر ہم بوجہ مذکور الصدر غرناطہ سے واپس ہوئے اور چونکہ مریہ میں وبا پھیلنے کی شہرت تھی وہیں ٹھہرے رہے۔ پھر مریہ کی قضا و خطابت پر دوسری دفعہ مقرر کئے گئے۔ یہ تقرر اوائل ماہ رجب سنہ ۷۴۷ھ میں ہوا اور یہ حالت اس وقت تک رہی کہ بوجہ مذکور وہاں سے واپس ہوئے۔ آخر رجب سنہ ۷۵۶ھ میں پھر اس خدمت پر واپس لائے گئے۔ اللہ کرے کہ اب اس سے علیحدگی اللہ سبحانہ کے لئے ہو۔

اس وقت ہم ابو المطرف ابن عمیرہ رح کے شعر کو پڑھتے اور اپنے حسب حال پاتے ہیں۔

قد نسبنا الی الکتابۃ یوما	ہم ایک دن کتابت کی طرف منسوب کئے گئے
ثم جاءت خطۃ القضاء تلیہا	اس کے بعد قضا کا عہدہ آیا
وبکل لم نلق للمجد الا	اور کسی سے بھی ہم نے مجد (بزرگی) نہیں پایا
منزلا نائیا وعیشا کریہا	بلکہ منزل دور اور عیش تلخ ہوتا گیا
نسبۃ بدلت فلم تتغیر	نسبت بدل گئی پر ہم نہیں بدلے
مثل ما یزعم المہندس فیہا	جیسا کہ نسبت کے بارہ میں مہندس سمجھتا ہے۔

ہم نے شعر میں خطابت کی جگہ کتابت کا لفظ بنا دیا ہے۔ اب ہم تم سے ایک عجیب بات جو ہم نے دیکھی ہے بیان کرتے ہیں اور تم اس کو بخوبی جانتے بھی ہو۔ وہ یہ کہ اس عہدہ میں سب سے بہتر کام جو ہم سے صادر ہوا یعنی وہ عمل جس پر ہم ثواب کی امید رکھتے ہیں اور ساتھ ہی جو شخص بغیر دنیا کی طرف التفات کئے ہوئے فخر کرنا چاہے اس پر فخر بھی کر سکتا ہے یہ ہے کہ ہم نے اللہ سبحانہ ہی پر اعتماد رکھا۔

تصنیفات شیخ نے اپنے قلم سے میرے پاس جو چند فصلیں لکھ بھیجی ہیں ان میں سے ایک فصل کے الفاظ یہ ہیں۔

"میری تالیفات کا یہ حال ہے کہ اکثر ناتمام ہیں اور ان کا بیضہ نہیں ہوا ہے منجملہ ان کے ایک کتاب "فذیکۃ الجواد" ہے اس میں ان چالیس غلطیوں

کا بیان ہے جو بوجہ اشکال کے نسب کے نسبت کرنے میں پیش آتی ہیں۔ ایک ضخیم کتاب نظم جمل میں ہے۔ ایک کتاب "خطر فبطر وبطر فخطر" ہے یہ کتاب وثایق ابن فتوح پر کچھ اشارات ہیں ایک کتاب "الافصاح فی من عرف بالاندلس بالصلاح" ہے۔ ایک کتاب "الحرکۃ الدخولیہ فی مسالۃ المالقیہ" ہے۔ ایک مختصر کتاب "خطرۃ المجلس فی کلمۃ وقعت فی شعر استنصر بہ اہل الاندلس" ہے۔ ایک نا تمام کتاب "تاریخ المریہ" ہے۔ ایک شعر کا دیوان ہے جس کا نام "العذب والاجاج فی شعر ابی البرکات ابن الحاج" ہے۔ اس دیوان کے انتخاب کا نام قاضی شریف نے "اللؤلو والمرجان اللذان من العذب والاجاج یستخرجان" رکھا ہے۔ ایک کتاب "عرایس نبات الخواطر المجلوۃ علی منصات المنابر" ہے۔ یہ ان خطبوں کے فصول پر مشتمل ہے جو انشا کئے گئے۔ ...... ایک کتاب "المؤتمن علی انباء ابناء الزمن" ہے۔ ایک کتاب حروف ہجی کی ترتیب پر کتابوں کے نام اور ان کے مولفین کے ذکر میں ہے۔ ایک کتاب "ما اتفق لابی البرکات فی مایشبہ الکرامات" ہے۔ ایک کتاب "ما رأیت وما راٰی لی من المقامات" ہے۔ ایک کتاب "المرجع بالدرک علی من انکر وقوع المشترک" ہے۔ ایک کتاب "مشبہات اصطلاح العلوم" ہے۔ ایک کتاب "الفلسفیات" ہے۔ ایک کتاب میں وہ تقریریں ہیں جو صحیح مسلم کے درس کے وقت ہم نے کی تھیں۔ اور ایک کتاب "الفصول والابواب فی ذکر من اخذ عنی علما من الشیوخ والاتباع والاصحاب" ہے۔

شیخ نے اس کے بعد لکھا ہے "جوانی کے جوش اور امنگ کا وقت گزر گیا ناامیدی طاری ہوگئی اور موت قریب پہنچ چکی اور نفس کا حال یہ ہوگیا ہے کہ وہ ان سب کو مہمل بیکار اور ناقابل توجہ سمجھنے لگا ہے جن سے کوئی شخص مردوں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا،

پھر جن محرکات سے ان کاموں کی ترغیب ہو سکتی ہے وہ میرے حق میں مفقود ہیں۔ ان میں سے ایک محرک ایسے طلبہ کا اجتماع ہے جو ان علوم کے تشنہ اور حد درجہ شائق ہوں جو میرے پاس ہیں اور مریہ میں یہ موقع کہاں؟

دوسرا محرک ان کے ذریعہ سے ریاست حاصل کرنے کا خیال ہے اور آج ان کے ذریعہ سے کون رئیس بن سکتا ہے اور بالفرض اس سے ریاست حاصل بھی ہو سکتی ہو جو بلحاظ حالت زمانہ محال ہے تو ہم میں اس ریاست کا شوق مفقود ہے۔ تیسرا محرک یہ ہے کہ جس شخص کے ہاتھ اس قسم کے کام سرانجام ہوں اس کی قابلیت قابل رشک سمجھی جائے اور یہ حالت بھی نہیں پائی جاتی۔ چوتھا محرک یہ ہے کہ افادہ سے مقصود خالص اللہ کی رضامندی ہو اور انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم میں یہ بھی مفقود ہے۔ پانچواں محرک بقاء نام کی خواہش ہے اور یہ ایک کمزور خیال ہے جو ہماری طبیعت سے بعید ہے۔ چھٹا محرک یہ خیال ہوتا ہے کہ جو کام شروع کیا گیا ہے اور اس کے مبادی میں محنت کی جا چکی ہے ضایع ہو جائے گا اور یہ چھٹا میرے نفس میں ایک حد تک موجود ہے۔ ہم نے جن لوگوں کو دیکھا اور پایا ہے ان کا نام اور ان سے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کو قلمبند کرتے رہتے ہیں اور اس کا اظہار انشاء اللہ اس وقت ہوگا جب اذا الصحف نشرت کا وقت آئے گا۔

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ اکثر اوقات ہم اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اس وقت جو فہیم آدمی ہم کو بہ نگاہ بصیرت دیکھے اس کو ہمارے ساتھ ہمدردی اور مہربانی کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ ایک ایسے شخص کو دیکھے گا جو دن کے اکثر حصہ میں سر جھکائے اپنے انجام پر غور کر رہا ہے جس نے جوانی کے زمانہ میں اپنی صلاح کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ اس زمانہ میں جب کہ موت قریب ہے عبارت کے لباس سے آراستہ ہوا بوجہ بے یار و مددگار ہونے کے کسی حق کے اقامت پر مستعد نہیں ہوتا اور بعض علوم باطن کا مشاہدہ کرنے سے جن سے ایک شریف آدمی کا دل پریشان رہتا ہے اور وہ اس کو دفع نہیں کر سکتا دنیا کے کسی راحت و آرام کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ آدھا دن ایک ناشایستہ مکان میں رہ کر گزارتا ہے۔ کبھی سوچتا ہے اور کبھی ایسی چیزیں لکھتا ہے جن کی نسبت یقین رکھتا ہے کہ کبھی ان سے منتفع نہیں ہوگا۔ اور آدھا دن لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کبھی ایسی باتیں دیکھتا ہے جن کو ناپسند

کرتا ہے اور کبھی ایسی باتیں سنتا ہے جن کو ناپسند کرتا ہے۔ نہ کوئی ایسا دوست ہے جو اس کو آخرت کے امور یاد دلادے اور نہ ایسا جو دنیا ہی کے امر میں اس کے ساتھ ہمدردی کرے۔ اس آلودگی سے یا اللہ تیرے ہی پاس فریاد ہے، اے وہ جس کے ہاتھ میں خلق اور امر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

اشعار شیخ کی ایک طویل نظم ایک غیر معمولی مضمون پر جو شیخ کے ساتھ مخصوص ہے ان کے دیوان سے نقل کی جاتی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ نظم بماہ ذیحجہ ۷۲۵ھ بمقام سبتہ اپنی حالت کے بیان میں موزوں کی گئی۔ اور سبتہ کے استاذ ابو عبداللہ ہانی اور ادیب کامل ابو القاسم حسینی اور ابوالقاسم حزب اللہ وغیرہ نے مجھ سے سنی اور نقل لی۔ جب ہم سبتہ سے علیحدہ ہوکر ملک ریف گئے تو وہاں ابتدا میں چند ابیات بڑھائے اور ملک ریف سے زیادہ شہر وادی آش میں بہت اضافہ کیا گیا۔ نظم مذکور حسب ذیل ہے:۔

تاسفت لكن حين عز التاسف
وكفكفت دمعا حين لا عين تذرف
اراقب قلبي مرة بعد مرة
فالفاه ذياك الذي انا اعرف
وراء سكونا وهو في الرحل سائر
ونادى بانس والمنازل ترجف
سقيم ولكن لا يحس بدائه
سوى من له في حالة الموت موقف
وجاذب قلبا ليس ياوى لمالف
وعالج نفسا داؤها يتضاعف
واعجب ما فيه استواء صفاته
اذا الهم يشقيه او السرور يترف
اذا حلت الضراء لم ينفعل بها
وان حلت السراء لا يتكيف

ہم نے افسوس کیا لیکن اس وقت جب افسوس کرنا مشکل ہوگیا اور ہم نے آنسو پونچھا جس وقت کہ کسی آنکھ سے آنسو نہیں نکلتا
ہم اپنے دل پر بار بار نظر ڈالتے ہیں
پھر بھی ہم اس کو وہی پاتے ہیں جو میرا جانا ہوا ہے
وہ اس حال میں کہ کجاوہ میں بیٹھا چل رہا ہے سکون کا خواہاں ہے
اور اس حال میں کہ منزلیں حرکت کر رہی ہیں انس کا طالب ہے
وہ بیمار ہے لیکن اس کی بیماری کو کوئی محسوس نہیں کرتا
بجز اس شخص کے جو موت کی حالت میں کھڑا ہے
اور ایسے قلب سے کشمکش کر رہا ہے جو کسی مالوف جگہ قرار نہیں پکڑتا
اور ایسے نفس کا علاج کر رہا ہے جس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے
اور اس قلب کی سب سے زیادہ تعجب انگیز حالت یہ ہے
کہ خواہ اس پر رنج کی بدبختی وارد ہو یا خوشی کا سامان مہیا ہو اس کا حال یکساں رہتا ہے۔ جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتا
اور اگر مسرت نازل ہو تو اس میں نئی کیفیت نہیں پیدا ہوتی

مذاهبه لم تبد غاية امره
فوادی لعمری لا یری منه اسرف
فما انا من قوم قصاری همومهم
بنوهم واهلوهم وثوب وارغف
ولا لی بالاسراف فکر محدث
سیغدو حبیبی او بشیری یطرف
ولا انا ممن لهوه جل شانه
بروض اینق او غزال مهفهف
ولا انا ممن انسه غاية المنی
بصوت رخیم او ندیم و قرقف
ولا انا ممن تزدهیه مصانع
ویسبیه بستان ویدنیه مخرف
ولا انا ممن همه جمعها فان
تراءت له یسعی لها وهو مرجف
علی ان دهری لم تدع لی صروفه
من المال الا مسحة او مجلف
ولا انا ممن هذه الدار همه
وقد غره منها جمال و زخرف
ولا انا ممن للسوال قد انبری
ولا انا ممن صین عنه التعفف
ولا انا ممن نجح الله سعیهم
فهمتهم فیها مصلی و مصحف
فلا فی هوی اضحی الی اللهو قائدا
ولا فی تقی امسی الی الله یزلف
احارب عهدی فی نقیض طباعه

نہ اس کی کسی روش سے اس کے مقصود آخر کا پتہ لگتا ہے
زندگی کی قسم ہمارے دل سے زیادہ مسرف دوسرا کوئی نظر
نہیں آتا ۔ پھر ہم نہ تو اس جماعت سے ہیں جن کا انتہائی مقصود
ان کے زن و فرزند اور کپڑا اور روٹی ہے ۔
اور نہ ہم کو فضول کاموں کی نئی نئی فکر رہا کرتی ہے
کہ کل ہمارا دوست آئے گا یا میر اخبر کوئی نئی خبر خوش لائے گا
اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کا بڑا کام صرف
تروتازہ باغ اور نازک کمر معشوقوں کے ساتھ دل بہلانا ہے
اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کی انتہائی تمنا
سریلی آواز یا ندیم و شراب کے ساتھ دل بستگی ہے
اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کو (ان کے) کارخانہ جات
تکبر میں مبتلا کر دیتے اور باغ اپنا گرفتار بنا لیتے اور باتونی مسخرے
ان کی صحبت میں بہار رہتے ہیں ۔ اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کا مقصد
مال جمع کرنا ہے ۔ کہ اگر وہ ان کو نظر آ جائے تو اس کے لیے لڑکھڑاتے
ہوئے دوڑ کر جائیں ۔ باوجودیکہ انقلاب زمانہ نے میرے پاس
ایک کمل ۔ اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے کے سوا دوسرا کوئی مال نہیں
چھوڑا ہے ۔ اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن لوگوں کا مقصود
یہ دنیا ہے اور جن کو اس کے جمال و زینت نے فریفتہ بنا لیا ہے
اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے سوال کو پیشہ بنا لیا
اور نہ ان لوگوں میں جو خودداری سے محروم رکھے گئے ہیں
اور نہ ان لوگوں میں جن کی سعی کو اللہ نے کامیاب کیا
اور دنیا میں ان کی ہمت مصلّی اور مصحف کی طرف ہے
غرض ہم نہ تو ہوائے نفس کے لیے دن کو کھیل تماشہ کے سرگشتہ ہیں
اور نہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے رات تقوے میں بسر کرتے ہیں
ہم تقاضائے زمانہ کی مخالفت کر کے اپنے زمانہ سے جنگ کرتے ہیں

وحربك من يقضي عليك تحرف
وانظره شزرا با صلف ناظر
فيعرض عني وهو ازهى واصلف
واضبطه ضبط المحدث صحفه
فيخرج في التصحيف الى مصحف
ويأخذ مني كل ما عزّ نيله
ويبدو بجهلي منه في الاخذ مخنف
ادورله في كل وجه لعلني
ساثبته وهو الذي ظل يحذف
ولما يئسنا منه تمناضرورة
فلم يبق لي فيها عليه تشوف
تكلفت قطع الارض الطلب سلوة
لنفسي فما اجدى بتلك التكلف
وخاطرت بالنفس العزيزة مقدما
اذ اما تخطى النعل قصر مرهف
وصرفت نفسي في شيون كثيرة
لحظي فلم يظفر بذلك التصرف
وخضت لانواع المعارف ابحرا
ففي الحين ما استخرجتها وهي تنزف
ولم اخط من تلك المعاني بطائل
وان كان اهلوها اطالوا واسرفوا
وقد مر من عمري الالذ وها انا
على ما مضى من عمده اتلهف
واني على ما قد بقي منه ان بقي
لمرحلة ما قد ضاع لي اتخوف

اور تمہارا ایسے شخص سے جنگ کرنا جو تم پر حاکم ہے نیاوت ہے
اور ہم اس کو غصہ اور نفرت کی نگاہ سے گھورتے ہیں تو
وہ تکبر اور نفرت ہی کے ساتھ ہم سے اعراض کرتا ہے
اور ہم زمانہ کو (غلطی سے) ایسا محفوظ رکھنا چاہتے ہیں
جیسا کہ محدث اپنے صحیفوں کو محفوظ رکھتا ہے پھر تصحیف میں یہ
نکلتا ہے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں۔ اور زمانہ ہم سے وہ تمام شے لے لیتا ہے
جس کا پانا عزیز ہے۔ اور اس سے لینے میں میری جہالت ظاہر ہوتی ہے
اور ہم اس امید پر کہ اس کو قائم رکھ لیں گے اس کی ہر طرف
چکر لگاتے ہیں اور اس کا یہ حال ہے کہ وہ ہمیشہ حذف ہوتا جاتا ہے
اور جب ہم مایوس ہوگئے کہ اس سے کوئی ضرورت آسان ہوگی
تو ہم کو اس کا کچھ اشتیاق نہیں رہا
ہم نے اطمینان نفس کی طلب میں سفر کی مشقت برداشت
کی لیکن اس مشقت سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا
اور ہم اس وقت بھی آگے بڑھ کر نفس عزیز کو خطرہ میں
ڈالتے رہے جب نوک دار کانٹے جوتے کے اندر سما جاتے تھے
اور ہم نے اپنے نفس کو اپنے فلاح کے لیئے بہتیرے حالات
میں الٹ پلٹ کیا پھر بھی اس الٹ پھیر سے کچھ فائدہ نہیں ہوا
اور ہم نے مختلف اقسام کے معارف کے دریا میں غوطے لگائے
اور فوراً ہی جو کچھ ہم نے برآمد کیا اور خود دریا سب تمام ہوگئے
اور ہم کو ان معانی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا
اگرچہ ان کے قدرداں بہت کچھ کہتے اور مبالغہ کرتے رہے
الغرض میری زندگی کا لذیذ ترین حصہ گزر گیا اور اب
ہم اس کے گزرے ہوے زمانہ پر افسوس کر رہے ہیں
اور ہم گذشتہ مافات کا خیال کر کے
باقی ماندہ زندگی سے ڈرتے ہیں۔

اعد ليالى العمر والفرض صومها
وحسبك من فرض المحال تعسف
على انها ان سلمت جدلية
تعارض آمالا عليها نهفهف
تحل شتى الآمال وهى كديها
تبدل فى تحديثها وتحرف
بانى فى الدنيا ساقضى مآربى
وبعد يحق الزهد لى والتقشف
وتلك امان لا حقيقة عندها
افى قرنى الضدين يبقى التكلف
ورب ذوى حلم شكوت اليهم
ولكن لفهم الحال اذ ذاك لم يفوا
فبعضهم يزرى علىّ وبعضهم
يغض ويرثى بعضهم ثم يصدف
وبعضهم يومى الىّ تعجبا
وبعض بما قد رابه يتوقف
فيسئ استماعا ثم بعد اجابة
على غير ما تحذوه يحذو ويخصف
فلا هو يبدى لى على تعقلا
ولا هو يزرى بى ولا هو يعنف
وما امرنا الا سواء وانما
عرفنا وكل منهم ليس يعرف
فلو قد فرغنا من علاج نفوسنا
وحطوا الدنايا من عيوب وانصفوا
آمالهم من علة ارمت بهم

اور ہم زندگی کی باتوں کو یہ فرض کرکے کہ وہ ٹھہری ہوئی
ہیں شمار کرتے ہیں اور فرض محال کافی گمراہی ہے
اس کے علاوہ اگر ان کا ٹھہرا ہونا جدلا تسلیم کر لیا جائے
تو وہ ان امیدوں کے معارض ہے جن پر ہم حرکت کر رہے ہیں
امیدیں ہم سے کہتی ہیں اور اپنے طریقہ کے مطابق
تبدیل وتحریف کرکے کہتی ہیں۔
کہ ہم دنیا میں اپنی ساری حاجتیں پوری کریں گے
تب اس کے بعد ہمارے لیے زہد و تقشف مناسب ہوگا
اور یہ ایسی آرزوئیں ہیں جو حقیقت سے بہت دور ہیں
کیا دو مخالف حریفوں میں تکلف باقی رہ سکتا ہے
اور ہم نے اکثر عقلمندوں سے اپنی حالت بیان کی
لیکن یہ لوگ اس پر بھی میری حالت نہیں سمجھ سکے
بعض لوگ ہم پر نکتہ چینی اور بعض ہماری تحقیر کرنے لگے
اور بعض نے مرثیہ پڑھ کر منہ پھیر لیا
اور بعض میری طرف تعجب سے اشارہ کرنے لگے
اور بعض نے شک ہو جانے کی وجہ سے توقف کیا
اس نے اکراہ کے ساتھ سنا پھر جواب دینے کے بعد جوتے پر
جوتا اور قدم پر قدم رکھتا ہوا میرے برخلاف دوسری راہ
چلا گیا۔ نہ تو اس نے ہمارے مقابلہ میں اپنی عقلمندی ظاہر کی
اور نہ ہم پر نکتہ چینی کی اور نہ ملامت وعتاب سے کام لیا
اور ہم سب کی حالت یکساں ہے
بجز اس کے کہ حالات کا ہمیں علم ہوا اور ان کو نہ ہوا
کاش لوگ اپنے نفوس کے علاج سے
فارغ ہو کر ذلیل عیوب سے باز آتے اور انصاف سے کام لیتے
ان کی امیدیں ایک بیماری کی وجہ سے ہیں جس نے ان کو پٹک دیا ہے

ولم يعرفوا اغوارها وهي تتلف	اور انھوں نے اس کے عمق کو نہیں جانا ہے حالانکہ وہ ان کو ہلاک
وقصنا لهم في الكتب عن كنه امرهم	کر رہی ہے ۔ اور ہم نے کتابوں میں ان کی حقیقت حال کو ان کیلئے
ومثلي عن تلك الحقائق يكشف	کھول کھول کر بیان کیا اور ہم ہی جیسے لوگ ان حقائق کو کھولتے ہیں
وصنفت في الآفات كل غريبة	اور ہم نے آفات نفس کی نسبت نئے نئے مضمون تصنیف کیے
فجاء كما يهوى الغريب المصنف	اور خواہش کے مطابق وہ ایک نادر تصنیف ہو گئی
وليس عجيبا من تركيب جهلهم	اور ان کے جہل مرکب سے یہ عجیب نہیں ہے کہ ہم اس کا
اذا نحن مثلناه ازهى واسخف	جو نقشہ کھینچیں وہ مغرور بھی ہو اور بد عقل بھی
فما جاءنا الا بامر مناسب	پس وہ جس طرح میرے ساتھ پیش آیا وہ اس کے مناسب
اينهض من كف الجبان المثقف	حال تھا کیا ایک بزدل کے ہاتھ سے تلوار اٹھ سکتی ہے
ولكن عجيب الامر علمي وغفلتي	لیکن تعجب کی بات ہمارا علم اور ہماری غفلت ہے
فدبتكما اي المحاسن اكشف	ہم تم پر فدا کن کن محاسن کو ظاہر کریں
الا انما الاضداد يظهر سرها	جان رکھو کہ اضداد کا راز ظاہر ہو کر رہتا ہے
اذا ما وفى المقدور فالرأي يخلف	جب کبھی تقدیر وفا کرتی ہے عقل بے وفائی کرتی ہے
ايا رب ان اللب طاش بما جرى	اے میرے رب! تقدیر کا قلم جس امر کے لئے چل چکا ہے
به قلم الاقدار والقلب يرجف	وہاں عقل بے کار ہو جاتی اور دل کانپنے لگتا ہے
وانا لندعوهم ونخشى وانما	اور ہم ان (عقل وقلب) کو پکارتے ہیں (ان سے مدد مانگتے ہیں)
على رسمك الشرعي من لك يعكف	اور ڈرتے ہیں ۔ اور جو شخص
اقول وفي اثناء ما انا قائل	ہم کہتے ہیں اور اس اثناء میں کہ ہم کہتے ہوتے ہیں
رأيت المنايا وهي لي تتخطف	تمنائیں ہم کو نظر آتی اور ہم کو لے بھاگتی ہیں
واني مع الساعات كيف تقلبت	اور اوقات خواہ کسی طرح الٹ پلٹ کریں ہم ان کے
لاسهمها ان فوقت متهدف	ساتھ رہتے ہیں اور ان کا جو تیر چلتا ہے اس کے نشانہ بنتے ہیں
وما جرّ التسويف الا شبيبتي	اور اس تاخیر کا باعث میری جوانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو ہم کو
تخيل لي طول المدى فاسوف	درازی مدت کا خیال دلاتی ہے اور ہم تاخیر کرتے ہیں
اذا جاء يوم قلت هو الذي يلي	جب ایک دن آتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ دن پھر آوے
ووقتك في الدنيا جلس مخفف	حالانکہ دنیا میں تمھارا وقت مختصر سی نشست ہے

اقدم رجلا عند تاخیر اختها	ہم ایک قدم آگے بڑھاتے اور اسی وقت دوسرا پیچھے کر لیتے ہیں
اذا لاح شمس فالکواکب تکسف	گویا جب آفتاب ظاہر ہوتا ہے ستارے چھپ جاتے ہیں
کانی لنجدی المراقد متہم	گویا کہ ہم نجد کے راستہ پر چلکر تہامہ پہنچنا چاہتے ہیں
(ولم ادعهم والحصن بان ینطف)	. . . .
وھبنی اعیش ھل اذا شاب مفرقی	اور فرض کرو کہ ہم شباب کے گذرنے اور پیری کے آنے تک زندہ رہیں
وولی شبابی ھل یباح التسوف	کیا پھر بھی تاخیر مباح ہو سکتی ہے ؟
وکیف ویستدعی الطریق ریاضۃ	تاخیر کیونکر جائز ہو سکتی ہے حالانکہ یہ راہ ریاضت چاہتی ہے
وتلك علی عصر الشباب توطف	اور ریاضت جوانی کے زمانہ میں آسان ہوتی ہے
متی یقبل التقویم غیر مطیقہ	جو شخص اصلاح پذیر ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا وہ اصلاح
. . . .	. . . .
ولو لم یکن الا ظهور لسرہ	اور یہ اور کچھ نہیں ہے مگر اس کے بھید کا ظہور ہے
اذا امادنی التدنیس ھاز التنظف	کہ جب کثافت قریب ہوتی ہے تو صفائی آسان ہوتی ہے
اقول الاساری انت اولی بعذرهم	ہم کہتے ہیں کہ قیدیوں کے عذر کو سب سے زیادہ قبول کرنیوالا تو ہے
وانت علی المملوك امری واعطف	اور بندہ پر سب سے زیادہ فضل اور مہربانی کرنے والا تو ہے
قذفنا بلج البحر والغیر آخذ	ہم دریا کے بھنور میں ڈالدئے گئے ہیں اور ہمارے پانوں کو
بارجلنا والریح بالموج تعصف	دوسرا شخص پکڑے ہوئے ہے اور ہوا موج کو تھپیڑے دے رہی ہے
وفی الکون من سر الوجود عجائب	اور کائنات میں وجود کے عجیب عجیب اسرار ہیں
اطلّ علیها العارفون واشرفوا	جن سے عارفین ہی واقف اور مطلع ہیں
وقفت علیهم وقفۃ فتاخروا	ہم ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرے اور چاہا کہ یہ لوگ
ودوت بان القوم بالکل اسعفوا	عاجز اور درماندہ کی دستگیری کریں مگر وہ پیچھے ہٹ گئے
فلیس لنا الا التطرح قابنا	پس ہمارے لیئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ
بابواب الاستسلام واللہ یلطف	اپنی گردنیں تسلیم و اطاعت کے دروازہ پر ڈال دیں
فهذا السبیل لیس للعبد غیرہ	کہ بندہ کے لیئے یہی ایک راہ ہے جس کے سوا دوسری کوئی نہیں

ع۔ یہ مصراع مبہم ہے۔ مترجم

والا فما ذا يستطيع المكلف	اور نہ مکلف اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہے

ایک دوسری نظم میں اپنے اور اپنے نفس کا باہمی مکالمہ موزوں کیا ہے۔ اس نظم کو ہم نے بتاریخ ۲۹ ماہ محرم ۷۷۰ھ روز سہ شنبہ وقت زوال بمقام رابطۃ العقاب خانقاہ شیخ ولی اللہ ابو اسحق البلیری رحمہ اللہ خود شیخ کی زبان سے قلمبند کیا۔ وہو ہذا۔

يا بي شجون حديثي الافصاح	ہمارے قصہ کی دردناکی اس کے افشا سے مانع ہے
اذ لا تقوم بشرحه الالواح	اس لیے کہ الواح اس کی شرح کی متحمل نہیں ہیں
قالت صفية اذ مررت بحيها	صفیہ نے جس وقت ہم اس کے قبیلہ میں ہو کر گزرے
افلا تنزل ساعة ترتاح	کہا کہ کیا اتر کر تھوڑی دیر آرام نہیں کر لو گے
فاجبتها لولا الرقيب لكان ما	ہم نے اس کو جواب دیا کہ اگر رقیب (نگہبان)
تبغي له بعد الغدو رواح	نہ ہوتا تو جو کچھ تم چاہتی ہو یعنی کل کے بعد جانا وہی ہوتا
قالت وهل في الحي حي غيره	صفیہ نے کہا کہ کیا اس قبیلہ کے سوا کوئی دوسرا قبیلہ
فاسمح فديتك فالسماح رباح	بھی ہے (جہاں تم آرام کرو) پس نرمی سے کام لو ہم تم پر فدا کہ نرمی میں فائدہ ہے۔
فاجبتها ان الرقيب هو الذي	ہم نے اس کو جواب دیا کہ وہ نگران اللہ ہی ہے۔
وردت مناهل فيضه الارواح	جس کے چشمۂ فیض پر ارواح جا کر اترتی ہیں
وهو الشهيد على موارد عبده	اور وہ اپنے بندے کے راستوں کو دیکھتا رہتا ہے
سيان ما الاخفاء والافصاح	جس کے نزدیک ظاہر اور پوشیدہ برابر ہے
قالت واين يكون جود الله اذ	صفیہ نے کہا کہ جب ہم اللہ سے ڈرتے ہی رہینگے تو اس کی
تخشى ومنه هذه الافراح	بخشش کہاں جائے گی حالانکہ یہ خوشیاں بھی اسی کی طرف سے ہیں
فافرح باذن الله جل جلاله	پس اللہ جل جلالہ کے حکم سے خوشی مناؤ
واشطح فنشوان الهوى شطاح	اور شطح کرو کہ محبت کا مخمور شطاح ہوتا ہے
وابهج على ذمم الرجاء ولا تخف	اور رجا کی ضمانت پر خوش رہو اور خوف نہ کرو کہ حکم
فالحكم رحب والنوال مباح	میں وسعت ہے اور عطیہ مباح ہے
وانزل على حكم السرور ولا تبل	اور سرور کے حکم پر اتراؤ اور فکر نہ کرو
فالوقت صاف ما عليك جناح	کہ وقت صاف ہے اور اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

واخلع عذارک فی الخلاعة یا اخی	اور بھائی جان! جس کے نام پر جام گردش کرتے ہیں
باسم الذی دارت بہ الاقداح	تم بھی اسی کے نام پر حیا چھوڑ کر بے تکلفی اختیار کرو
وانظر الی ھذا النھار فسنّہ	اور اس دن کو دیکھو کہ اس کا دانت ہنسی سے کھل رہا ہے
ضحکٌ و نور جبینہ وضّاح	اور اس کے پیشانی کا نور چمک رہا ہے
انوارہ ضحکت واترع کاسہ	اس کے انوار پھیلے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا جام بھر لیا ہے
وقد استوی ریحانہ والراح	اور اس کا پھول اور شراب برابر ہیں
وانظر الی الدنیا بنظرة رحمة	اور دنیا کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھو
فجفاؤھا بوفائھا ینزاح	کہ اس کی وفا اس کی جفا کو رفع کر دیتی ہے
لاتعذل الدنیا علی تلوینھا	دنیا کو اس کے تلون پر ملامت نہ کرو
فللیلھا بعد المساء صباح	کہ اس کی رات کی شام کے بعد صبح بھی ہے
فاجبتھا لو کنت تدری ما الذی	ہم نے اس کو جواب دیا کہ اگر تو جانتی ہوتی کہ
یبدو لتارکھا وما یلتاح	دنیا کے تارکوں پر کیا ظاہر ہوتا اور کیا نظر آتا ہے
ما کان معنی غامض من اجلہ	اور وہ دقیق معنی کیا ہیں جن کی وجہ سے ایک قوم
قد ساح قوم فی الجبال وصاحوا	پہاڑوں میں سرگرداں پھر کر نعرے لگا رہی ہے
حتی لقد سکروا عن الامر الذی	یہاں تک کہ یہ قوم جس شئے کے عشق میں دشت نوردی
ھاموا بہ عند العیان وساحوا	اور سیاحت کر رہی تھی اس کو دیکھ کر سکر میں مبتلا ہو گئی
لعذرتنی وعلمت انی طالب	تو ہم کو معذور رکھتی اور جان لیتی کہ ہم اس شئے کے
ما الزھد فی الدنیا لہ مفتاح	طالب ہیں جس کی کنجی دنیا میں زہد ہے
فاترک صفیة قارعا باب الرضا	پس اے صفیہ! رضا کا دروازہ کھٹکھٹانے والے کو
واللہ جل جلالہ الفتاح	اس کی حالت پر چھوڑ دے اللہ جل جلالہ دروازہ کھول دیگا
یا حیّ حیّ علی الفلاح وخلّنی	اے قبیلہ! فلاح کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور مجھے چھوڑ دے
فجماعتی حثوا المطیّ وراحوا	کہ میری جماعت سواری آگے بڑھا لے گئی اور چلی گئی

شیخ کے ہاتھ کی تحریر سے جو انھوں نے میرے پاس لکھی ہے ہم بجنسہٖ ان کے الفاظ ذیل میں نقل کر دیتے ہیں جو اس طرح ہیں:—

"منجملہ ان کے جو ہم نے غرناطہ میں اور کسی قدر برجہ میں موزوں کہا ذیل کی

ایک نظم ہے ہمیں یہ نظم بہت پسند ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ خاص تمہارے لئے لکھی گئی ہے۔ یہ مضمون غیر معمولی ہے"۔

اور کوئی شبہ نہیں کہ جیسا شیخ نے لکھا ہے یہ نظم اسی درجہ کی ہے۔

خذها على رغم الفقيه سلافة	فقیہ کے علی الرغم سلافہ (شراب) پی لے
تجلى بها الاقمار في شمس الضحى	جس سے دن کے آفتاب میں چاند نظر آ جائیں
أبدى اطباء القلوب لاهلها	قلب کے طبیبوں نے اہل دل کے لیئے
منها شرابا للنفوس مريحا	ایسی شراب تجویز کی ہے جو نفوس کی تکلیف کو زائل کر دیتی ہے
واذا امرؤ قد قال في نشوانها	اور جب کوئی شخص اس کے مخمور کی شان میں کچھ کہے تو تم بھی
قل انت بالاخلاص في من قد صحا	اخلاص کے ساتھ اُس شخص کی شان میں کہو جو صحیح الحواس ہے
يا قوتة دارت على اربابها	وہ یاقوت کا دانہ ہے جو اپنے قدر دانوں میں دور کر رہا ہے
فاهتزت الاقدام منها واللحا	اور اس سے قدم اور داڑھیوں میں جنبش پیدا ہو جاتی ہے
مزجت فغار الشيخ من تركيبها	اس میں آمیزش کی گئی تو شیخ کو اس کا مرکب کرنا پسند نہیں ہوا
فلذاك جردها وصاح وصرحا	اور اسی لیئے اس نے اس کو برہنہ کیا اور دھوپ دکھلائی اور فضیحت کیا
وبدت فغار الشيخ من اظهارها	اور وہ ظاہر ہوئی تو شیخ نے اس کے ظاہر ہونے کو بھی پسند نہیں کیا
فاشتد يبتدر الحجاب ملوحا	اور دوڑ کر جلدی سے اس پر اشارہ کا پردہ ڈال دیا
لا تعترض ابدا على مستتر قد	تو بھی کسی سوتے ہوئے (خاموش) شخص پر اعتراض نہ کر
قد غار من استارها ان يفتحا	وہ اس کا پردہ کھولنا پسند نہیں کرتا
وكذاك لا تعتب على مستهتر	اور اسی طرح کسی فضول بکواس کرنے والے پر بھی عنایت
لم يدر ما الايضاح لما اوضحا	نہ کر جو اظہار کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ اظہار کیا ہے
فالبعض قد يهوى الحروب وبعضهم	اس لیے کہ بعض کشمکش پسند کرتے ہیں اور بعض
قد ضاق ذرعا بالغرام فبرحا	عشق پر قابو نہیں رکھ سکتے اور اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں
لا تخشين على العدالة هاتفا	تو عدالت کی نسبت کسی ہاتف کا خوف نہ کر
نظرا رتياح العاشقين فجرحا	جو عاشقوں کے نشاط و سرور کو دیکھ کر اعتراض کر دیتا ہے
الحب خمر العارفين فوظفت	عارفوں کی شراب محبت ہے اور جو شخص اس کا مزہ
حتما على من ذاقها ان يشطحا	چکھتا ہے اس پر شطح کرنا لازم ہو جاتا ہے

فاشطح علی هذا الوجود واهله	پس تو اس وجود اور اس کے اہل پر تعجب سے
عجباً فلیس براجح من رجحا	شطح[1] کر جس کو ترجیح دی جاتی ہے وہ قابل ترجیح نہیں ہوتا
کبر علیهم انهم موتی علی	ان کے جنازہ کی نماز پڑھ دے کہ یہ لوگ مردہ ہیں
غیر الشهادة ما اغتروا قبحا	اور شہادت کی موت نہیں مرے ہیں کسقدر مغرور اور قبیح ہیں
واهزأ بهم فمتی یقل نصحا وهم	اور ان کے ساتھ استہزا کر اور جب ان کے نصیحت کرنیوالے
اهج فقل حتی الاتی مفلحا	کہیں کہ
واذا امر بهم استخف فقل له	اور جب ان میں کا عقلمند شخص حقیر سمجھے تو اس سے کہہ کہ
بالله یا یحیی ابن یحیی دع جحا	اے یحییٰ ابن یحییٰ اللہ کے لئے عقل کو چھوڑ
ابنی سلیم قد نحا مجنونکم	اے بنی سلیم! تمھارا مجنوں اپنی چال چلا
مجنون لیلی العارفین به نحا	اور اُس کے عارفین کی لیلیٰ کا مجنوں اپنی چال چلا
هل یستوی من لم یبح بحبیبه	کیا وہ شخص جس نے اپنے محبوب کا اعلان نہیں کیا
مع من بذکر حبیبه قد افصحا	اس کے برابر ہے جس نے اپنے محبوب کا ذکر طشت از بام کر دیا
فافرح وطب وابهج وقل ما شئته	پس خوش اور شاد اور مسرور رہ اور جو چاہے کہہ
ما افلح الفقراء بل ما املحا	فقرا نہایت کامیاب بلکہ نہایت دلکش لوگ ہیں۔

شیخ کے مقطوعات اپنے بلند اغراض و مقاصد میں عجائب کے نمونہ اور لباس صنائع کے طرۂ امتیاز ہیں۔ قطعۂ ذیل میں بعض علما کی طرف اشارہ ہے جن سے سبتہ کے ایک حلقۂ علم میں ملاقات ہو گئی تھی۔

ان کنت لا ابصرتك لا ابصرت	اگر ہم نے آپ کو نہیں دیکھا تھا تو ہماری بصیرت حق
بصیرتی فی الحق برهانها	نے اپنے برہان کو نہیں دیکھا تھا۔
لا غرو انی لم اشاهدکم	کوئی تعجب نہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں دیکھا
فالعین لا تبصر انسانها	اس لئے کہ آنکھ خود اپنی پتلی کو نہیں دیکھتی

ذیل کا قطعہ غرض توریہ میں ہے اور اس میں صنعت معنوی ہے۔

یلوموننی بعد العذار عن الهوی	ہم کو لوگ سبزۂ خط کے بعد محبت پر ملامت کرتے ہیں

ﮯ یہ مصرع محرف ہے۔

[1] اہل تصوف کی اصطلاح شطح اُس حالت کا نام ہے جس میں بعض صوفیا "انا الحق" کے جیسے کلمے بول اٹھتے ہیں۔ مترجم

ومثلی فی وجد بہ لا یفند	حالانکہ ہم جیسے شخص کو اُس کے عشق میں ملامت نہیں کیجاتی
یقولون لی امسک فذا الصبح قد بدا	ہم سے کہتے ہیں کہ رک جاؤ کہ اب صبح نمودار ہوگئی
وکیف یری الامساک والخیط اسود	حالانکہ جبتک خیط اسود ہے رکنا کیونکر ہو سکتا ہے

ذیل کے قطعہ میں غیر معمولی قسم کی صنعت ہے۔

ومصفرۃ الخدین سطوتہ الحشا	اور زرد رخسار والی جس کے دل میں خوف
علی الجبن والمصفر یؤذن بالخوف	سمایا ہوا ہے اور زردی خوف کی علامت ہے
لہا ھیئتہ کالشمس عند طلوعہا	طلوع کے وقت اُسکی ہیئت ایسی ہوتی ہے جیسی آفتاب کی
ولکنہا فی الحین تغرب فی الجوف	لیکن وہ معاً صحرا میں غروب ہو جاتی ہے

ذیل کا قطعہ نصیحت کے متعلق ہے اور ایک خاص واقعہ پیش آنے پر نظم کیا گیا تھا

لا تبذلن نصیحۃ الا لمن	نصیحت نہ کرو مگر اسی شخص کو جس میں
تلقی لبذل النصح منہ قبولا	نصیحت کرنے کے عوض میں قبول کا اثر پاؤ
فالنصح ان وجد القبول فضیلۃ	اس لئے کہ نصیحت اگر قبول کر لیجائے تو فضیلت ہے
ویکون ان عدم القبول فضولا	اور اگر قبول نہ کی جائے تو فضول گوئی ہے

قطعۂ ذیل حکمت میں ہے۔

ما رأیت الھموم تدخل الا	ہم نے رنج وغم کو آنکھوں اور کانوں کے سوا
من دروب العیون والاذان	کسی دوسرے رستہ سے داخل ہوتے نہیں دیکھا
غضّ طرفا وسد سمعا ومہما	آنکھ نیچی رکھو اور کان بند کرو اور جب کبھی رنج
تلق ھمّا فذا تثق بضمان	وغم سے ملاقی ہو تو پھر کسی ضمانت پر بھروسہ نہ کرو

قطعۂ ذیل کا مضمون شیخ کے اولیات سے ہے۔

حزنت علیک العین یا مغنی الہوی	اے محبت کی منزل آنکھ تیرے لئے محزون ہوئی
فالدمع منہا بعد بعدک مارقا	کہ تیرے علحدہ ہونے کے بعد اُس کے آنسو نہیں تھمے
ولذاک قد صبغت بلون ازرق	اور اسی لئے وہ نیلے رنگ میں رنگ گئی
او ما تری ثوب المأتم ازرقا	کیا تو ماتمی لباس کو نیلگوں نہیں دیکھتی

ذیل کا قطعہ معافی کی شان میں ہے۔ شیخ نے لکھا ہے کہ معافی میں فکر کرتے ہوئے سنہ ۵۴۴ھ میں نظم کیا۔

ابحث فی ما انا حصلته
عند انغماض العین فی جفنہا
احسبنی کالشاۃ مجترۃ
تمضغ ما یخرج من بطنہا

ہم نے جو کچھ حاصل کیا پلک کے اندر آنکھ کے چھپ جانے کے وقت ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم اپنے کو بکری کی طرح جگالی کرتا ہوا پاتے ہیں کہ جو اُس کے پیٹ سے نکلتا ہے اُسکو چباتی رہتی ہے۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ سنہ ۵۴۲ھ میں اندرش اور برجہ کے درمیان عین حالت سفر میں موزوں کیا اور خود ہم کو بہت پسند آیا حالانکہ اپنا کُل کلام جو ہم سے سرانجام ہوتا ہے ہم کو پسند نہیں ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ قطعہ اس قابل ہے کہ شیخ اس کو پسند کریں۔

تطالبنی نفسی بما لیس لی بہ
ید ان فاعطیہا الامان فتقتبل
عجبت لخصم لجّ فی طلباتہ
یصالح عنہ بالمحال فیفصل

ہمارا نفس ہم سے ایسی شے کا مطالبہ کرتا ہے جو اُسکو دی نہیں جا سکتی پھر ہم اُسکو امان دیتے ہیں اور وہ اُسکو قبول کر لیتا ہے۔ ہم کو ایسے مخالف پر تعجب آتا ہے جو اپنے مطالبات پر اصرار کرے کہ اس سے محال شے پر صلح کی جائے اور وہ تصفیہ کر لے۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ سنہ مذکور میں عورتوں کی مذمت میں موزوں کیا۔

ما رایت النساء یصلحن الا
للذی یصلح الکنیف من اجلہ
فعلی ہذہ الشریطۃ صالح
ہنّ لا تعد بامرء عن محلہ

ہم نے عورتوں میں اس کے سوا کوئی صلاحیت نہیں دیکھی جس کے لئے بیت الخلا صالح ہوتا ہے پس اُن سے اسی شرط پر صلح کرو کہ کسی مرد کو اُس کی جگہ سے نہ سرکا دیں۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ یہ بھی سنہ مذکور میں موزوں کیا۔

فذ ہجوت النساء دہرا فلم اب
لغ لادنی صفاتہن الذمیمہ
ما عسی ان اقول فی ہجو من قد

ہم ایک زمانہ تک عورتوں کی ہجو کرتے رہے پھر بھی اُن کے ادنی صفات ذمیمہ کو نہیں بیان کر سکے بھلا ہم اُس کی ہجو میں کیا کہیں گے جس کو

خص المصطفیٰ باقبح شیمہ	مصطفیٰ صلعم نے بدترین خصلت کیساتھ مخصوص بتایا ہے
او یبقی لنا من العقل والدین	کیا ہم میں عقل اور دین کچھ بھی باقی رہے گا
ان اذا عدت المثالب قیمہ	جب کہ ہم معائب کو قابل قدر سمجھنے لگیں گے

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک تاریخ میں سا جواب یاد نہیں رہی یہ دو بیتیں نظم کیں۔ متقدمین کے یہاں یہ مضمون کہیں نہیں دیکھا۔ اگر کوئی شخص خراسان کا سفر کرے اور وہاں سے صرف یہ دو شعر لادے تو اُسکا شمار اُن لوگوں میں کرنا چاہیئے جن کی محنت رائیگاں نہیں گئی اور جن کی کشت امید سرسبز ہوئی۔

جب کہ قلب کے لئے زمانہ کی تلخی، عہد شکنی، وعدہ کی خلاف ورزی کی تکلیف ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اس وقت ان دو بیتوں سے دل کے لئے راحت وسکون کا ایک وسیع دروازہ کھل جاتا ہے۔

یہ مصیبت ان تمام مصائب سے زیادہ تکلیف دہ ہے جن میں بنی آدم مبتلا ہیں اور انسان کی سرشت میں داخل ہے اور اُس کے ہر حال وشان میں نمایاں نظر آتی ہے" ولقد عھدنا الیٰ اٰدم من قبل فنسی " اور ہم نے آدم سے پہلے ہی عہد لے لیا تھا پھر وہ بھول گیا۔

رعی اللہ اخوان الخیانۃ انھم	اللہ خیانت کاروں کا بھلا کرے اُنھوں نے
کفونا مؤنات البقاء علی العھد	ہم کو عہد پر قائم رکھنے کی مشقت سے بچا دیا
فلو قد وفوا کنا اساری حقوقھم	اگر وہ لوگ وفا کرتے تو ہم اُن کے حقوق کے اسیر
نراوح ما بین النسیئۃ والنقد	ہو کر اُدھار اور نقد کے درمیان آمد ورفت کرتے رہتے

قطعۂ ذیل کی نسبت ہم کو بطریق کنایہ مخاطب کرکے مزاحاً لکھا ہے کہ ہم نے بلاد ہند میں ایک شخص کو دیکھا تھا جو ابوالبرکات ابن الحاج کے نام سے مشہور تھا اور اُس کے باغ میں ایک حوض تھا ۷۶۲ھ میں ہم نے اُس کی ہجو میں کہا۔

قالوا ابو البرکات ملح ماؤہ	لوگوں نے کہا کہ ابوالبرکات کا پانی کھاری ہوگیا
فغدا ابا البرکات لا البرکات	تو وہ ابوالبرکات (بکسر با) ہوگیا نہ برکات[1]

[1] برکات برکۃ کی جمع ہے جس کے معنی حوض کے ہیں۔ مترجم

قلنا الان یکفنی بموجودانه اولی من ان یکتنی بمعدومانه	ہم نے کہا کہ اُس کی کفیت ایسی چیزوں کے ساتھ ہو جو اس میں موجود ہیں اس سے زیادہ بہتر ہے کہ معدومات کے ساتھ کفیت رکھی جائے۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ منجملہ اُن اشعار کے ہے جن کو ۷۴۵ھ میں موزوں کیا۔

قد کنت معد وما بعلمی وما ایت من وعظی بین البشر	ہم اپنے علم اور اپنے وعظ کے ساتھ انسان کے اندر اشاعت کرتے　معدوم ہو گئے
من حیث قد املت اصلاحهو بالوعظ والعلم فخار النظر	اس حیثیت سے کہ ہم وعظ اور علم سے انسان کی اصلاح کی امید رکھتے تھے پھر فکر نے اختیار تمیزی سے کام لیا اور ہم نے انسان کے لئے گائے کے چمڑے
فلم اجد او عظ للناس من اصوات وعاظ جلود البقر	کے واعظوں سے بڑا واعظ کسی کو نہیں پایا۔

ص ۱۱۵

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ۷۵۳ھ میں بندرگاہ تلہی بلد ہنین میں ہم کو دریا کے اندر دوران سر ہو گیا تھا اُس وقت اپنے بعض اصحاب کو مخاطب کر کے موزوں کیا تھا۔

راسی به هوس جدید لا الذی تدریه من هوس قدیم فیه	ہمارے سر میں ایک نیا درد پیدا ہو گیا ہے وہ پرانا درد نہیں جس کو تم جانتے ہو
قد جل ما ابدیه من هذا کما قد جل من ذاک الذی اخفیه	یہ نیا درد بھی جس کو ہم ظاہر کر رہے ہیں اسی طرح بڑا ہے جیسا کہ وہ درد جسکو ہم چھپائے ہوئے ہیں بڑا ہے

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ میرا یہ کلام عمدہ اشعار میں سے ہے۔ دوسری محرم ۷۳۲ھ شب جمعہ کو ہم رات کے وقت تنہا حمام الخندق کے اندر رہ گئے تھے۔ چراغ بجھ گیا اور ہم سوچنے لگے۔ دل میں وہ خیال گزرا جو لوگ کہتے ہیں کہ چکیوں اور حماموں میں رات کے وقت خصوصاً تاریکی میں جن نظر آتے ہیں اور ان مقامات میں رات کی تاریکی میں تنہا جانے کی شاذ و نادر کوئی شخص جرأت کرتا ہے۔

ہم نے اس وقت اپنے نفس میں ایک طرح کی قوت محسوس کی

اور ہم کو اوہام پیدا ہونے لگے اس وقت ہم نے فی البدیہہ بآواز بلند کہا۔

زعم الذین عقولهم مقدارها
ان عرضت للبیع غیر ثمین
ان الوجا معمورة بالجن واله
حمام عندهم کذا بیقین
ان کان ما قالوا حقا فاحضروا
للحرب هذا الیوم من صفین
فلئن حضرتم فاعلموا بحقیقة
انی مضارع قیس المجنون

جن لوگوں کے عقلوں کی مقدار یہ ہے کہ اگر بیچنے کیلئے پیش کیجائیں تو انکی قیمت کچھ نہ لگے یہ سمجھتے ہیں کہ جنگلوں میں جن بسے رہتے ہیں اور اُن کے نزدیک حمام کی بھی بالیقین یہی حالت ہے جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اگر وہ صحیح ہے تو آج حرب صفین کے لئے آجاؤ پھر اگر تم لوگ سامنے آئے تو جان رکھو کہ ہم حقیقت میں قیس مجنون کے پچھاڑنے والے ہیں

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ہم ایک دن باغ میں گئے وہاں ہم نے دھوپ میں ایک کمل پھیلا ہوا پایا جو نہ ہمارا تھا اور نہ اُس عورت کا جو باغ کی محافظ تھی پوچھنے پر محافظ عورت نے بتلایا کہ میرے ہمسایہ کا ہے اسپر ہم نے کہا۔

من منصفی من جارة جارت علی
مالی کانی کنت من اعدائها
عمدت الی الشمس التی انتشرت علی
ارضی وفیها قد رمت بکسائها
لولا غیوم یوم تلبیس الکسا
یسری لحجب السحب جل ضیائها
لقضیت من ذاک الخسار لاننی
اصبحت مزدارا علی ابنائها

ایسی ہمسائی سے جس نے ہمارے مال پر اس طرح ظلم کیا کہ گویا ہم اُسکے دشمن تھے کون ہمارا انصاف کرنیوالا ہے اُس نے اس دھوپ پر جو ہماری زمین پر پھیلی ہوئی قبضہ کرلیا اور اُس پر اپنا کمل پھیلا دیا جس دن کمل سوکھ رہا تھا اگر بدلی نہ ہوتی دھوپ کی پوری ضیا بدلی کے حجاب میں سماگئی تھی تو ہم یہ خسارہ ضرور وصول کرتے اس واسطے کہ ہم ہی ہمسائی کے لڑکوں کے پاس بہت آنے جانے لگے ہیں

اشعار ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ہم حمۂ بجایہ کے ایک مکان کی طرف چلے اور ہمارے ساتھ ہمارا کتا بھی چلا جو ہمارے باغ کی نگہبانی کرتا تھا۔ کتے کا نام قطمیر تھا۔ یہ نام جیسا کہ بعض لوگوں کا قول ہے اصحاب کہف کے کتے کا تھا یہ کتا حمہ سے مریہ تک گیا اُس پر ہم نے کہا۔

صفحہ ۱۰۶

رحلت وقطمیر کلبی رفیقی
یوانس قلبی بطول الطریق
فلما انخت اناخ حذائی
یلاحظنی لحظ خل شفیق
ویرعی اذمة رفقی کما
یراعی الصدیق الصدوق الصدیق
علی حین قومی بنی آدم
بلؤمهم لم یوفوا حقوقی
ولا فرق بین الاباعد منهم
وبین اخی منتجب شقیق
اوابن متی تلقه تلقه
هوی اشتیاق بقلب خفوق
فما منهم من ولی حمیم
ولا ذی اخاء صحیح حقیق
وناهیك من یفضل کلبا
علیهم وفیا ویحهم من رفیق
الا من یرق لشیخ غریب
ابی البرکات الفتی البلفیقی

ہم چلے اور قطمیر ہمارا رفیق کتا
ساری راہ ہمارا دل بہلاتا گیا
پھر جب ہم قیام کرتے تو وہ بھی ہمارے سامنے ہی
قیام کرتا اور ہمکو ایک مہربان دوست کیطرح دیکھتا رہتا
اور ہماری رفاقت کا حق اسی طرح ادا کرتا جس طرح
ایک سچا دوست سچے دوست کا حق ادا کرتا ہے
ایسے وقت میں جبکہ ہماری قوم بنی آدم نے اپنے
کمینہ پن سے ہمارے حقوق نہیں ادا کئے
ان میں دور کا تعلق رکھنے والوں اور حقیقی بھائی کے
درمیان جو محبت کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی فرق نہیں ہے
نہ اُس بیٹے ہی کو کوئی امتیاز ہے جس سے تم جب ملتے ہو
تو اشتیاق سے جھکے ہوئے دھڑکتے ہوئے دل کیساتھ ملتے ہو
الغرض ان میں سے کوئی بھی دوست خالص نہیں ہے اور
نہ صحیح اور حقیقی برادرانہ تعلق رکھنے والا ہے۔
اور جو شخص کتے کو ان لوگوں پر ترجیح دیتا ہے اُسکی طرف
سے یہ عذر کافی ہے۔ ایسے دوست خراب ہوں!
دیکھیں! ایک بیکس شیخ ابوالبرکات بلفیقی
شخص پر کون مہربان ہوتا ہے

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک تاریخ میں جو یاد نہیں رہی یہ دو شعر موزوں کئے۔

وانی لخیر من زمانی واهله
علی اننی للشر اول سابق
لحا الله دهرًا اقد تقدمت اهله
فتلك لعمر الله احدی البوائق

بلاشبہہ ہم اپنے زمانہ اور اہل زمانہ سے بہتر ہیں
باوجود اسکے کہ ہم برائی میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں
جس زمانہ کے لوگوں کے پیشوا ہم ہوں اللہ اُس
زمانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم یہ ایک بڑی مصیبت ہے

ذیل کا مضمون ایسا ہے جو بہت کم ذہن میں گزرتا ہے۔

لا بارک الله فی الزهاد انهم
لم یترکوا عرض الدنیا لفضلهم
بل اثقلتهم تکالیف الحیاة فلو
یصابروها فملوا ثقل حملهم
وعظم الناس منهم ترکها فغدوا
من غبطة الناس فی حرص لاجلهم
نعم اسلّم ان القوم قد زهدوا
ذلا واعلی الناس فضل ترکهم
من حیث قد احرزوا الترجیح دونهم
لا شئ احسن من ترجیح فضلهم
فالمال والجود والراحات غایة ما
یحکی لنا الزهد فی ذا عن اجلهم
والزاهدون براحات القلوب مع ال
ابدان فازوا وعزّ الجد ذلهم
فکل ما ترکوا قد عوّضوا عوضا
لمنه وزاد واثناء الناس کلهم

اللہ زاہدوں میں برکت نہ دے، حقیقت
یہ ہے کہ ان لوگوں نے سامان دنیا کو اپنی برتری کی وجہ سے نہیں چھوڑا ہے
بلکہ زندگی کی تکلیفیں ان پر گراں ہوگئیں اور
یہ لوگ انکو برداشت نہ کر سکے اور اپنے بار کی گرانی سے گھبرا گئے
اور لوگ ترک دُنیا کی وجہ سے اُن کی عظمت کرنے لگے تو یہ
لوگوں کی تعظیم وتکریم کی وجہ سے خود لوگوں کی حرص میں مبتلا ہوگئے
ہاں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قوم نے تواضع سے بھی زہد اختیار
کیا ہے اور لوگوں نے ان کے ترک دُنیا کی فضیلت کو بہت بڑھا دیا
چونکہ اس قوم کو دوسروں کے مقابلہ میں ترجیح حاصل ہوگئی ہے
پس کوئی شے انکے فضل کی وجہ ترجیح سے زیادہ بہتر نہیں ہے
اس لئے کہ مال اور عمدہ چیزیں اور آرام یہی وہ انتہائی
چیزیں ہیں جنھیں انکے بڑے بڑے بزرگوں کا زہد بیان کیا جاتا ہے
حالانکہ زاہدوں کو دل کے آرام کے ساتھ بدن کا آرام
بھی حاصل ہوجاتا ہے اور وہ عجز و انکسار کے بعد معزز ہوجاتے ہیں
پس جو کچھ ان لوگوں نے چھوڑا اس کے عوض میں کوئی
مطلب حاصل کیا اور تمام لوگوں کی تعریف اُس پر زیادہ ملی

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ سنہ ۷۴۲ھ میں دنیاوی حیثیت سے شراب کی مذمت میں کہا تھا اس لئے کہ دینی حیثیت سے شراب کی مذمت کوئی نئی بات نہیں ہے۔

لقد ذم بعض الخمر قوم لانها
تکرّ علی دین الفتی بفساد
وقد سلموا قول الذی قال انها
تحل من الدنیا باعظم ناد
وتذهب بالمال العظیم فلن تری
لمدمنها من طارف وتلاد

بعض نے شراب کی مذمت اس وجہ سے کی ہے
کہ شراب آدمی کے دین میں نقصان پیدا کر دیتی ہے
اور اس شخص کے قول کو تسلیم کر لیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ
دُنیا کی بڑی بڑی مجلسوں میں داخل ہوتی ہے
اور بڑی بڑی دولت کو برباد کر دیتی ہے کہ تم
دائم الخمر کے پاس کوئی نئی پرانی چیز نہیں پاؤگے

فیمسی کریما سید اثر یغتدی
سفیہا حلیف الغی لعید رشاد
وقالوا تسلی وھو عاریۃ لھا
والا فلم یاتوا الذلک بشاد

....

....

ویختل یداوی من مرارتھا التی
اواخرھا مضروبۃ بقتاد
ولو اشرب الانسان مھلا بمھلۃ
لاصبح مسرورا باطیب زاد
ومن حسن حال الشاربین انھم
یرومونھا بالرغم برق وساد
ومن حسن ذا المحروم ان مدامہ
اذا غلبت تکسوہ ثوب رقاد
فیختلف الندمات طوالروحہ
ویحد وبھم نحو المروءۃ حادی
ومن حظہ بین الوری ضرب ظہرہ
فیمسی بلا حرب رھین جلاد
مجانین فی الاوھام قد ضل سعیھم
یحققون بیعا بحسن وعاد

وہ شام تک کریم اور سید رہتا ہے اور صبح ہوتے ہوتے سلیم العقل ہونے کے بعد احمق اور بے سمجھ بنجاتا ہے
اور کہتے ہیں کہ شراب رنج و فکر کو رفع کرتی ہے حالانکہ یہ شراب کی اصلی خاصیت نہیں بلکہ صرف عاریت ہے
ورنہ اس کیلئے یہ لوگ گانیوالے کو نہیں بلاتے۔

(بیاض)

اور سرکہ سے اس کی تلخی کا علاج کیا جاتا ہے وہ تلخی جس کی انتہا میں کانٹا لگا دیا گیا ہے۔
اگر انسان کو اُس کے بچپن میں گلا ہوا سیسہ پلایا جائے تو یقیناً وہ اس بہترین زاد پر خوش ہوگا۔
شرابیوں کے حال کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ

اور اُس بدنصیب کے حال کی ایک خوبی یہ ہے کہ جب اُسپر شراب کا غلبہ ہوجاتا ہے تو وہ اسکو نیند کی چادر اڑھا دیتی ہے
پھر ہمنشین اُسکی روح کو ہوشیار کرنے کیلئے آتے رہتے ہیں اور گانیوالا گا کر اُن کو مروت کی طرف لے چلتا ہے
اور خلق کے درمیان اُس کا حصہ یہ ہوتا ہے کہ اُسکی پیٹھ پر مار پڑتی ہے اور بغیر جنگ کے وہ جلاد کا گرفتار ہوتا ہے
یہ لوگ دیوانے ہیں جو اوہام میں مبتلا ہیں اُنکی سعی برباد ہے کہ یہ لوگ وعدہ کی خوشنمائی پر بیع کو محقق کرتے ہیں

ذیل کی نظم میں اپنے نفس کا نوحہ ہے اور یہ تبلایا ہے کہ جو کچھ مطلوب ہے وہ ان کے ہمجنسوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس نظم کی نسبت لکھا ہے کہ

ع یہ مصرع واضح نہیں ہے۔

۷۵۰ھ میں عرفہ کے دن جب جبال مریہ کے ایک غار میں گوشہ نشین تھے موزوں کی۔

زعموا ان فی الجبال رجالا صالحین قالوا من الابدال	لوگ سمجھتے ہیں کہ پہاڑوں میں رجال صالحین رہتے ہیں جو ابدال ہوتے ہیں
وادعوا ان کل من ساح فیہا فسیلقاھم علی کل حال	اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص پہاڑوں میں سیاحت کرتا ہے وہ بہرحال اُن لوگوں سے ملے گا
فاخترقنا تلک الجبال مرادا بنعال طورا ودون نعال	ہم نے ان پہاڑوں کو بارہا طے کیا کبھی جوتے کے ساتھ اور کبھی بغیر جوتہ کے
ما رأینا بہا خلاف الافاعی وشبا عقرب کمثل النبال	ہم نے ان میں سانپوں اور تیروں کے پھل جیسے نیش عقرب کے سوا کچھ نہیں دیکھا
وسباعا یجرن باللیل عدوا لاتسلنی عنہم تبلک اللیالی	اور درندوں کو دیکھا جو رات کے وقت دوڑتے رہتے ہیں نہ پوچھو کہ ان راتوں میں ان کا کیا حال تھا
ولو انا کنا لدی العدوۃ الاخری رأینا نواجذ الریبال	اگر ہم دوسرے کنارہ پر ہوتے تھے جب بھی شیر کے دانتوں کو دیکھتے تھے
واذا اظلم الدجی جاء ابلیس البنا بزور طیف خیال	اور جب تاریکی چھا جاتی تھی اُس وقت خواب پریشاں کی صورت میں ہمارے پاس ابلیس آتا تھا
ھو کالاینس فیہا ولولاہ اصیبت عقولنا بالخبال	اور رات کا گویا کہ مونس بن جاتا تھا اور اگر وہ نہ ہوتا تو ہماری عقلوں میں خلل واقع ہوجاتا
خل عنک المحال یا من تعنی لیس تلقی الرجال غیر الرجال	اے شخص جو اس خیال میں مشقت اُٹھاتا ہے اس خیالِ محال کو چھوڑ، مردوں سے مردوں کے سوا کوئی نہیں ملتا

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ دوستوں کی مذمت اور دشمنوں کی مدح میں نیا مضمون ہے اور ہمارا یہ کلام اسی مضمون پر ہے۔

جزی اللہ بالخیر اعدائنا فھوھم رائد المصلحہ	اللہ ہمارے دشمنوں کو جزائے خیر دے کہ اُن کا آنا جانے کا مقتضی ہے
ھم حملونا علی العرف کرھا	ان ہی دشمنوں نے ہم کو نیک کام پر مجبور کیا

وهو صرفونا عن المنكر
وهو اقعدونا بمجلس حكم
وفيهم رقينا على المنبر
وهو صيرونا ائمة علم
ودين وحسبك من مفخر
عدوي يؤول خيري لشر
وان جئت بالاثم لم يعذر
وانت ترى فرق من يعدل
بين المسئ وبين البري
ولا زود الله اصحابنا
بزاد تقى ولا خير
هم جرؤنا على كل اثم
وما كنت لولاهم مجتري
عفوا عن اكابر آثامنا
فكانوا اضر من الفاتر
اعارني القوم ثوب التقى
واني مما اعار وابري
اذا خدعوني ولم ينصحوا
واني بالنصح منهم حري
فمن كان يكذب حال الرضا
ويصدق في غضب مفتري
بلى سوف تلقى لدى الحالتين
بحكم هوى النفس حكم الفري
فيا رب ابق علينا عقولا
نبيع بها ثم لا نشتري

اور ان ہی نے ہم کو بُرے کام سے باز رکھا
اور ان ہی نے ہم کو مجلس حکم میں بٹھایا
اور ان ہی لوگوں میں ہم منبر پر چڑھے
اور ان ہی نے ہم کو علم اور دین کا امام بنایا
اور فخر کے لئے یہ کافی ہے
ہمارا دشمن ہمارے خیر کی شر کے ساتھ تاویل
کرتا ہے اور اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو معذور نہیں رکھتا
اور تم جانتے ہو کہ جو شخص اچھے اور برے لوگوں
کے درمیان انصاف کرتا اُن میں کیا فرق ہے
اور اللہ ہمارے دوستوں کو تقوے اور نیکی
کا زاد نہ عنایت کرے
ان ہی دوستوں نے ہم کو ہر گناہ پر جرأت دلائی
اور اگر وہ نہ ہوتے تو ہم کو جرأت کبھی نہ ہوتی
ان لوگوں نے ہمارے بڑے بڑے گناہوں کو معاف
کردیا اور اس طرح نشہ آور شے سے زیادہ مضر ہوگئے
(دوستوں کی) قوم نے ہمکو تقوی کا لباس عاریت دیا
حالانکہ جو کچھ انھوں نے ہمکو عاریت دیا ہے ہم اُس سے بری ہیں
پس ان لوگوں نے ہم کو دھوکہ میں رکھا اور نصیحت
نہیں کی حالانکہ ہم اُن کی نصیحت کے زیادہ مستحق ہیں
پھر جو شخص رضامندی کی حالت میں جھوٹ بولے
اور غصہ کی حالت میں سچ بولے وہ مفتری ہے
ہاں! دونوں حالتوں میں ہوائے نفس کے مطابق حکم
کرنے سے تم پر مفتری کا حکم لگایا جائیگا
پس اے رب ہم لوگوں کی عقلوں کو باقی رکھ
جن کو ہم بیچ دیتے ہیں پھر نہیں خرید کرتے

صـ ۱۱۹

شیخ نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کبھی کسی شخص کے کلام میں میری نظروں سے نہیں گزرا تھا پھر اس نظم کے بعد ایک شخص کا کلام دیکھا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

عداتی لهم فضل علیّ و منّة	ہم پر ہمارے دشمنوں کا فضل و احسان ہے
فلا اذهب الرحمن عنی الاعادیا	پس اللہ ہم سے دشمنوں کو دفع نہ کرے
فهم بحثوا عن زلتی فاجتنبتها	اس لئے کہ دشمن ہماری لغزشوں کی تفتیش کرتے ہیں تو ہم اُن سے بچتے ہیں
وهم نافسونی فاکتسبت المعالیا	اور وہ ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہیں تو ہم عزت و شرف حاصل کرتے ہیں۔

گویا ہمارا قدم اُس کی ساق پر پڑا (یعنی مضمون میں توارد ہوا)

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ موزوں کرتے وقت خیال تھا کہ ہم اس مضمون میں سابق ہیں۔

خلسنا لیلة من کف دهر	ہم نے زمانہ کے ہاتھ سے جو اچھی راتوں کا
ضنین باللیالی الطیبات	بخیل ہے ایک رات چھین لی
سلکنا للهوی والعقل فیها	اس رات میں ہم خواہش اور عقل دونوں کے
مسالك قد بعدن عن الشتات	ایسے راستوں پر چلے جن میں اختلاف نہیں تھا
قضینا بعض حق النفس فیها	ہم نے اس شب میں نفس کا حق کچھ ادا کیا
وحق الله مرعی الشبات	اور کچھ اللہ تعالیٰ کا حق جو پائدار ہے
فلم نر قبله فی الدهر وقتا	ہم نے اس کے قبل زمانہ میں کوئی وقت ایسا
بدت حسناته فی السیئات	نہیں دیکھا تھا جسکی خوبیاں برائیوں میں ظاہر ہوئی ہوں

پھر اس کے بعد ذیل کے شعر سے واقفیت ہوئی۔

لا ولتان علی المصلی (کذا)

تسرق فی نسکها الذنوب

(بوجہ تصحیف ترجمہ نہیں کیا گیا)

اور گویا ہماری ساق اُس بدنصیب کے قدم پر پڑی، ہم نے اس کے معنیٰ کو زوائد سے پاک کیا اس میں وضاحت پیدا کی اور اس کی کمی پوری کرکے اس کے مضمون کو درست اور بلند کیا۔

رہ گئی شیخ کی نثر اُس کا حال یہ ہے کہ اپنے زمانہ کی مروجہ نثروں سے جامعیت و بلاغت اطناب اور حلاوت میں بہت بلند مرتبہ ہے شیخ قافیہ بندی کی طرف کم مائل ہوتے ہیں اور تکلف کم اختیار کرتے ہیں۔ اس نثر کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ تمام نہیں ہو سکتی۔ اس مختصر اشارہ کے بعد ہم اُس کا ایک جزو قلیل پیش کرتے ہیں۔ سفارت مغرب سے ہمارے واپس آنے پر شیخ نے کسی سابق شاعر کی دو بیتوں کو عنوان بنا کر ہم کو لکھا۔

یا ایتہا النفس الیہ اذہبی
فحبہ مشہور من مذہبی
ایأسنی التوبۃ من حبہ
طلوعہ شمسا من المغرب

بل نجلک من التمثیل بالشمس فلو کان طلوعک علی ہذہ الأقطار کطلوعہا لاصبح جلہا لک عبادو لو کان نزولک ہطر التکیفت الصخور ترابا دامثا ولولا معرفتنا معشر اخوان الصفا باسرار انفسنا الحکمنا بان قلوبنا تخالی لاصلہ قائنا ولکن سبقت عیون السعادۃ بالجلال فلم تصادف بالرضا محلا لان تحصیل محال لازلت محروسنا بعین الذی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔"

اے نفس اُن کی طرف چل کہ اُن کی محبت ہمارا مشہور مذہب ہے
اُن کے آفتاب بن کر مغرب سے طلوع ہونے سے ہم اُن کی محبت کی توبہ سے مایوس ہو گئے

بلکہ ہم آپ کی شان کو اس سے برتر سمجھتے ہیں کہ اس کو آفتاب کے ساتھ تشبیہ دی جائے اگر آپ ان اطراف میں اسی طرح طلوع ہوتے جس طرح آفتاب طلوع ہوتا ہے تو کوئی شبہہ نہیں کہ یہ سارے ممالک آپ کی پرستش کرتے اور اگر آپ بارش کی طرح نازل ہوتے تو پہاڑ کی چٹانیں نرم مٹی بن جاتیں۔ اگر ہماری جماعت اخوان الصفا اپنے نفس کے مخفی حالات سے واقف نہ ہوتی تو بلا شبہہ ہم یہ فیصلہ کر دیتے کہ ہمارے دل اپنے دوستوں کی مدد کرتے رہتے ہیں لیکن سعادت کی آنکھیں جلال کو لے کر آگے بڑھ گئیں اس لئے آپ نے رضا (کی آنکھ) سے کوئی مرتبہ نہیں پایا کیونکہ تحصیل حاصل محال ہے۔ وہ آنکھ آپ کی نگہبان رہے جس پر نہ غنودگی طاری ہوتی ہے نہ نیند"

صفحہ ۱۲۰

اور جب ہم کو ریاست انشا کی خدمت ملی اُس وقت شیخ نے ہم کو لکھا۔

تخصکم یا محل الابن الارضیٰ
ولادۃ والاخ الصادق اخلاصاً
وود اخصکم اللہ من السعادۃ
باعلاھا مرتقی وافضلہا عقبی و
احمدھا غنی واکرمہا مسعی تحیۃ
اسعاد الی ایام لقائہ من المسلی
عنہا بتامیل العود الیہا المزجی
اوقاتہ بتردید الفکر فیہا محمد ابن
الحاج ابقاہ اللہ عن شوق والذی
لا الہ الا ھو لم احد قط مثلہ الی
ولی حمیم واللہ علی ما نقول وکیل
معرفا اننی بعلاقہ ویصلینی عن
کسرہ فحیا معہ مما اعتنی بہ من
توقلکم بالرتبۃ التی ما زال احباؤکم
منطوین علی انک لم تزد بذلک
رتبۃ علی ما کنت باعتبار الاھلیۃ
والمکانۃ العلیۃ الا عند الاطفال
والاغفال والمخلفۃ من النساء
والرجال لکن افوغنا ھذا لا
المخاطبۃ المحیطۃ فی قالب
الجمھور فلم تسر فیہا علی الاصح
لکن علی الجمھور ولو کانت
مصارف الوجود بیدی لوافتک
من وجود منازل سمائہ منازل
واوطانک افلاکہ مراکب و

اے قائم مقام فرزند دلبند اور اخلاص و محبت میں برادر صادق! اللہ آپ کو ایسی سعادت کے ساتھ مخصوص کرے جس کا زینہ سب سے بلند جس کا انجام سب سے افضل جسکی دولت سب سے زیادہ محمود اور جسکی سعی سب سے زیادہ شریف ہو ہم محمد ابن الحاج کی طرف سے جو سعادت کی جگہ حصول سعادت کی امید سے دلکو تسلی دیتا اور اپنے اوقات سعادت کے فکر و خیال میں گزارتا ہے آپ کو اُس سے ملنے کے دن تک دعاء اسعاد کیساتھ مخصوص کرتے ہیں اللہ اس کے شوق کو باقی رکھے اور قسم ہے اُسکی جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ ہم نے ایسا شوق کبھی دوست مخلص کے لئے نہیں محسوس کیا اور اللہ ہی ہمارے قول کا وکیل ہے۔

یہ اقرار کرتے ہوئے کہ بلاشبہہ ہم ——— آپ کے احباب ہمیشہ سے یہ سمجھتے رہے ہیں آپکے اس عہدہ پر ترقی کرنیسے بلحاظ اہلیت اور مرتبۂ عالیہ کے آپ کے درجہ میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی مگر لڑکوں اور احمقوں اور خانہ نشین عورتوں اور مردوں کے نزدیک لیکن ہم نے یہ رسمی خط جمہور کے خیال کے مطابق لکھا ہے اور اسمیں صحت و واقعیت کا نہیں بلکہ جمہور کا اتباع کیا ہے

اگر وجود کے انقلابات میرے اختیار میں ہوتے تو ہم آسمان وجود کی منزلوں کو آپکی منزلیں بناتے اور اُسکے افلاک کو مرکب بنا کر آپ کا قدم اس پر رکھواتے اور پانی پینے کیلئے آپ کو اُس کے کوثر پر لیجاتے اور آپ کو اُس کی سب سے بلند

اورد تک کوثرہ مشربا واحلامک ارفعہ معقلا واقبستک یالادہ مصباحا واملیتک اسرارہ تحفا وقد تبلغ المقاصد مبالغ لا تنتہی اٰناجیہا الاعمال فمن وما اضمرہ لذالک الجملۃ الجلیلۃ الفاضلۃ مما اللہ رقیب علیہ ومحیط بہ فائفہ ولو کانت لہذا العبد الغافل الماسور فی قید نفسہ المحزون بانتہاب الایام راس عمرہ فی غیر شیئ دعوۃ فی ماعدا ہذا الوجہ لحتی یغلب علی ظنہ ان العلیم بذات الصدور والاہا من قبولہ بارقۃ یخصلک بہا واللہ شہید علی ماتکنہ الافئدۃ وھو حسبنا ونعم الوکیل والفضل جم والمحاسن عدیدۃ فلنقتصر اضطرارا ونکف امتثالا للرسم وانقیادا امتع اللہ بہ

چوٹی پر ٹھہراتے اور روشنی کے لئے آپ کو اُس کا بدر دیتے اور آپ کی خدمت میں اُس کے اسرار کا تحفہ پیش کرتے۔ اور مقاصد اس درجہ تک پہنچ جاتے جس کی انتہا تک اعمال نہیں پہنچ سکتے پس ہم ہیں اور آنجناب کی بزرگ اور فاضل ذات مجموعۂ صفات کے لئے جو کچھ ہمارے دل میں مضمر ہے وہ ہے جس سے اللہ خبردار اور اُس کے ذرہ ذرہ سے واقف ہے۔

اور اگر اس بندۂ غافل کے لئے جو اپنے نفس کی قید میں گرفتار اور اس غم میں مبتلا ہے کہ زمانہ نے اُس کے سرمایۂ زندگی کو محض لا حاصل غارت کر دیا اس جہت کے سوا کسی دوسری طرف رغبت ہوتی تو وہ کوشش کر کے یہ ظن غالب حاصل کرتا کہ علیم بذات الصدور نے اُس کو قبولیت کا شرف بخشا ہے پھر اس طرف کیساتھ آپکو مخصوص کرتا اللہ دلوں کے بھید سے واقف اور ہمارے لئے کافی اور بہتر وکیل ہے۔ ص ۱۲۱

اور فضائل بکثرت اور محاسن متعدد ہیں اسلیئے ہم مجبوراً اختصار سے کام لیتے اور رسم کے موافق ومطابق اسی قدر پر بس کرتے ہیں۔

محمد بن عبد اللہ بن منظور قیسی

نام کنیت سکونت اور کنیت	محمد نام، ابو بکر کنیت، شہر مالقہ کے رہنے والے ہیں۔ ابو بکر کی اصل اشبیلیہ کے ایک خاندان سے شروع

ہوتی ہے جو اپنی خصوصیت، برتری اور اصالت میں مشہور ہے، جس کی شہادت وہ کتابیں دیتی ہیں جو اس خاندان کے بارے میں لکھی گئی ہیں، جن میں ایک کتاب "الروض المحظور فی اوصاف بنی منظور" ہے۔

حالات

"کتاب عائد الصلۃ" میں ابوبکر کے حالات اس طرح مذکور ہیں:۔

"ابوبکر بہت خلیق، متواضع، خوش مزاج اور خندہ رو ہوئے ہیں، علوم کی کافی دستگاہ رکھتے ہیں، لوگوں کی مبالغہ آمیز ستائش کرتے ہیں، بہت تجربہ کار اور محاکمے کے خوگر ہیں، اور دستاویز کی شرطوں کے علم میں بصیرت رکھتے ہیں، اکثر مقاموں میں عہدۂ قضا پر مامور کئے گئے، بعد ازاں شہر مالقہ میں جو اُن کا مسکن ہے ترقی دی گئی، یہاں اُن کی سیرت مشکور اور کارنامے قابل ستائش ثابت ہوئے، خشیت الٰہی سے جلد متاثر ہو کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں، عقیدے کے اچھے، ایثار میں مشہور اور صدقہ دینے میں نیکنام ہیں، ان کے علاقے کا جو مصیبت زدہ شخص ان کے مستقر سے گزرتا ہے اُس کی دعوت وہ ضرور کرتے ہیں، اپنے اسلاف کی روش اور وضع کے پورے پابند ہیں، ناظم اور ناثر ہیں اور ان صنعتوں میں کوتاہ دست نہیں ہیں"۔

اساتذہ

ابوبکر کے اساتذہ کے نام یہ ہیں:۔

استاذ ابو محمد بن ابی سداد ان کے پاس ابوبکر نے قراءت کی اور ان کی صحبت میں رہکر بہت کچھ فائدے حاصل کئے۔

اور وہ اساتذۂ اعلام جن سے سماعت کی اُن کے نام یہ ہیں:۔

خطیب ولی ابوعبد اللہ طنجالی، ابوعبد اللہ بن ادیب جو ایک سن رسیدہ راویۂ عدل ہیں،

ابوالحکم مالک بن مرصد یہ ایک معمر بزرگ ہیں، شیخ وصوفی ابوعبد اللہ محمد بن احمد اقشری۔

فاسی، ان فاسی بزرگ سے خرقۂ تصوف بھی حاصل کیا، خطیب ابوعبد اللہ بن رشید،

ص ۱۲۲

شیخ قاضی ابو المجد احوص، ابن مجاہد رندی معروف بہ سمار، خطیب و زاہد ابو عبد اللہ سلال، اور جزیرہ خضرا میں خطیب ابو العباس ابن خمیس سے سماعت کی جن اساتذہ نے لکھ کر اجازہ عطا کیا اُن کے نام یہ ہیں:-
ابو عبد اللہ بن زبیر، فقیہ ابو الحسن بن عقیل رندی، معمر وزیر ابو علی طنجی، ابو الحکم ابن منظور جو ابو بکر کے والد کے چچا زاد بھائی ہیں، اور ابو عبد بن کمال۔ مذکورۂ بالا ناموں کی یہ فہرست میں نے خود ابو بکر کی تحریر سے نقل کی ہے۔

تالیفات مجھے ابو بکر نے اپنی تالیفات کی اطلاع دی ہے، تفصیل یہ ہے:-

(۱) نفحات المسوک وعیون التبر المسبوک، اس کتاب میں خلفا وزرا اور ملوک کے اشعار جمع کئے ہیں (۲) کتاب السحب الواکفہ والظلال الوارقہ، اعتقاد فلاسفہ کے رد میں لکھی گئی ہے (۳) کتاب الصیب الھتان الواکف بغایات الاحسان، اس کتاب میں صحیح احادیث نبوی اور قرآن شریف کی سورتوں سے دعائیں اخذ کی گئی ہیں، (۴) کتاب البرھان، اس میں قرآن شریف کی سورتوں کے خواص بیان کئے گئے ہیں، (۵) کتاب فی الوقایق، اس میں رقائق کے متعلق چالیس حدیثیں ہیں جو سنداً موصول ہیں (۶) کتاب تحفۃ الابواد، مسئلۂ نبوت اور اُس کے اسرار میں ہے (۷) کتاب الفعل المبرور والسعی المشکور، قاضی ابو محمد بن منظور کے حالات میں ہے۔

اشعار ابو بکر کے اشعار میں سے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں:-

ما للعطاس ولا للفال من اثر فثق فدیتک بالرحمن واصطبر	چھینک اور فال میں کوئی خاص اثر نہیں ہے میں تیرے قربان جاؤں! خدائے رحمن پر اعتماد کر کے صبر کرو
وسلّم الامر فالاحکام ماضیۃ تجری علی السنن المربوط بالقدر	اور ہر کام کو اُسکے حوالے کر دو کیونکہ تمام احکام جو چل رہے ہیں وہ قضا و قدر کے مربوط قاعدوں پر جاری ہیں،

محمد بن علی بن خضر بن ہارون غسانی

صفہ ۱۲۱

نام، کنیت، عرف، سکونت

محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، ابن عسکر عرف ہے، شہر مالقہ کے رہنے والے تھے۔

"کتاب الذیل والتکملہ" میں ابن عسکر کے حالات بایں طور تحریر کیے گئے ہیں:۔

"ابن عسکر خوش بیان، نحوی، تیز ذہن، علوم میں صاحب تفنن، خوشخط راوی حدیث، تاریخ دان، حافظے کے قوی، فہیم، فنون میں یکساں دخیل، پکے دیندار، نہایت بامروت، فاضل سخی، عام و خاص میں معظم، بڑے خلیق، خوش صحبت، فراخ حوصلہ، لوگوں کے حاجت روا، اور بہت بردبار تھے۔

جو شخص اُن کی برائی کرتا وہ اُس کی بھلائی کرتے، اپنے جاہ سے دوسروں کو نفع پہنچاتے، اور بذات خود بہت سخی تھے، وثیقوں کے ناقد اور مبصر، نظم و نثر فی البدیہہ اس طرح تحریر کرتے کہ اُن کی بلاغت اور خوبی قائم رہتی تھی۔

ابتداءً شہر مالقہ میں قاضی ابو عبد اللہ بن حسن کی نیابت میں مدت تک عہدۂ قضا کے فرائض انجام دئے بعد ازاں امیر عبد اللہ بن نصر نے بروز شنبہ ۲۰ رمضان ۶۳۵ھ کو انھیں مستقل قاضی بنا دیا مگر وہ اس استقلال سے کچھ خائف ہوئے اور اس سے باز رہنا چاہا مگر امیر موصوف کے اصرار سے اس عہدے کو قبول کر لیا اور نہایت خوش اسلوبی سے اُس کے فرائض انجام دئے اور اُن حقوق کو جو باطل میں چھپ گئے تھے ظاہر کر کے احکام جاری کئے۔

ابن عسکر عزیمت کے پختہ، پر ہیبت، بہت دلیر تھے اور صاف بیانی سے فیصلے لکھتے تھے، خدائی کاموں میں ملامت گروں کی ملامت سے بالکل نہ ڈرتے تھے، اور اسی روش پر اُنھوں نے اپنی باقی عمر گزار دی۔

اساتذہ

ابن عسکر نے جن اساتذہ سے روایت کی ہے اُن کے نام یہ ہیں:۔

ابو اسحٰق، ابو بکر بن عتیق، ابو جعفر حیان، ابو الحسن شقوری، ابو الحجاج بن شیخ،
ابو الخطاب بن واجب، ابو زکریا اصبہانی نزیل غرناطہ۔

ص ۱۴۴

تلامذہ

ابن عسکر کے تلامذہ کے نام یہ ہیں:۔
ابو بکر بن خمیس جو ابن عسکر کے بھانجے تھے، ابو العون اور ابو عبد اللہ بن بکر البیری، ان لوگوں نے ابن عسکر سے روایت کی ہے، ابو القاسم بن عمران، اور ابو عبد اللہ بن آبار نے ان سے تحدیث کا اجازہ حاصل کیا ہے۔
نیز عراقیین کی ایک جماعت کو ابن عسکر نے اجازہ لکھ کے دیا، یہ اہل بغداد کی ایک جماعت تھی جسے اہل اندلس نے طلب کیا تھا جس کا تذکرہ ابو بکر بن ہشام کے ضمن میں گزر چکا ہے، اس جماعت کی نظم و نثر کی خوبیوں کا ابن عسکر نے اعتراف کیا ہے۔

تصانیف

ابن عسکر نے بکثرت مفید اور بہترین کتابیں تصنیف کیں جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) المشرع الروی فی الزیادة علی المراوی اس میں چالیس حدیثیں ایسی ہیں جن کے راویوں میں اُن کے استاد صائی کا نام آیا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس اسلوب پر ان سے پہلے کسی اور نے کتاب لکھی ہو، اس تصنیف سے اُن کے استاذہ کی کثرت اور روایت کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے (۲) نزہتہ الناظر یہ کتاب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ہے، الخبر المختصر یہ صبر کی تسلی میں لکھی ہے۔ اس کتاب کو ابو محمد بن احوص نابینا واعظ کے لئے تالیف کیا تھا، ادخار الصبر وافتخار القصر والفقر، یہ ایک رسالہ ہے، الاکمال والاعلام فی صلة الاعلام بمجالس الاعلام من اہل مالقة الکرام، اس کتاب کا دوسرا نام مطلع الانوار ونزہتہ الابصار ہے اس میں مالقہ کے رؤسا اور اکابر کے مناقب اور آثار لکھے ہیں، اس کتاب کے ختم ہونے سے پیشتر ابن عسکر کی وفات ہو گئی اس کی تکمیل اُن کے بھانجے ابو بکر محمد بن خمیس نے کی، میں نے اس کتاب سے اپنی اس تالیف میں جابجا واقعات نقل کئے ہیں۔

پیشتر اس سے کہ آسمان معارف سے ابن عسکر کے وجود کا آفتاب غروب ہو انھوں نے اپنی موت کی خبر حسب ذیل اشعار میں دی تھی:۔

ولما انقضی احدی وخمسون حجة
کانی منها فعو بسائر یحطم

اور جب اکاون سال کی میری عمر ہو چکی
اور میں کنویں کے چرخ والی لکڑی کی مانند ہو گیا جو ٹوٹ رہی ہو

ترقیت اعلاها لانظر فوقها
ملاء الحتف منی علنی منه اسلم

تو اس سال سے اونچا ہو کر موت کی درازی کو اوپر دیکھنے لگا
تاکہ شاید میں اس سے بچ سکوں

اذا هو قد ادنی الی کانما
ترقیت فیه نحوهٗ وهو سلم

ناگاہ موت میرے نزدیک آگئی
گویا کہ سال مذکور موت کیطرف چڑھنے کا زینہ ہے

ایک کوزہ پشت کے متعلق ابن عسکر نے دو شعر کہے تھے:۔

واحدب تحسب فی ظهره
سفينة فی نهر عائمه

ایک کوزہ پشت کے متعلق تمھارا خیال ہے
کہ اسکی پشت پر ایک کشتی ہے جو نہر میں تیر رہی ہے

مثلث الخلقة لكنه
فی ظهره زاوية قائمه

وہ خلقۃً مثلث ہے مگر
اُس کی پشت پر زاویۂ قائمہ بنا ہوا ہے۔

میں نے ابن عسکر سے اجازہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں اُنھوں نے ایک نہایت اعلیٰ نظم لکھ بھیجی تھی وہ یہ ہے:۔

اجبتک لا انی لما رمته اهل
ولا ان ما احببت محتمل سهل

میں نے آپکی درخواست قبول کی نہ اسلئے کہ میں آپکے مقصد کا اہل ہوں
اور نہ آپکی محبوب شے آسان اور قابل برداشت ہی ہے

وما العلم الا البحر قد طال مده
ومالی عل فی الورود ولا نهل

علم ایک دریا ہے جس کی پہنائی وسیع ہے
اور میں اس دریا میں دو ایک بار بھی اُتر کر سیراب نہ ہوا

وکیف ارانی اهل ذاک وقد اتی
علی النفس امران البطالة والجهل

اور میں اپنے آپ کو اس کا کیونکر اہل سمجھوں
جبکہ میرے نفس میں دو باتیں بیکاری اور جہالت آگئی ہیں

واسئال ربی العفو عنی فانه
لما یرتجیه العبد من عفوه اهل

میں اپنے رب سے عفو گناہ کا خواستگار ہوں
بیشک وہ بندے کے عفو تقصیر کا اہل ہے

ولادت
سال ولادت تقریباً سنہ ۵۸۴ھ ہے۔

وفات روز چہار شنبہ وقت ظہر ۱۲ جمادی الآخرہ سنہ ۶۳۶ ھ کو وفات پائی۔

محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن احمد ابن محمد بن ابی بکر بن سعد

نام و نسب محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، ابن بکر عرف ہے، نسلاً اشعری ہیں، مالقہ ان کا مرز بوم ہے اور بلج کی اولاد سے ہیں جن کا سلسلۂ نسب یہ ہے:-

بلج بن یحییٰ بن خالد بن عبدالرحمٰن بن زید بن ابی بردہ مسمیٰ عامر بن ابی عامر ابن ابو موسیٰ (اشعری) مسمیٰ عبداللہ بن قیس صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن حزم نے بلج کو ان عربوں میں شمار کیا ہے جو اندلس میں آکر بس گئے تھے۔

حالات "کتاب عائد الصلہ" میں ابن بکر کے حالات اس طرح مسطور ہیں:-

"ابن بکر علماء کے صدر، فضلاء کے سردار، سادہ مزاج، اور صفائی پسند تھے، ان کا حلقۂ درس وسیع اور ان کی نظر گہری تھی، واضح مسلک کے پابند، انصاف پسند، احکام و قرأت کے عارف، تاریخ و اسناد جرح و تعدیل کے لحاظ سے حدیث کے ماہر، انساب اسماء اور کنیتوں کے حافظ، عربیت کے محافظ، اصول و فروع لغت، عروض، فرائض اور حساب میں یکساں دخیل، نیک خلق اور پر وقار تھے، طلبہ کے مہربان، علم اور علما کے دوست اور اہل علم کے قدر افزا تھے، تصنع سے پاک، پوشاک میں بے تکلف اور خود دار تھے، فیصلہ نافذ کرنے میں سخت اور اس کی نصرت میں مشہور تھے۔ اولاً انہیں اپنے شہر مالقہ میں سرداری کی خدمت ملی جس کے فرائض میں رفاہ عام اور

امور حل وعقد کی نگرانی تھی بعدازاں اُسی شہر میں عہدۂ قضا پر فائز کئے گئے انہوں نے اس عہدے کی عزت کو بہت بڑھایا اور اپنی نرمی کو چھوڑ کر حق کے فرمانبردار ہو گئے اور پھر بھی وہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول، اپنے اوقات کے پابند اور نفع رسانی میں حریص تھے، اس کے بعد وہ محرم کے عشرۂ اوّل ۷۳۶ھ کو غرناطہ کے قضا اور خطبے کی خدمت پر مامور کئے گئے۔ ان فرائض کے انجام دینے میں حقانیت کو ظاہر کیا گواہوں پر جرح کر کے ستّر سے زیادہ آدمیوں کو کھوٹا قرار دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ایسی عداوت اور کشاکش کے دریا میں اُترنے کے لئے انجام کی پروا کئے بغیر اُٹھ کھڑے ہوئے جس کی ہولناک موجوں کے تھپیڑے آ آ کر ان سے ٹکرائے اور اپنے بھنور میں اُنھیں خوب غوطے دئے جس کی سخت مشقت اور کید میں وہ ایسے مبتلا ہوئے کہ دوسرا شخص اتنا مبتلا نہ ہوا تھا یہاں تک کہ وہ راتوں کو نماز پڑھنے کے لئے شاہراہ چھوڑ کر گلیوں میں سے غیر مطمئن حالت میں جانے لگے، اور اس باب میں اُن کے ساتھ بہت سے واقعات پیش آئے، اور اُن کی یہ حالت اُس وقت تک قائم رہی جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔

ایک دفعہ امیر نے کسی شاہد کے متعلق اُنھیں مجبور کیا کہ دوبارہ اُسے ثقہ اور عادل مان لیا جائے مگر اُس وقت بھی وہ نرم نہ ہوئے، باوجود ان حالات کے وہ غرناطہ میں اشاعت علم کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہوئے تمام علوم وفنون کا درس دیتے رہے اور طالبان علم کو فائدہ پہنچا کر اُنکو فارغ التحصیل بنایا، وہ عربیت، فقہ، اصول اور قرآن پاک کا درس دیتے، فرائض اور حساب کی تعلیم اور حدیث شریف کی شرح بیان کرتے اور اُس کی سماعت کے لئے نہایت وقار، سکون، حسن تجمل اور انشراح صدر کے ساتھ مجلسیں منعقد کرتے تھے۔

قاضی ومورخ ابو الحسن بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو عبداللہ بن ابی بکر

ابن ابی بکر سے ابن بکر کے جد اعلیٰ مراد ہیں۔ مترجم

جو ہمارے قریبی سسرالی رشتہ دار تھے بڑے صاحب عزم و ارادہ، حکم ناطق اور فیصلے کے آدمی تھے، خدا اُن پر رحم فرمائے وہ ہر عہد سلطنت میں صاحب صولت اور ہر کج رو کے لئے شعلۂ جوالہ تھے انھوں نے حاسدوں کے دلوں کو جلاکر عہدۂ قضا کی عزت بڑھائی اور اُس سے گرد و غبار کو دور کرکے اپنے علوم کے ذریعے سے صداقت کے تاروں کو روشن کیا، مشکل سے مشکل باتوں کو نافذ کیا، اور اُن جگھوں میں ثابت قدم رہے جہاں انسان بھٹک جاتا ہے، اپنی حجتوں سے لوگوں کو قائل کیا اور اپنے تفقہ سے نکتے پیدا کئے۔

توقیع ہمارے دوست ابو جعفر شقوری نے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز میں ابن بکر کے اجلاس میں بیٹھا ہوا تھا دفعتہً ایک عورت اُن کے سامنے آئی اور ایک رقعہ پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا "میں اپنے طلاق دینے والے شوہر سے محبت رکھتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ کوئی شخص اُس سے سفارش کر کے رجعت کرا دے" ابن بکر نے رقعہ لیکر اُس کی پشت پر یہ توقیع لکھی۔

"تمام ستائش خدا کے لئے ہے، جو شخص اس تحریر کے مضمون سے واقف ہو اُسے چاہیئے کہ ایک فریادرس کی طرح ہوش و گوش سے سن کر اس عورت کے لئے اُس کے شوہر سے سفارش کر دے، اور اس کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سفارش کی پیروی سمجھے جو بیرہ کے لئے مغیث سے کی تھی، خدا ہم سب کو عقل و دین عطا فرمائے اور ہدایت یافتہ لوگوں کے مسلک پر چلائے" اس کے بعد شقوری نے ہم سے کہا کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ خود ابن بکر نے سفارش کیوں نہ کی میں نے جواب دیا کہ حاکم کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ خود اس قسم کی سفارشیں صراحۃً کیا کرے۔

شاعری دو بیتوں کے علاوہ جو ایک عربی النسب کمان کی تعریف میں ہیں ابن بکر سے شعر نہیں سنے گئے، وہ دو بیت یہ ہیں:—

لام العواذل بنت النبع والنشم　　درخت نبع اور نشم کی لکڑی کی ملامت کرنے والے ملامت کی

تنزری بعطف قصب البان والعلم	کہ اُسنے علم اور بکائن کی شاخ کی لچک کو عیب ناک کر دیا
قوام قامتہا تمام معطفہا	اُس کے قامت میں پوری لچک ہے
من تلق تقتلہ تصمیدا وتصم	جس کسی سے مقتل میں ملتی ہے اُسے وہیں ہلاک یا چاک کر دیتی ہے

اساتذہ

ابن ابی بکر نے استاذ خطیب صاحب فنون ابو محمد بن ابو داؤد باہلی سے قرآن عظیم کی تعلیم جماعت کے ساتھ اور تنہا حاصل کی زبان عربی اور حدیث کی تعلیم بھی اُن سے پائی اور اُن کی صحبت میں رہ کر اُن کے اخلاق سے آراستہ ہوئے، شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن عیاش خزرجی قرطبی سے حدیث کی اکثر کتابیں پڑھیں جن میں صحیح مسلم بھی ہے، اس کے ایک حصے کے سوا پوری سماعت شیخ موصوف سے کی۔

ص ۱۳۸

دوسرے اساتذہ کے نام یہ ہیں:—

قاضی ابو القاسم قاسم بن احمد بن حسن بن سکوت، فقیہ صدر کبیر ابو عبداللہ بن ربیع، فقیہ قدوۃ الولی ابو عبداللہ محمد بن احمد طنجالی، شیخ قاضی ابو الحسن بن استاذ علامہ ابو الحجاج بن مصامد، استاذ خاتمۂ معلمین ابو جعفر بن زبیر، خطیب محدث ابو عبداللہ بن رشید، خطیب ولی صالح ابو الحسن بن فضیلہ، استاذ ابو الحسن بن لباد مشرقی، شیخ استاذ ابو عبداللہ بن کمال۔

اہل سبتہ میں جن اساتذہ نے ابن بکر کو اجازہ دیا اُنکے نام یہ ہیں:—

شیخ الشرفاء ابو علی بن ابی تقی طاہر بن ربیع اعدل راویہ ابو فارس عبدالعزیز بن ہواری، ابو اسحٰق تلمسانی، الحاج عدل راویہ ابو عبداللہ بن حصار، استاذ معمر ابو القاسم بن عبدالرحیم قیسی، استاذ ابو بکر بن عبید، شیخ معمر ابو عبداللہ بن ابو القاسم بن عبداللہ انصاری۔

اہل افریقیہ میں جن اساتذہ سے ابن بکر نے اجازہ حاصل کیا اُن کے نام یہ ہیں:—

ادیب معمر ابو عبداللہ بن ہارون، ابو العباس احمد بن محمد مالقی، محمد بن محمد بن سید الناس یعمری، عثمان بن عبدالقوی بلوی، یہ اہل مصر سے ہیں، عالم انساب شرف الدین عبدالمومن بن خلف دمیاطی، انکے علاوہ

مصر، شام اور حجاز کے اساتذہ سے بھی فائز المرام ہوئے۔

ولادت	آخر ذیحجہ ۵۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔
وفات	جزیرۂ طریف کی جنگ میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی اُسی میں ابن ابو بکر بھی شہید ہوئے لوگوں کا گمان ہے کہ ابن بکر

کے پاس ایک خچر تھا، اس جنگ کے بعض شکست خوردہ اشخاص نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ اس پر سوار ہولیں مگر اُن میں سواری کی قوت باقی نہیں رہی تھی جواب دیا "یہ یوم فرحت ہے میں واپس جارہا ہوں" یہ اشارہ تھا اُس آیت کی طرف جو شہدار کے متعلق ہے (فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ) یعنی اللہ نے اُن شہدا کو جو فضیلت دی ہے اس سے وہ خوش ہیں، یہ واقعہ روز شنبہ وقت چاشت ۷، جمادی الاولی ۶۴۱ھ کو پیش آیا۔

محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن محمد ابن محمد بن علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ناصر ابن خبوزہ بن قاسم بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

صفحہ ۱۲۹

یہ نسب نامہ محمد کی تحریر سے منقول ہے، ان کی برتری مشہور ہے۔

حالات	یہ فاضل روزگار کمال کی نشانیوں میں سے ایک نشان، وقار وصحت رائے، اور دوراندیشی میں بے نظیر تھے، بردباری

اور اعتماد، پاکیزگی اخلاق کے ساتھ نرمی، انبساط کے ساتھ انقباض، یہ اسباب تھے، جن کے باعث انھیں قوموں پر غلبہ حاصل ہوا، میانہ رو، خوش خلق، خواہشوں پر قابو رکھنے والے، غمخوار، صبر وحسن اخلاق میں ممتاز، اور بڑے

حیادار تھے، دل کے مضبوط، بلند ہمت، خوش پوش، ہمنشینوں کے لئے مفید، بلا کے تیز اور بلند فہم تھے، علم کی سند کے ساتھ، حسب و نسب کی بلندی، پاکیزگیٔ نفس اور حسنِ طبیعت سے متصف تھے، بلاغت کے علمبردار، میدانِ بیان کے راہرو، زبان اور اُس کی شاخوں میں یکتائے روزگار، اور اُس کی خوبیوں کے مالک تھے، بیمثال حافظہ رکھتے تھے، امثال و شواہد نوکِ زبان تھے، وسعتِ نظر اور راست بینی سے آراستہ، غفلت و کم فہمی سے مبرا، نوادرِ لغت اخبار و تاریخ، عروض و قافیہ و بدیع سے مزین، فقہ کی تدریس و علم میں برتر، مسائل کے استخراج میں ماہر، درس و تدریس کے بارِ گراں کے متحمل، تصنیف میں ممتاز، حاضر دماغ، فصیح زبان اور اپنے خاندان کے لئے باعثِ فخر تھے،

ص ۱۳

ولایت

محمد بنو نصر میں سے پانچویں بادشاہ کے عہد میں غرناطہ آئے، عہدِ شباب تھا، اور زبان کا علم، اسالیبِ بیان سے واقفیت کی کوئی حد نہ تھی، شیریں اور خالص شعر کہتے تھے، اس اعلیٰ قابلیت نے ترقی کا راستہ ہموار کردیا، اور وہ "کتابت الانشا" کے سلسلے میں منسلک کر لئے گئے، جو اُس زمانے میں ایک نایاب چیز شمار کی جاتی تھی، پھر اُن کا فضل مشہور ہوا، اور اُن کی شرافت کا شہرہ دور دور ہوا تو اُن کا منصب دائرۂ علم سے عہدۂ حکومت کی طرف منتقل ہوا، تاآنکہ ۴ ربیع الآخر ۷۳۶ھ کو مختلف جگہوں میں رہنے کے بعد غرناطہ میں قلمدانِ کتابت و عہدۂ قضا و خطبہ ہاتھ میں لیا، اور فیصلوں کا بارِ گراں اپنے سر لے لیا، اور بزرگی کا اہل اپنے کو ثابت کر دکھایا، اس حال میں کہ با اختیار و بارعب، نکتہ چینی سے تقریباً محفوظ رہے اور تائید و توفیق ہمیشہ اُن کے ہمرکاب رہی، تقریروں کی بلاغت کا کیا پوچھنا، زبان صاف اور سلیس، بڑے بڑے مقررین اُن کے سامنے دم نہیں مار سکتے تھے، دشمنوں کے یہاں سفیر بنا کر بھیجے گئے، اور اپنی کوششوں میں کامیاب، مشوروں میں صائب اور حیا و شرافت میں ممتاز رہے، یہاں تک کہ عہدۂ قضا سے شعبان ۷۴۷ھ کو بلا کسی عیب چینی یا جرم کے معزول کئے گئے، اس کے بعد مسندِ درس کو زینت دی، اور علوم ادبیہ و فقہ کی تعلیم کے لئے اپنے کو وقف کر دیا

لیکن پھر کچھ ہی دنوں کے بعد اُن کے دلی قدر دان امیر مملکت نے وادی آش (جو غرناطہ کا ایک حصہ ہے) میں اُسی اعزاز و وقار کے ساتھ قاضی مقرر کر دیا، جس کے بعد وہ اپنے عہدے پر منتقل ہو گئے،

ہمارے اُستاذ ابو الحسن بن الجیاب اور اُن کے درمیان بہت دوستانہ تھا، اس معزولی کے بعد دونوں نے شعر و شاعری میں خوب اپنے خیالات کا اظہار کیا، اور داد فصاحت دی۔

مندرجہ ذیل اشعار میں وہ معزولی پر تسکین دیتے ہیں، اور عہدۂ قضا کو ملامت کرتے ہیں کہ اُس نے ایسے بزرگ سے کیوں روگردانی کی

لا مرحباً بالناشز الفارک
ان جهلت رفعة مقدارک
لو انها قدا وتيت رشدها
ما برحت تعشوا فی نارک
اقسمت بالنور المبين الذی
منه بدت مشكاة انوارک
ومظهر الحاكم الحكيم الذی
تتلی عليه طيب اخبارک
ما لقيت مثلک كفواً لها
ولا أوت إلى اكوم من دارک

جدائی اور علٰحدگی اختیار کرنے پر وہ مسرور نہ ہو
کہ اُس نے تمہارے بلند مرتبے کو نہ پہچانا
اگر اُسے پوری سمجھ ہوتی
تو وہ حصول منفعت کیلئے ہمیشہ تمہاری آگ کا رخ کرتی
میں اُس نور الٰہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں
جس سے تمہاری روشنی کا چراغ ظاہر ہوا،
اور اُس دانا فیصلہ کرنے والے کی قسم
جس کی پاکیزہ خبریں تم پر تلاوت کی جاتی ہیں،
میں نے تمہارا سا عہدۂ قضا کا اہل کسی کو نہیں پایا۔
اور کبھی تم سے زیادہ شریف گھر اُسے نہیں میسر آیا۔

پھر غرناطہ میں عہدۂ قضا پر مامور کئے گئے، اور اپنے مشہور اوصاف بزرگی، پاکیزگی، عدل کا التزام، اور خودداری کے ساتھ داد قضا دیتے رہے، یہاں تک کہ سلطان نے ۷۵۵ھ عید کے دن داعی اجل کو لبیک کہا، اس حال میں کہ وہ اُن کے فیصلوں سے خوش، اور اُن کے اقتدار پر مطمئن رہے اس کے بعد اُن کے فرزند ارجمند جانشین ہوئے، اُن کے منصب پر اُنھوں نے بھی اظہار خوشنودی کیا، اور اُن کی عزت و اکرام میں مبالغہ کیا، اور اُنکی ہمنشینی کے خواستگار رہے،

ص۱۳۱

اساتذہ محمد نے سبتہ میں اپنے یگانۂ روزگار، پاکیزہ خیال والد ماجد سے پڑھا، اور ان کے علاوہ ابوعبداللہ بن ہانی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا، اور زیادہ تر انھیں سے استفادہ کیا، امام استاذ الاساتذہ ابواسحٰق غافقی سے بھی شرف شاگردی حاصل ہے، خطیب ابوعبداللہ غماری، خطیب محدث ابوعبداللہ بن شہید، قاضی ابوعبداللہ قرطبی اور فقیہ زاہد ابوعبداللہ بن مریث سے روایت حدیث کی، اور مشہور عالم ابوالقاسم بن حریث اور دیگر علما سے بھی استفادہ کیا،

مصیبت سلطان مذکور کی وفات کے دن محمد پر ایک عجیب مصیبت آئی، جس نے انھیں چور چور کر دیا، وہ سجدے میں تھے کہ ان پر بہتوں کے پاؤں پڑے اور ایک امیر جو سریہ کا امام تھا ان پر گر گیا اور ان کی عبا کا دامن ان کے منھ پر لپٹ گیا، جس سے ان کی سانس رک گئی، اور کچھ دیر تک موت و زیست کی کشمکش میں رہے، تا آنکہ خدا نے انھیں اس سے نجات دی، تو ہلاکت سے بچے، اور اس پیچ و اضطراب کے مقام سے دور نکل گئے، اور فوراً فصد کھلوائی، اور اللہ نے شفا دی، اور جب وہ بحال ہوئے، تو بادشاہ کے ایک نہایت ہی معتمد راز داں نے بیان کیا، کہ سلطان نے اپنی وفات سے پیشتر اپنا خواب بیان کیا تھا، کہ وہ مسجد کی محراب میں قاضی موصوف کے ساتھ جلوہ فرما ہیں، کہ ان پر ایک کتے نے حملہ کیا، جس سے ان کا کپڑا خون آلود ہو گیا" اس خواب نے انھیں بہت غمگین کیا، اور طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے، یہاں تک کہ قاضی موصوف کے برطرف کرنے کا تہیہ کر لیا، تاکہ توہم و فکر کا دروازہ بند ہو سکے، لیکن خدائے بزرگ و برتر نے پھر انکے دل میں ڈال دیا، کہ فیصلہ کے نفاذ کو ذرا موخر کر دیں، یہاں تک کہ وہ خواب سچا ثابت ہوا چنانچہ مذکورۂ بالا حادثہ رونما ہوا،

تصانیف محمد کی تصنیفات نہایت بلند معیار کی ہیں، ان میں بعض یہ ہیں:—

ص ۱۳۲

(۱) رافع الحجب المستورۃ فی محاسن المقصورۃ، اس میں ادیب ابو الحسن حازم کی مقصورہ کی ایک ایسی بیمثال شرح کی ہے، جس سے بہتر مشکل ہی سے ممکن ہو سکتا ہے،

(۲) ریاضۃ خزرجی کے قصیدہ کی شرح ہے، یہ مصنف کے اعلیٰ تبحر اور وسعت معلومات کی بہترین شاہد ہے،

(۳) ابو عبد اللہ بن مالک کی کتاب التسہیل کی شرح بھی نہایت عمدگی کے ساتھ کی ہے، جو تقریباً مکمل ہے۔

(۴) درر السمط فی خبر السبط کی شرح کا بھی آغاز کیا تھا، یہ کتاب خوبیوں کی جامع اور مفید ابواب پر مشتمل ہے،

شعر محمد شعر و شاعری کے میدان کے شہسوار ہیں، نہایت بلند معیار و پاکیزہ ذوق سے بہرہ ور، یکتائے روزگار اور سند مانے جاتے تھے، ان کا کلام حسن لفظ اور خوبی معنی دونوں کا جامع تھا، زبان صاف اور رواں، بندش چست اور پیچیدگی کا نام نہیں،

ان کے کلام کا ایک حصہ جو جہد المقل کے نام سے موسوم تھا، مجھے خاص طور پر عنایت ہوا، یہ بے مثال منظومات کا مجموعہ نکلا، اس کا دیباچہ یہ ہے:۔

تعریفیں بزرگ و برتر باری تعالیٰ کے لئے ہیں، التجا ہے کہ ہمیں غلط اقوال اور بُرے اعمال سے بچائے، اور خاتم الانبیا سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر خدا کی رحمت و درود نازل ہو، میرے نتائج فکر اور جو کچھ کبھی کبھی دل سے زبان پر آجاتا ہے، اُن کا ایک حصہ ان اوراق میں محفوظ ہے، اگر میں عقلمندی و احتیاط سے کام لیتا، تو ان میں کچھ جمع نہ کرتا، بلکہ اُن کے چھپانے اور دفن کرنے میں عرب کی روش اختیار کرتا، لیکن میں نے مٹانے پر محفوظ کرنے کو ترجیح دی، اور لوگوں کے اس قول پر عمل کیا، "ان من احسن ما اوتیتہ العرب الابیات" (جو سب سے بہتر چیز عربوں کو دی گئی ہے وہ شعر ہے) اور اگر یہ اس بزرگ کے سامنے پیش کی جائیں، اور وہ پوچھ بیٹھے

ص۱۳۲

کہ یہ فکر کی بیٹیاں دفن ہونے سے کیونکر بچ گئیں ؟ تو میں جواب دوں گا کہ میں نے آپ کے حرم کے محفوظ سائے میں انھیں پناہ دی ہے کہ آپکی فکر کے مکان میں انھیں استراحت و شب باشی کا موقع مل جائے" اور میں نے اس یقین کے ساتھ انھیں ہدیہ دیا ہے کہ آپ کا عالی ظرف اُن کے عیوب سے چشم پوشی کا کفیل ہے، اس قلیل ہدیے کو میری طرف سے غنیمت سمجھئے کہ محتاج کی کوشش کو کم نہیں کہا جاتا، ان کے فخر کیلئے یہ کافی ہے، کہ جناب کے زیر سایہ انھیں رہنے کی جگہ مل گئی، اور ان کیلئے یہ عزت بس کرتی ہے، کہ جناب کے نتائج فکر اور ان میں ہمسائگی و قربت کا رشتہ قائم ہو گیا،

پیدائش	محرم ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ کو سبتہ میں پیدا ہوئے،
وفات	محرم منصب قضا پر متمکن تھے کہ شعبان ۷۶۰ھ کے اوائل میں غرناطہ میں انتقال کیا،

محمد بن احمد بن عبد الملک الفشتالی

نام، کنیت	محمد نام اور ابو عبد اللہ کنیت، مرکز اسلام فاس میں قاضی جماعت کے عہدے پر سرفراز تھے،
حالات	ابو عبد اللہ عالی خاندان اور حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز تھے، قدیم الطلب، ظاہر التخصیص، بہت باوقار

اور اعتقاد و اخلاق میں ممتاز تھے، مخلص اور پاک نفس، دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والے تھے، فن ادب میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے، خوش گو شاعر اور اعلیٰ انشا پرداز، فن معانی میں تجنیس و تنقیح کے عالم تھے، جس خوش نصیب نے ان سے فیض حاصل کر لیا، گویا اس نے علم و بزرگی کے ایک رکن کو حاصل کر لیا، سلطان المعظم ابو عنان فارس نے انھیں غرناطہ میں عہدۂ قضا پر مامور کیا، اور ان پر سلطان کی عنایت خاص طور پر مبذول

رہی، اور اُن کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا، اُن کی سچی قدر و منزلت ہونے لگی، سلطان کے سفیر بن کر بارہا اندلس گئے، وہاں اُن کی بزرگی و رتبۂ عالی کا سکہ بیٹھ گیا،

ص ۱۳۴

جب اندلس میں حکومت پر ادبار آیا اور لوگوں کو کوچ کرنا پڑا، تو مجھے اُن کی بزرگی، مشورہ اور حسن صحبت کے متعلق ایسی قابل رشک خوبیوں کا تجربہ ہوا، کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے، اور میں نے اُن کی شان میں مندرجۂ ذیل شعر کہے:-

من ذا یعدّ فضائل القشتالی	قشتالی کے فضائل کون بیان کرے۔
والدھر کاتب آیھا والتالی	جبکہ زمانہ اُنکی خوبیوں کو لکھنے والا اور تلاوت کرنیوالا ہے،
علم اذا التمسوا الفنون بعلمه	جب اُنکے وسیع علم سے کچھ حاصل کرنیکی سعی کی جائے
مرعی المشیح ونجعة المکتال	تو وہ قحط زدہ کے لئے سرسبز میدان، اور تشنہ کام کیلئے شاداب سیراب گاہ کے مانند ہیں۔
نال التی لا فوقها من رفعة	وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے ہیں جس سے اوپر کوئی بلندی نہیں ہے،
ما املتها حیلة المحتال	اور جہانتک کسی کے کوشش کرنیکا خیال تک نہیں گیا تھا،
وکفی بارث تراثه عن جده	یہ کہنے کیلئے کہ اُنھیں بزرگی و علم کا ترکہ اپنے آباو اجداد سے ملا ہے یہ کافی ہے،

أن المقدام فیه عین التالی　کہ ان میں پچھلا اگلوں سے کم نہیں ہوتا،

اے جماعتوں کے قاضی! میں آپ کی تعریف میں کن خوبیوں کا حوالہ دوں، کیا اُن قدیم کمالات کا جو آپ کی بزرگی کا باعث ہیں، یا آپ کے نئے اوصاف کا، جو آپ کی باتوں کے سننے پر مجبور کرتی ہیں، اور دونوں کی دونوں دریائے ناپید اکنار کی مانند ہیں، کہ تصور بھی اُس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے، اور حال یہ ہے کہ تیز رفتار گھوڑے سے کوئی نہیں بڑھ سکتا، اور انتھک کوشش کرنے والا نہ منزل مقصود کو پہنچتا ہے، اور نہ اپنی سعی کوشش میں دریغ کرتا ہے،

اور اُس شرافت اور خوبی کا کیا کہنا، جس کی شہادت

پرانی خبریں کردیتی ہیں، اور اِس خاندانی نسبت پر جو ناحق بات سے گریز کرتی، اور سچی باتوں سے اتصال کی کوشش کرتی ہے، اور ایسے علوم جو حق کی بنیادوں کو ثابت اور استوار کرتے ہیں، شہادت سے اشتباہ کو دور کرتے ہیں، خدا جانتا ہے، کہ آپ کے سایۂ عاطفت نے زمانے کے ستم سے مجھے بچالیا، اور اُس نے میرا بال تک بیکا نہیں کیا، اگرچہ زمانہ شیر یا بیل ہی کو مجھ پر کیوں نہیں ابھار دیتا، کہ اب میں اس حکومت کے زیر سایہ آگیا ہوں، جس کی نگاہ انتخاب جناب پر پڑی ہے، اور جس کے سونے کے کھرے پن کو اُس کے معیار نے نمایاں کردیا ہے، رحمت وعزت اور ایسے حقوق کے نگہبان کے سائے میں آگیا ہوں، جس کی سیکڑوں ہزاروں میں مثال دیجاتی ہے، اور اللہ سے اعتماد ہے، کہ اچھا بدلہ عنایت فرمائیگا، اور حضور والا کی فضیلتوں کی طرف نسبت ظاہر کرنے سے ابتک یہ سفر مانع رہا ہے، جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، اور کچھ ایسے ناگوار حالات ہیں، جن کی کدورتیں خاکسار اور جناب عالی کے درمیان حائل رہی ہیں، اور اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو خوشی ومسرت کی زندگی بسر کرتا، اور جناب سے فائدہ حاصل کرتا، خدا آپ کی زندگی میں برکت دے کہ وہ نزدیکی حاصل ہو جو اجنبیت کو دور کردے، اور تعلق اتنا بلند ہوجائے، جس کے مقابلے میں کسی خوبی کا ذکر نہ ہو، رہا جناب کا حکم اس قصیدے کے بھیجنے کے بارے میں، جس کا مرتبہ صرف آپکی نظر عنایت نے بلند کردیا ہے، اور آپ کی نیک نیتی اور اخلاص کو اس میں جدت نظر آئی تو اس حکم کی تعمیل ہوگئی ہے، اور معمولی غور وتامل کے بعد نقص ظاہر ہوجاتا ہے، اور میری بڑی امید یہ ہے، کہ چشم پوشی کی جائے، اس لئے کہ یہ ایسی فکر کے نتائج ہیں، جس کی آگ لیل ونہار کی گردش سے بجھ چکی ہے، اور پست درجہ لوگوں نے اس کا معیار بدل دیا، اور حق تو یہ ہے، کہ جناب کی ذات ان غلطیوں کے مطالعے اور اس کوچے کی راہ پیمائی سے بلند وبرتر ہے، لیکن حکم کی بجاآوری ضروری ہے، اور بزرگی وشرف کا یہ ایسا حکم تھا جس سے سرتابی کی گنجائش نہیں تھی، اور جناب والا اپنے قدردان

ص ۱۳۵

اور مرتبہ شناس محمد بن خطیب کا سلام قبول کریں
اس کے جواب میں انھوں نے سپاس گزاری کے لہجے میں دوبارہ
کہا:—

وأنت لجر الزهو فضلة بردها
حسناء قد اضحت نسجة وحدها
لله اى قصيدة اهديت لى
يهد المعارض نحو غاية قصدها
لابن الخطيب بها محاسن جمة
يلقى الخطيب فهامة فى عدها
سر البلاغة عنده اودع حافظا
قد صانه حتى فشا من عندها
فى غير عقد نفثة بسحرها
فلذا اُلفى سلسا منظم عقدها
لم ادر ما فيها ففمت معاودا
من طرسها او معلما من بردها
حتى رفعت بها لابعد غاية
باعا تقصر فى البلوغ بحدها
حدان من نظم ونثر ان من
يلقاهما يرجع بذلة عبدها
اولى يدا ابيضاء موليها فما
لى قدرة حتى اقوم بحمدها
ورفضت تكذيب المنى متشبها
لعلى مراها بصادر وعدها
فبذلت شعرى رافعا من قدرها
وهززت عطفى رافلا فى بردها

شان تبختر سے چادر گھسیٹتے ہوئے
ایسی حسین عورت آئی جو اپنی آپ مثال ہے
آپ کے بھیجے ہوئے قصیدے کا کیا کہنا
مقابلے کا ارادہ کرنیوالا جس کا پتا بھی نہ پا سکا،
اس قصیدے سے ابن خطیب کے ایسے کمالات ظاہر ہوئے
ایک مقرر بھی اُس کے شمار کرنے سے عاجز ہے،
اُن کی بلاغت کا راز اب تک ایک محافظ
کے سینے کی امانت تھا، یہاں تک کہ اس قصیدے سے ظاہر ہوا
اس قصیدے نے اپنے جادو کو کتنی گرہوں میں پھونکا ہے
اسی لیے اسکا ہار نہایت سلیقے سے پرو دیا ہوا ہے،
میں اس کا مطلب بخوبی نہ سمجھ سکا، تو میں
اسکے صفحوں کو دوبارہ دیکھنے لگا اور اسکے نقش و نگار کا پتا لگانے لگا
یہاں تک کہ میں نے اُسے نہایت باکمال انسان کے سپرد کیا
جو اُس کی گُنہ تک پہنچنے سے عاجز ہے،
نظم و نثر دونوں کا اعجاز ہے، جو
اس کا مقابلہ کرنا چاہیگا ناکام و پشیمان ہوگا
احسان کرنیوالے نے ایک بیش بہا احسان کیا ہے
میری قدرت سے باہر ہے کہ اُسکی تعریف کر سکوں،
اور غلط تمناؤں کو میں نے قصیدے
کے منظر کی بلندی کی وجہ سے ترک کر دیا
تو اس کا مرتبہ نمایاں کرنے کے لیے میں نے شعر کہے
اور اُسکی چادر میں میں نے بھی اپنے بدن کو حرکت دینے کی کوشش کی

خدا آپ کی عزت میں زیادتی دے اور سفر میں اجنبیت و وحشت پر اُنس کو فتح دے، یہ چند معمولی اور کم حیثیت اشعار ہیں، پریشان حال چڑیا کی خوراک اور مانگنے والے فقیر کی غنیمت کے طور پر،

اس رواں، فیاض طبیعت کا ابر گہر بار برسا اور میری طبیعت کی تاریکی طوق کی علیحدگی کی طرح دور ہو گئی، کاش، اس وقت میرے لئے زبان آوری کا دروازہ بند ہو چکا ہوتا، اور میں یکسر خاموش رہتا، لیکن میں نے کہا، اور کم کہنے والے کی کوشش زیادہ کہنے والے کی قسمت کی برابری کر سکتی ہے، اور کبھی ادائے واجب کے لئے تھوڑا کہنا کافی ہوتا ہے۔ تو میں نے ان اشعار کو نقائص کے باوجود ارسال خدمت کیا، اور ان اشعار کا عذر بھی ختم ہو گیا، کہ میں نے ان کے ذوق و شوق کو انھیں کے الفاظ میں ادا کر دیا ہے، اور جناب کی چشم پوشی یا رضامندی سے محروم نہیں رہیں گے، اور اللہ سے دعا ہے کہ اُنس و محبت کے ساتھ تعلقات کو استوار کرے، اور اجتماع کا موقع دے، اور سلام مؤدبانہ اور اللہ کی رحمت و برکات، جناب کی درگاہ میں خاص طور پر پیش کش ہیں،

از محمد بن احمد قشتالی

اور محمد قشتالی آجکل فاس ہی میں نیکنامی کے ساتھ قاضی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، اللہ انھیں دیر تک باقی رکھے کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائیں،

صف ۱۳۶

محمد بن محمد بن احمد بن ابو بکر بن یحییٰ بن عبد الرحمٰن ابن ابو بکر بن علی قرشی مقری

نام و کنیت	محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ تلمسان کے رہنے والے، فاس میں قاضی القضاۃ ہیں
خاندانی حالات	مندرجۂ ذیل حالات ابو عبد اللہ مقری کی خود نوشت تحریر سے

منقول ہیں،

پہلے ہمارے بزرگ غرناطہ گاہے گاہے آیا کرتے تھے، سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن ابوبکر مقری سکونت پذیر ہوئے، جو شیخ ابومدین کے مرید و رفیق تھے، شیخ نے اُن کے اور اُن کی اولاد کے لئے دعائے خیر کی تھی، جس کی قبولیت نمایاں ہے، یہ پانچویں پشت میں میرے دادا ہیں، میرا سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن، اور یہ نماز میں بہت حاضر القلب رہتے تھے، بارہا مختلف طریقوں سے ان کی آزمائش کی گئی، مگر کبھی کسی طرف متوجہ نہ ہوئے، کہا جاتا ہے کہ یہ حضور قلب اُن کے پیر شیخ ابومدین کے برکات سے ہے، پھر اُن کی اولاد جہاں تک پتا چلتا ہے، تجارت کے ساتھ مشہور رہی، ان لوگوں نے جنگلوں میں کنویں کھدوائے، اور تاجروں کے لئے راستہ پرامن بنایا، اور کوچ کا سامان اس طرح پر کیا، کہ ایک ڈنکا ساتھ ہو اور آگے آگے جھنڈا ہو، اور یحییٰ کے پانچ بیٹے تھے، جن میں سے ایک ابوبکر ہیں، سبھوں نے اپنی املاک اور آئندہ منافع پر برابری کے ساتھ ساجھا کیا، ابوبکر و محمد (جو باپ اور ماں دونوں جانب سے میرے اصل ہیں) تلمسان میں، اور انکے بڑے بھائی عبدالرحمٰن سجلماسہ میں، اور دو چھوٹے بھائی ایوالاتن میں رہتے تھے، ان لوگوں نے اطراف میں مکانات اور عمارتیں بنوائیں، آزاد عورتوں سے شادی کی، اور لونڈیوں سے بھی ان کی اولادیں ہوئیں، اور تلمسانی جنگل والوں کے پاس حسب الطلب سامان تجارت بھیجتے تھے، اور جنگل میں رہنے والے چمڑا، ہاتھی دانت اخروٹ اور سونا روانہ کرتے تھے، سجلماسی (سجلماسہ کے مقیم) ترازو کے کانٹے کی طرح ان دونوں کو بازار کے نرخ اور مختلف ملکوں اور تاجروں کے حالات لکھ کر بھیجتے تھے، اس طرح ان کی دولت بڑھ گئی، اور مالی حالت بلند ہوگئی، جب تکرور نے ایولاتن اور اُس کے آس پاس کا علاقہ فتح کیا، تو ان کا بہت مال ضائع ہوا، حالانکہ انھوں نے جتھا بندی کر کے جان و مال کے دفاع کی کوشش کی تھی،

پھر وہ بادشاہ کے پاس آنے جانے لگے، سلطان نے بڑی آؤبھگت کی

ص ۱۳۷

اور اپنے علاقے میں تجارت کے لئے آسانیاں پیدا کردیں، اور "محب دلی ورفیق مونس" کے لقب سے یاد کرنے لگا، پھر تلمسان والوں کو بھی اپنی ضرورتوں کے لئے سلطان لکھتا تو اسی طرح خطاب کرتا، میرے پاس ان کے اور شاہان مغرب کے خطوط موجود ہیں، جو اس کے شاہد ہیں۔ جب بادشاہ اُن کی مٹھی میں آگئے، پھر کیا تھا، ہر جگہ آسانیاں ہی آسانیاں تھیں، مال و دولت بیشمار حاصل کیا، اس لئے کہ اہل مصر کی آمد سے پیشتر دیار مغرب سے کافی مال آیا کرتا تھا، جس کی قیمت کافی ملا کرتی تھی .... کہا کرتے تھے، کہ اگر خرابی نہ ہوتی، تو اپنے ہی وطن میں تجارت کرتا، اور صحرا کے تاجروں سے نہ ہوتا، جو خراب مال لے کر جاتے ہیں، اور اُس کے بدلے سونا لاتے ہیں، جس کی اطاعت گزاری تمام دُنیا کرتی ہے، اور ان کے علاوہ لوگ سونا لے جایا کرتے ہیں، اور ایسی چیزیں لاتے ہیں جو بہت جلد مٹ جانے والی ہیں، اِن میں بعض ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں، جو اخلاق خراب کرنے والی، اور اوباشوں کو برائی کی ترغیب دیتی ہیں،

ص ۱۳۵

جب ان بزرگوں کا زمانہ ختم ہوا، تو اُن کی اولاد متروکہ مال بیدریغ خرچ کرنے لگی، اور ترقی و زیادتی کی کوشش بالکل نہیں کی، پے در پے فتنوں کے شکار ہوئے، اور بادشاہوں کے ظلم سے نہ بچ سکے، ان کی حالت اس زمانے تک برابر پست ہوتی رہی، اسی کا نتیجہ ہے کہ مجھے اس اندوختے سے مٹی ہوئی دولت کی کچھ نشانیاں ملی ہیں، جن میں قابل یادگار چیزوں کو سینے سے لگائے بیٹھا ہوں، اور بقیہ اشیا معاش کا سبب ہیں، اس ترکے میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ بھی شامل ہے، جو تحصیل علوم میں ممد و معاون ہوا، اس لئے میں خدا کا نام لے کر تعلیم میں مشغول ہوگیا، اور تمام اہل شہر سے ملا اور مقیم و مسافر کیا سب سے کچھ نہ کچھ سماع و املا دونوں طریقوں سے علم حاصل کیا،

حالات ابو عبد اللہ مقری مغربی حصے میں اپنی کوشش وسعی، حفظ و نگہداشت، معلومات و روایت تمام اعتبار سے بہت ممتاز ہیں،

دل کے صاف، زود فہم، قول کے سچے، بناوٹ سے دور، ہشاش بشاش
اور باحیا تھے، دل کے پاک، سراپا اخلاق، کاموں کی پابندی میں مشہور،
گوشہ نشینی اور شوق عبادت میں معروف تھے، توجہ اور عقد انامل
میں بہت تکلف اور سختی سے کام لیتے، چہرے اور ہاتھوں سے نیت
کرنے میں مشقت برداشت کرتے، اور پھر یک بیک ایک دہشتناک آواز
کے ساتھ تحریمہ باندھتے، جس سے بسا اوقات نامانوس لوگوں کو تکلیف
ہوتی، اور یہ ان کے حسن معاملہ اور سادگی کی دلیل ہے، فیاض و سخی،
مطالعہ و تعلم میں برابر مشغول رہنے والے، پاکیزی اخلاق، و دیانت میں
نیک نام علمی مباحثوں میں منصف اور وسیع النظری کے ساتھ ہمیشہ حصہ
لینے کے لئے تیار رہتے، اور مناظروں میں جوڑ کا خیال نہ کرتے۔ علم سے بخل
نہ کرتے، ہر طرف یکساں توجہ رکھنے والے، دلائل زور سے بیان کرتے،
جھگڑے اور فخر سے دور، باذوق طلبہ کے فضل کا ہمیشہ اعتراف کرتے،
علوم عربیہ، فقہ و تفسیر کے ماہر، حدیثیں یاد کرتے، اخبار و تاریخ اور علوم ادب
کے حصول و حفظ کے لئے گوشہ نشین ہو جاتے، علوم جدل و منطق میں بھی
خاصہ درک تھا، کتابت کا ملکہ تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے، اور صوفیہ کے اصول میں
اہل علم کی طرح گفتگو کرتے، اور اس میں تالیف بھی کرتے، مشرق کا سفر کیا،
حج سے بھی فائز ہوئے اور مشاہیر علما سے ملے، ایک سفرنامہ بھی ان سے
یادگار ہے، پھر وطن پلٹنے کے بعد خدمت علم میں منہمک ہو گئے، امیر المومنین
ابو عنان نے (جو نیکی اور شاہانہ شان و شکوہ، نیز دینی اخوت میں مشہور تھے)
مغرب کی مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ان سے نہایت اچھا سلوک
کیا، اور خاص انعام و اکرام سے سرفراز کیا، اور شہر فاس میں قاضی جماعت
کے عہدے پر سرفراز کر دیا، اس میں ان کا اصلی جوہر خوب چمکا، اور
مدت تک داد قضا دیتے رہے، اس طرح پر کہ حق کو نافذ کیا، اور لوگوں کو
مطیع بنایا، انصاف و صحت رائے کو ترجیح دی، مشکلات برداشت
کیں، اور نہایت عاجزی سے کام لیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ انکی جانب سے

ص ۱۳۹

دلوں میں حسن ظن پیدا ہوا، اور عام و خاص سب کے محبوب رہے، مجھے ان کی عدالت میں جانے کا اتفاق ہوا، خصومت اور دلائل کے سننے میں اتنے سکون سے کام لیتے، اور فریقین کے ساتھ اتنی نرمی برتتے تھے کہ میں انگشت بدندان رہ گیا۔

ورود غرناطہ

ابوعبداللہ مقری عہدۂ قضا سے علٰحدگی کے کچھ دنوں بعد سفارت پر مامور ہوئے، اسی سلسلے میں جمادی الثانیہ ۷۵۷ھ کے آغاز میں اندلس آنا ہوا، مفوضہ فرض کی انجام دہی اور اس کو بحسن و خوبی پورا کرنے کے بعد واپسی میں مالقہ آ اترے، یہاں ان کی رائے ہوئی، کہ خدمت سلطانی سے الگ اور اس منصب سے عہدہ برآ ہو جائیں اسی لئے ٹھہر گئے، اور اپنا ارادہ عام طور پر ظاہر کیا، اور اپنے رفقائے سفر کو بھی انقطاع سفر کے عزم سے مطلع کیا، اس کے بعد وہ دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر یاد خدا میں منہمک ہو گئے، اور لوگوں نے بھی انھیں معذور سمجھا، آخر یہ خبر امیر کو پہنچی تو اسے اس خیال سے تکلیف ہوئی کہ یاد الٰہی کے لئے اس کے حدود سے کیوں ہجرت کی گئی، نیز سفارت کے کام کو نامکمل چھوڑنے اور ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے سے پیشتر قطع تعلق پر بھی ناخوشی کا اظہار کیا، اور صاحب مذکور کی طرف سے اس کا دل ہٹ گیا، اور اس کو تہمت اور نفرت پر بھی محمول کرنا بعید نہیں تھا، اور ایسے خدام کی ایک جماعت طیار ہوئی جو شبہے کے مواقع میں آگے رہنے والی، دلائل دینے میں ہوشیار اور ملامت کا راستہ اختیار کرنے میں طاق اور اسلام کے بدلے فساد کو اختیار کرنے میں بیباک، الزام لگانے اور مبتلائے مصیبت کرنے کی خوگر اور نفرت و قطع تعلق کو ان کی پناہ گزینی کا سبب ٹھہرانے میں پیش پیش تھی اور صاحب حالات نے غرناطہ پہنچ کر اور اس کے مسجد میں گوشہ نشین ہو کر خدا کی درگاہ میں پناہ لی، اور جبر کرنے والوں کو یہ آیت (من یجیر ولا یجار علیہ) (جو پناہ دیتا ہے اور اس کے پناہ گزین پر کوئی ظلم نہیں کرتا) یاد دلا کر خوف دلایا، تو لوگوں کو انکا بہت خیال ہوا اور قاصد رک گئے، تاآنکہ اس اثناء میں ایسی سفارش پہنچی

ص ۱۴۰

جس نے اُن کے سر سے یہ الزام معاف کرادیا، اور انھیں اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا،

ان حالات کے بعد وہ غرناطہ کے دو مشہور عالم قاضی جماعت ابوالقاسم حسنی (جن کا تذکرہ پہلے آچکا ہے) اور شیخ خطیب ابوالبرکات ابن الحاج کے ساتھ واپس ہوئے تاکہ یہ اُن کی زبانی سفارش کریں، پھر بدلی پھٹ گئی، اور تکلیف دور ہوگئی، اور ان دونوں نے دربار سلطانی میں باریاب ہوکر حسب ذیل عریضہ گزرانا، جو میرا لکھا ہوا تھا، جیسا کہ کتاب (کناسة الدکان بعد انتقال السکان میں درج ہے جو سلاسل میں جمع کی گئی ہے،) "دربار عالی جہاں سفارشیں محبوب رکھی جاتی ہیں اور وسائل کی نگہداشت ہوتی ہے، جو وعدوں کو پورا کرتا ہے، اور احسان وکرم کی تکمیل کرتا ہے، اور بے پایاں احسانات اُس کی بزرگی میں اضافہ کرتے ہیں، اور لمبی چوڑی تعریفیں اس کی مدح سے عاجز ہیں، اور وہ سلطان جو ہمارے باپ کے مرتبے پر ہے، جس کی بزرگی بے پایاں ہے، جس کا اقبال روشن ہے، اور جو اللہ پر ایمان راسخ رکھتا ہے اور اعمال صالحہ میں اس کی نیت خالص ہے، اور زبانیں اسکی توصیف سے عاجز ہیں سلطان فلاں بن فلاں بن فلاں اللہ تعالیٰ اُن کو ہمیشہ قائم رکھے، ان وسائل کے لئے جن کی وہ نگہداشت کرتے ہیں، اور ان سفارشوں کے لئے جن کی وہ عزت و توقیر کرتے ہیں، اور ایسے اعلیٰ اخلاق کے لئے جو کسی شریف دل اور شریف انسانوں کی دعاؤں پر لبیک کہتے ہیں، اپنی حکومت کی شان بڑھانے والے اور اپنے مرتبے میں چار چاند لگانے والے، اللہ بزرگ وبرتر کے بعد جن کا ہر چھوٹے بڑے کام میں بھروسہ ہے، خادم فلاں کا پاک ذمودیانہ سلام، اور خدا کی رحمت اور اُس کی رحمتیں خاص ہوں جناب کے عالی مقام اور پدرانہ بڑائی کے ساتھ ۔ اُس خدا کی حمد جس نے اچھی عادتوں کو اس پر دلیل بنایا، کہ اس کی عنایت ان افراد کے ساتھ خاص طور پر تھی، اور ان اخلاق کے ساتھ ان نفوس قدسیہ کو ممتاز کیا، جو اُس کی قربت وعزت سے مشرف ہیں، ایسی حمد جو ان نعمتوں کے مقابل ہو، جو اس کی بارگاہ سے ہمیشہ اور بار بار صادر

ہوتی ہیں، اور درود وسلام ہو ہمارے آقا و مولا محمدؐ پر جو اُس کے رسول اور نیک بندے ہیں، جو خصوصیت کے بلند ترین درجوں پر فائز ہیں، جو ہدایت کے واضح و نمایاں ترین انوار سے ممتاز ہیں، اور سعادت و کامرانی کی نشانیوں کے ایسے مطلع ہیں جس کا جلوہ نگاہوں کے لئے پسندیدہ ہے، اور خدا رضامند ہو، اُن کی اولاد اور اصحاب سے، جن کی نیتوں کی سچائی کا امتحان وہ کر چکا ہے، ان کے ذکر کو شیریں بنا دیا ہے، پھر ان کی خوبیوں کا کیا کہنا، زبانوں کو کس قدر حلاوت و شیرینی معلوم ہوتی ہے، اور آپ کی پدرانہ مرتبت کے لیے دعا کرتے ہیں، اللہ اُس کی برتری کی حفاظت کرے، کامیابی جس کی لونڈی و کامرانی جس کی رکاب تھامے ہوئے ساتھ چلتی ہے، اور ان خدام سے جو اپنی مژدہ سنانے والی سواریوں پر میدانوں کو قطع کریں، ہم نے جناب کو غرناطہ (اللہ اُس کی نگہبانی کرے)۔ سے لکھا ہے، اللہ آپ کو بلند و بالا عزت دے، اور آپ کے کارناموں کو توصیف عام سے سرفراز فرمائے، اور ایسے نیک اخلاق سے آراستہ کرے، جن سے معلوم ہو کہ عنایت ربانی جناب کے حال پر قدیم ہے" (یہ ہم نے اس حال میں لکھا ہے، کہ محبت ظاہر نمایاں اور روز افزوں ہے، اور ہمدردی و عقیدت عام ہے)،

اور اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اقبال کرے، اور آپ کی بزرگی کی نگہبانی کرے، ہم نے جناب عالی کو شیخ ابو عبد اللہ مقری نیکو کار فقیہ و حافظ کے بارے میں خطاب کیا ہے، اللہ ہمارے اور ان کے لئے بھلائی کرے، اور انکی عنایت فراواں سے سب اپنی امیدیں مطابق پائیں، یہ عریضہ فرمان شاہی غیر فیصل شدہ قضایا اور ان لگائی ہوئی باتوں کے جواب میں ہے، جو دربار عالی سے اس کے بارے میں صادر ہوئے ہیں، ہم جناب کی خدمت میں ایسی سفارش پیش کرتے ہیں جس کا مثل آپ کے دربار سے نامنظور نہیں ہوتا، اور اس کا پیاسا آپ کے فیض کے گھاٹ سے دور نہیں کیا جاتا، جیسا کہ آبا و اجداد اور ان اسلاف کا طریقہ رہا ہے، جن کی خوبی اخلاق ہر طرح آشکارا ہو چکی ہے، اور ہم نے یہ خطاب اس وقت تک نہیں کیا، جب تک ہمیں اُن کے حالات سے صادق ضمیر

ص ۱۴۱

اور بزرگی و پرہیزگاری، اور دُنیا کے مال و اسباب سے نفرت اور دنیوی چیزیں نیز اجتماع سے بالکل پرہیز، اور وظائف و اوراد کے ساتھ شب و روز مصروفیت کا یقین نہ ہوگیا، اور جب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ مالقہ میں اسی نیک غرض سے قیام پذیر ہیں، جو انھوں نے مشہور کیا ہے، اور اس کی خوبیوں کو سب پر ظاہر کر دیا تو ہم نے حکم دیا کہ اُن کی خبر گیری کی جائے، اور اُن کی ذاتی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے، بیت المال کے عشر کے پاک مال سے کچھ انھیں بھی دیا جائے

ص ۱۴۲

اور ہم نے اُن سے کہا کہ جو کچھ بغیر سوال کے ملے، اُس کے مستند و درست ہونے میں کوئی کلام نہیں، تو وہ مالقہ سے۔ جہاں تک ہم لوگوں کا علم ہے، روانہ ہوگئے، اور غرناطہ میں گمنامی کی حالت میں بسر کرنے لگے، اور مدرسے کی ان جگہوں میں رہنے لگے، جو طلبہ علم اور نیکوکار لوگوں کے لئے مخصوص ہے، اس طرح کہ اُن کے آنے کی خبر صرف ان لوگوں کو معلوم ہو سکی، جو اُن سے ناواقف اور کمیٔ تجربہ کے باعث اُن کے کمالات سے بےخبر تھے، پھر اسکے بعد جناب کی طرف سے سربرآوردہ لوگ آئے، ایسی حالت میں ہم لوگوں پر فرض ہوگیا، کہ سفارش کریں، اور بردباری و کرم کے بازار میں طلب رحم و عفو کی متاع پیش کریں، اور ہم نے اُن کے دُنیا و اہل دُنیا سے نفرت کے بارے میں جو کچھ معلوم تھا، لکھا، اور یہ کہ وہ ایسی طرح متوجہ ہیں، کہ جس نے اس طرف رغبت کی اُس نے گویا ایک اعلیٰ چیز کو ترجیح دی، اور جس نے دُنیا کا متاع دے کر خریدا، وہ عنایت فراواں اور خیر کثیر کا مستحق ہوا۔ اور ہم نے آپ سے درخواست کی، کہ اُن کو اس کار خیر کی اجازت دے دیں، جس کے لئے وہ عزم کامل کے ساتھ کمر ہمت باندھ چکے ہیں، آپ کی ذات کو یہ کتنا زیب دیتا ہے، کہ اس سے دُنیا کا طلبگار اپنی مراد کو پہنچے اور طالب آخرت کی آرزوئیں بھی برآئیں، اور جس کی پرہیزگاری سے زاہد اور جس کے علم سے عالم وسیلہ پکڑیں، اور نیکوکار و بدکار دونوں اس کے کرم سے مالامال ہوں"

دربار شاہی سے امان ملی، جو ایک بڑی آرزو اور فائدہ اور اظہار مسرت کے طریقوں سے ایک طریقہ تھا، تو ہم نے دیکھا، کہ اب تاخیر ظلم ہے، اور دوبارہ

عرضداشت میں ناکامی نہیں ہوگی، جبکہ آپ کی بزرگی سے معافی اور وفا کا یقین ہے، اور ان کو سفر کے لئے آمادہ کرنے میں جلدی کی، اور یہ کہ وہ سفر اپنی خوشی سے کریں، کہ مقصد کو پہنچیں، اور راستے میں کامیابی سے ہمکنار ہوں، اس لئے کہ دامان الٰہی سے وابستہ ہونے والے کو جناب کے دربار سے یقینی کامیابی حاصل ہے، اور دین متین نے اُس کے دل سے خوف کو دور کردیا ہے، اور سعادت وکامرانی کی کیمیا کا طالب آپ کی مدد سے مقصود کو پالیتا ہے، اور جبکہ اس حالت کی اصلاح کے لئے بڑھے، جس کے بارے میں برابر آپ کو برانگیختہ کیا جاتا تھا اور آپ کا علم اُس کی خوبیوں کی بغیر تعریض کے تصریح کرتا تھا، تو پورا کردیجیے۔ اللہ آپ کو حیات دے۔ اس چیز کو جو ہم خط میں نہ ادا کرسکے، اور اصل میں اس جواز کی حدیث بھی بڑھا دیجیے کہ یہ اس بارے میں صحیح ترین حدیث ہے اور اُن کو اُن کی خواہش کے مطابق آزاد چھوڑ کر ہماری غرض پوری کیجیے، اس طرح پر کہ وہ اسباب دنیاوی سے قطع تعلق کرکے گناہوں کے بخشنے والے اور توبہ کو شرف قبولیت عطا کرنے والے کے دربار کا رخ کرسکیں، اور قیامت ومحاسبہ کے دن کی طیاری کریں، اور اُن پر اس دربار کی عنایت کا اظہار کیجیے، جن کے دامن سے وہ وابستہ ہیں، اللہ آپ کی امیدوں کو بھی اُسی درگاہ سے وابستہ کرے، اور ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، کہ ہماری سفارش جناب کے دربار سے ناکامیاب واپس آئے۔ اور ہم نے ایسے لوگوں کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے، جو آپ سے گفتگو میں ہماری اچھی طرح قائم مقامی کریں گے، اور دلیل وحجت کے عوض آپ کی مرضی سے ان کی رہائی کی درخواست کریں گے، اور یہ دونوں فلاں اور فلاں ہیں، اگر مجبوریاں نہ ہوتیں تو اس کام کے لئے خطوط سے پیشتر ہم لوگ خود پہنچتے، اور امید ہے کہ آپ اس درخواست کو اپنے بلند اخلاق سے اس طرح نوازیں گے، کہ زبان سے بے اختیار تعریف نکل پڑے، اور جو امید سے بڑھ کر ہو، کہ محبت و دوستی کا رشتہ اور مستحکم ہوجائے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو آبائی عزت کی حفاظت اور بخشش کرنے کے لئے دیر تک قائم رکھے، اور آپ کے آستانے اور بلند مرتبے کے ساتھ سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

ص ۱۴۳

اس کی برکتیں مخصوص ہوں، یہ ۲۱ جمادی الآخرۃ ۷۵۰ھ کو لکھا گیا، اللہ اپنی مشیت سے نفع دے، اور ہمارے لئے اپنی ذات کی طرف توجہ آسان کرے،

اساتذہ

ابو عبد اللہ مقری لکھتے ہیں:- میں نے جن لوگوں سے پڑھا اور استفادہ کیا، ان میں تلمسان کے دو رکن اعظم اور مشہور عالم محمد بن عبد اللہ بن امام کے بیٹے ابو زید عبد الرحمٰن اور ابو محمد عیسیٰ اور تلمسان کے حافظ، مدرس اور مفتی عمران بن یوسف مشدالی اور تلمسان کے گوہر شب چراغ اور دُر بے بہا ابو اسحٰق ابراہیم بن حکیم کنانی سلوی زیادہ ممتاز ہیں، اور ان میں سے قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد النور اور شیخ ابو عبد اللہ محمد بن حسن بروی اور ابو عمران موسیٰ مصمودی معروف بہ بخاری بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بروی کو کہتے ہوئے سنا، کہ شیخ ابو عمران بخاری پڑھاتے تھے، اور اُن کے ایک ساتھی مسلم کا درس دیتے تھے، اور دونوں بخاری و مسلم کے نام سے مشہور تھے، ایک روز ان دونوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی، جب مدعا علیہ نے جرح کی اجازت چاہی تو اس سے ابو عمران نے کہا، کیا تم جامع صحیحین بخاری و مسلم پر جرح کروگے؟ قاضی اس پر ہنس پڑا، اور فریقین کے درمیان صلح کرادی، پھر فرمایا، کہ میرے ان متقی اساتذہ میں سے جن سے میں نے علم حاصل کیا، تلمسان کے خطیب شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم بن علی خیاط ہیں جنھوں نے ابو اسحٰق طیار کا زمانہ پایا تھا اور انھیں میں سے ابو عبد اللہ محمد بن محمد غزمونی بھی ہیں، جو خواب کی تعبیر میں بڑے ماہر تھے، ان کا عجیب و غریب واقعہ یہ ہے، کہ وہ ابو یعقوب یوسف بن عبد الحق کی قید میں تلمسان کے دیگر رفقا کے ساتھ تھے، جس زمانے میں کہ اُس نے تلمسان کا محاصرہ کرلیا تھا، غزمونی کے ایک رفیق ابو جمعہ بن علی الجرائمی نے خواب دیکھا، کہ وہ ایک گول نہر کے کنارے کھڑا ہے، اور پانی نکالنے کے برتن اس کے بیچ کے گڑھے میں ڈالے جاتے ہیں، وہ پانی پینے کے لئے آیا، پانی لینے کے بعد معلوم ہوا کہ اُس میں خون اور گوبر ہے، اُس کو چھوڑ کر پھر چلو سے پانی

ص ۱۴۳

پینا چاہا، تو پھر وہی حال ہوا، ایسے ہی تین بار یا زیادہ اتفاق ہوا، آخر وہاں سے ہٹ گیا، دوسرے حصے میں بھی ویسے ہی پانی نظر آیا، مجبوراً اُس نے پانی پیا، اتنے میں وہ بیدار ہو گیا، دیکھتا ہے کہ دن ہو چکا ہے، اس نے غزمونی کو خبر کردی، انھوں نے فرمایا، کہ اگر تمھارا خواب سچا ہے، تو ہم عنقریب اس جگہ سے آزاد ہوں گے، سوال یہ ہوا کہ کیونکر؟ فرمایا کہ نہر سے مراد زمانہ ہے، اور گدھے سے بادشاہ، اور تم جراح ہو، اپنے ہاتھوں کو اُس کے پیٹ میں دو گے، تو اُن میں خون اور گوبر لگ جائے گا، اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں" ابھی چاشت کا وقت نہیں ہوا تھا، کہ جراح کی پکار ہوئی، نکلنے کے بعد دیکھا، کہ بادشاہ کے سینے میں خنجر چبھویا گیا ہے، اُس نے اپنا ہاتھ اُس کے پیٹ میں دیا، جس سے اُس میں خون اور گوبر لگ گیا، اُس نے زخم پر ٹانکے لگا دئے، باہر آنے کے بعد پانی دیکھا، ہاتھوں کو دھویا اور نوش کیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے رحلت کی، اور تمام قیدی رہا کر دئے گئے۔

ص ۱۴۵

ابو عبد اللہ مقری کے اساتذہ میں امام بےنظیر ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم احمد عبدری ابلی تلمسانی بھی ہیں، علوم عقلیہ اور دقت نظر و حسن فہم میں اتنے ممتاز تھے کہ لوگ اُن کے پاس سفر کر کے آتے تھے، ابو عبد اللہ مقری بیان کرتے ہیں، کہ فاس میں ہمارے استاذ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ باہلی المعروف بہ ابن المسفر والی بجایہ کی طرف سے قاصد ہو کر آئے، طلبہ اُن کے پاس حاضر ہوئے، اور اثنائے گفتگو میں ذکر کیا، کہ ناصر الدین کے زمانے میں فخر الدین کی تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک ٹکڑا حل نہیں ہوتا تھا، اور شیخ بھی اُسے حل نہیں کرتے تھے، وہ عبارت یہ تھی،

"ثبت فی بعض العلوم العقلیة ان المرکب مثل البسیط فی الجنس والبسیط مثل المرکب فی الفصل وان الجنس اقوی من الفصل"

بعض علوم عقلیہ میں ثابت ہوا ہے، کہ مرکب جنس میں بسیط کی مثل ہے، اور بسیط فصل میں مرکب کی مثل ہے، اور جنس فصل سے زیادہ قوی ہے،

اُس کو لوگ شیخ ابلی کے پاس لے گئے، شیخ نے غور کے بعد کہا، کہ یہ کلام تصحیف شدہ ہے، اصل اس کی یہ ہے، "ان المرکب قبل البسیط فی الحس والبسیط قبل المرکب فی العقل وان الحس أقوی" مرکب حس میں بسیط سے پہلے اور عقل میں بسیط مرکب سے پہلے ہوتا ہے، اور حس زیادہ قوی ہے، ابن المسفر کو خبر ہوئی، تو ماننے سے گریز کیا، شیخ نے اُن لوگوں سے کہا، کہ اور نسخوں میں تلاش کرو، چنانچہ بعض نسخوں میں وہی عبارت ملی، جو شیخ نے کہا تھا،

سفر

ابو عبداللہ مقری نے شرق کی طرف بجایہ کا سفر کیا، اور وہاں اکابر سے شرف نیاز حاصل کیا، جن میں فقیہ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ الباہلی ابن المسفر اور فقیہ بن فقیہ ابوعبداللہ محمد بن الشیخ ابو یوسف یعقوب الزواوی قاضی بجایہ اور ناصر الدین کے بعد مشہور امام معقولات ابو علی حسن بن حسن بن زیاد قابل ذکر ہیں، اور تونس میں قاضی شہر فقیہ ابوعبداللہ بن عبد السلام سے استفادہ کیا، قاضی مناکح ابو محمد الاجمی سے بھی ملے، تضاء وقت میں حفظ حدیث کے اعتبار سے ممتاز تھے، اور فقیہ ابوعبداللہ بن ہارون کے درس میں بھی حاضر ہوئے، جو ابن حاجب کے رسالہ فقہ واصول کے شارح ہیں، اور سعادت حج سے مشرف ہوئے، اور مکہ مکرمہ میں مختلف اطراف واکناف کے علما کی صحبت سے مشرف ہوئے، جن میں امام وقت ابوعبداللہ محمد بن محمد عبد الرحمٰن التوزری معروف بہ خلیل اور امام بلند مقام ابو العباس ابن رضی الدین شافعی زیادہ اہم ہیں،

پھر شام آئے، اور دمشق میں امام ابن تیمیہ کے شاگرد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ صدر بن عمادی مالکی، اور ابوالقاسم بن محمد یمنی شافعی وغیرہ کی زیارت سے فائز المرام ہوئے، اور بیت المقدس میں ابوعبداللہ بن مثبت، قاضی شمس الدین بن سالم اور فقیہ عبداللہ بن عثمان وغیرہم سے استفادہ کا موقع ملا،

تصانیف

ابو عبداللہ مقری نے سو سے زیادہ فقہی مسئلوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی، جس میں فکر ونظر کے تمام قواعد درج ہیں اور

تصوف میں

(۱) اقامۃ المریدین

(۲) رحلۃ المتبتل

(۳) کتاب الحقایق و الرقائق کتابیں لکھیں۔

شعر

میں ابوعبداللہ مقری کے اشعار میں سے لمحۃ العارض لتکملۃ الفقیہ بن الفارض نقل کرتا ہوں جس کے ۷۷ اشعر زمانے کے دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خدا کی توفیق سے میں اُن کا پتا لگانے میں کامیاب ہوا

فصل اقبال سے

رفضت السوی وھو الطہارۃ عند ما
میں نے طہارت کا سید ھا راستہ چھوڑ دیا جب

تلفعت فی مرط الھوی وھو زینتی
میں نے محبت کی چادر اوڑھ لی جو کہ میری زینت ہے،

وجئت الحمی وھو المصلی میمما
اور میں حرم (جو کہ نماز ادا کرنیکی جگہ ہے) آیا اس طرح پر

بوجھۃ قلبی وجھھا وھو قبلتی
کہ اپنے دل سے اُسکے چہرے کیطرف متوجہ تھا جو کہ میرا قبلہ ہے

وقمت وما استفتحت الا بذکرھا
اور میں نے قیام کیا اس حال میں کہ صرف اسی کی یاد سے افتتاح کیا

واحرمت احراما لغیر تحلۃ
اور ایسا احرام باندھا جس کا کوئی کفارہ نہیں،

فدینی ان لاحت رکوع وان دنت
اگر وہ ظاہر ہو تو میرا دین 'رکوع' ہے، اور اگر قریب ہو

سجود وان لاھت قیام بحسرۃ
تو سجدہ، اور اگر مجھ سے غافل ہو، تو حسرت کیساتھ قیام ہے

علی اننا فی القرب والبعد واحد
حالانکہ ہم نزدیکی اور دوری میں ایک ہیں،

تالفنا بالوصل عین التشتت
ہمارا وصل عین جدائی ہے،

وکم من ھجیر خضت ظمان طاویا
کتنی دوپہر ایسی گزری کہ میں بھوکا پیاسا اُسکی تلاش میں رہا

الیھا ودیجور طویت برحلۃ
اور کتنی تاریکیاں سفر میں بسر کردیں،

وفیھا لقیت الموت احمر والعدا
اور اسی اثنا میں تکلیف دہ موت اور دشمنوں کے

بزرقۃ اسنان الرماح وحدۃ
نیزوں کی تیزی اور آبدار دھاروں سے مقابلہ ہوا

وبینی وبین العذل فیھا منازل
اور میرے اور ملامت کرنیوالوں کے درمیان اتنی منزلیں ہیں،

تنسیک ایام الفجار وموتۃ
جو تمہیں جنگ فجار اور موتہ کے واقعات بھلا دیں

ولما اقتسمنا خطتینا فحامل (ص ۱۳۷)
اور جب ہم نے اپنا راستہ الگ کرلیا، تو کوئی بے سبب

فجار بلا اجر وحامل برۃ
فجور میں مبتلا ہونیوالا ہے اور کوئی نیکی پر عمل کرنے والا

خلا مسمعی من ذکرھا فاستعدتہ
جب میرے کان اُسکے تذکرے سے خالی ہوگئے، تو میں نے

اُسے طلب کیا

فعاد ختام الامر اصل القضیة
تو آخرکار وہی قضیے کی اصل نکلی

دکم لی علی حکم الهوی من تجلد
اور محبت کے فیصلے کے سامنے میرے صبر کے واقعے

دلیل علی ان الهوی من سجیتی
اس کی دلیل ہیں، کہ محبت میرے خمیر میں ہے،

یقول سمیری والاسا سالم الاسی
میرا ہمنشیں کہتا ہے، اس حال میں کہ دوا غم کا چارہ گر ہے

ولا توضع الاوزار الا لمحنة
اور بوجھ صرف مشقت کے باعث رکھے جاتے ہیں،

ولوان مجوسا بت موقد نارها
اگر میں مجوس کی آگ کا روشن کرنے والا ہوتا،

لما ظل والا منهلا ذا شریعة
تو وہ بھی ایک چشمۂ فیض کی صورت اختیار کر لیتی

ولو کنت بحر العریکن فیه نغبة
اور اگر میں سمندر ہوتا، تو اس میں اس آنکھ کے لئے

لعین اذا نام الغرام استحرت
جو محبت کی غفلت میں بھی پیاسی ہوتی ہے، ایک قطرہ نہ ہوتا،

فلا ردم من نقب المعادل آمن
تو اب دیواروں کا گرنا پھاوڑوں کے زد سے بچانیوالا نہیں،

(ولا هدم الا ک شید بقوة (کذا)[1]
اور نہ

فهم تقول الاسفطسات منک او[1]
غلام مزاج رکتب او طبیعة؟

فان قام لم یثبت لدعنک قاعد
اگر کھڑا ہو تو کوئی ہمارے سامنے نہ بیٹھ سکے

والا فانت الدهر صاحب قعدة
اور اگر بیٹھے تو کوئی اٹھا نہ سکے

(فما انت یا هذا الهوی (ما) او هوم) کذا
اے محبت، تو کیا ہے، پانی یا محبت

ام النار ام دساس عرق الا موعد
یا آگ، یا مادرانہ محبت کو جوش میں لانے کا باعث

وانی علی صبری کما انت واصف
اور میں اپنے صبر کے باوجود، جیسا کہ تو جانتا ہے،

وحالی اقوی القاہین بجسة
میرا حال ان لوگوں کا سا ہے، جو دلیلوں کو مستحکم پکڑتے ہیں،

اقل الفسنی ان عج من جسمی الفسنی
بیماری کو دور کرتا ہوں، اگر بیماری میرے جسم سے اُکتا جائے،

وما شاکر محشار بعض شکیتی
اور مجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے، وہ میرے آزار محبت کا عشر عشیر بھی نہیں،

والیسر شوقی انی ما ذکرتها
اور میرا معمولی شوق یہ ہے کہ میں جب بھی اُسکی یاد سے غافل رہا

ولم انسها الا احترقت بلوعتی
یا اُسے بھول گیا، تو اپنی اندرونی سوزش سے جل جاتا ہوں،

واخفی الجوی نوع الصواعق منک فی
اور محبت کو چھپایا، اُن بجلیوں نے جو تیری جانب سے

[1] یہ شعر واضح نہیں ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مترجم

جوای واخفی الوجد صبر المودة
واسهل ما القی من العذل اننی
احب افلی ذکرها ونصیحتی
واوج خطوظی الیوم منتها حضیضها
بالامس وسل حر الجفون الغزیرة ؟
واوجز امری ان دهری کله
کما شاءت الحسناء یوم الهزیمة
اروح وما یلقی التاسف راحتی

واغدو وما الجد والتفجع خطتی
وکالبیض بیض الدهر والسمر سوده
مساءنها فی طی طیب المسرة
وشأن الهوی ما قد عرفت ولا تسل
وحسبک ان لم یجز الحب رؤیتی
سقام بلا برء ضلال بلا هدی
اوام بلا ری دم لا بقیمة
ولا عتب فالایام لیس لها رضا
وان ترض منها الصبر فهو تعنتی
ألا ایها اللوام عنی قوضوا
رکاب ملامی فهو اول محنتی
ولا تعذلونی فی البکاء ولا البکی
دخلوا سبیلی ما استطعتم ولوعتی

افما سلسلت بالدمع عینی ان جنت
ولکن رأت ذلک جمال فجنت

ص۱۴۱

میرے دل میں کوتدیں، اور صبر نے محبت کو پوشیدہ رکھا،
اور ملامت کرنیوالے مجھے معمولی سزا یہ دیتے ہیں، کہ میں
اس کی بد ترین یاد اور اپنی رسوائی کو دوست رکھتا ہوں،
اور میری خوش نصیبوں کی معراج آج اس کی کل کی پستی ہے،
اور بہنے والی آنکھوں کی گرمی کا نکال لینا ہے
اور میرا مختصر حال یہ ہے، کہ میرا پورا زمانہ
حسینہ کی خواہش کے مطابق شکست کا دن ہے،
میں شام کو آتا ہوں، اس حال میں کہ افسوس میری راحت
سے نہیں ملتا
اور میں صبح کو جاتا ہوں اس حال میں کہ غم میرے راستے سے تجاوز نہیں کرتا،
اور اچھے دن چمکدار تلواروں کی طرح، اور برے دن نیزوں کے مثل ہیں،
ان کی برائی خوشی کے پردے میں ہے۔
اور محبت کا حال وہی ہے، جو تم جان چکے اور اسے نہ پوچھو
یہی کافی ہے کہ میری صورت نے محبت کی خبر دی،
وہ محبت بیماری ہے جسکے لئے شفا نہیں، گمراہی ہے بغیر ہدایت کے،
پیاس ہے سیرابی سے محروم، اور خون ہے جسکی کوئی قیمت نہیں،
اور وہ کوئی رنج نہیں، اس لئے کہ زمانے میں خوشنودی نہیں،
اور اگر صبر اس سے راضی ہو تو یہ میری سرکشی ہے،
اے میرے ملامت کرنیوالو، ملامت کا قافلہ مجھ سے
الگ کرو، اس لئے کہ یہ میری پہلی آزمائش ہے،
اور مجھے رونے اور آنسو بہانے پر سرزنش نہ کرو
اور تم سے جہاں تک ہو سکے، مجھے اور میری سوزش کو اپنے
حال پر چھوڑ دو،
میری آنکھوں سے کسی گناہ کے باعث آنسوؤں کا سیلاب نہیں جاری
ہوا ہے، بلکہ اس حسن کو دیکھ کر جنون ہو گیا ہے

عربی	اردو
تجلی ما جاء الرجاء حو الك ورشدی غاو والعمایات عمت فلم یستبین حتی کانی کا سف ورلمجعت ابصاری لہ وبصیرتی	وہ حسن جلوہ نما ہوا اس حال میں کہ امید کے اطراف تاریک ہیں اور میری عقل گمراہ ہے اور تاریکیوں کے پردے پڑ گئے ہیں اسکا ظہور اُسوقت ہوا، کہ رشتۂ ظہور منقطع ہو چکا تھا، اور میں اپنی بصیرت و بصارت کی مدد سے اُسکی طرف لوٹ گیا،

(فصل انفصال سے)

عربی	اردو
وکم موقف لی فی الهوی خفت دونہ عباب الردی بین الظبا والاسنۃ	محبت میں کتنے ایسے موقع بھی آئے جنکے لئے میں نے نیزوں اور تلواروں کے سائے میں موت کے منھ میں جانے سے بھی دریغ نہ کیا،
فجاوزت فی حدی مجاهدتی لہ مشاهدتی لما سمت لی همتی وحل جمالی فی الجلال فلا ادی سوی صورۃ التنزیہ فی کل صورۃ وغبت عن الاغیار فی تیہ حالتی فلم انبتہ حتی امحی اسمی وکنیتی وکاتبت ناسوتی بامارۃ الهوی وعدت الی اللاهوت بالمطمئنۃ وعلم یقینی صار عینا حقیقۃ ولم یبق دونی حاجب غیر هیبتی وبدلت بالتلوین تمکین عزۃ ومن کل احوال مقامات رفعۃ وقد غبت بعد الفرق والجمع موقفی مع المحو والاثبات عند تثبتی وکم جلت فی سم الخیاط وضاق بی	میں اس کے لئے اپنے مجاہدہ کی حد سے تجاوز کر کے مشاہدے تک پہنچ گیا چونکہ میری ہمت بلند تھی اور میرا جمال جلال میں حلول کر گیا، اب میں ہر صورت میں تنزیہ کی صورت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہوں، میں اپنی پریشان حالی میں دوسروں کی نگاہوں سے غائب ہو گیا اور جب تک میرا نام اور کنیت نہ مٹ گئی متنبہ نہ ہوا، اور میں نے عالم ناسوت سے نفس امارہ کے ذریعہ سے خطاب کیا اور پھر نفس مطمئنہ کے واسطے سے لاہوت پلٹ آیا اور میرا علم یقین عین حقیقت ہو گیا اور مجھ تک پہنچنے کیلئے میرے رعب کے سوا کوئی پردہ نہ رہا اور میں نے تلوین کو تمکین عزت سے بدل لیا اور میرے تمام حالات میں بلندی کے مقامات ہیں اور فرق کے بعد غائب ہو گیا اس حال میں کہ جمع میرا موقف ہے، محو کے ساتھ اور اثبات و تثبیت کے وقت اور بسا اوقات سوئی کے ناکے میں داخل ہو گیا، اور میری بڑائی کی وجہ سے وہ تنگ ہو گیا۔
لبسطی وقبضی بسط وجہ البسیطۃ	اور میرا تنگ ہونا روئے زمین کا پھیلاؤ ہے،

وما اخوت الاوت بقراط زاهداً

اور میں نے زہد میں بقراط کے خم کے سوا کسی کو پسند نہ کیا

وفی ملکوت النفس اکبر عبرة

اور نفس کی سلطنت میں بہت عبرت ہے،

وفقری مع الصبر اصطفیت علی الغنی
مع الشکر اذ لم یخط فیہ مشیئتی

اور صبر کے ساتھ محتاجی کو، شکر کیساتھ توانگری پر
ترجیح دی، اس لئے کہ اس میں بدلہ خوب نہیں ملا،

والکتوجبی ماکنی عنہ اهلہ

اور میں محبت کو چھپاتا ہوں، جب محبت والے اُسے
کنایہ میں بیان کرتے ہیں،

والکنی اذا هم صرحوا بالخیبة

اور میں کنایہ میں بیان کرتا ہوں، جب وہ اپنی ناکامی
کا اقرار کرتے ہیں

وانی فی جنسی ومنہ لواحد
کنوع فصل النوع علة حصتی

اور میں اپنی جنس میں نوع کی طرح
ایک ہوں، نوع کی فصل میرے حصے کی علت ہے

تسببت فی دعوی التوکل ذاهبا
الی ان اجدی حیلتی ترک حیلتی

اور میں توکل کے دعوے میں اس قدر آگے بڑھا کہ
اب ترک اسباب ہی میرا ذریعہ ہے،

وآخر حرف صار منی اولا
مریدا وحرف فی مقام العبودة

اور میرا آخری حرف ارادت میں اول ہو گیا
اور ایک حرف مقام عبودیت میں

تعرفت یوم الوقف منزل قومها
مت بجمع سل خرق التشتت

وقف کے دن اس کی قوم کی منزل سے واقف ہوا
تو ایسی جماعت میں شب بسر کی، جس نے اختلاف کو
دور کر دیا تھا،

فاصبحت اقضی النفس منها منی الهوی

تو میں دل کی آرزوئیں پوری کرتا رہا

واقضی علی قلبی برعی الرعبة

اور اپنے دل پر نگرانی سے ظلم کرتا رہا

فیا لیتها بالنفس دار اسکنتها

میں نے اپنے نفس کے عوض اس کے دل میں گھر بنایا

وبالقلب منہ منزلا فیہ حلت

اور اپنے قلب کے عوض میں اس کے دل میں منزل کی،

فخلص الاستحقاق نفسی من الهوی

تو استحقاق، نے میرے نفس کو محبت سے نکال لیا

واوجب الاسترقاق تسلیم شفعة

اور استرقاق، نے شفعہ ماننے کو واجب کر دیا

فیا نفس لا تجبی تقطع بیننا

تو اے نفس اب نہ واپس آ، کہ ہمارے تعلقات ختم ہو چکے

ویا قلب لا تجزع ظفرت بوحدة

اور اے دل تو مت گھبرا کہ تیری مراد یعنی تنہائی حاصل ہو گئی

(فصل ادلال سے)

عربی	اردو
تبدت لعینی من جمالك لمحة	تیرے جمال کا ایک منظر میری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوا
ابادت فوادی من سناها بلفحة	حسن نے اپنی چمک کی ایک سوزش سے میرے دلکو ہلاک کردیا
ومرت لسمعی من حدیثک ملحة	اور تیری گفتگو کا ایسا خوشگوار حصہ میرے کانوں میں پہنچا
تبدت لها فیک القرآن وقرت	جسے تیری ذات سے نمایاں اتصال تھا اور مستحکم ہوگئی
ملامی بن عذاری استبن وجدی استحن[1]	
سماعی عن حالی ابن دفائلی اصمت	
نمن شاهدی سخط ومن قائلی رضا	
وتلوین احوالی وتمکین رتبتی	
مرامی اشارات مراعی تفکر	
مراقی نهایات مراسی تثبت	
وفی موقفی والدار أقوت رسومها	اور میرے توقف میں جب کہ گھر کی نشانیاں مٹ چکیں ہیں
تقرب اشواقی تبعد حسرتی	شوق کی نزدیکی اور حسرتوں کی دوری ہے
معانی امارات مغانی تذکر	علامتوں کی معانی یاد کی منزلیں
مبانی بدایات مثانی تلفت	آغاز کے اصول اور توجہ کے "مثانی" ہیں
وبث غرام والحبیب بحضرة	اور محبوب کے سامنے محبت کا اظہار کرنا
ورد سلام والرقیب بغفلة	رقیب کی غفلت سے سلام کا جواب دینا ہے
ومطلع بدر فی قضیب علی نقا	اور بالو کے ڈھیر پر چاند کا ظہور
فویق محل عاطل دون وجبیة	تاریکی سے نیچے ایک بے رونق مکان کے جیسا ہے
ومکمن سحر بابلی لدیما	اور بابلی جادو کی کمین گاہ جس کا محل میرا دل ہے
حرت اضلعی فعل القنا السمهریة	سمہری نیزوں کا سا ہے
ومنبت ممسك من شقیق بن منذر[2]	
علی سوسن غض بجنة وجنة	
ووصف اللآلی فی الیواقیت کلما	اور اس کے موتی کی طرح آبدار دانت ہیں
تعل لصرف الراح فی کل سحرة	جو ہر صبح کو شراب کی گردش سے دوبارہ سیراب ہوتے ہیں

سلہ تا ۲ سلہ چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

سل السلسبیل العذاب عن طعم ریقة
ونکهته یخبرك عن علو خبرة
ودمان کافور علیه طوایح
من الند لم تحل بہ بنت مزنة
ولطف هواء بین خفق وبانة
وم قد ماء فی قواریر فضة
لقد عزعنك الصبر حتی کانہ
سراقة لحظ منک للمتلفت
وانت ان لم تبق منی صبابة
منی النفس لم تقصد سواک بوجهة
وکل فصیح منک لیس ی لمسمعی
وکل ملیح منک ید ولمقلتی
تهون علی النفس فیک وانها
لتکرم ان تغشی سواک بنظرة
فان تنظرینی بالرضا تشف علتی
وان تظعرینی باللقا تطف غلتی
وان تذکرینی والحیاة یقیدها
عدلت لاهنی منیتی بمنیتی
وان تذکرینی بعد ما اسکن الثری
تجلت وجاه عند ذاک ودلت
صلینی والاحد ذی الوعد تدارکی
صبابة نفس ایقنت بتفلت
فما ام بو هالک بتنوفة
اقیم لها خلف الحلاب فدرت
فلما رأته لا ینازع خلفها

اُس کے لعاب دہن کی خوشبو کو شیریں چشمے سے پوچھو
کہ وہی تمھیں اسکی صحیح خبر دے گا
اور انار کی طرح رخسار ہیں جن پر تری کے ایسے آثار ہیں
جو کسی قطرۂ آب کے شرمندۂ احسان نہیں ہیں،
اور ہوا کا لطف ڈھرکتے ہوئے دل اور بانہ کے درخت کے پاس ہو
اور صاف پانی چاندی کے برتنوں میں ہو
اُس وقت تیرے لئے صبر دشوار ہو گیا، گویا کہ وہ
طالب توجہ کے لئے دزدیدہ نگاہیں ہیں،
اگرچہ تو نے میرے لئے محبت نہیں باقی رکھی
نفس کی آرزوؤں نے تیرے سوا کسی طرف رخ نہیں کیا
تیری ہر بات میرے کانوں تک پہنچ جاتی ہے،
اور تیری ہر قابل دید چیز میری آنکھوں کو نظر آجاتی ہے
تیری راہ میں میرے نزدیک جان کی کوئی قیمت نہیں بلکہ
اس کیلئے یہ گناہ ہے، کہ تیرے سوا کسی کو نظر بھر کر دیکھے،
اگر تو مجھے نگاہ رضا سے سرفراز کردے تو میری بیماریوں کا خاتمہ ہے
اور اگر ملاقات سے کامران کردے، تو میری پیاس بجھ جائے
اور اگر تو میری زندگی میں مجھے یاد کرے
تو میں اپنی بہترین آرزو کو پانیکے لئے موت کا واسطہ تلاش کرلوں
اگر تو مجھے خاک لحد میں سپرد ہونے کے بعد یاد کرے
تو اس وقت اُسکی تاریکی دور ہو جائے اور قبر میں اجالا ہو جائے
تو ہم سے اچھا برتاؤ کر، یا تجدید وعدہ کر، ورنہ تو
اس دم واپسین کو پائیگا، جسے رحلت کا یقین ہو گیا ہے
اس بچھڑے کی ماں بھی، جو اونچی زمین میں ہلاک ہو رہا ہے
اور جو دوہنے سے وہ دودھ دیتی ہے،
لیکن جب اُس نے دیکھا کہ بچھڑا اُسکی چھاتیوں کو مس نہیں کرتا

عربی	اردو
اذا ھی لو ترسل علیہ وصنت	تو یک بیک اُس نے دودھ کو روک لیا
بکت کلما راحت علیہ وانما	شام کو آتی ہے تو اُسے یاد کر کے روتی ہے
اذا ذکرتہ آخر اللیل حنت	اور آخر رات کو بھی اُس کی یاد میں شوق و دبدبہ کا اظہار کرتی ہے
باکثر منی لوعۃ غیر اننی	اس ماں کی سوزش بھی مجھ سے زیادہ نہیں
رایت وقار الصبر احسن حلیتہ	ہاں اتنا فرق ہے، کہ میں نے اپنا شیوہ صبر رکھا ہے
فرحت کما اغد واذا ما ذکرتھا	تو صبح و شام جب اُس کی یاد آتی ہے
اطامن احشائی علی ما اجنت	دل کو اُسکی بیتابیوں پر تسکین دیتا ہوں
اھون ما القاہ الا من القلی	اعراض کے سوا تمام مصیبتوں کو کم سمجھتا ہوں؛
ھوی ونوی نیل الرضا منک بغیتی	محبت جدائی، اور تیری رضا حاصل کرنا میری تمنا ہے،
الا قاتل اللہ الحمامۃ غدوۃ	خدا کبوتر سے سمجھے، کہ اُسکی صدائے صباحی سے متاثر ہوکر
لقد اصلت الاحشاء نیران لوعۃ	محبت کی آگ نے میرے دل کو جلا دیا
وقاتل مغناھا وموقف شجیرھا	اور اُسکی منزل، اور شاخوں پر اُسکے گانے کی جگہ کو بھی
علی الغصن ماذا ھیجت حین غنت	اللہ تباہ کرے، کہ اس کے دلگداز نغمے نے دل کی دُنیا
	میں ایک اضطراب پیدا کر دیا ہے۔
فغنت غناء اعجمیا فھیجت	اُس نے ایک عجمی سُر الاپا، اور گزشتہ عہدوں کی یاد
غرامی من ذکری عھود تولت	تازہ کر کے میری محبت کو برانگیختہ کر دیا
فارسلت الاجفان سحبا وقدت	اور آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہو گیا
جوای الذی کانت ضلوعی اکنت	اور اس آتش محبت کو ہوا مل گئی جو میرے پہلو میں افسردہ پڑی تھی
نظرت بصحراء البریقین نظرۃ	میں نے صحرائے بریقین کی طرف ایک نظر اٹھائی
وصلت بھا قلبی فصل وصلت	جس سے میں نے دل ملایا، تو اُس سے ایک آواز سنائی دی
فیالھما قلبا شجیا ونظرۃ	اس غمگین دل اور حجازی نگاہوں کا کیا کہنا
حجازیۃ لو جن طرف لجنت	اگر آنکھیں مجنون ہوا کرتیں تو یہ پہلے دیوانی ہوتیں
وواعجبا للقلب کیف اعترافہ	اور دل کے اقرار پر تعجب ہے
وکیف بدت اسرارہ خلف سترہ	کہ اس کے راز پردے کے پیچھے ظاہر ہو گئے،
وللعین لما سوئلت کیف اخبرت	اور جب آنکھ سے دریافت کیا، تو اُس نے کس خوبی سے خبر دی

ص ۱۵۱

وللنفس لما وطنت كيف ذلت
وكنا سلكنا في صعود من الهوى
يسامي باعلام العلا كل رتبة
الى مستوى مافوقه فيه مستوى
فلما توافينا ثبت وزلت
وكنا عقدنا عقدة الوصل بيننا
على نحو قربان لدى قبر شيبة
موكدة بالنذر ايام عهدها
فلما توافقنا شددت وحلت

اور نفس جب مجبور ہوا، تو کس طرح اس نے پتہ دیا،
اور ہم محبت کی اسی منزلوں میں چلتے تھے
جو بلندی کی چوٹیوں تک ہر مرتبے سے چشمک کرتی تھی
ایسی بلندی تک جس کے اوپر کوئی بلندی نہیں،
اور پہنچنے کے بعد میں ثابت رہا اور اسکے قدم لڑکھڑا گئے
اور ہم نے آپس میں پیمان وصل باندھا تھا
اسی طرح جیسے کہ قربان نے شیبہ کی قبر پر
اور اس کا زمانہ منتوں سے مستحکم کیا گیا تھا،
اور جب ہم سب مضبوط ہو گئے تو میں استوار رہا اور وہ سست پڑ گئی

(فصل احتفال ـ ے)

ازور اعتمار ارضها بتنسك
واقصد حجا بيتها بتحلة
وفي نشأتي الاخرى ظهرت بما علت
لنشأتي الاولى على كل فطرة
ولولا خفاء الرمز من لا ولن ولم
تجد هالسلمى مسلكاً بتشتت
ولولم يجد عهدنا عقد خلة
قضيت ولم يقض المنى صدق توبة
بعثت الى قلبي بشرا بما رأت
على قدم عيناي منه فكفت
فلم يعد ان شام البشارة شامها
جفا الشام من نور الصفات الكريمة
فيالك من نور لو ان التفاته
تعارض منه بالنفوس النفيسة

میں عبادت کے طور پر اسکے خطے تک عمرہ کرکے جاتا ہوں
اور کفارہ کی نیت سے اس کے گھر کا حج کرتا ہوں
اور اپنی دوسری زندگی میں فطرت پر غالب آگیا
اس لئے کہ اس بلندی تک میری پہلی فطرت پہنچ چکی تھی
اور اگر رمز محبت کو وہ بظاہر انکار سے نہ چھپاتی
تو وہ ضرور مجھ سے وصل کے لئے آمادہ ہوتی
اور اگر پیمان محبت میرے عہد کی تجدید نہ کرتا
تو میں ختم ہو جاتا اور آرزوئیں صدق دل سے توبہ نہ کرتیں
میں نے دل کو خوشخبری دی، کہ اس کی بنا پر کہ جو کچھ
میری آنکھوں نے بہت پہلے دیکھا تھا،
اس نور کا کیا کہنا، اگر اس کی ایک موج
پاکیزہ دلوں سے ٹکرا جائے

[1] چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

تحدث انفاس الصبا ان طیبھا
بما حملتہ من حراقة حرقة
وتنبئی آصال الربیع من الربا
واشجارہ ان قد تجلت فجلت
تخبر اصوات البلابل انھا
تغنت بترجیعی علی کل ایکة
فھذا اجالی مناک فی بعد حسرتی
فکیف بہ ان قربتنی بخلة
تبدی وما زال الحجاب ولا دنا
وغاب ولم یفقد شاھد حضرتی
لہ کل غیر فی تجلیہ مظھر
ولا غیر الا ما محت کف غیرة
تجلی دلیل واحتجاب تنزہ
واثبات عرفان ومحو تثبت
فما شئت من شیئ والیت انہ[۱]
ھو الشیئ لم تجحد فخار التیی
وفی کل خلق منہ کل عجیبة
وفی کل خلق منہ کل لطیفة
وفی کل خاف منہ مکمن حکمة
وفی کل باد منہ مظھر جلوة[۲]

. . . .

وفی طی اوتاق الحساب وسرما
یتم من الاعدا دفاید البستة[۳]
وفی نفثات السحر فی العقد التی
تطوع لھا کل الطباع الابیة

باد صبا کے جھونکے بیان کریں کہ
اس کی خوشبو جلے ہوئے دل کی سوزش کے سبب سے ہے
اور بہار کی شام (ٹیلوں) اور درختوں کے اوصاف
بیان کرے کہ اس کی جلوہ گستری سے یہ سب روشن ہوگئے ہیں
اور بلبل کی آواز بتائے، کہ
اُسنے ہر درخت پر میرے ہی راگ کو اڑایا ہے
حسرت کی دوری میں میرے جال کا یہ عالم ہے
اگر تو مجھے دولت قربت سے مالا مال کرے تو کیا حال ہو؟
ظہور کے بعد بھی حجاب قائم رہا، نہ قریب ہوا
اور دور ہوا مگر ہمارے سامنے سے غائب نہ ہوا،
اس کے لئے تمام تبدیلیاں ہیں اُسکی جلوہ آرائی میں ایک مظہر ہے
اور کوئی تغیر اسکے سوا نہیں ہے، جو تبدیلی کا ہاتھ بدل دے،
دلیل کا ظہور، اور تنزہ کی روپوشی،
معرفت کا ثبوت ہے اور ثبت (استواری) کا مٹنا

اور اُس کی ہر مخلوق میں تمام عجائب ہیں،
اور اُس کی ہر خلقت میں تمام لطائف ہیں
اور اُس کی ہر پوشیدگی میں پوشیدہ راز ہیں،
اور اُس کے ہر ظہور میں ایک جلوہ کا مظہر ہے

. . . .

اور ان گرہوں کی جن پر جادو کے منتر پڑھے جاتے ہیں،
تمام خود دار طبیعتیں مطیع ہوتی ہیں

ص ۱۵۲

[۱ و ۲ و ۳] چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

يصور شكلا مثل شكل وتعيلى
عليه باوهام النفوس الخبيثة
وفى كل تصحيف وعضو بذا السد
اختلاج وفى التقويم مجلى لروية
وفى خضرة الكمون ترجى شرابه
مواعيد عرقوب على اثر صفرة
وفى شجر قد خوفت قطع اصلها
فبان بها حمل لاقرب مدة
وفى النخل فى تلقيحه واعتبر بما
الى فيه عن خير البرية واسكت

ایک شکل دوسری شکل کے مثل بناتا ہے اور اُس پر
خبیث روحوں کے اوہام سے بلند ہوتا ہے،
اور ہر دانستہ غلطی اور بدن میں
اختلاج ہے، اور تقویم میں رویت کا نظارہ ہے،
اور (کمون) کی سبزی میں جس کا عرق نکالا جاتا ہے،
زردی کے بعد عرقوب کے مثل غلط وعدے ہیں
اور اُس درخت میں، جسکی جڑ کاٹنے سے ڈرایا گیا،
اس میں معمولی مدت کا حمل ظاہر ہوا
اور کھجور کے درخت اور اُسکی پرورش میں، اور جو کچھ
اس بارے میں خیر البشر سے منقول ہے، اُس سے عبرت
لے اور خاموش رہ

وفى الطابع النسبتى فى الاحرف التى
يبين منها النظر كل خفية
وفى صنعة الطلسم والكيمياو
الكنوز وتنوير المياه المعينة
وفى حرز اقسام المودب محرزا
وحزب اصيل الشاذلى وبكرة
وفى سيمياء الحاتمى ومذهب ابن
ن سبعين اذ يعزى الى شر بدعة
وفى المثل الاولى وفى النحل الالى
بها اوهموا الماتاهوا بسنة
وفى كل مافى الكون من عجب وما
سوى الكون الا ناطق بعجيبة
فلا سر الا وهو فيه سرا حرة
ولا جهر الا وهو فيه كخافية

اور طلسم وکیمیا کے فن میں اور خزانوں میں
اور آسائش پہنچانے والی نہروں کے خشک ہونے میں
اور "مودب" کے اقسام کے یاد کرنے میں نجات ہے
اور شاذلی کی شام صبح کے ورد ہیں
اور "حاتمی" کی علامت وحسن میں اور ابن سبعین
کے مذہب میں، جو بدعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے،
اور پہلے امثال میں، اور سابق فرقوں میں
جنکی وجہ سے لوگ سنت پر عمل پیرا ہونیکے بعد وہم میں مبتلا ہوگئے
اور خلقت کی تمام چیزوں میں عجائب ہیں، اور فطرت کے
علاوہ بھی تمام چیزیں عجائب کی شہادت دیتی ہیں
تو کوئی ایسا راز نہیں، جس میں وہ پوشیدہ نہ ہو،
اور کوئی ظہور ایسا نہیں، جس کی زینت وہ نہ ہو،

سل الذکر عن الصاف اصناف ما ابتنی
علیہ الکلام من حروف سلیمۃ

ذکر سے ان حروف سلیمہ کے اقسام کی صحت کو دریافت کرو
جن پر کلام کا مدار ہے

ومن وضعھا فی بعضھا وبلوغ ما
اتت فیہ امضی عدھا وتثبت[1]

اور بعض کو بعض میں رکھنے کے بارے میں

فلا ید من رمز الکنوز لذی الحجا
ولا ظلم الا ظلم صاحب حکمۃ

عقل والوں کے لئے خزانوں کا رمز ضروری ہے،
اور صاحب حکمت کے سوا کسی کا ظلم نہیں ہے،

ولولا سلام ساق للامن خیفتی[2]
لعاجل مس البر وخوفی لمیتتی

ولو لم توانسنی عنا قبل لم و لم
قضی العتب منی بغیۃ بعد وحشتی
ولم اقامت امر ملکی لشکرھا
کما ھونت بالصبر کل بلیۃ

اور اگر وہ مجھے نہ پاتی مگر اپنی مہربانی سے
اگر ناکامی میری موت کی خبر دیتی تو میں اپنی امیدوں کو تہ کر دیتا
اور محبوب (فخم) نے
جیسا کہ میرے صبر سے تمام مصیبتیں آسان کر دی ہیں،

(فصل اغتفال سے)

سرت لفوادی اذ سرت فیہ نظرتی
وسارت ولم تثن العنان بعطفۃ
وذلک لما طلع الشمس فی الدجی
محیا ابنۃ الحیین فی خیر لیلۃ
یمانیۃ لو انجدت حین انجدت
لما ابصرت عیناک حیا کمیت
لا صحۃ فی نصحھا قدم نجی
لکل نجاشی بہا حصن ذمۃ
اتمت فحطت رحلھا ثم لم یکن
سوی وقفۃ التودیع حتی استقلت
ولکنھا ھمت بنا فتذکرت

میری نگاہیں میرے دل میں پیوست ہوگئیں
وہ اپنا کام کرتی رہیں، اور رحم وشفقت سے منہ نہ موڑا
اور یہ اسطرح کہ جب آفتاب نے تاریکی میں
(ابنۃ الحیین) کا چہرہ بہترین رات میں نمایاں کر دیا
وہ یمن کی رہنے والی، جب نجد کا رخ کرتے ہوئے پسینہ پسینہ ہو جائے
تو تمہاری آنکھوں نے زندہ کو مردہ کے مثل اسطرح کبھی نہ دیکھا ہوگا
اس کی خیر خواہی میں اصحمہ سبقت لے گیا
ہر حبش کے بادشاہ کیلئے اسکے سبب سے امن و امان ہے
وہ آئی اور ٹھہری، پھر فوراً
رخصت کا وقت آگیا، یہاں تک کہ وہ روانہ ہوگئی
لیکن اُس نے ہم سے ملنے کا ارادہ کیا

[1–2] چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اس لیے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

عربی	اردو
فضناء قضاة الحسن قدما فصّلت	پھر اُسے شاہانِ حسن کا پرانا فیصلہ یاد آگیا، تو رک گئی
اجلت خیالا اتی لا اجـلـه	اُسے ایسے خیال کی عزت کی جس کی تنظیم میں نہیں کرتا ہوں
ولم انتسب منه من غیر تعلة	اور بلا وجہ میں نے اُس کی طرف انتساب ظاہر نہیں کیا
علی انی کلی وبعضی حقیقة	باوجودیکہ میرا کُل اور بعض سب حقیقت ہے،
وباطل اوصافی وحق حقیقتی	اور میرے باطل اوصاف اور میری حقیقت کی اصل ہے
وجنسی وفصلی والعوارض کلها	اور میری جنس اور فصل اور تمام عوارض
ونوعی وشخصی ءالهواء وصورتی	اور نوع و شخص اور ہوا اور میری صورت
وجسمی ونفسی والحشا وغرامه	اور میرا جسم و نفس، دل اور اُس کی محبت
وعقلی وروحانیتی القدسیة	عقل اور میری پاک روحانیت
وفی کل لفظ عنه میل لمسمعی	اُس کے ہر لفظ پر متوجہ ہو جاتے ہیں،
وفی کل معنی منه معنی للوعتی	اور اُس کے ہر معنی میں میرے درد محبت کے معنی پوشیدہ ہیں
ودهری به عید لیوم عروبة	اور میرا زمانہ اس میں "یوم عروبہ" کی عید ہے،
وامری امری والوری تحت قبضتی	اور میرا حکم میرا حکم ہے اور مخلوق میرے قبضۂ قدرت کے اندر ہے
ووقتی شهود فی فنا شهدته	اور میرا وقت اس فنا میں شاہد ہے جس میں حاضر رہا
ولا وقت لی الا مشاهد غیبة	اور میرے لئے غیب کے مشاہدے کے سوا کوئی وقت نہیں
اراه معی حسا ووهما وانه	میں اس کو اپنے ساتھ حس و وہم میں دیکھتا ہوں
مناط الثریا من مدارک رؤیتی	اور پردہ میری قوت باصرہ کے لئے منتہائے مقصود ہے
واسمعه من غیر نطق کانه	اور میں اس کی باتیں بغیر گفتگو سنتا ہوں،
یلقن سمعی مایوس مهجتی	گویا کہ میرے دل کے خطرات میرے کانوں کو پہنچتے رہتے ہیں
ملأت بانوار المحبة باطنی	محبت کے انوار سے اپنا باطن معمور کر دیا
کانک نور فی سرار سریرتی	گویا تو میری پوشیدگی کی گہرائیوں میں ایک نور ہے
وجلیت باجلال ارجاء ظاهری	اور جلال سے اپنے ظاہری اطراف کو جلوہ آرا کر دیا ہے
کانک فی افقی کواکب زینة	گویا میرے ظاہری افق کیلئے تو روشن ستاروں کی مانند ہے
فانت الذی اخفیه عند تستری	تو ہی ہے جسے میں اپنی پوشیدگی کے وقت چھپاتا ہوں
وانت الذی ابدیه فی حین شهرتی	اور تو ہی ہے جسے شہرت کے وقت ظاہر کرتا ہوں

ص ۱۵۴

فتہ احتمل ء اقطع اصل و اعل استفل

و مر امتثل و املل امل و ادم اثبت
فقلبی ان عاتبتہ فیک لم اجد
لعتبی فی الدھر موقع نکتتہ
. . . .
. . . .
و نفسی تنبو عن سواک نفاستہ
فلا تنتمی الا الیک بمنتہ
تعلقت الآمال منک بفوق ما
اری دونہ ما لا ینال بحیلتہ
وحامت حوالیھا وما واقعت حمی
سحائب یاس امطرت ماء عبرتی
فلو فاتنی منک الرضا ولحقتنی
بعفو بکیت الدھر فوت فضیلتہ
ولو کنت فی اھل الیمین منعما
بکیت علی ما کان من سبقیتہ
وکم من مقام ھمت عنک سائلا
اری کل حی کل حی و میت
آتیت بفاراب ابا نصر ھا فلم
اجد عندہ علما یبرد غلتی
ولم یدر ما قولی ابن سینا و سائلا
فقل کیف ارجو عندہ برء علتی
فھل فی ابن رشد بعد ھذین مرتجی
و فی ابن طفیل لا حتثاث مطیتی

توخوشی سے تکبر کر، میں برداشت کروں گا۔ تعلقات کو
قطع کر۔
میں صلۂ رحم کروں گا، بلند ہو، میں پستی اختیار کروں گا،
توحکم دے، میں بجالاؤں گا، مشقت میں مبتلا کر میں مبتلائے
غم رہوں گا، اپنی نزدیکی سے محروم کر، میں ثابت رہوں گا،
اگر میں اپنے دل پر تیری وجہ سے عتاب کروں، کبھی
اس میں عتاب کا ذرہ برابر اثر نہ پاؤں،
اور میرا نفس پاکیزگی کی وجہ سے تیرے سوا سب سے دور رہتا ہے،
اسے صرف تیرا ہی احسان یاد ہے
امیدیں تجھ سے جتنی بلند چیزوں کی تمنا رکھتی ہیں،
جس سے بدرجہا معمولی چیزیں تدبیروں کے بغیر نہیں حاصل ہوتیں،
وہ اُس کے ارد گرد گشت لگاتی رہیں مگر کوئی ٹھکانا نہ ملا،
مایوسی کی بدلیوں نے چشمۂ اشک جاری کر دیا
اگر تیری رضامندی مجھے نہ حاصل ہو سکی اور تونے میرے ساتھ
عفو سے نہ کام لیا، تو عمر بھر شومی قسمت کا ماتم کروں گا،
اگر میں اہل یمین کے ساتھ خوش و خرم ہوتا
تو اس فضیلت کا مرثیہ خوان ہوتا جو مجھے حاصل تھی،
اور کتنے مرحلے ایسے آئے جب تیری جستجو کرتا رہا
جہاں ہر زندہ کو زندہ اور مردہ دیکھتا،
فاراب میں ابونصر کے پاس دست سوال دراز کرتا ہوا آیا،
کہ شاید اس کا علم میری پیاس بجھا دے
ابن سینا میرا سوال بھی نہ سمجھ سکا
تو اب بتا کہ اُس سے کس طرح شفا کی امید کروں۔
تو کیا اب ان دونوں کے بعد ابن رشد سے امیدیں وابستہ کروں
یا ابن طفیل کا دروازہ کھٹکھٹاؤں

عربی	ترجمہ
لقد ضاع لولا ان تداركني حمى	اگر خدا کی پناہ گاہ مجھے نہ بچا لیتی، تو
من الله سعي بينهم طول مدتي	ان لوگوں کے ساتھ میری کوششیں رائگاں ہو گئی تھیں
فقيض لي نهجا الى الحق سالكا	تو نے مجھے ایسے راستے کی توفیق دی جو حق کی طرف لیجانیوالا ہے
وايقظني من نوم جهلي وغفلتي	اور مجھے جہالت وغفلت کی نیند سے بیدار کردیا
فحصنت الظار الجند، جنيد ها [1]	
بترك قلى من رغبة ريح رهبته	
وكسرت عن رجل ابن ادهم ادهما	اور ابن ادہم کی سواری کو اپنا گھوڑا بنایا
وانقذته من اسرحب الاستر لا	اور اُس کو حقائق اشیاء کی قید محبت سے نجات دی
وعدت على حلاج بسكرى بصلبة	اور حلاج کے پاس آیا جو "سولی" کے نشہ میں مخمور تھا،
والقيت بلعام التفاتي بهوة	اور اپنی توجہ کے . . . . کو گڑھے میں پھینک دیا
فقولي مشكور ورائي ناجح	تو میرا قول مشکور اور میری رائے کامیاب ہوئی
وفعلي محمود بكل محلة	اور میرے افعال کی ہر جگہ تعریف کی جاتی ہے،
رضيت يعرفاني فاعليت للعلا	اپنی معرفت پر راضی ہوکر بلند مقام کو پہنچ گیا،
واجلسني بعد الرضا فيه جلتي	اور رضامندی کے بعد میرے اکابر نے اُسی بلند مقام پر بٹھایا
نعشت ولا ضير الخاف ولا قلى	میں نے اس طرح زندگی بسر کی، کہ نہ بغض کا ڈر ہے نہ تکلیف کا کھٹکا
وصرت حبيباً في ديار احبه	اور اپنے محبوب کے دیار میں محبوب قلوب ہوگیا
فها انا ذا امسى واصبح بينهم	اب میں انھیں کے ساتھ صبح وشام رہتا ہوں
مبلغ نفسي منهم ما تمنت	اس حال میں نفس کی تمام آرزوئیں پوری ہو رہی ہیں،

ص ۱۵۵

(اور انھوں نے مجھے اپنا کلام سنایا، جو حال قبض میں کہا تھا، اور میں نے اُسے لکھ لیا تھا)

عربی	ترجمہ
اليك بسطت الكف استنزل الفضلا	طلب رحمت کیلئے میں نے تیری طرف ہاتھ بلند کیا ہے،
ومنك قبضت الطرف استشعر الذلا	اور اظہار ذلت ومسکنت کیلئے تیرے سامنے آنکھیں بند کرلی ہیں
وها انا ذا قد قمت يقدمني الرجا	اب میں اس حال میں اُٹھا ہوں، کہ امید آگے بڑھاتی ہے،
ويحجم بي الخوف الذي خامر العقلا	اور خوف جو دل ودماغ پر مسلط ہے، روکتا ہے،
اقدم رجلا ان يعني برق مطمع	اگر امید کی بجلی چمکتی ہے، تو ایک قدم آگے بڑھاتا ہوں

[1] چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

وتظلم ارجائی فلا اتقل الرجلا
ولی عثرات لست آمل ان هوت
بنفسی ان لا استقیل وان اصلی
فان تدرکنی رحمة انتعش بها
وان تکن الاخری فاولی بالاولی

اور اطراف تاریک ہیں، اسلئے پیشقدمی سے رکتا ہوں
اور میری ایسی غلطیاں ہیں، اگر مجھے پستی میں گرادیں،
تو مجھے امید نہیں ہے کہ معاف کیا جاؤں اور یہ کہ میں دوزخ
میں ڈالا جاؤں گا،
اگر رحمت ربانی شریک حال ہو تو اُسکے سہارے پہنچنے کی امید ہے،
ورنہ دوسری صورت میں مقدر کا لکھا پورا ہوگا،

(اور فرمایا، کہ میرے منظومات سے یہ بھی ہیں)

وجد لتسعره الضلوع
وما تبرده المدامع
هم تحركه الصبابة
والمهابة لا تطلوع
امل اذا وصل الرجا
اسبابه فالموت قاطع
بالله یا هذا الهوی
ما انت بالعشاق صانع

ایسی محبت جس کی آگ پہلو میں سلگتی رہتی ہے،
اور آنسو اُسے ٹھنڈا نہیں کرسکتے"
ایسا غم جس میں محبت سے تحریک ہوتی ہے،
اور ہیبت وخوف کا اثر نہیں ہوتا،
اور ایسی تمنا جب امید اُس کی کامیابی کے
اسباب مہیا کرلیتی ہے، تو موت اُسے قطع کردیتی ہے،
اے محبت تجھے خدا کا واسطہ، بتا،
کہ آخر تو عشاق کے ساتھ کیا برتاؤ کرنیوالی ہے

(فرمایا، کہ مندرجۂ ذیل شعرا ایسے لوگوں کو لکھے گئے تھے جن سے کچھ تکلیف پہنچی تھی)

نحن ان تسأل بناس معشر
اهل ماء فجرته السماء
عرب من بیضهم ارزاقهم
ومن السمر الطوال الخیم
عرضت احسابهم ارواحهم
دون نیل العرض وهی الکرم
اورثونا المجد حتی اننا
نرتضی الموت ولا نرزوهم

اگر تم اُن لوگوں سے ہمارے متعلق دریافت کرو، تو معلوم ہوگا
کہ ہم ایسے پانی ہیں، جسے ارادوں نے بہایا ہے،
ہم عرب ہیں، جو تلواروں سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں،
اور بلند نیزوں کے خیمے بناتے ہیں،
ان کی عزت وشرف نے زندگیوں کو خطرہ میں ڈالدیا ہے
کہ ان کی عزت یعنی شرافت پر حرف نہ آئے،
ہمیں ان سے بزرگی وراثت میں ملی ہے
ایسا کا اثر ہے کہ ہم موت سے خوش ہوتے ہیں، لیکن دل تنگ نہیں ہوتے

ومالنا فی الناس من ذنب سوی	لوگوں کے نزدیک اسکے سوا ہمارا کوئی گناہ نہیں
اننالوی اذاما اقتحموا	کہ حملہ وزیادتی کے وقت انصاف وحق کا مطالبہ کرتے ہیں

(فرمایا، کہ قاضی ابوبکر بن العربی کے مندرجۂ ذیل ابیات پر میں نے یہ شعر کہے)

من ۱۵۶

اماو المسجد الاقصی	مسجد اقصیٰ اور ان پاک آیات
ومایتلی بہ نصا	کی قسم جو اس میں تلاوت کی جاتی ہیں،
لقد رقصت بنات الشوق	جذبات شوق
بین جوانحی رقصا	میرے پہلو میں رقص کرتے ہیں،

(میرا شعر)

فاقلع بی الیہ ھوی	مجھے اُس کی طرف محبت لے گئی
جناحا عزمہ قصا	جس کے عزم کے بازو کاٹ دئے گئے تھے،
اقل القلب واستعدی	دل میں ولولہ پیدا ہوا اور جسم کے لئے
علی الجثمان فاستعصی	یار ہونے لگا، توجسم نے بھی ناگواری ظاہر کی
فقمت اجول بینھما	میں ان دونوں کے درمیان پریشان رہا
فلا ادنی ولا اقصی	نہ قریب ہوتا ہوں نہ دور،

(فرمایا، کہ میں نے راوی "مدونۃ" کے متعلق بطور توریہ کے کہا)

لاتعجبن نظبی قد وھا اسرا	کوئی تعجب نہیں کہ ہرنی نے شیر کو دھوس دی
فقد وھا اسرا من قبل سحنون	اسلئے کہ اس سے پہلے بھی سحنون (ہرنی) (اسد) کو دھوکہ دیچکا ہے،

(فرمایا، کہ میرے منظومات میں سے یہ شعر بھی ہیں)

انبت عودا بنعماء بدأت بھا	ایسے احسان سے جو صرف احسان کی خاطر تھا، ایک عود اگایا،
فضلا والبستھا بعد اللحی الورقا	اور چھالکوں کے بعد اُسے پتوں سے آراستہ کیا
فظل مستشعرا مستدثرا أرجا	وہ اپنی بھینی بھینی خوشبو کے ساتھ بڑھتا ہوا
ریان ذا بھجۃ یستوقف الحدقا	ایسا نظر فریب وخوش منظر ہوا، جسپر نگاہیں بے اختیار جم جائیں
فلاتشنہ بمکروہ الجنی فلکم	اُسے بری طرح چھینے سے عیب دار نہ کر
عودتہ من جمیل من لدن خلقا	اس لئے کہ اُس کی پیدائش کے وقت سے خدا جانے

کتنا حسن سلوک کیا گیا ہے،

والفِ القذی عنہ واثر الدھر منبتہٗ	خس وخاشاک کو اُس سے دور کرو، اور اُسکی جڑ کو تری پہنچایا کرو
وغذہ برجاء واسقہ غدقا	امیدوں کی غذا دو، اور نعمتوں سے سیراب کرو،
واحفظہ من حادثات الدھر اجمعھا	اور زمانے کے تمام حوادث سے اُس کو بچاؤ،
یاجاء منہا علے ضوء وما طرقا	خواہ وہ دن کو آئیں یا رات کو

غرناطہ کی مجلسوں سے متعلق جہاں ہیں نے اُن کی بہت سی بیان کردہ باتیں محفوظ کرلی تھیں، ان میں مندرجۂ ذیل قصہ بھی ہے :- ایک بار وہ سلطان ابوتاشفین عبدالرحمٰن بن ابی حم کی مجلس میں حاضر ہوئے، اثنائے گفتگو میں ابوزید بن الامام نے کہا، کہ ابوقاسم مقلد ہیں، اور اُن کی نگاہ امام مالک کے اصول تک محدود ہے، اور ابوموسیٰ عمران بن موسیٰ مشدالی نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ امام مالک کے مقلد ہوتے، تو اُن سے اختلاف کرکے دوسروں کی تائید نہ کرتے، اس موقع پر ابوزید نے شرف الدین تلمسانی کی ایک عبارت پیش کی، جس میں انھوں نے اجتہاد مخصوص کی مثال میں ابن القاسم اور مزنی کو پیش کیا ہے، کہ جیسے ابن القاسم امام مالک کے اور مزنی امام شافعی کے مقلد ہوتے ہوئے اجتہاد مخصوص کے مالک ہیں، اس پر عمران بول اُٹھے کہ یہ مثال ہے، اور مثال کا صحیح ہونا ضروری نہیں، اس پر ابوزید بن امام ضبط نہ کرسکے، اور ابوعبداللہ بن عمر سے کہا، کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں اس فقیہ کی گفتگو نہ سمجھ سکا، ہاں یہ جانتا ہوں کہ اہل علم کے نزدیک مثال کے باطل ہونے سے ممثل لہ (جس کے لیئے مثال لائی جاتی ہے) کا باطل ہونا نہیں لازم آتا، تو ابوموسیٰ نے سلطان سے کہا، کہ یہ اصولیوں کا تحقیق شدہ مسئلہ ہے، اس پر میں نے کمسنی کے باوجود کہا، کہ دونوں میں کسی نے تحقیق کا حق نہیں ادا کیا، اصل یہ ہے، کہ مثال کبھی واقعی ہوتی ہے، اور کبھی تقریب کے طور پر، اصل کی بنا پر شیخ ابن ابی عمرو نے یہ فرمایا، اور یہی ٹھیک ہے دیکھیئے، سیبویہ کہتا ہے، (ھذا امثال) یہ مثال ہے، اور پھر اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، جب یہ بات معلوم ہوئی، کہ مثال کبھی تقریب کے طور پر

ص ۱۵۷

ہوتی ہے، تو مثال کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہوتا، نیز اس کے باطل ہونے سے ممثل لہ کا باطل ہونا بھی لازم نہیں آئیگا، اصل میں دونوں قول ایک ہیں،

اور فرمایا کہ اسی بادشاہ کے سامنے ایک دوسری مجلس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا کسی نے ابو زید بن الامام کے سامنے مسلم کی حدیث (لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ) اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو) سنائی اس پر شیخ ابو اسحٰق بن حکم سلوی نے کہا، کہ یہ ملقّن (جسے تلقین کئے جانے کا حکم ہے) حقیقت میں قریب الموت ہے، اور یہاں پر مردہ مجازاً استعمال کیا گیا ہے، آخر حقیقت (محتضریکم) بجائے مجاز (موتاکم) کیوں اختیار کیا گیا، حالانکہ اصل معنی حقیقی ہے، ابو زید نے اس کا جواب دیا مگر غیر تشفی بخش، اور میں نے اُستاد سے تنقیح کا کچھ حصہ پڑھا تھا، میں نے کہا کہ قرافی کا خیال یہ ہے، مشتق زمانۂ حال میں معنی حقیقی پر محمول ہوتا ہے، اور مستقبل میں مجاز پر، اور ماضی میں دونوں کا احتمال ہوتا ہے، مگر یہ جبکہ محکوم بہ ہو، اور اگر حکم باسناد اسی کے ساتھ متعلق ہو جیسے کہ اس حدیث میں ہے، تو اس صورت میں معنی حقیقی بالاتفاق لئے جائیں گے، پھر نہ مجاز ہوگا، نہ سوال کی ضرورت ہوگی، یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ ان کی دلیل میں شک وشبہ کی گنجائش ہے، اس لئے کہ انھوں نے اجماع نقل کیا ہے، اور اجماع اُن چار چیزوں میں سے ہے، جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں یہ خرابی ضرور ہے وہ ایک اتفاقی مسئلے میں دلیل لائے، جیسا کہ لخمی اور دیگر علماء وجوب طہارت پر دلیل لائے ہیں، بلکہ یہ اور قبیح ہے، کہ اس کا ارکان دین میں داخل ہونا ظاہر ہے، پھر اگر ہم اجماع کا نہ ہونا بھی مان لیں، تو بھی کہہ سکتے ہیں، کہ یہ اُن علامات کی طرف اشارہ ہے، جو عموماً موت سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں، اس لئے ان علامات سے پیشتر کلمہ تلقین کرنے سے ممکن ہے، مریض کو وحشت ہو اس حدیث میں تلقین کا وقت بتایا گیا ہے، یعنی ان لوگوں کو کلمہ کی تلقین کرنی چاہئے جس کی موت کا یقین ہو جائے یا یہ کہا جائے، کہ لفظ احتضار کے استعمال سے گریز وجہ ابہام ہے، دیکھئے کہ احتضار میں کس قدر اختلاف ہے، آیا احتضار کی ابتدا

ص ۱۵۸

فرشتوں کی آمد سے ہوگی، یا حضورِ اجل سے، یا لوگوں کی آمد سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک پوشیدہ حالت ہے، جیسے کسی حکم کی دلیل بتانے کے لئے ظاہری وصف و علامات کی ضرورت ہوگی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، یا احتضار کی آمد موت سے ہوگی، اور اس کا جاننا بھی علامات کے بغیر ناممکن ہے، تو جب ان علامات کا اعتبار ضروری ہو، اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس تسمیہ (موتی) سے انھیں علامات کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا، کہ حدیث (و اذا سلم الامام فلا یثبت بعد سلامہ ولینصرف) (امام کو چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد نہ ٹھہرے بلکہ اپنی جگہ سے چلا جائے) کے بارے میں ابن ابی زید کا قول ہے، کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ امام اتنی دیر تک انتظار کرے، کہ مقتدی سلام پھیر لیں تاکہ وہ کسی کے سامنے اسے نہ گزرے، اس کے بارے میں ابو زید کہا کرتے تھے کہ سلام کے بعد مقتدیوں سے امام کا حکم اٹھ گیا، تمام دلیلوں کا خیال کرتے ہوئے یہ معنی ہونگے، کہ عام مقتدیوں کا حکم بھی اب مسبوق کا ہو جائیگا (یعنی جسطرح مسبوق پر امام کی اطاعت ضروری نہیں ہوتی، عام مقتدی بھی سلام کے بعد آزاد ہو لئے گئے)

میرے خیال میں یہ فقیہ کی موشگافیاں ہیں، اور ابو زید بن الامام خونجی کے اس قول (والمقارنات التی یمکن اجتماعہ معہا) کو جو جمل میں ہے (مفارقات) پڑھا کرتے تھے، اور انکی مثال اصمعی کی ہے، جب اُس نے ابو عمرو بن العلا کے سامنے مندرجۂ ذیل شعر کو

وغررتنی و زعمت انک — اور تو نے مجھے دھوکہ دیا اور گمان کیا
لابن فی الصیف تامر — کہ گرمیوں میں تو دودھ اور کھجوروں والا ہے،

اس طرح پڑھا:-

غررتنی و زعمت انک — اور تو نے مجھے دھوکہ دیا اور خیال کیا کہ
لاتٍ بالضیف تامر — تو مہمان کو دودھ اور کھجوریں کھلانا چاہتا ہے،

اس پر ابو عمرو نے اصمعی سے کہا، کہ اس تحریف کے بعد یہ حطیئہ کے اصلی شعر سے بھی بلند ہو گیا

اسی طرح بیان کیا جاتا ہے، کہ ایک شخص نے رمضان میں خلیفہ کو نماز پڑھائی، اتفاق سے اُسے قرآن یاد نہیں تھا وہ مصحف میں دیکھتا جاتا تھا، اس طرح پر بہت سی آیتوں میں تحریف کر دی جیسے (صنعۃ اللہ)

اصل "صبغۃ اللہ" ہے، (اصیب بھا من اساء) اصل "اصیب بھا من یشاء" ہے، انما المشرکون نجس) حالانکہ صحیح نجس ہے (وعلی ھلا اباہ) (تقیۃ اللہ خیر لکم) صحیح "بقیہ" ہے (ھذا ان دعوی اللرحمٰن ولدا لکل امرئی منھم یومئذ شان یعینہ) اس میں "یغنیہ" کو "یعینہ" پڑھ دیا۔ فرمایا، کہ ایک مرتبہ ابو زید بن امام نے ذکر کیا، کہ اُن سے مشرق میں ان دونوں شرطیہ قضیوں کے بارے میں پوچھا گیا، (ولو علم اللہ فیھم خیرا لاسمعھم ولو اسمعھم لتولوا وھو معرضون) اگر اللہ ان سے بھلائی کی توقع رکھتا، تو اُن کو سناتا اور اگر اُن کو سناتا، تو وہ اعراض کرکے پیٹھ پھیر لیتے) کہ منطقی اصول سے ان کا نتیجہ "ولو علم اللہ فیھم خیر التولوا" اگر ان سے بھلائی کی توقع رکھتا، تو وہ اعراض کر لیتے) ہونا چاہئے، جو محال ہے، اس کے بعد انھوں نے حاضرین کا امتحان لینا چاہا، تو ابن حکم نے کہا، کہ خونجی نے لکھا ہے، کہ شرطیہ متصلہ لو، یا اُن، کے داخل ہونے سے مہملہ ہوجاتا ہے، تو یہ دونوں قضیے مہملہ ہوئے، اور مہملہ کا حکم جزئیہ کا ہوتا ہے، اور دو جزئیوں سے قیاس نہیں ہوتا، اس کے بعد بجایہ میں ابو علی حسین بن حسن کے پاس حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اُن سے اس جواب کا ذکر کیا، نیز زمخشری وغیرہ نے جو کچھ لکھا ہے، کہ نتیجہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اخذ اوسط مکرر نہیں ہے، انھوں نے فرمایا، کہ دونوں جواب گویا ایک ہی ہیں، اس لئے کہ دو جزئیوں سے قیاس اسی لئے ممتنع ہے، کہ ان میں حد اوسط کی تکرار نہیں، پھر اپنے شیخ ابو عبد اللہ ابلی سے اس کا ذکر کیا، اُنھوں نے فرمایا، کہ قیاس کی بنا اصل میں حد اوسط پر ہوتی ہے، اس کے بعد پھر اور شرطیں ہوتی ہیں، کہ وہ دو جزئیوں یا دو سالبوں سے مرکب نہ ہو، اس پر میں نے عرض کی، اس میں کیا حرج ہے، حد اوسط کی بنیاد کو اجمال قرار دیں، اور بقیہ شرائط اسی کی تفصیل ہوں، ورنہ ابن حسین کے قول کے سوا کوئی چیز نتیجہ سے مانع نہیں، میرے اس تشفی بخش جواب کے بعد ابلی نے فرمایا، کہ میں نے پھر لوگوں کے قول کی اتباع کی، چونکہ شرطیہ کلیہ جزئیہ کی حالت میں نتیجہ نہیں دیتا، اس لئے قرآن کریم کے مہملہ قضیوں کا ہونا ضروری ہے، میں نے عرض کی، کہ یہ ان

قضایا میں ہوگا، جو برہان و حجت کے لئے استعمال کئے گئے ہوں، جیسے (لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا) اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے تو نظام مختل ہو جاتا، لیکن اس قسم کے قضایا میں یہ حکم نہیں ہوگا، میں نے عرض کی کہ پہلا سوال لازم ہوتا، اگر تاخیر نہ ہوئی، جیسا کہ (لو لم یطیع اللہ) میں ظاہر ہو چکا، دیکھو ہمارے شیخ ابو بکر یحییٰ بن ہذیل کے حالات میں۔

اور فرمایا کہ جب شیخ ادیب ابو الحسن بن فرحون مقیم مدینۂ منورہ تلمسان تشریف لائے، تو انھوں نے ابن حکم سے ان دو شعروں کے معنی دریافت کئے

رأت قمر السماء فاذکرتنی — اس نے آسمان پر چاند دیکھ کر

لیالی وصلہا بالرقمتین — اُن وصل کی راتوں کی یاد تازہ کر دی جو رقمتین میں بسر ہوئی تھیں،

کلانا ناظر قمرا ولکن — ہم دونوں چاند دیکھ رہے تھے، لیکن

رأیت بعینہا ورأت بعینی — میں نے اُس کی آنکھ سے اور اُس نے میری آنکھ سے دیکھا

وہ کچھ دیر سوچ کر بولے، معلوم ہوتا ہے، کہ وہ شخص اُسے دیکھ رہا تھا، اور اُس کی نگاہ چاند کی جانب تھی، تو وہ اصلی چاند کو دیکھ رہی تھی، اور انتہائی شغف و اعجاب کے باعث اُس شخص کا خیال یہ تھا کہ اصلی چاند یہی حسینہ ہے، اس طرح پر اُس شخص نے اُس کی آنکھ سے دیکھا، اس لئے کہ معشوقہ اصلی چاند کو دیکھ رہی تھی، اور یہ مجازی چاند کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن فرط محبت کے باعث اُس کا خیال تھا۔ کہ آسمان کا چاند مجازی چاند ہے۔ گویا معشوقہ نے اُس کی آنکھ سے دیکھا۔ اس لئے کہ اُس نے اصل میں مجازی چاند دیکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ (فاذکرتنی) میں فاء کیوں لایا۔ اس لئے جب معشوقہ کا دیکھنا اُس کا دیکھنا ہو گیا، اور وہی حقیقی چاند ہو گئی۔ تو شاعر کا قول (رأت قمر السماء فاذکرتنی) (تو نے یاد دلایا) کے قائم مقام ہو گیا۔ اسپر غور کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ بعض نافہم (واذکرتنی) پڑھتے ہیں۔ حالانکہ پہلے شعر میں (ف) لانے کا سبب دوسرے شعر کے معنی ہیں۔ اور اس صفت کو علم بیان میں "ایذان" کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ مجھے ابن حکم موصوف نے اس شعر،

وكهفهف الاعطاف قلت لہ انتسب اور پتلی پسلیوں والی سے میں نے کہا کہ اپنا نسب بیان کر
فاجاب ماقتل المحب حرام تو اُس نے جواب دیا کہ دوست کا مار ڈالنا حرام نہیں
میں نے جواب دینے والے کا نسب دریافت کیا۔ میں نے سوچ کر
جواب دیا۔ کہ میرے خیال میں وہ بنی تمیم سے ہے۔ اس لئے کہ دوسرے مصرعے
میں اُس نے "ما نافیہ" کا عمل باطل کر دیا ہے۔ میری کمسنی کے باعث اُنھوں نے
اس جواب کی بہت تعریف کی۔ ایک بار ابن فرحون نے ابن حکم سے پوچھا۔
کہ کیا تم قرآن میں چھ (ف) اس ترتیب سے دکھا سکتے ہو۔ جس طرح اس
شعر میں ہے۔

رأى فحبّ فرام الوصل فامتنعت اُس نے دیکھا تو محبت کی، پھر وصل کا طلبگار ہوا، تو
وہ رُک گئی۔

فسام صبرا فاعيا نيلہ فقضى تو صبر کیا لیکن پھر اُس کے حصول سے عاجز ہو کر
آخرت کی راہ لی۔

کچھ دیر تامل کرنے کے بعد اُنھوں نے یہ آیت کریمہ (فطاف عليها
طائف من ربك وهم نائمون) آخر تک پڑھی۔ لیکن غلتاد و پر خاتمہ کافی نہیں ہوا۔
ابن حکم نے ابن فرحون سے کہا۔ کہ کیا تمھیں اور کوئی آیت ایسی یاد ہے
اُنھوں نے کہا ہاں یہ آیت کریمہ (فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقياها)
آخر تک تلاوت کی۔ مگر ان کا آخری ٹکڑا (ولا يخاف عقباها) صحیح نہیں ہوا۔ اسلئے
کہ اُس میں "واو" کی قراۃ بھی موجود ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ جانے دو۔ اس پر
سند لانے کی ضرورت نہیں۔ کہ حروف کے اختلاف سے معانی بھی
مختلف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سند پر گفتگو کی گنجائش نہیں ہوتی۔ نیز کلام عرب میں
اس تعداد سے زیادہ مسلسل (ف) کا اجتماع نہیں دیکھا گیا۔ خواہ اس شرط
کے ساتھ یا بلا شرط کے۔ جیسے نوح علیہ السلام کا قول (فعلى الله توكلت
فاجمعوا امركم وشركائكم) کہ (میں نے اللہ پر اعتماد کیا۔ اب تم اپنی اور اپنے
معبودوں کی قوت مجتمع کرو۔) اور اسی طرح پر امراء القیس کے دو شعر جن کا
پہلا مصرعہ یہ ہے۔

ص ۱۶۱

غشیت دیار الحی بالبکرات	میں بکرات میں قبیلہ کے مکانات کو پہنچا

پہلے تین مصرعے یہ ہیں :-

فعارمة فبرقة العیرات
فغول فحلیت فالکناف منعج
الی عاقل والجب ذی الامرات

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فالجب کی فاء ساتویں ہوئی۔ اس لئے کہ اس کا عطف عاقل پڑ ہے جو فاء سے خالی ہے اور غالباً چھ کی حکمت یہ ہوگی۔ کہ یہ پہلا عدد تام ہے۔ جیسا کہ آسمان وزمین کے بارے میں یہ حکمت بیان کی جاتی ہے۔ اور زبان کی ادائیں بھی عجیب ہوتی ہیں، اور فرمایا۔ کہ میں نے ابن حکم کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ کہ فاس کے ایک ادیب نے اپنے ایک دوست کو دو شعر لکھ کر بھیجے۔

ابعث الی بشئی	میرے پاس کوئی ایسی چیز بھیجو
مدار فاس علیہ	جس پر فاس کا دارا ہو
ولیس عندک شیٔ	اور تمھارے پاس اُن چیزوں میں سے ایک بھی نہیں
مما اشیر الیہ	ہے، جن کا میں اشارہ کروں

تو اُس نے اہل فاس کی ریاکاری پر تعریض کرتے ہوئے ایک بطاموی کے طریقے پر پکی ہوئی بھیجی اور مجھ سے بیان کیا گیا۔ کہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن الجوم قاضی فاس جو بلغمی مزاج کے تھے ایک دعوت پر بلائے گئے۔ آپکے سامنے اُن کے خسر ابو العباس بن اشقر نے اُن کے مزاج کا لحاظ کر کے اُن کے سامنے ایک بڑا پیالہ رکھا جس میں ایک خاص کھانا نرمی کے طرز پر پکایا گیا تھا۔ یہ ڈرے کہ کہیں اُن کی ریا کے ساتھ تعریض نہ کی ہو۔ اور ابن اشقر لوگوں کی غیبت وعیب جوئی میں مشہور تھے۔ قاضی نے انھیں مقروض کا پیالہ دیا۔ تو لوگ اُن کی ذہانت سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور اپنے استاذ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الواحد المجاصی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں فقیہ ابو عبد اللہ سطی کے ساتھ اُن کے پاس عید کے دن گیا۔ انھوں نے کچھ ماکولات پیش کیں۔ میں نے

عرض کی۔ کہ اگر جناب بھی ساتھ تناول فرماتے۔ تو ہم اس حدیث کے مستحق ہوتے۔ جو اس بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ (من اکل مع مغفور لہ غفر لہ) جو ایک معصوم اور بے گناہ انسان کے ساتھ کھائیگا اُس کے گناہ بخش دئے جائیں گے) فرمایا کہ میں سیدی ابو عبد اللہ فاسی کے یہاں اسکندریہ میں حاضر ہوا۔ اور انھوں نے کھانا پیش کیا میں نے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ کہ میرے دل میں اس حدیث کے بارے میں کچھ شک ہوا۔ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ نہیں کہا۔ لیکن امید ہے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ پھر میں نے اُن سے مصافحہ کیا۔ اس مناسبت سے کہ انھوں نے شیخ عبداللہ زیان سے اور انھوں نے ابو سعید بن عثمان بن عطیہ صعیدی سے اور انھوں نے ابو العباس احمد الملثم سے اور انھوں نے معمر سے اور انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔

ص ۱۶۲

اور انھوں نے اپنے استاد ابو محمد ارلاصی کے واسطے سے بیان کیا۔ کہ ملک عادل کا ایک غلام محمد نامی تھا۔ اُس کی فراست و ہوشیاری کی وجہ سے اُسے اصلی نام سے پکارا کرتے تھے۔ ورنہ اور خدام کے نام بگاڑ کر یا ساقی یا خادم یا مزین وغیرہ کہا کرتے تھے۔ ایک دن اُسے 'فراش' کہہ کر آواز دی۔ وہ سمجھا۔ کہ شاید سلطان کچھ ناراض ہیں۔ مگر چہرے پر کوئی اثر نہ تھا۔ جب تنہائی ہوئی۔ تو اس خلاف عادت طریقے کی وجہ دریافت کی۔ سلطان نے کہا۔ کہ تم سے کوئی رنج نہیں۔ بات یہ ہوئی۔ کہ مجھے نہانے کی ضرورت تھی۔ ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا مناسب نہ معلوم ہوا۔

اور فرمایا کہ مجھے مجاصی اور انھیں امام نجم الدین واسطی نے اور انھیں شرف الدین دمیاطی نے اور انھیں کتاب الحاصل کے مولف تاج الدین ارموی نے اور انھیں امام فخر الدین نے اپنے یہ شعر سنائے۔

نہایۃ اقدام العقول عقال	عقل کی ترقی کی انتہا مجبوری ورکاوٹ ہوتی ہے

واکثر سعی العلمین ضلال
واروا حنا فی وحشة من جسومنا
وحاصل دنیانا اذی و وبال
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا
سوی ان جمعنا فیہ قال و قالوا

اور اہل دنیا کی اکثر کوششیں رائیگاں ہوتی ہیں
ہماری روحیں ہمارے جسموں سے متوحش ہوتی ہیں
اور ہماری دُنیا کا خلاصہ تکلیف اور الجھن ہے
ہماری عمر بھر کی بحثوں اور علمی مذاکروں سے کوئی فائدہ نہ ہوا بجز اس کے کہ ہم نے "قال" اور "قالوا" جمع کردیا۔

وکم من رجال قد راینا و دولة
فباد و اجمیعا مسرعین و زالوا

کتنے اشخاص اور کتنی حکومتیں ہم نے دیکھیں
سب کے سب جلد ہلاک وتباہ ہوگئے۔

وکم من جبال قد علت شرفاتها
رجال فماتو والجبال جبال

کتنے ایسے اشخاص ہیں جو پہاڑوں کی بلندیوں پر پہنچ گئے تھے۔ اور آخرت کو چل بسے اور پہاڑ جوں کے توں ہیں

اور شریف قاضی ابو علی حسن بن یوسف بن یحییٰ حسینی کا ذکر اُن کے اساتذہ میں آچکا ہے۔ فرمایا۔ کہ مجھ سے قاضی ابو العباس الرندی نے بیان کیا۔ کہ قاضی ابو العباس بن الغماز بلنسیہ سے بجایہ آئے۔ اور وہاں گواہی میں عبد الحق بن ابیح کے ساتھ بیٹھے۔ ایک روز عبد الحق سفید برنس (ٹوپی کی ایک قسم جو آغاز اسلام میں رواج پاگئی تھی) دے کر آئے جس سے اُن کی وجاہت میں اضافہ ہوگیا۔ اور چہرے کی رونق دو بالا ہوگئی۔ ابن الغماز نے انھیں دیکھتے ہی کہا۔

لبس البرنس الفقیہ فباھی — (۱) فقیہ نے برنس اوڑھ کر اظہار مباہات کیا
ورای انہ الملیح فتاھا — اور احساس حسن سے تکبر پیدا ہوا۔
ولو زلیخا رأته حین تبدی — (۲) اگر زلیخا اُسے اس وقت دیکھ لیتی۔
لتمنته ان یکون فتاھا — تو وہ بھی آرزو کرتی کہ فقیہ اُس کا معشوق ہو۔

اور فرمایا کہ ابن غماز جامع زیتونہ میں چاند کے انتظار میں بیٹھے۔ اور رویت کے گواہ اذان کے منارے سے اُترے اور کہا کہ چاند اُنھیں نہیں نظر آیا۔ اتنے میں اُن کا چھوٹا پوتا آیا۔ اور اُس نے کہا کہ اُسے چاند نظر آگیا۔ پھر سب لوگ بچے کیساتھ گئے۔ اور اُس نے سبھوں کو چاند دکھایا۔ تو ابن غماز نے کہا کہ واقعات بھی کسطرح

اپنے کو دہراتے ہیں۔ ابوالربیع بن سالم کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ تو ہم نے یہ شعر کہے تھے۔

توادی ھلال الافق عن اعین الوریٰ	(۱) افق کا چاند سب کی نگاہوں سے چھپ گیا۔
وارخی حجاب الغیم دون محیاہ	اور اپنے رخسار پر بدلی کا پردہ ڈال دیا۔
فلما تصدی لارتقاب شفیقہ	(۲) مگر جب اُس نے اپنے ہمجنس کی کھوج میں نکلنا چاہا
تبدی لہ دون الانام فحیاہ	تو وہ سب کے سامنے ظاہر ہو کر اپنے ہمجنس کو تسلیم بجا لایا

ایک روز ابوعبداللہ بن النجار کی مجلس میں میں نے محرمات کے بارے میں ابن حاجب کا قول نقل کیا۔ کہ یہ اصول اور یہ فروع ہیں۔ اور پہلی فرع کے فروع اور ہر اصل (خواہ کتنی ہی اوپر ہو) کی پہلی فرع" تو فرمایا۔ کہ اگر ان کا مشہور عربی لقب دو لفظوں سے مرکب ہے۔ تو حلال ہیں۔ ورنہ حرام۔ غور کرنے کے بعد میں نے اُن کا قول صحیح پایا۔ اس لئے کہ اس قاعدے کی چار قسمیں ہوئیں۔ طرفین سے ترکیب ہو جیسے ابن العم اور ابنۃ العم اور اُس کا مقابل (اب) (باپ) اور بنت (بیٹی) مرد کی جانب سے ترکیب ہو جیسے ابنۃ الاخ والعم (بھائی اور چچا کی بیٹیاں) اس کا مقابل ابن الاخت والخالۃ (بہن کی بیٹی اور خالہ) (کذا) شیخ رئیس ابومحمد عبدالمہیمن بن محمد حضرمی کا ذکر آیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف حول کی اضافت اچھا نہیں خیال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک " بحول اللہ وقوتہ" کہنا صحیح نہیں تھا۔ یہ اس لئے کہ وہ اسے مطلق مراد نہیں لیتے تھے۔ لیکن معنی اس کے عدم جواز کے متقاضی ہیں۔ اس لئے کہ "حول" کے معنی حیلۃ کے قریب ہیں۔ اور اپنے شیخ ابوزید عبدالرحمن سہاجی کے واسطے سے قاضی ابوزید عبدالرحمن بن علی الدکالی سے روایت کی۔ کہ اُن کے پاس دو شخص آئے۔ جن کے درمیان ایک بکری کے بارے میں تنازعہ تھا۔ ایک کا قول تھا کہ اُس نے دوسرے کے پاس بکری امانت رکھی تھی۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ وہ ضائع ہوگئی۔ قاضی نے امین سے یہ قسم کھانے کے لئے کہا۔ کہ وہ بلا قصد ضائع ہوگئی۔ اس پر وہ بول اُٹھا کہ سبحان اللہ! میں کس طرح اُسے ضائع کروں گا جبکہ اُس کی نگہبانی میں بسا اوقات نمازیں بھی قضا ہوگئیں۔ یہ سُن کر قاضی نے اُس پر جرمانہ کیا۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ کہا کہ میں نے

حضرت عمرؓ کے اس قول پر عمل کیا (من ضیّعہا فہو لما سواہا اضیع)
(جس نے نماز کو ضائع کیا۔ وہ اور سب کاموں کو برباد کرے گا) اور
یگانۂ روزگار فقیہ شیخ سے قوت فہم کا ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔ اُنھوں
نے فرمایا۔ کہ میں ایک روز قاسم بن محمد صنہاجی کے ہاں تھا۔ کہ اُن کے
پاس قاضی ابوالحجاج طرطوشی کا ایک رقعہ آیا جس پر لکھا ہوا تھا:۔

ص ۱۶۴

خیرات ما تحویہ مبذ ولتر، وہ نیکیاں جو تم رکھتے ہو۔ خرچ ہونیوالی ہیں
وسطلبی تصحیف مقلوبہا اور میرا مقصود اس کے عکس کو بگاڑنا ہے۔
مجھ سے کہا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ میں نے کہا کہ (نارنج) ایں اُنکے
پاس تلمسان میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ابوعبداللہ الدباغ مالقی مشہور طبیب
آئے۔ اور بیان کیا۔ کہ ایک ادیب نے ایک وزیر سے اس مصرعے
ثم حبیب قلما ینصف پھر ایسا محبوب ہے جو بہت کم انصاف کرتا ہے
کے ذریعہ کچھ سوال کیا۔ تو میں نے اُسے لیا۔ اور لکھا اور الٹنے کے بعد بگاڑ کر
پڑھا تو "قصبات ملف شمعی"[1] ہو گیا۔ نیز بیان کیا کہ ہمارے استاد
شیخ ابلی نے فرمایا کہ تازی میں ایک بار ابوالحسن بن بری اور ابوعبداللہ
ترحالی کے ساتھ شب باشی کا اتفاق ہوا۔ مجھے نیند آرہی تھی، اور
قطع کلام کرنا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے اُن سے معری کے
اس شعر کو حل کرنے کے لئے کہا

اقول لعبد اللہ لما سقاؤنا جب وادی عبد شمس میں ہماری مشک
ونحن بوادی عبد شمس وہاشم پھٹ گئی، تو میں نے عبداللہ سے کہا کہ پانی کے
آثار تلاش کرو[2]

تو میں سو گیا، اور وہ دونوں صبح تک سوچتے رہے، مگر مطلب نہ سمجھ سکے۔ آخر
مجھ سے دریافت کیا، تو میں نے بیان کیا، کہ جب وادی عبد شمس میں ہماری
مشک پھٹ گئی، تو میں عبداللہ سے کہنے لگا، کہ دیکھو کہیں پانی کے

---

[1] مطبوعہ نسخوں میں اس جملے کے آخر میں لفظ (کذا) مرقوم ہے، اس جملے میں تصحیف ہو گئی ہے (مترجم)
[2] اس شعر میں ابہام لفظ "ہاشم" میں ہے جو بظاہر اسم مفرد معلوم ہوتا ہے لیکن وہ وہا اور شم سے مرکب ہے (مترجم)

آثار ہیں یا نہیں، میرے خیال میں اس قسم کا غموض کلام میں جائز نہ ہونا چاہیئے، اور ایسی تجنیس وابہام پیدا کرنے میں مقصود فوت ہوجائیگا۔ میں نے انکی خود نوشت تحریر سے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابوحمو موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن بن زیان کا عہد حکومت تھا، کہ میری پیدائش تلمسان میں ہوئی۔ مجھے تاریخ ولادت بھی معلوم ہے، مگر میں نے قصداً اُس کے ذکر سے احتراز کیا، کیونکہ جب ابوالحسن بن موسیٰ نے ابوطاہر سلفی سے اُن کا سن پوچھا تھا تو انھوں نے کہا، اس سے تمھیں کیا غرض؟ اس لئے کہ میں نے ابوالفتح بن زیان سے اُن کا سن دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا، کہ تمھیں اس سے کیا مطلب؟ اس لئے کہ میں نے محمد بن علی بن محمد لبان سے اُن کا سن پوچھا، تو فرمایا۔ کہ اس سے کیا فائدہ، اس لئے کہ میں نے حمزہ بن یوسف سہمی سے اُن کے سن کے متعلق استفسار کیا، تو جواب ملا، کہ تمھیں اس سے کیا حاصل؟ اس لئے کہ میں نے ابوبکر محمد بن علی منقری سے اور انھوں نے ابواسمٰعیل ترمذی سے اور انھوں نے امام شافعی سے اور انھوں نے امام مالک سے جب سن کے متعلق دریافت کیا، تو یہی جواب ملا، کہ تمھیں اس سے کیا مطلب؟ اپنے سن کا بتلانا انسان کی مروت سے باہر ہے،

وفات

۷۵۹ھ محرم کے آخری ایام میں شہر فاس میں وفات پائی، اور میرا خیال ہے، کہ اس سے ایک سال پہلے ذی الحجہ میں رحلت کی، اور نعش آبائی وطن تلمسان کو بھیجی گئی۔

ص ۱۶۵

محمد بن عیاض بن محمد

نام ونسب

محمد نام، ابوعبداللہ کنیت ہے، وطن سبتہ تھا، سلسلۂ نسب اس طرح پر ہے، محمد بن عیاض بن محمد بن عیاض بن موسیٰ الیحصبی، ان کے پردادا ابوالفضل عیاض مشہور قاضی وامام تھے،

حالات

استاذ ابوجعفر بن زبیر کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ الیحصبی کا شمار

مشہور انصاف پسند اور صاف باطن قاضیوں میں تھا، فیصلوں میں غور و احتیاط سے کام لیتے، کمزوروں، غریبوں پر ترس کھاتے، امرار و اصحاب جاہ کے ساتھ سختی سے پیش آتے، ذی علم، وجیہ اور باوقار تھے، گفتگو تکلف کے ساتھ کرتے، مگر فصیح، علم دوست، اور اہل علم کے قدرداں تھے، مبتدی طلبہ کی بھی خاطر مدارات کرتے، اور ان کی حمایت میں سینہ سپر رہتے، کہ شاید اس طرح طلبہ کے دلوں میں اہل علم اور علم کی محبت جاگزین ہو۔ ان کے بعد ان کے جیسا کوئی نظر سے نہیں گزرا، مالقہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ انھوں نے ۶۵۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مجھ سے ہمارے شیخ ابو الحسن بن الجیاب نے بیان کیا کہ میں قاضی موصوف کے پاس حاضر تھا، انھوں نے ایک شخص سے اس کے باپ کی تعریف دریافت کی، اس نے کہا کہ فلاں بن فلاں۔ اور ایسی تعریف کی جو فاس کے تاجروں کے درمیان مشترک تھی، فرمایا، کون، جو لکڑی کا کام کرتا ہے، یا وہ جس کا شغلہ ہتھیار بنانا ہے، مگر وہ اپنی سادگی کے باعث ان کا مقصود نہ سمجھ سکا۔ بعضوں نے مجھ سے ان کے عزم کے متعلق بیان کیا، کہ سلطان کے وقار اور رعب کے باوجود ان سے اور سلطان سے بعض ایسے اختلافات ہوئے جن سے ان کے عزم کی پختگی اور قوت فیصلہ کا اظہار ہوتا ہے، ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ سلطان نے ایک سزا یافتہ شخص کی رہائی کا حکم دیا، قاضی نے حاکم محبس کو ڈانٹا، اور رہا کرنے کی صورت میں اسے سزا کی دھمکی دی، ایک مرتبہ ایسا واقعہ ہوا کہ رویت ہلال کی شہادت بروز عید دن کے آخری حصے میں ملی، اور سلطان کی خواہش تھی کہ کل صبح عید ہو، مگر قاضی موصوف کو کہاں تاب تھی، وہ قلعہ سے باہر نکلے اور خادم کو حکم دیا، کہ اعلان کر دے آج عید ہو گئی، اور اس طرح بہت سے واقعات پیش آئے،

اساتذہ سبتہ میں ابو الصبر ایوب بن عبد اللہ فہری اور دوسرے علماء سے استفادہ کیا، جزیرۂ خضرا کا سفر کیا، اور وہاں مشہور نحوی ابو القاسم عبد الرحمٰن بن القاسم القاضی سے سیبویہ کی الکتاب پڑھی۔ نیز الفارسی کی ایضاح الاستاذ ابو الحجاج بن معزور سے پڑھی، اشبیلیہ اور

ص ۱۶۶

دوسرے شہروں میں مختلف علماء سے استفادہ کیا۔ قاضی ابوالقاسم بن البقی بن ناقجہ سے فیضیاب ہوئے، اور اجازت حاصل کی۔ علمائے مشرق کی ایک بڑی تعداد نے بھی انھیں اجازت دی جس میں حسین بن مندہ کے نواسے ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر بن ابی الفتح الصیدلانی نے بمقام اصفہان شوال ۵۹۸ھ میں اجازت دی، اور محمد السلفی الحافظ کے استاذ ابوالعلاء الحداد کے واسطے سے محمد صیرفی سے روایت کی۔ اس کے علاوہ علمائے اصفہان کی ایک کثیر تعداد نے انھیں لکھ کر اجازت دی، نیز دوسرے شہروں کے بکثرت علماء سے اجازت حاصل کی، جن میں سے اکسٹھ نے شیخ محدث ابوالعباس مغربی اور قاضی ابوعبداللہ ازدی کے ساتھ اجازت دی،

تلامذہ | استاذ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، کہ ابوعبداللہ نے مجھے دوبارہ اجازت دی، اور کہا، کہ مجھے ابوطاہر برکات بن ابراہیم خشوعی نے دمشق سے لکھ کر اجازت دی، انھیں محمد بن احمد الرازی معروف بابن حطاب نے، انھیں محمد بن احمد بن عبدالوہاب بغدادی معروف بہ فسطاط نے، انھیں موسیٰ بن محمد بن عرفۃ سمسار نے بغداد میں، انھیں ابوعمران بن احمد بن الفضل النفزی نے، انھیں اسمٰعیل بن موسیٰ نے، انھیں عمر بن شاکر نے، انھیں حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا، جب عامل بالدین کی مثال اس شخص کی ہوگی، جو آگ ہاتھ میں لئے ہو۔ یہ اسناد اس قدر قریب ہے، کہ ہم لوگوں کے لئے جو چھٹی صدی ہجری کے بعد پیدا ہوئے ایسی بلند سند کا ملنا دشوار ہے۔ اور اسمٰعیل بن موسیٰ ترمذی کے استاد ہیں اُن سے ترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے،

ولادت | ابوعبداللہ ۵۸۲ھ میں سبتہ میں پیدا ہوئے،

وفات | اور پنجشنبے کے دن ۲۸ جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ کو غرناطہ میں وفات پائی،

حف ۱۶۷

محمد بن عیاض بن موسیٰ

نام و نسب محمد نام ابو عبد اللہ کنیت ہے، سلسلۂ نسب اس طرح ہے محمد بن عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمر بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی سبتہ کے رہنے والے، اور امام ابو الفضل عیاض کے بیٹے تھے۔

حالات ابو عبد اللہ بڑے فقیہ اور ادیب تھے۔ اندلس آئے اور ابن بشکوال سے کتاب الصلۃ پڑھی۔ غرناطہ میں عہدۂ قضا پر سرفراز ہوئے ابن [1] نے کہ میں نے ان کا رسالہ دیکھا ہے۔ جس میں اُنھوں نے اپنے والد کی سوانح اور تعلیم و تعلم کے حالات بیان کئے ہیں۔ میں نے یہ کتاب مالقہ میں اُن کے نبیروں کے پاس دیکھی ہے۔

استاذ اپنے والد ماجد ابو الفضل عیاض سے روایت کی۔

وفات ۶۵۵ھ میں وفات پائی۔

ص ۱۶۸

محمد بن احمد بن جبیر

نام نسب محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن احمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن عبد السلام الکنانی۔

خاندانی حالات محمد کے جد اعلیٰ عبد السلام محرم ۱۲۳ھ میں بلج بن بشر بن عیاض قشیری کے ساتھ اندلس آئے، اور شذونہ میں اقامت گزیں ہوئے، یہ ضمرہ بن کنانہ بن بکر بن عبد [2] بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں، اصلی وطن بلنسیہ ہے، پھر غرناطہ میں سکونت پذیر ہوئے، مشرق اور مغرب کی سیاحت کے بعد غرناطہ واپس ہوئے،

---

[1] کتاب میں اس جگہ بیاض ہے، مترجم،

[2] کتاب میں بیاض ہے، مترجم۔

حالات

محمد کنانی بلند پایہ اور خوشگو شاعر تھے، بلند ہمت، شریف النفس، پاکیزہ عادات واخلاق کے مالک تھے، سبتہ میں ابوسعید عثمان بن عبدالمومن اور غرناطہ میں اپنے دیگر عزیزوں سے استفادہ کیا، اور اُن کی شان میں متعدد قصائد لکھے، پھر وطن سے نکل کر مشرق کا رخ کیا، اور ہمعصر ادیبوں کے ساتھ خط کتابت و مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا جسمیں اُن کی قابلیت خوب نمایاں ہوئی۔ نظم اچھی اور نثر ممتاز ہے، اُن کی مرسل (بلاقید قافیہ وسجع) تحریریں آسان اور عمدہ ہیں، نیز اچھے عنوان وبلند اسلوب میں لکھی گئی ہیں۔ ان کا سفرنامہ اپنی آپ نظیر ہے، جس کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی ہے

سفر

محمد کنانی کے ایک واقف کار نے بیان کیا، کہ اُنھوں نے اندلس سے مشرق کا سفر تین بار کیا، اور ہر مرتبہ دولت حج سے مالامال ہوئے، پہلی مرتبہ ابوجعفر بن حسان کے ساتھ ۸ شوال صباح پنجشنبہ ۵۷۸ھ کو روانہ ہوئے اور ۲۲ محرم ۵۸۱ھ کو غرناطہ واپس آئے، اس سلسلے میں متعدد علمائے کبار سے فیضیاب ہوئے، جن کا ذکر اساتذہ کے سلسلے میں آتا ہے، اور اپنا مشہور سفرنامہ تالیف کیا، جس میں تمام ملکوں، شہروں اور مختلف عجیب وغریب منظروں اور مشاہدوں کا ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہایت دلچسپ اور مفید کتاب ہے جس سے آثار مقدسہ کی زیارت کا شوق تازہ ہو جاتا ہے۔ جب سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن غازی کے ہاتھوں بیت المقدس فتح ہوا، اور یہ خبر بہجت اثر اطراف واکناف عالم میں مشہور ہوئی، تو وہ دوسرے سفر کیلئے کمر ہمت باندھ کر ۹ ربیع الاول ۵۸۵ھ کو غرناطہ سے روانہ ہوئے اور ۱۳ شعبان ۵۸۷ھ کو غرناطہ واپس آئے، غرناطہ، مالقہ اور سبتہ میں یکے بعد دیگرے سکونت پذیر ہوئے، پھر فاس میں اقامت اختیار کی، اور روایت حدیث وتصوف میں منہمک ہو گئے۔ انکی پرہیزگاری وبزرگی مشہور اور اُن کے نیک اعمال کی شاہد ہیں۔ پھر تیسرے بار اپنی بیوی عاتکہ ام المجد (جو وزیر ابوجعفر کی لڑکی تھیں) کے انتقال کے بعد سبتہ سے روانہ ہوئے۔ انھیں اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، اس لئے صدمہ

ص ۱۶۹

اُن پر بہت شاق گزرا اور مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد بہت زمانے تک وہیں اقامت پذیر ہو گئے، پھر مصر اور اسکندریہ آ کر افادہ اور استفادہ کرتے رہے، تا آنکہ واصل بحق ہوئے۔

اساتذہ اندلس میں اپنے والد اور ابوالحسن بن محمد بن ابوالعیش اور ابوعبد اللہ بن احمد بن عروس اور ابن الاصیلی سے روایت کی، اور حجاج بن یسعون سے علوم ادب کی تحصیل کی، اور سبتہ میں ابوعبد اللہ بن عیسی التمیمی سبتی سے روایت کی۔ اور ابوالولید بن [1] اور ابو ابراہیم بن اسحاق بن عبد اللہ بن عیسی تمیمی سبتی فساتی تونسی اور قرشی میانجی مقیم مکۂ مکرمہ کے چچا ابوحفص عمر بن عبد المجید نے بھی انھیں اجازت دی، ان کے علاوہ ابوجعفر احمد بن علی قرطبی فنکی اور ابوالحجاج یوسف بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بغدادی اور صدر الدین ابومحمد عبد اللطیف حجری امام شوافع نے بھی انھیں اصفہان میں اجازت دی، اور بغداد میں مشہور عالم حافظ ابوالفرج بن الجوزی (اور انھوں نے کنیت ابوالفضل بیان کی) سے استفادہ کیا، اور اُن کے وعظ کی مجلسوں میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں، بلکہ تمام خوبیاں انہیں کے اندر جمع ہیں۔ اور دمشق میں ابوالحسن احمد بن حمزہ بن علی عبد اللہ بن عباس سلمی جواری اور ابوسعید عبد اللہ بن محمد بن ابی عصرون نے اجازت دی، ابوالطاہر خشوعی سے بھی اجازت وسماع حاصل ہے۔ ان کے علاوہ عماد الدین ابوعبد اللہ محمد بن محمد بن حامد اصفہانی مشہور کاتب سے بھی اجازت ہے، نیز اُن سے روایت واستفادہ کیا۔ ابوالقاسم عبد الرحمن ابن الحسین بن الاخضری بن علی بن عساکر سے بھی سماع حاصل ہے۔ اور ابوالولید اسمٰعیل بن علی بن ابراہیم بھی اُن کے اساتذہ میں ہیں۔

تلامذہ ابن عبد الملک کہتے ہیں، کہ ابوعبد اللہ سے ابواسحق بن مہیب اور ابن الواعظ، ابوتمام ابن اسمٰعیل، ابوالحسن بن النصر بن فاتح

---

[1] کتاب میں بیاض ہے، مترجم۔

بن عبد اللہ البجائی، ابو الحسن علی الشادی، ابو سلیمان بن حوط اللہ، ابو زکریا، ابو بکر یحییٰ بن محمد بن ابی الغمر، ابو عبد اللہ بن حسن بن محیر، ابو العباس بن عبد المومن البنائی ابو محمد بن الحسن اللوابی، ابو محمد بن سالم، عثمان بن سفیان بن اشقر تمیمی تونسی نے استفادہ کیا۔ اور اسکندریہ میں رشید الدین ابو محمد عبد الکریم بن عطاء اللہ اور مصر میں رشید الدین بن عطاء، فخر القضاۃ بن الجیاب اور اُنکے خلف الرشید جمال القضاۃ نے اُن سے استفادہ کیا

تصانیف

تصنیفات میں ابو عبد اللہ کے منظومات قابل ذکر ہیں۔ ابن عبد الملک کا بیان ہے کہ میں نے ابو تمام حبیب بن اوس کے دیوان کی مثل ان کا ایک دیوان دیکھا ہے، جس کا ایک حصہ اُن کی بیوی ام المجد کے مرثیہ میں خاص ہے، اُس کا نام (وجد الجوانح فی تابین القرین الصالح) رکھا ہے۔ اور ایک دوسرا حصہ ہے، جس کا نام (نظم الجمان فی التشکی من اخوان الزمان) ہے۔ ان کی انشاء مرسل بہت اچھی اور حِکَم پر مشتمل ہوتی ہے۔ اُن کی تصنیفات میں اُن کے سفرنامہ (کتاب الرحلۃ) کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، مگر ابو الحسن الشادی کہتے تھے، کہ یہ اُن کی تصنیف نہیں، بلکہ اُن کے مختصر نوٹ تھے، جنھیں اُن کے شاگردوں نے تہذیب اور تبویب کے بعد کتاب کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔

مر ۱۷۱

شعر شاعری

جب ابو عبد اللہ مدینۂ طیبہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے جوش میں انھوں نے مندرجۂ ذیل نظم کہی، جو بہت مشہور ہے،

اقول وآنست باللیل نارا	رات کو آگ دیکھ کر میں کہنے لگا،
لعل سراج الھدی قد أنارا	کہ شاید ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا،
والا فما بال افق الدجی	ورنہ تاریکی کے افق سے
کأن سنا البرق منہ استنارا	یہ بجلی کی چمک کیوں نمودار ہو رہی ہے،
ونحن من اللیل فی حندس	حالانکہ ہم رات کی تاریکی میں ہیں،
فما بالہ قد تجلی نہارا	لیکن آخر وہ روشن کیطرح کیوں جادہ آرا ہو رہی ہے۔

وهذا النسيم شذا المسك قد
أعير أم المسك منه استعارا
وكانت رواحلنا تشتكي
وجاها فقد سبقتنا ابتدارا
وكنا شكونا عناء السرى
فعدنا نباري سراج المهارا
اظن النفوس قد استشعرت

بلوغ هوى تخذته شعارا
بشائر صبح السرى آذنت
بأن الحبيب تدانى مزارا
جرى ذكر طيبة ما بيننا
فلا قلب في الركب الا وطارا
حنينا الى احمد المصطفى
وشوقا يهيج الضلوع استعارا
ولاح لنا احدٌ مشرقا
بنور من الشهداء استعارا
فمن اجل ذلك ظل الدجى
عود النجوم انتشارا
ومن طرب الركب حث الخطى
اليها ونادى البدار البدارا
ولما حللنا فناء الرسول
نزلنا بأكرم مجد جوارا
ولما دنونا لفرض السلام
مقرنا الخطى والتزمنا الوقارا

اور نسیم جاں فزا نے مشک سے خوشبو مستعار لی ہے،
یا مشک ہی اُس کا خوشہ چین ہے،
ہماری سواریاں پہلے تکان کی شاکی تھیں،
مگر اب ہم سے سبقت کر رہی ہیں،
ہم بھی رات کے سفر سے اکتا گئے تھے،
مگر اب گھوڑوں کی زینوں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں،
معلوم ہوتا ہے کہ دل اس محبت کے پانے میں کامیاب
ہو رہے ہیں،
جو ہمیشہ سے اُن کی منزل مقصود تھی
رات گزرنے کے بعد صبح کے علامات ظاہر ہونے لگے
اس لئے کہ محبوب کی زیارتگاہ قریب آگئی،
مدینے کا ذکر ہم لوگوں میں چھڑا،
تو خوشی کے مارے ہر دل بلیوں اچھلنے لگا
احمد مصطفیٰ (ص) کی پابوسی کے اشتیاق میں
اور اُس شوق میں جسکی آگ میں پہلو پھنکے جا رہے ہیں،
اتنے میں اُحد کا پہاڑ بھی اسطرح چمکتا ہوا ظاہر ہوا
کہ گویا اُسنے شہداء سے نور مستعار لیا ہو،
اسی وجہ سے تاریکی
ستاروں کی طرح منتشر ہونے لگی،
اور فرط مسرت سے قدم تیز اُٹھنے لگے،
اور جلدی جلدی کا غلغلا بلند ہوا،
اور جب رسول کریم (ص) کے دربار میں حاضر ہوئے
تو اشرف ترین پڑوس میں اُترے،
اور جب ہم سلام کے لئے قریب گئے
تو ادب و خشوع کیساتھ قدم آہستہ آہستہ اُٹھتے تھے،

فما نرسل اللحظ الا اختلاسا
وما نرجع الطرف الا انکسارا

کنکھیوں کے سوا ادھر دیکھنے کی تاب نہیں تھی،
اور دزدیدہ نگاہوں کے سوا ادھر اُدھر دیکھنے کی ہمت نہیں رہی،

ولا نظہر اللفظ الا اختلاسا
وما نرجع القول إلا سرارا

اور نہ تاب گویائی تھی مگر یہ کہ ڈرتے ڈرتے
اور نہ آپس میں گفتگو ہو سکتی تھی لیکن آہستہ آہستہ

سوی اننا لم نطق اعیننا
بادمعہا غلبتنا انتہارا

مگر یہ کہ ہم اپنی آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتے،
جن سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہہ رہا تھا،

وقفنا بروضة دار السلام
نعید السلام علیہا مرارا

ہم روضۂ دار السلام میں کھڑے ہوئے
بار بار سلام پڑھتے تھے،

ومن بہ فی النفوس
لثمنا الثری والتزمنا الجدارا

زمین کو چوم کر دیوار سے چمٹ گئے،

قضینا بزورته حجنا
وبالعمرتین ختمنا اعتمارا

رسول کی زیارت کر کے ہم حج سے فارغ ہو گئے،
اور دو عمروں کے بعد اپنا عمرہ ختم کیا،

الیک الیک نبی الہدی
رکبنا البحار وجبنا القفارا
وترکنا البلاد ولا منة

اے پیمبر ہدایت آپ کی اور صرف آپ کی
زیارت کی خاطر سمندروں اور میدانوں کا سفر ہم نے اختیار کیا،
مگر حاشا کہ یہ آپ پر احسان نہیں، اور آپ ہی کے لئے گھر بار چھوڑا،

ورب کلام یجر اعتذارا

اور بعض کلام ایسے صادر ہو جاتے ہیں جنکی معذرت کرنی پڑتی ہے،

وکیف نمن علی من بہ
نؤمل للسیئات اغتفارا

پھر اُس ذات عالی پر ہم کس طرح احسان رکھیں گے
جس کے دامن سے گناہوں کی بخشائش کے لئے ہماری امیدیں وابستہ ہیں،

دعانی الیک ھوی کامن

ایک چھپی ہوئی محبت نے ہمیں آپ کی طرف رخ کرنے پر آمادہ کیا،

أثار من الشوق ما قد أثارا

جس نے ہمارے جذبات کو بھڑکا دیا تھا،

فناديت لبيك داعي الهوى	تو میں نے داعی محبت کو لبیک کہا،
عليّ وقلت رضيت اختيارا	اور اظہار رضا کے طور چل کھڑا ہوا،
اخوض الدجى وارض السرى	تاریک راتوں میں سفر کی تکلیفیں برداشت کرتا ہوا۔
ولا أطعم النوم إلا غرارا	اس حال میں کہ مشکل سے نیند آتی تھی،
ولو كنت لا استطيع السبيل	اگر چلنے کی سکت نہ ہوتی، تو میں اڑ جاتا،
لطرت ولو لم اصادف مطارا	اگرچہ پرواز کی جگہ نہ ملتی،
عسى لحظة منك لى فى غد	شاید کل کے دن حضور کی ایک نگاہ کرم
تمهد لى فى الجنان الوقارا	خادم کے لئے جنت میں ایک ٹھکانا بنا دے۔
فما ضل من بسراك اهتدى	راستے پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوا،
ولا ذل من بذراك استجارا	اور آپ کی درگاہ میں پناہ ڈھونڈھنے والا ذلیل وخوار نہیں ہوا،

اور اُس شخص کے غبطے میں جسے اللہ تعالیٰ حج بیت اللہ اور زیارت رسول سے سرفراز فرمائے یہ دو شعر کہے:۔

هنيئاً لمن حج بيت الهدى	مبارک ہے وہ شخص جس نے بیت اللہ کا حج کیا،
وحط عن النفس اوزارها	اور دل کے گناہ دھو ڈالے،
فان السعادة مضمونة	اس لئے کہ کامرانی اُس کے لئے لکھی ہوئی ہے،
لمن حج طيبة أو زارها	جس نے مدینۂ طیبہ کی زیارت کی،

اس معنی کو وہ اس طرح ادا کرتے ہیں:۔

ص۱۷۳

اذا بلغ المرء ارض الحجاز	جب انسان سرزمین حجاز میں پہنچ جائے،
فقد نال افضل ما امّلة	تو گویا اُس کی بہترین آرزوئیں بر آگئیں،
وان زار قبر نبي الهدى	اور نبی کریم (ص) کی قبر اطہر کی زیارت کے بعد،
فقد كمل الله ما أمّله	گویا اللہ تعالیٰ اُس کے مقاصد کی تکمیل کر دیتا ہے،

اور مشرق کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

لا يستوي شرق البلاد وغربها	مشرق و مغرب دونوں حصے برابر نہیں ہو سکتے،
الشرق حاز الفضل باستحقاق	مشرق بجا طور پر بزرگی کا حامل ہے،

انظر تری للشمس عند طلوعها	دیکھو طلوع کے وقت آفتاب میں،
زھوا یعجب بھجة الاشراق	اُس نظر پسندیدہ اور اچھی خوبصورتی ہوتی ہے،
وانظر لھا عند الغروب کھیئة	اور پھر اُسی کو غروب کے وقت
صفراء تعقب ظلمة الآفاق	زرد رنگ کا دیکھتے ہو، جو تاریکی کا پیش خیمہ ہے،
وکفی بیوم طلوعها من غربها	پھر یہ خیال کرو، کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا
ان تؤذن الدنیا بعزم فراق	وہی دُنیا کا آخری دن ہوگا،

نصائح میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

علیک بکتمان المصائب واصطبر	مصیبتوں کو چھپاؤ اور اُن پر صبر کرو
علیها فما القی الزمان شقیقا	اس لئے کہ زمانے نے تمہارا دوست باقی نہیں رکھا
کفاک لشکوی الناس اذ ذاک انها	لوگوں کی شکایت کیلئے اتنا کافی ہے کہ مصیبتیں
تسر عدوا اوتسئ صدیقا	دشمنوں کو مسرور اور دوستوں کو رنجیدہ کرتی ہیں،

اور کہتے ہیں :۔

ومصانع المعروف فلتة عاقل	احسان بھی عقلمند کی لغزشوں میں شمار کیا جاتا ہے،
ان لم تضعها فی محل عاقل	اگر وہ مناسب جگہ نہ صرف کرے
کالنفس فی شهواتها ان لم تکن	جیسے کہ نفسانی خواہشیں اگر طبیعت
وفقالها عادت بضر عاجل	کے موافق نہ ہوں، تو اُن سے بہت نقصان ہوتا ہے،

نثر

اُن کے بعض حکیمانہ اقوال درج کئے جاتے ہیں :۔

انسان کی عزت و شرافت، شرافت اخلاق و نیکو کاری پر اور اُس کی برتری احسان وجود پر موقوف ہے، انسان کو زبان کی حفاظت اسیطرح کرنی چاہئے جیسے پلکیں مردم چشم کی حفاظت کرتی ہیں، بعض باتیں ناقابل معافی لغزشوں کا باعث ہوجاتی ہیں، درشت زبانوں کی تیزی بسا اوقات اُن کے لئے تکلیف و عذاب کا سامان فراہم کرتی ہے، ہمارے زمانے میں منافق کے سوا کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا، انسان ایسی نمائشوں کے باعث راستے سے ہٹ گیا جو عزت و شرف کے لئے خطرہ ہیں، اُس نے دُنیا کو ترجیح دی، جس کی حیثیت خواب شیریں سے زیادہ نہیں، اور اس کی محبت میں کتنی عقلیں خراب ہوئیں،

ص۱۷۱

عمل کم کر دئیے اور امیدیں بڑھا دیں، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ اس کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتے، اور نہ کسی اور میدان میں گامزنی کرتے ہیں، نہ دُنیا کے سوا کسی دوسرے شاہد مقصود کی تلاش ہے، خدا کی قسم اگر ان اسرار کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی، تو کتنی آنکھیں شب بیداری میں بسر ہوتیں، اور ان سے آنسوؤں کا چشمہ جاری ہوتا۔ اگر کوئی دیدۂ بینا خواب غفلت سے بیدار ہو تو دنیا میں اُسے کوئی نفع کی چیز معلوم نہ ہو، لیکن آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں، اور انسان اپنے انجام سے بیخبر ہے، اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کی التجا ہے اور ایسی رحمت کے خواستگار ہیں، جو باغ جنت میں گلگشت کے لئے پہنچا دے، حقیقت میں وہی شفیق و رحمت والا پروردگار ہے،

اور اُن کے حکیمانہ اقوال سے یہ بھی ہیں:۔ عزم و ہمت کی لغزشیں، نفسانی خواہشوں کی لغزشوں سے مشابہت رکھتی ہیں، ان میں ایسی نفع کی چیزیں ہیں، جن سے بعد کو ندامت نہیں ہوتی، اور ایسی مضر اشیاء بھی ہیں، جو دل پر اپنا الم انگیز اثر چھوڑ جاتی ہیں، ہمت کا نقصان یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کے حصے میں آئے، جو اُس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہو، اور ممکن ہے، کہ اُسے کچھ ضرر پہنچ جائے، خواہشوں کا ضرر یہ ہے، کہ اُس کا آغاز اچھا نہ ہو، اور بعد کو اپنے کرنے والے کے لئے روگ ہو جائے، اس کی مثال نشے کی سی ہے، کہ نشہ باز پہلے خوب لذت اندوز ہو جاتا ہے، نشہ اُترنے کے بعد اُسے اپنی کرتوت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، اس بے راہ روی کے خلاف عمل کرنا پسندیدہ طریقہ ہے،

ولادت ابو عبداللہ کی ولادت بلنسیہ میں ۵۳۹ھ کو ہوئی، اور بعضوں کے نزدیک شاطبہ میں ہوئی، تاریخ میں اختلاف نہیں،

وفات اور اسکندریہ میں چہارشنبہ کے دن ۲۹ شعبان ۶۱۴ھ کو وفات پائی،

محمد بن احمد بن محمد

نام و نسب

محمد نام، کنیت ابوبکر، سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن علی بن شیرین، ہمارے استاذ اور مشہور ادیب و مورخ تھے، نیز عہدۂ قضا سے بھی سرفراز ہوئے،

خاندانی حالات

ابوبکر کی اصل اشبیلیہ کے قلعۂ شلب سے ہے، جو کورۂ باجہ کے مغربی حصہ میں ہے، یہ خاندان عرصے سے "بنو شیرین" کے نام سے مشہور ہے، ان کے دادا اشبیلیہ میں مسند قضا پر متمکن ہوئے مشہور اہل علم میں ان کا شمار تھا، ۶۴۶ھ میں دشمن کے غلبہ کے وقت اُن کے والد وہاں سے منتقل ہو گئے، اور رندہ، غرناطہ، پھر سبتہ میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے رہے، ہمارے اُستاذ شیخ ابوبکر کی ولادت سبتہ میں ہوئی، اور حادثہ کے زمانہ میں غرناطہ کو منتقل ہو گئے، پھر [1] کو منتقل ہوئے، شاہی کاتبوں کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے، اور اس کے بعد مختلف مقامات میں مسند قضا کو زینت دیتے رہے، اور بہت کچھ مال و عزت حاصل کی، یہاں تک کہ اُن کا شمار غرناطہ کے خاص لوگوں میں ہونے لگا،

حالات

ابوبکر حسن اخلاق و وجاہت میں فرد، حسن ادب و مجلس میں یگانہ، نفاست خط و نظافت میں بے مثل اور باوقار و پر شوکت تھے، تلاوت قرآن نہایت شیرینی کیساتھ کرتے، اہل دین و ثقہ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے، تاریخ کے عالم، اپنے رفقا کے تمام جزئی حالتوں کو یاد رکھنے والے، نقل کرنے میں محتاط، وقار و متانت کے ساتھ پر مذاق و ظریف بھی تھے، انشاپردازی میں بلند پایہ رکھتے تھے، شعر کے بڑے مخالف تھے، [2]

[1] کتاب میں بیاض ہے، مترجم،

[2] کتاب میں ایک سطر کی عبارت مشکوک اور غیر مربوط ہے، جسکی طرف حاشیہ میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، مترجم،

یہاں تک کہ اُن کے دیوان کا حجم بڑھ گیا، اسلوب انشا سلیس اور عمدہ، بلکہ نثر نگاری کے بادشاہ تھے، تونس کے سفر سے اُن کی اولیت وسیع ہوگئی، اور محکمۂ کتابت وقضا پر بارہا باریاب ہوئے، اہلیت و اعلیٰ صلاحیت کے باوجود اختیارات کے استعمال میں تنگ دل بلکہ بدنصیب تھے، کتاب (التاج المحلی) میں اُن کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے :-

اچھے لوگوں کے سلسلے کی آخری کڑی، زباں آور فصحا کی یادگار حسنِ اخلاق و عادات کے باعث محبوب خاص وعام تھے، وقار و متانت کے ایسے پابند، کہ عادات واطوار میں کسی کجی یا عدم استقامت کا نام نہیں، ان کی خوبیوں کا کیا کہنا، ذاتی محاسن سے لے کر اوصاف ظاہری تک سب سے مالا مال تھے، خوشنویسی میں ابن مقلہ گردتھا۔ نظم ونثر میں مشہور بلغا اُن کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کریں، گفتگو وتقریر کے وقت مجمع گوش بہ آواز رہتا، اور اُن کے جواہر پاروں کو گوش دل سے سنتا، سبتہ کے حادثہ کے وقت اندلس آئے، چونکہ مصائب زمانہ نے اُن کو بدحال کر دیا تھا، اور قحط ومصیبت کے باعث وطن کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوئے، اس زمانے میں اندلس کے سیاہ وسپید کے مالک ابوعبداللہ بن الحکیم تھے، (اللہ اُن کے جسم کو پاک کرے، اور اُن کی قبر پر رحمت کی بارش ہو) جو انکی آمد سے آبدار تلوار کی طرح خوشی کے مارے اُچھل پڑے، اور شرفا کی طرح انکا استقبال کیا، اور محکمۂ کتابت کے سلسلہ میں منسلک کر لیے گئے، اس لئے کہ اُن کی شان شہر شہر کی خاک چھاننے سے بلند وبرتر تھی، اور اُن کے حقوق کا احترام کیا، نیز انعام واکرام سے مالا مال کیا، پھر کیا تھا، مختلف علاقوں میں عہدۂ قضا کو زینت دی، عزت وسرداری ہر طرف استقبال میں آنکھیں بچھاتی تھی، اور ممدوح نے اپنے انصاف سے گزشتہ قاضیوں کی یاد تازہ کردی، اور اُن کی ایسی ادبی یادگاریں ہیں، جس کے ہار حسینوں کے گلے کی زینت ہوں، اور جس کے جواہر کی مثال سمندر بھی پیش کرنے سے قاصر ہے، اس مجموعے میں کچھ نمونے آئیں گے، جس سے اُن کی بالغ نظری، شرافت طبع، اور تیزیٔ طبیعت کا پتہ چلے گا،

ص ۱۲۶)

اساتذہ	ابوبکر نے اپنے نانا استاد امام ابوبکر بن عبیدہ اشبیلی سے پڑھا۔

اور مختلف مشاہیر علماء سے سماعت حدیث کی، جن میں خاص طور پر رئیس ابو حاتم اور اُن کے برادر مکرم ابو عبد اللہ الحسین، استاذ ابو اسحاق غافقی، شریف ابو علی بن ابو شریف، امام عبد اللہ بن حریث، مشہور منتقی عالم ابو فارس عبد العزیز جزیری قابل ذکر ہیں، اسیطرح غرناطہ میں استاذ ابو جعفر بن الزبیر، وزیر ابو محمد بن المؤذن، خطیب ابو عبد اللہ بن رشید سے سماع حدیث کا شرف حاصل ہوا، مالقہ میں ابو عبد اللہ طنجالی، وزیر بلند مقام ابو عبد اللہ بن ربیع، قاضی منصف ابو عبد اللہ بن برطال سے حدیثیں سنیں، بجایہ میں امام ابو علی ناصر الدین مشدالی ابو العباس غبرینی سے، اور تونس میں ابو علی بن علوان، قاضی القضاۃ ابو اسحٰق بن عبد الرافع، خطیب صوفی ولی اللہ تعالیٰ ابو عبد اللہ بن مرطال اور رئیس ابو القاسم بن محمد قائد الکلاعی سے سماعت حدیث کی، نیز علمائے مشرق سے بھی انھیں اجازت حاصل ہے،

شعر

ابو بکر کا کلام نظم بہت وسیع اور مختلف مضامین پر مشتمل ہے، کثرت کے باوجود منتخب ہوتا ہے، فرماتے ہیں:۔

ص۱۷۷

اخذت بکظم الروح یا ساعۃ النوی واضرمت فی طی الحشا لاعج الجوی فمن مخبری یا لیت شعری متی اللقا وھل تحسن الدنیا وھل یرجع الھوی	اے فراق کی گھڑی تو نے مجھے درد وکرب میں مبتلا کر دیا اور دل کی گہرائیوں میں محبت کی سوزش چھپا دی خدا جانے مجھے کون اور کب ملاقات کی خوشخبری دے گا، اور نہ جانے میری دنیا سنور سکے گی یا نہیں؟ اور عہد محبت کبھی واپس آئیگا یا نہیں؟
سلا کل مشتاق واکثر وجدہ	عام عشاق کی فریفتگی وتیزی شوق سکون کی حالت میں ہوتی ہے،
وعند النوی وجدی وفی ساکن الھوی	لیکن میری فریفتگی جدائی اور سکون محبت دونوں وقتوں میں ہوئی،
ولی نیۃ ما عشت حفظ عھودھم الی یوم القاھم والمرء ما نوی	اور میرا ارادہ ہے کہ عمر بھر اُن کے عہد کی نگہداشت کروں یہاں تک کہ ملاقات سے شادکامی ہو اور ہر شخص کو اس کی نیت کا اجر ملتا ہے،

اور فرماتے ہیں:۔

قل لمن كان باكيا يبكي	رونے والے سے کہہ دو کہ روئے
هذا ركاب السرى بلا شك	بلاشبہ یہ رات کا قافلہ ہے
كن بالذي حدثوا على ثقة	بیان کردہ بات کا یقین کرو
ما في حديث الفراق من افك	فراق کے قصے میں جھوٹ کی بالکل آمیزش نہیں
من النوى قبل لم انل حذرا	جدائی سے میں ہمیشہ خائف رہا
هذا النوى حل من مالك الملك	یہ جدائی اللہ کی جانب سے آئی ہے
اور کہتے ہیں:۔	
ايها المعرض اللاهي	اے اعراض کرنے اور غفلت برتنے والے
يسوئني هجرك والله	خدا کی قسم تیری جدائی اچھی نہیں معلوم ہوتی
اور کہتے ہیں:۔	
من يرد الله فتنته	خدا جس کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہے
يشغله في الدنيا بتياه	اُس کا دُنیا میں کسی مغرور سے سابقہ کرا دیتا ہے
يا غصن البان ألا عطفة	اے بان کی ٹہنی کی سی نازک اندام کیا
على معنى جسمه واهي	ایک لچک اس کمزور مریض کیلئے نہیں، جو شکستہ حال ہے
ذكرك لا ينفك عن خاطري	تمھاری یاد کبھی دل سے جدا نہیں ہوتی
وانت عني غافل ساهي	حالانکہ تم مجھ سے یکدم غافل ہو
يكفيك يا عثمان من جفوتي	اے عثمان میری عالت زار تمھارے لئے کافی ہے
ولو كان ذنبي ذنب جهجاه	اگرچہ میرا گناہ جہجاہ کے برابر کیوں نہ ہو
هيهات لا معترض على	تمھارے حکم پر کوئی اعتراض کرنے والا نہیں ہے
حكمك انت الآمر الناهي	کیونکہ آمر اور ناہی تم ہی ہو

جہجاہ قبیلۂ بنی غفار کا ایک شخص تھا، جس نے حضرت عثمان کے دست مبارک سے خطبے کا عصا لے کر اپنے گھٹنوں پر توڑ دیا تھا، جس سے ایک بیماری پیدا ہوگئی، اور وہ اُس سے جانبر نہ ہوسکا،

اور کہتے ہیں:۔

يا من اعاد ضيائي فقده حلكا	اے وہ جس کی گم شدگی کے باعث میری روشنی

تاریکی سے بدل گئی ہے

قتلت عبدک لکن لم تخف درکا
مصیبۃ الصب لیست کالمصائب لا
ولا بکائی علیہا مثل کل بکا
فمن اطالب فی شرع الھوی بدمی
لحظی ولحظک فی قتلی قد اشترکا

تو نے اپنے غلام کو مار ڈالا مگر بدلے کا خوف دل میں نہ آیا
عاشق کی مصیبت عام مصیبتوں کے مثل نہیں،
اور نہ میرا رونا ہر رونے والے کے برابر ہے،
میں محبت کی شریعت میں کس سے خون کا مطالبہ کروں
اس لئے کہ میری اور تمہاری دونوں آنکھیں اس قتل میں شریک ہیں،

اور ظریفانہ رنگ میں رصافی کی پیروی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اشکو الی اللہ فرط اھتیالی
ولوعۃ لا تزال تذکی لی
بمھجتی حائک شغلت بہ

اپنے موٹاپے کی شکایت اللہ کی درگاہ میں کرتا ہوں
اور ایک ایسی سوزش کا شکوہ جو برابر تیز ہوتی جاتی ہے
میری جان اُس حائک (جولاہا) پر قربان ہو جس پر میرا دل آگیا ہے،

حلو المعانی طرازہ عالی
سألتہ لثم خالہ فأبی
وظل فی عزۃ وادلال
وقال خالی یصون خالی ان
یدنی واحمی الخال بالخال

اور جو شیریں بیان و بلند اخلاق ہے،
میں نے اُس سے بوسۂ خال کی درخواست کی تو اُس نے ناز و تبختر کے ساتھ انکار کیا،
اور کہا کہ میرا خال میرے تل کی حفاظت کرتا ہے
اور اگر کوئی ایسا ارادہ کرے اور میں تل کی حفاظت خال سے کرتا ہوں

یقربنی الآل من مواعدہ
واتقی منہ سطوۃ الآل
لکن علی ظلمہ وقسوتہ
فلست عند الزمان بالسالی

اس کے وعدوں کے سراب قربت پر آمادہ کرتے ہیں
لیکن اُس کی شدت طبع سے ڈرتا ہوں،
لیکن اس کی سختی اور ظلم کے باوجود
میں کبھی اُس کی یاد سے غافل ہونے والا نہیں،

اور قرآن کی آیت کی تضمین کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

لی ھمۃ کلما حاولت أمسکھا
علی المذلۃ فی أو حال ارضیھا

میری ایسی ہمت ہے کہ جب میں اُسے ذلت کی دلدل میں پھنسانا چاہتا ہوں،

قالت الم تكن ارض الله واسعة	تو کہتی ہے، کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں ہے
حتى يهاجر عبد مومن فيها	جس میں ایک مردِ مومن پناہ لے

گناہوں سے تائب اور بڑھاپے سے متوحش ہو کر کہتے ہیں :-

قد كان عيبي قبل في غيب	پہلے میرا عیب چھپا ہوا تھا،
فمذ بدا شيبي بدا عيبي	بڑھاپے کے ظہور سے عیب بھی نمایاں ہو گیا
لا عذر لي اليوم ولا حجة	اب میرے لئے نہ کوئی عذر ہے نہ دلیل
فضحتني والله يا شيبي	اے بڑھاپے واللہ تو نے مجھے رسوا کر دیا
أثقلتني الذنوب ويحي وويلي	افسوس کہ گناہوں نے مجھے گراں بار کر دیا
ليتني كنت زاهد الحاوليس	کاش میں حضرت اویس کی طرح زاہد ہوتا

امرائے بنی نصر کے تیسرے بادشاہ کے عزل کے بعد، دونوں میں اچھی رسم و راہ پیدا ہو گئی تھی، جبکہ وہ اپنی تباہ حالی کے بعد وطن و ملک سے قلعۂ منکب میں پناہ گزیں تھے، اور زمانے کے ہاتھوں اُن کے آرام و آسائش کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور وہ اپنی گزشتہ عزت و عظمت پر مرثیہ خوانی کیلئے رہ گئے تھے، اس زمانے میں قاضی ممدوح وہاں کے حاکم اعلیٰ اور سیاہ و سپید کے مالک تھے، ایک روز شاہ معزول اُن سے بہت مانوس ہوئے اور خواہش کی کہ وہ اپنی زبانِ فصاحت بیان سے اُن کے حال زار کو بیان کریں، تو قاضی موصوف نے اُن کو لکھا :-

قفا نفسا فالخطب فيه يهون	ذرا ٹھہر جاؤ کہ یہ مصیبت معمولی ہے
ولا تعجلا ان الحديث شجون	اور جلدی نہ کرو کہ بات پر بات نکلتی ہے،
علمنا الذي قد كان من صرف دهرنا	ہم زمانے کے گزشتہ مظالم سے واقف ہوتے
ولم تعلما هذا الذي سيكون	مگر ہونے والی باتوں سے بالکل لاعلم ہیں،
ذكرنا نعيما قد تقضى نعيمه	ایک گزشتہ عیش و لطف کی صحبت یاد آئی،
فاقلقنا شوق له وحنين	تو اُس کے اشتیاق نے ہمیں مضطرب کر دیا،
وكنا بالامس كيف شئنا ولالدنا	کل ہم جو چاہتے تھے، کرتے تھے اور تمام خلقت
حراك على احكامنا وسكون	ہمارے احکام کے مطابق نقل و حرکت کرتی تھی،

واذ بابنا مثوى الغوادي ويخوننا
تمد الرقاب او تشير عيون
فغض من ذاك السرور منها
وكدر من ذاك النعيم معين
وبنا عن الاوطان بين ضرورة
وقد يقرب الانسان ويبين
أيا معهد الايناس حييت معهدا
وجادك من سيب الغمام هتون
تريد الليالي ان تهين مكاننا
رويدك ان الحر ليس يهون
فان تكن الايام قد لعبت بنا
ودارت علينا للخطوب فنون
فمن عادة الايام ذل كرامها
ولكن سبيل الصابرين مبين
لئن خاننا الدهر الذي كان عبدنا
فلا عجب إن العبيد تخون

وما غض منا مخبر غير انه
تضاعف ايمان وزاد يقين
وقفنا على فضل الاله ظنوننا
وفي فضل ربي ما تخيب ظنون

اور جبکہ صبح کی بدلیاں ہمارے دربار پر برسا کرتی تھیں
اور لوگوں کی آنکھیں اور انگلیاں ہماری طرف اٹھتی تھیں
لیکن اس مسرت کا لطف ختم ہو گیا
اور اس نعمت کا چشمہ غبار آلود ہو گیا،
اور ضرورت کے باعث وطن سے الگ ہونا پڑا
اور کبھی انسان قریب ہو کر الگ ہو جاتا ہے،
اے وطن محبوب، اللہ تجھے مدت تک شاد کام رکھے
اور تجھ پر بدلیوں کی بارش ہو
زمانہ چاہتا ہے، کہ ہماری ذلت کرے
لیکن اُسے معلوم نہیں، کہ شریف انسان ذلیل نہیں ہوتا،
اگر زمانہ کا برتاؤ ہمارے ساتھ اچھا نہیں ہوا
اور ہم پر پے در پے مصیبتیں آئیں تو تعجب نہیں
اس لئے کہ شرفا کو ذلیل کرنا زمانے کی خو ہے
لیکن صبر کرنے والوں کا طریقہ ظاہر ہے
اگر اس زمانہ نے، جو کہ ہمارا غلام تھا، خیانت کی
تو کیا تعجب ہے، اسلئے کہ خیانت غلاموں کے خمیر
میں داخل ہے
ایک باخبر آدمی تکلیف و مصیبت سے یہ سبق لیتا ہے
کہ ایمان و یقین میں زیادتی و استحکام آجاتا ہے
خدا کی رحمت کے ساتھ ہم نے اپنی امیدیں وابستہ کرلی ہیں
اور اللہ کی رحمت کی امیدیں ناکام نہیں ہوتیں،

اور ابوالحکیم بن مسعود کو جو محکمۂ تقسیم میراث میں عہدہ دار تھے، مندرجۂ ذیل پر مذاق خط لکھا، جو سنجیدہ سے سنجیدہ انسان کو بھی ہنسنے پر مجبور کردے:-

اللہ میرے بھائی اور سردار کی عمر زیادہ کرے، ان حصہ والوں کے لئے جنکی خاطر و مدارات میں وہ مختلف قسم کے حیلے کرتا ہے، اور اُن مرنے والوں کے لئے

جن کی لاشوں کے بارے میں احتیاط کا حکم دیتا ہے، اور اُن کا قلم موخر میعاد کے قطع کرنے کے لئے ہمیشہ تیار، اور اس مٹی کیچڑ کی پیدائش کی مخلوق کی تحلیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہے، تو حال یہ ہے، کہ کسی مرد کو غسل دیا جا رہا ہے، کوئی دفن کیا جا رہا ہے، کسی کی زندگی ختم ہو رہی ہے، کسی کے لئے کفن کی تیاریاں ہو رہی ہیں، کوئی قبر کھد رہی ہے، اور کوئی دروازہ بند ہو رہا ہے، اور کوئی نعش چھوڑی جا رہی ہے، جب کوئی مکان خراب ہوتا ہے، تو دکان میں اسباب راحت فراہم ہوتے ہیں، اور کسی جماعت پر مصیبت آتی ہے، تو کتنوں کی روزی کے دروازے کھل جاتے ہیں، ان حالات میں میرے سردار خوب شکم سیر ہو کر اور ریش بچہ بڑھا کر دکان کا رخ کرتے ہیں، تو مختلف قسم کی چیزیں دیکھتے ہیں (؟)، کبھی اس کو نظر ہمدردی سے، کبھی ادھر غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں، کبھی تھیلوں کے چاک کرنے کا، کبھی پٹکوں کی تلاشی کا حکم صادر ہوتا ہے، پھر قلم ہاتھ میں لیتے ہیں، ایک جماعت مسرت کے مارے کہتی ہے، اللہ بیچارے پر رحم کرے، ہمارے بڑے دوست تھے، اور بسا اوقات اُس کی تدفین میں جلدی سے کام لیتے ہیں، غرض کہ کوئی کچھ کہتا ہے، جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے، جتنے منہ اتنی باتیں، اس وقت دوست دشمن کی پہچان ہوتی ہے، اُس وقت یہ غضبناک تیور اور یہ خشمگیں نگاہوں کے ساتھ میت کے گھر میں آتا ہے، اور بارے سوالات کے ناک میں دم کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، جو کچھ گھر میں ہے، اُسے حاضر کرو، اونٹ اور بکریوں کے ریوڑ کہاں ہیں؟ اور جمع شدہ خزانہ کہاں ہے؟ اس شخص کی حالت بہت اچھی تھی، اور اُس کا شمار مالدار لوگوں میں تھا، اور خاص لوگ دور ہی سے تمام حالات کا معائنہ کرتے ہیں، اور وہ بیتابی کیساتھ پس پردہ اسرار کے انکشاف کا انتظار کرتے ہیں، اور مال و متاع کی طرف اُن کے قدم اسی طرح اٹھتے ہیں، جیسے باز تیتر کی طرف جاتا ہے، اس حال میں کہ مردوں کا دم آخر ہوتا ہے، اور وارث و ملازم سب جمع ہوتے ہیں، کھانے پینے کی تمام چیزیں لکھائی جاتی ہیں، تمام اموال کا شمار ہوتا ہے، اور وزن اور پیمانوں سے

صفحہ ۱۸۰

اُن کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اور گواہ ورثہ کو بدترین قسمیں دیتے ہیں، نیز اُن کے آبا واجداد کو صلواتیں سناتے ہیں، اور خوشبو سے زمین معطر ہوتی ہے، جس سے روح وجسم میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، دلال پکارتا ہے، کہ یہ کنجی ہے" گواہ وسمسار الگ آسمان کو سر پر اٹھائے لیتے ہیں، سب کی چیخ وپکار اس قدر بلند ہوتی ہے، کہ واعظ وناصح کی تسبیح گر پڑتی ہے، اور قریب الموت مریض پوچھتا ہے کہ یہ کیا شور ہے؟ ابھی تو میں نہیں مرا ہوں، پھر کس کے لئے یہ لوگ مجتمع ہیں، اس پر پھر آوازیں بلند ہوتی ہیں، ایسا نہ ہو (؟)

اور اُس کا پیٹ چاک کر دیا جاتا ہے، اور اُسکے باپ اور ماں کے پہلو میں اُسے بھی دفن کر دیا جاتا ہے، اسکے بعد حصوں کی تقسیم شروع ہوتی ہے، اگرچہ آسمان سر پر کیوں نہ اُٹھایا جائے اور حصہ داروں سے کہا جاتا ہے کہ کچھ نیکی اور خیرات کرو، اس لئے کہ نیکی اور صدقہ اسلام کے اعلیٰ مراتب میں تیسرا درجہ ہے، اور ابن القاسم نے تصریح کی ہے کہ تقسیم کرنیوالے کی اجرت ہوتی ہے، اور اصبغ وسحنون نے اُسے جائز رکھا ہے، مطرف اور ابن ماجشون نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا،

شاید زیادہ ظرافت وحسن کلام کسی عذر ومعذرت کا باعث ہو جائے،

اور ہم اللہ سے ایسے حمد وشکر کی توفیق طلب کرتے ہیں، جس سے نعمتوں میں اور اضافہ ہو، اگر یہ خوف نہ ہوتا، کہ ایک فریق کی جانب سے روک دیا جاؤں گا، نیز فقیہ ابوالنجم کے لئے آگے بڑھنا دشوار ہو جائے گا، تو ہم اس تذکرے کو اور طول دیتے، اور تفریح ولطف کے دریا میں اور تیرتے، اور وارث کے بیان میں تفصیل کرتے، اور بددیانتی کرنے والے کے ساتھ گواہوں کو مرد وعورت کے تناسب سے قسم کھلانے کی علت بیان کرتے، اللہ میرے بھائی کی عزت اور بزرگی میں ترقی دے، اور انھیں ایسی بصیرت دے، جس سے حقوق کی اچھی طرح چھان بین کر سکیں، اور ایسی نظر عطا کرے، جس سے ایک خرمہرہ بھی چھوٹنے نہ پائے، اور ہمیشہ پرانی چیزیں اور پیسہ اور بوسیدہ کپڑے شمار کرتے رہیں، اور اپنے سحر نگار قلم سے کپڑے مکوڑوں کو بھرتے رہیں، اور صفحہ کو صفحہ سے ملاتے رہیں،

بات پر بات یاد آتی ہے۔

اس معنی میں سلطنت حکیمیہ کے کاتب کا ایک نہایت ظرافت آمیز قول میورقہ میں میری نظر سے گزرا، جسے محکمہ میراث میں مقرر کیا گیا تھا، اُس نے طلب عفو کے طور پر یہ شعر لکھ کر بھیجے:۔

وما نلت من شغل المواريث رفعة سوى سوق نعش كلما مات ميت	میں نے ترکوں کے مشغلہ سے کوئی عزت نہیں پائی سوائے اس کے کہ مردوں کے مرنے کے بعد لاشوں کی قیادت کروں،
واكتب للموتى صكاكا كأنهم يخاف عليهم في الحساب التفلت	اور مردوں کے لئے پروانہ لکھوں، جیسے کہ خوف ہو کہ وہ کفن سے بھاگ جائیں گے،
كأني لعزرائيل صرت مناقضا بما هو يمحو كل يوم وأثبت	گویا کہ میں عزرائیل کے خلاف ہو گیا، جسے وہ روز مٹاتے ہیں میں اُسے ثابت کرتا ہوں

ابوبکر کی خوبیاں بہت ہیں۔ اسی طرح اُن کے منظومات اور مجموعہ نثر بھی بہت کافی ہے۔

ولادت	ابوبکر کی ولادت ۶۷۴ھ کے آخر میں ہوئی،
وفات	ابوبکر نے شعبان ۷۴۱ھ میں شنبہ کی رات کو انتقال کیا۔ اس حال میں کہ اپنے زمانے میں آسمان علم کے ایک درخشندہ

ستارہ اور سلف کی یادگار شمار کئے جاتے تھے، بہت کچھ مال و متاع چھوڑا جس میں کتابوں کا حصہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ نقد رقم کو محبوب رکھتے تھے۔ اور اپنی قبر پر قرآن خوانی کے لئے روزینہ مقرر کر دیا تھا، اور باب البیرۃ کے ایک مکان میں دفن کئے گئے، جسے اُنھوں نے خود ہی اس کے لئے نامزد کر دیا تھا۔

محمد بن احمد بن قطبۃ الدوسی

نام ونسب	نام محمد، کنیت ابوالقاسم، غرناطہ کے باشندہ تھے،
حالات	ابوالقاسم بہترین اخلاق و عادات کے جامع، خوشخط، اور

تاریخ واخبار کے حافظ تھے۔ اس کے علاوہ پاک نفسی، علو ہمت، سادگی، تصنع سے نفرت، ومتانت و وقار جیسی نادر خصلتوں سے آراستہ تھے۔ شاعر اور انشا پرداز بھی تھے، شہسواری، شجاعت و مردانگی، تیر اندازی، شطرنج بازی ان تمام فنون میں بھی مشکل سے کوئی اُن کا مثل ملتا، سیر چشم اور اپنے جان پہچان میں حاجتمندوں کے غمخوار تھے۔ دیوان شاہی کے سلسلہ میں منسلک ہوئے تو اُن کا کمال ظاہر ہوا۔ اور محکمۂ کتابت میں بہترین علمی شہادتوں کے ساتھ منتقل ہوئے، ان کے حالات اب تک معروف ہیں، اور اپنے وطن کے بہترین لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ "التاج المحلی" میں ان کا ذکر اس طرح آیا ہے:-

ص۱۸۳

ابو القاسم میدان علم میں سب سے آگے، عجائب وغرائب کے جامع تھے، ادیبوں اور انشاپردازوں میں صدر نشیں، نیز فوجوں میں قائد ہوتے، ان کے والد مرحوم اس شہر میں بہت مشہور و باعزت اور شہر کی ناک سمجھے جاتے تھے، رؤسا و شرفا، علما و ادبا، اور اہل مملکت سب کے سرگروہ و مقتدا تھے، اپنے صاحبزادے کو بھی اسی راہ پر لگایا، یہاں تک کہ یہ وثاقت و ذکاوت، اور عربی قابلیت میں ممتاز ہوئے، اور انھیں بہادر قاضی بنایا، جو نہایت شریف اخلاق کے ظاہر ہوئے اور جہاد میں بھی بطیب خاطر حصہ لیتے رہے۔ اور اس زمانے کی متعدد چھوٹی بڑی لڑائیوں میں شریک ہوئے، اور وفود کی شرکت کے ساتھ ساتھ میدانوں اور بیابانوں کو طے کرتے رہے۔ قابلیت اور نہ تیز تلواروں کو خیرباد کہا، اور نہ کتابیں زمانے کے بے رحم ہاتھوں کے سپرد کیں۔

شاعری

ابو القاسم کا ادب اچھا اور مختلف فنون پر حاوی ہے، "روضیات" اور اُس کے متعلقات میں کہتے ہیں:-

دعینی ومطلول الریاض فاننی	مجھے شبنم آلود باغوں میں رہنے دو،
انادم فی بطحائها الآس والوردا	کہ اُس میں ریحان وگلاب کے پھولوں کے ساتھ سیر کروں،
اعلل من هذا بخضرة شارب	کبھی اُس میں مونچھوں کی سبزی کا نمونہ دیکھ کر دل بہلاؤں،
واُلهی بهذا فی تورده الخدا	کبھی گلابی رخساروں کی نقل دیکھ کر دل کو تسکین دوں

وان خف غصن البان رائد نسمة
ذکرت به لین المعاطف والقدا

اور اگر بان کی ٹہنیاں ہوا کی وجہ سے جنبش میں آئیں
تو اس سے قد اور کمر کی نزاکت اور لچک کو یاد کروں

اور فرماتے ہیں:-

ولیلا ادرنا ھا سلافا کانہا

اور وہ رات جس میں ہم لوگوں نے بہترین شراب
کے خم لنڈھائے

علی کف ساقیھا تقدم نار

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساقی کے ہاتھوں میں آگ
کے شعلے ہیں

غنیاً عن المصباح فی صبح لیلھا
بخد مدیر لا بکاس عقار

ہم اُس رات کی صبح کو جام شراب کے بدلے
گول رخسار سے لطف اندوز ہوتے رہے

اور فرماتے ہیں:—

یومنا یوم سرور فلتقم
تصدع الھم بکاسات المدام
انما الدنیا منام فلتکن
مفرماً فیھا باحلام المنام

ہمارا زمانہ مسرت کا زمانہ ہے تو آؤ
شراب کے پیالوں سے غم کافور کرو
دُنیا ایک خواب ہے تو پھر اُس میں
شیریں خوابوں سے کیوں نہ لطف اُٹھاؤ

اور فرماتے ہیں:—

ولی منک مالو کان للشرب مابھا
وبالھیم ما ودت صداھا المناھل
أحبک ما ھبت من الروض نسمة

تمہاری محبت کی کچھ ایسی وارفتگی میرے دل میں ہے
کہ اگر وہ پینے والوں کو ہوتی تو اُن کا نشہ دور نہ ہوتا
اور اگر پیاسی اونٹنیاں اُس میں مبتلا ہوتیں
تو گھاٹ اُن کی پیاس بجھانے سے عاجز رہتے

وما اھتز غصن فی الحدیقة مائل

میں تم سے محبت کروں گا جب تک باغ میں ہوا چلتی رہیگی
اور لچکدار شاخیں جھومتی رہیں گی

فان شئت ان تھجر وان شئت فلتصل
فانی لما حملتنی الیوم حامل

اگر چاہو تو جدا کر دو، اگر چاہو تو رشتۂ وصل کو مضبوط کرو
میں تمہاری ہر چیز کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں

اور فرماتے ہیں:-

کم قلت للبدر المنیر اذا بدا

میں نے چودھویں کے روشن چاند سے بارہا کہا

هيهات وجه فلانة تحكى لنا
فأجابني بلسان حال و اعتنى
لا الشمس تحكيها فاحكيها أنا

تم بیکار میری معشوقہ کے چہرہ کی نقل اُتارتے ہو،
تو اُس نے زبان حال سے گویا یہ جواب دیا، جب
آفتاب اُس کی شبیہہ پیش
کرنے سے عاجز ہے تو میری کیا مجال ہے؟

وصرفت وجهي نحو غصن أملد
قد رام يشبه قدها لما انثنى
فضحكت هزاء عند هز قوامه
اذ رام أن يحكى قواما كالقنا

تو میں ایک نازک شاخ کی طرف آیا،
جو جھومنے میں اُس کے قد کا نقشہ کھینچ رہی تھی،
تو میں اُس کے قد کی حرکت کو دیکھ کر ہنسنے لگا،
اسے کیا ہوا ہے، کہ نیزے کی طرح سرو قامت کی نقل
سوجھی ہے،

میں نے اُنھیں ایک بار ایک غرض سے خط لکھا، جو اشعار سے
ظاہر ہے:-

جوانحنا نحو اللقاء جوانح
ومقدار ما بين الديار قريب
وتمضى الليالى والتزاور معوز
على الرغم منا ان ذا لغريب

ہمارا دل ملاقات کا مشتاق ہے،
اور درمیان کی مسافت بھی قریب ہے،
زمانہ گزر رہا ہے، اور ملاقات ہماری
خواہش کے باوجود دشوار ہو رہی ہے، یہ تعجب
کی بات ہے،

فديتك ماحيلها لعيني زيادة
ولو مثل ما رد اللحاظ رقيب

میں آپ پر قربان، براہ کرم جلد ملاقات
سے مشرف کیجئے، جیسے نگہبان آنکھیں جھپکاتا ہے،
اسی طرح سہی،

وان لقاء جاء عن ضمان موعد
لاكرم ما يهدى الاريب أريب

اور وہ ملاقات جو وعدہ کے بموجب ہو،
اس سے بہتر ایک ذی علم کا اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔

تو اُنھوں نے جواب دیا:-

لعمرى ما يومى اذا كنت حاضرا
سوى يوم صب عن عداه لا يغيب

میری جان کی قسم جب میں موجود ہوتا ہوں،
تو میرے دن کی حالت اُس عاشق سے مشابہ ہے، جو
دشمنوں کی نگاہوں سے غائب ہو،

ازور فلا القی لدیک بشاشۃ	میں ملاقات کے لئے آتا ہوں، لیکن تمھارے چہرے پر خوشی کے آثار نہیں دیکھتا،
فیبعد ومنی الخطو وھو قریب فلا ذنب للایام فی البعد بیننا	تو قدم قربت کے باوجود دور ہو جاتے ہیں، ہماری اور آپ کی دوری میں زمانے کا کوئی قصور نہیں،
فانی لداعی القرب منک مجیب	اس لئے کہ میں تمھاری طرف سے نزدیکی کی طلب پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہوں،
وان لقاء جاء من غیر موعد	اور وہ ملاقات جو بغیر وعدہ کے ہو، خوشگوار ہوتی ہے، گو صرف ایک بار،
لیحسن ولکن مرۃ ویطیب	اور اُن کی خوبیاں بہت ہیں، جتنا ہم لکھ چکے، وہ کافی ہے، ایسا نہ ہو، کہ ہم موضوع سے ہٹ جائیں،

ص ۱۸۵

محمد بن محمد الرؤسی

نام ونسب محمد نام، ابوبکر کنیت ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن محمد بن احمد بن قطبہ الرؤسی، ان کے بھائی کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے،

حالات ابوبکر بزرگی وشرافت نیز وجاہت میں اپنے بھائی کے مانند تھے، بشاشت، دلچسپی، ملنساری اور بے لوثی میں اُنسے ممتاز تھے، اسی طرح بعض دوسرے اوصاف میں اُن سے کم بھی تھے، محمد ذہین، آسان اور رواں لکھنے والے، زود نویس اور خوش خط، اور برجستہ نثر نگاری میں فائق تھے۔ عدالت وقضا کی صلاحیت تو اُن کی خاندانی تھی، اپنے والد کے سامنے، شروط، لکھا کرتے تھے، فقہ کی بہترین بڑی کتابیں نقل کیں، اور بہت سی کتابیں ازبر کرلیں، جن میں مقامات حریری بھی ہے، دربار شاہی میں کتابت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے، اور اہل دربار کے ساتھ خاص خصوصیت

ص۱۸۵

حاصل ہوئی، اور سلطان کی نقل وحرکت کے زمانے میں پیش قدمی کا فخر حاصل تھا، حسن سیرت، سفارش، بلندی مرتبت، خوش انتظامی اور نرم دلی میں مشہور تھے، اور عہدۂ کتابت کے ساتھ منصب خطابت پر بھی متمکن ہوئے، ان سے شعر مروی نہیں، اور نہ انھیں اس سے دل چسپی تھی،

محمد بن محمد بن قطبة الرّوسی

نام ونسب محمد نام، کنیت ابوبکر ہے، ان کے والد اور چچا کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، ان کے دادا کا ذکر ابھی آتا ہے، فنون ادب سے خاص دلچسپی تھی، اور اُس میں خاص ملکہ رکھتے تھے، فطرت سے ملکۂ شعری حاصل ہوا تھا، کہتے تھے، اور کلام کو خوب پرکھ کر کہتے تھے، بہت سی نظمیں کہیں، اور اُن کی دور دور شہرت ہوئی، بادشاہ کے سامنے بھی قصائد پیش کئے، اور انعامات حاصل کئے، اُسی زمانے میں عہدۂ کتابت پر بحال ہوئے، اور اپنے ہمعصر ادباء کی سوانح لکھنی شروع کی تھی،

شاعری ابوبکر رُوسی نے اپنے بعض دوستوں کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے تھے:-

اذا شمت من نحو الحمى فى الدجا برقا ابى الدمع إلا أن يسيل ولا يرقى	جب تاریکی میں دیار محبوب کی جانب سے بجلی کی چمک نظر آتی ہے تو آنسو بہتے جاتے ہیں اور تھمنے کا نام نہیں لیتے
ومهما تذكرت الزمان الذى مضى تقطعت الاحشاء من حرما القى	جب گزرے ہوئے دن یاد آتے ہیں تو مصیبت کی سوزش سے پسلیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں۔
خليلى لا تجزع لمحل فادمعى تبادر سقيا فى الهوى لمن استسقى	میرے دوست قحط سالی کا غم نہ کرنا، اس لئے کہ میرے آنسو محبت میں سیرابی طلب کرنے والے کے لئے تیار ہیں،
وما ضر من اصبحت ملک یمینه	کوئی حرج نہیں کہ میں کسی کا غلام ہوں،

اذا زارنی یوما وقد حازنی رقا	جبکہ وہ ایک دن آجائے، اور اپنی غلامی میں مجھے قبول کرلے،
فنیت بہ عشقا وان قال حاسد اضل الوری من مات فی ھاجر شنقا	میں اُس کے عشق میں فنا ہو گیا، اگرچہ حاسد کہتے ہیں، کہ جدا ہونے والے کے فراق میں مرنے والا مخلوق کو گمراہ کرتا ہے،
تلہب قلبی من تلہب قدہ فیا نعم ذاک الخد قاض بان اشقی	اس کے سوزش افزا قامت سے میرا دل بھڑک اٹھا اور اُس رخسار کا یہ کیا اچھا فیصلہ ہے کہ میں بدنصیب رہوں،

اور اسی میں ہے :۔

وکم من صدیق کنت احب انہ اذا کذبت اوھامنا دفع الصدقا	کتنے ایسے دوست ہیں، جن کے بارے میں خیال تھا کہ وہ راستبازی سے کام لیں گے جبکہ میرے اوہام کذب بیانی کریں گے

محمد بن محمد الرؤسی

نام ونسب محمد نام ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن قطبۃ الرؤسی، فقیہ ابو بکر بن محمد مذکور کے بھائی ہیں،

حالات محمد رؤسی وجیہ، نوجوان، لائق اور باامانت، حسن اخلاق اور ظاہری شباہت میں ممتاز تھے، رخسارے سرخ تھے، ابتدائی نحو کی ایک کتاب یاد کی اور خطاطی سیکھی، اور اپنے والد کے مثل دفتر عساکر میں کام کرنے لگے، اور اب تک اپنے عہدے پر ہیں،

شاعری محمد اوسی کے بھائی نے ان اشعار کی نسبت اُن کی طرف کی ہے:۔

حلفت بمن ذا وعتی الکری	میں نے اُس کی قسم کھائی جس نے میری آنکھوں سے

واسهر جفني ليلا طويلا	نیند زائل کردی، اور دراز راتوں میں بیدار رکھا،
والبس جسمي ثياب النحول	اور میرے جسم کو لاغری کا جامہ پہنایا،
وعذب بالهجر قلبي العليلا	اور دل حزیں کو درد فراق میں مبتلا کیا،
وماحلت عن حبه ساعة	میں اُس کی محبت سے ایک لمحہ کیلئے بھی الگ نہیں ہوا،
ولا اعتضت منه سواه بديلا	اور نہ اُس کا کوئی بدل چاہتا ہوں،

محمد بن محمد الکلبی

ص ۱۸۷

نام ونسب محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ، غرناطہ کے باشندہ ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے:-

محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الرحمن بن یوسف بن جزی الکلبی،

خاندان قراء اور علما کے بیان میں محمد کلبی کے والد کا ذکر آچکا ہے،

حالات محمد کلبی نوجوانی کے باوجود شہرۂ آفاق، اور نیکنام تھے، علوم ادب میں ممتاز، اور شعر گوئی میں خاص ملکہ رکھتے تھے، حسن خط اور معموں کے حل کرنے میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، اپنے والد (رحمہ اللہ) کے زیر سایہ غرناطہ میں تربیت پائی، اُسی زمانہ میں تیزی اور قوت حافظہ میں خاص طور پر مشہور ہو گئے،

اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سلسلۂ کتابت میں منسلک ہوئے، اور پُرگوئی اور قدرت کلام میں تمام شعرا سے بازی لے گئے، مدح بہت اچھی لکھتے، ترکیبیں اچھوتی ہوتیں، غزل گوئی میں واردات قلب کو بیان کرتے، قطعہ گوئی کا فطری ملکہ تھا، انشا پردازی اوسط درجہ کی تھی، حیست اور اپنے فرائض میں مستعد تھے، مجاز خوب استعمال کرتے، ظرافت کے بادشاہ تھے، غزل میں بھی ظرافت کی چاشنی ہوتی، مغرب منتقل ہونیکے بعد

بعض سلاطین کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت ہوئی، اور شہرت و انعام و اکرام سے مالا مال ہوئے، پھر بادشاہ ہی کے دربار میں مسرت و عیش کی زندگی بسر کرتے رہے، روزینہ مقرر تھا، اور اپنے اہل وطن کیلئے باعث فخر تھے،

تصنیفات

محمد کلبی جب ۷۵۵ھ میں سفارت کے سلسلہ میں فاس آئے تو مجھ سے اثنائے ملاقات میں ذکر کیا، کہ اسی طرز پر غرناطہ کی تاریخ ترتیب دے رہے ہیں، بعض اجزاء کے مطالعہ کے بعد انکی وسعت علمی و تبحر کی داد دینی پڑی، انھوں نے اپنے قلم سے فوائد و نکات و اشعار کے مجموعے تیار کئے، جو تعریف سے بے نیاز ہیں، (التاج المحلی) میں ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:۔ بلاغت کے روشن آفتاب اور اس سرزمین کے ادبی خمیر اور مردم خیزی کی زندہ مثال اور یگانۂ روزگار ہیں، ان سے ملنے والا کسی حال میں فائدہ سے خالی نہیں رہتا۔ معاصرین اور مشہور علماء و ادباء سے بازی لے گئے، اور علم و وسعت معلومات میں کوئی اُن کا مثیل نہیں، اگر باریکیاں ثریا میں ہوتیں، تو یہ اُنھیں پالیتے، اور کہتے کہ وہی اس کی دریافت کے اہل تھے، اگر کبھی ظاہری طور پر غافل بھی ہوں، تو نکتے اعلیٰ ذکاوت کی غمازی کرتے ہیں، ادب میں معیار عام سے بہت بلند تھے، خط ایسا پاکیزہ تھا، کہ بے اختیار ہر وقت دیکھنے کو جی چاہے،

ص ۱۸۸

شاعری

محمد کلبی کے عشقیہ منظومات ملاحظہ ہوں:۔

متی یتلاقی شائق و مشوق	عاشق و معشوق کب ملیں گے؟
ویصبح عبد الحب وهو طليق	اور کب اسیر محبت آزاد ہوگا؟
أما انها امنية غير نيلها	یہ ایسی آرزو ہے، جس کا بر آنا دشوار ہے،
ومرمى العمر في الرجاء سحيق	اور ایسا مقصود جس کے حصول کی امید کوسوں دور ہے
ولكنني خادعت قلبي تعلة	لیکن میں نے اپنے دل کو بہلانے کیلئے دھوکا دیا،
اخاف انصداع القلب وهو رقيق	دل کی کمزوری کی وجہ سے اس کے چاک ہونے کا خوف تھا،
وقد يرزق الانسان من بعد يأسه	کبھی انسان مایوسی کے بعد شادکام ہوتا ہے

وروض الربا بعد الذبول یروق
تباعد لما زاد فی القرب لوعتر
لعل فوادی من جواه یفیق
ودمت شفاء الداء بالداء مثله
وانی بان لا اشتفی لحقیق
وتالله ما للصب فی الحب راحتر
وعلی کل حال انہ لمشوق
یا رب قد ضاقت علی مسالکی
فہا أنی فی بحر الغرام غریق
ولا سلوۃ ترجی ولا صبر ممکن
ولیس الی وصل الحبیب طریق
ولا الحب من تعذیب قلبی لمنسلی
ولا القلب بالتعذیب منہ لطیق
شجون یضیق الصدر عن زفراتها
وشوق نطاق الصبر عنہ یضیق
نثرت عقود الدمع ثم نظمتها
قریضا فصار ذاک لون عقیق
بکیت اسی حتی بکی حاسدی معی
کان عذولی عاد وھو صدیق
ولو ان عند الناس بعض محبتی
لما کان یلفی فی الانام مضیق
یا عین کف الدمع ما بقی الکرا
اذا منعوک الیوم سوف تذوق
ویا نائما عن ناظری أما تری
لشمسک بعد الغروب شروق

اور گل وگلزار مرجھانے کے بعد تر وتازہ ہوجاتے ہیں،
قربت کی زیادتی سے دور دور ہوجاتا ہے،
شاید میرا دل کرب سے نجات پاجائے گا،
میں نے بیماری کا علاج بیماری سے کرنا چاہا،
میں حقیقت میں شفایابی کا مستحق نہیں ہوں،
خدا کی قسم، عاشق کو محبت میں آرام نہیں،
وہ ہر حال میں سراپا شوق ہوتا ہے،
اے پروردگار مجھ پر راستے تنگ ہوگئے،
اب میں دریائے محبت میں غرق ہوتا ہوں،
نہ تسلی کی امید نہ صبر ممکن ہے،
نہ وصل محبوب کی کوئی سبیل نکلتی ہے،
اور نہ محبت میرے دل کو مبتلائے الم کرنے سے باز آتی ہے
اور نہ دل تکلیف برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے،
ایسے غم ہیں، کہ سینہ اُنکی آہوں سے تنگ آرہا ہے،
اور ایسا شوق ہے، کہ اب پیمانۂ صبر لبریز ہوچکا ہے،
میں نے آنسوؤں کے ہار بکھیر دئیے پھر اُنھیں شعر کی
شکل میں نظم کردیا، تو اُن کا رنگ عقیق کا ہوگیا،
میں غم کے مارے رویا تو میرے حاسد بھی ساتھ ساتھ رو پڑے
گویا میرا ملامت کرنے والا بھی دوست ہوگیا،
اگر لوگوں کے پاس میری محبت کا ایک حصہ بھی ہوتا
تو مخلوق میں کوئی پرسکون آدمی نہ ملتا،
اے آنکھ جب تک نیند باقی ہے، آنسوؤں کو روک،
جب تجھے آج روکتے ہیں، تو پھر چکھے گا،
اے میری آنکھ سے غائب رہنے والے، کیا نہیں دیکھتا ہے،
کہ ہر غروب کے بعد تیرا آفتاب طلوع ہوتا ہے،

ص ۱۸۹

رويدك رفقا بالفؤاد فإنه	ذرا دل کی حالت پر رحم کرنا، کہ اگرچہ
عليك وإن عاديته لشفيق	تم اُس کے بدخواہ ہو، وہ تم پر رحم کھاتا ہے
نقضت عهودي ظالما بعد عقدها	تو نے پیمانِ محبت محکم کرنے کے بعد توڑ دیا،
ألا إن عهدي كيف كنت وثيق	اور میرا عہد ہر حال میں مضبوط ہے،
كتمتك حبي يعلم الله مدة	خدا جانتا ہے کہ میں تم سے مدت تک محبت کو چھپائے رکھا
وبين ضلوعي من هواك حريق	اس حال میں کہ تمھاری محبت کی سوزش میرے دل میں موجود تھی
فما زلت بي حتى فضحت فإن أكن	تم ہمیشہ میرے ساتھ رہے، یہاں تک کہ رسوا کیا، اگر
صبرت فبعد اليوم لست أفيق	میں نے اب تک صبر کیا، تو اب تاب صبر نہیں،
اور فرماتے ہیں :-	
ومورد الوجنات معسول اللما	گلابی رخسار اور معطر زلفوں والا،
فتاك لحظ العين في عشاقه	عاشقوں کو ابرو و چشم سے قتل کرنے والا،
الخمر بين لثاته والزهر في	اُس کے دانتوں کے نیچے شراب ہے، اور رخساروں
وجناته والسحر في أحداقه	میں گل کی شگفتگی، اور آنکھوں میں جادو ہے،
ويميس غصن البان في أثوابه	اُس کے کپڑوں میں بان کی شاخ لچکتی ہے،
ويلوح بدر التم في أطواقه	اور اُس کے گلے میں بدر کامل چمکتا ہے،
قلما فاقه في ثغره أو خده	وہ اپنے دنداں اور رخسار میں چاند سے بڑھ کر ہے،
هيهات أن يحكيه في إشراقه	چاند کی تاب کہاں، کہ اُسکی چمک کی نقل کرے
ولقد تشبهت الظباء ليشبهه	ہرنیوں نے اُس کے قامت کے ساتھ کچھ مشابہت پیدا کی،
من خلقه وعجزن عن أخلاقه	مگر اُس کے سے اخلاق کہاں؟
نادمته وسنا محيا الشمس قد	میں اس کا ندیم رہا اس حال میں کہ آفتاب کی چمک نے
ألقى على الآفاق فضل رواقه	تمام کائنات پر اپنا پردہ بچھا دیا تھا،
في روضة ضحكت ثغور أقاحها	ایسے باغ میں جس کی کلیاں مسکرا رہی تھیں
وأمال فيها المزن وأفاقه	اور بارش کے احسان سے وہ تر و تازہ تھا،
أسقيه كأس سلافة كالمسك في	میں اُسے بہترین شراب پلا رہا تھا، جس کی بو
نفحاته والشهد عند مذاقه	مشک کی طرح اور مزہ شہد کا سا تھا

ص۱۰۹

صفراء لم يدر الفتى أكواسها
ألا تداعى همه لفراقه
ولقد يلين الصخر من سطواته
فيعود للمعهود من اشفاقه
واظل ارشف من سلافة ثغره
خمرا تداوى القلب من احراقه
ولربما عطفة عندى صبوة
فشفى الخبال بضمه وعناقه
ارجو نداه اذا تبسم ضاحكا
واخاف منه العتب فى اطراقه
اشكو القساوة من هواى وقلبه
والضعف من جلدى ومن ميثاقه
يا هل لعهد قد مضى من عودة
ام لا سبيل بحالة للحاقه
ياليت شعرى لو لذلك حيلة
أو كان يعطى المرء باستحقاقه
فلقد يروق الغصن بعد ذبوله
وهو بدر التم بعد محاقه

اُس کا رنگ زرد تھا، اُس کا دور میں آنا تھا
کہ غم والم کافور ہو گئے،
وہ اپنی سطوت سے پتھر کو بھی نرم کر دیتا ہے،
اور پھر اپنی مقررہ نرمی پر آجاتا ہے،
اور میں اُس کے دانتوں کی اُس شراب سے لطف اندوز
ہوتا رہا جس نے میرے دل کی بیماریوں کا علاج کر دیا،
اور کبھی کبھی اُسے محبت میرے پاس جھومنے پر مجبور کر دیتی تھی
تو وہ اُس مرض کو گلے مل کر دور کر لیا کرتا تھا،
اُس کی مسکراہٹ کے وقت میں اُسکے کرم کا طالب رہتا ہوں
اور غم والم کی حالت میں عتاب کا خوف ہوتا ہے،
اپنی محبت اور اُس کے دل کی سختی کا شاکی ہوں،
اور اپنے بدن اور اُس کے عہد کی کمزوری کا گلہ کرتا ہوں،
کیا گزرا ہوا زمانہ واپس آئے گا،
یا اب بالکل ملاقات نہیں ہوگی،
کاش اس کا کوئی حیلہ ہوتا
یا انسان کو اُس کے استحقاق کے اعتبار سے دیا جاتا،
اس لئے کہ شاخ مرجھانے کے بعد تر و تازہ ہوتی ہے،
اور تین راتیں غائب رہنے کے بعد چاند کامل بنتا ہے

اور اسی صنف میں اُن کا کلام مشہور رہے:-

ذهبت حشاشة قلبى المصدوع
بين السلام و وقفة التوديع
ما انصف الاحباب يوم وداعهم
صبا يحدث نفسه برجوع
اسعف بغيثك يا غمام فانى
لم ارض يوما بالبين قبل دموعى

میرے ٹوٹے ہوئے دل کا بقیہ حصہ بھی،
سلام اور وداع کی ساعت رخصت ہو گیا،
دوستوں نے فراق کے دن اس عاشق
سے انصاف نہ کیا، جو دل میں واپسی کا ارادہ کر رہا تھا،
اے ابر باراں برس اور مدد کر
اس لئے کہ فراق کے دن آنسوؤں کی کمی کا شاکی ہونا نہیں چاہتا

من کان یبکی الظاعنین بادمع	رخصت ہونے والوں پر جو آنسو بہاتا ہے، بہائے
فانا الذی ابکیہم بتجمیع	مگر میں تو خون کے آنسو روتا ہوں،
اٰیہ وبین الصدر منی واحشا	آہ، سینے اور پسلیوں کے درمیان، ایسا
شجو طویت علی شجاہ ضلوعی	غم ہے، جسے میں نے بمشکل دبایا ہے،
ھات الحدیث عن الذین تحملوا	رخصت ہونے والی کی کوئی بات بیان کرو
واقدح بزند الذکر نار داوعی	کہ کم از کم یاد کی چقماق سے محبت کی آگ روشن کروں،
عندی شجون فی التی جنت الھوی	آزارِ محبت میں مبتلا کرنیوالی سے متعلق بہت باتیں ہیں،
اشکو الغرام وھی فی تشنویع	میں دردِ محبت بیان کرتا ہوں اور وہ کچھ شغل کر رہی ہے،
من وصلی الموقوف اومن ھدی الی	کہانی بیان کرتا ہوں اپنی محرومیٔ وصل یا شب بیداری
الموصوف اومن نومی المقطوع	یا اچٹ جانے والی نیند کی،
یا قلب لا تجزع لما فعل الھوی	اے دل محبت کے برتاؤ پر غم نہ کھا،
فالحر لیس لحادث بجزوع	اس لئے کہ شریف آدمی مصیبتوں سے پریشان نہیں ہوتا،
وھل بعد ما غاودت فی شراکہ	کیا مجھ پر اپنا دام ڈالنے کے بعد نکلنا
تبغی النزوع ولات حین نزوع	چاہتی ہے، مگر حیف اب رستگاری کا وقت نہیں،
ومھفھف مھما ھفت ریح الصبا	ایسی نازک اندام، کہ بادِ صبا کے جھونکوں کے ساتھ
ابدی لہ عطفاہ عطف مطیع	اُس کی کمر بھی بل کھاتی ہے،
جمع المحاسن وھو منفرد بھا	وہ اکیلی "منفرد" تمام خوبیوں کی جامع ہے،
فاعجب لحسن مفرد مجموع	اس "منفرد" و "مجموع" کا کیا کہنا،
والشمس لولا قسرھا ما آذنت	اگر آفتاب مجبور نہ ہوتا، تو شرم کے مارے
خجلا واجلالا لہ بطلوع	اُسے طلوع کی اجازت نہ دیتا،
ما زلت اسقی خدہ من ادمعی	میں اُس کے رخساروں کو اپنے آنسوؤں سے برابر سیراب کرتا رہوں گا،
حتی تفتح عن ریاض ربیع	تاآنکہ فصلِ بہار کی کلیاں کھل جائیں،
اذکان یرنو عن نواظر شادن	اگرچہ وہ ایک نازک ہرنی کی نگاہوں سے دیکھتی ہے،
فلرب ضرغام بھن صریع	مگر کتنے شیر اُن نگاہوں کے مقتول ہیں،
عجبا لذاک الشعر اذ یفرقہ	مانگ نکالنے سے بالوں میں عجیب حسن آگیا ہے،

صـ191

حسنا الحسن الشعر التصريع	جیسے "تصریع" سے شعر میں حسن آگیا ہے،
منع الكرا ظلما وقد منح الفتا	نیند کو زبردستی چھین کر بیماری عطا ہوئی،
فشقيت بالممنوح والممنوع	میں بخشش اور ظلم دونوں میں بدنصیب ہوں،
جردت ثوب العز عني طائعا	میں نے اطاعت کی خاطر عزت کا لباس اُتار دیا،
اترا لا يولى عطفة لخضوعي	مگر کیا وہ میری اطاعت کی طرف مائل ہو گی،
لم انتفع لبسا من الملبوس في	میں ملبوس کے کسی لباس سے فائدہ نہ اُٹھا سکا،
....	
بجمالہ استشفعت في احب حالہ	میں نے اپنی حالت بیان کرنے کے لئے اُس کے حسن کو اپنا شفیع بنایا ہے،
ليحوز احسن مشفع وشفيع	کہ سفارش کرنے والے اور سفارش شدہ دونوں کو اجر ملے
ياغادي عن سلوتي وتصبري	اے میری تسکین وصبر کے لوٹنے والے
لولا الهوى ما كنت بالمخدوع	اگر محبت نہ ہوتی تو میں دھوکا نہ کھاتا،
اوسعتني بعد الوصال تفرقا	وصال کے بعد تو نے اور جدا کر دیا،
واثبتني سواء الحسن صنيعي	میرے نیک برتاؤ کا تو نے برا بدلہ دیا،
اسرعت فيما ترتضي فجزيتني	تیری رضامندی کے لئے میں نے جلدی کی، تو نے
بطويل هجران الحت بسريع	اُس کا بدلہ فوری جدائی سے دیا،
وشرعت رمحا قبل رميك وأئلا	تیر اندازی سے پہلے تو نے نیزہ چمکا دیا،
فمنعت من ماء الرضاب شروعي	اس طرح پر تو نے لعاب دہن سے
	میرے پیاسے ہونٹوں کو روک دیا،
خذ من حديث تولعي وتولهي	میری محبت اور فریفتگی کی صحیح
خبرا صحيحا ليس بالموضوع	حدیث سن، جو کہ موضوع نہیں ہے
يروى حديثا مسندا عن ادمعي	یہ حدیث سلسلہ وار میرے آنسوؤں سے
عن مقلتي عن قلبي المصدوع	دیدۂ چشم سے اور دل صد چاک سے روایت کی گئی ہے،
كم من ليال في هواك قطعتها	میں نے کتنی راتیں تیری محبت میں بسر کیں
وانا الذكر بهن في تقطيع	اور اُن کی یاد کی وجہ سے انتہائی تکلیف میں تھا،

لا والذی طبع الکرام علی الہوی	قسم ہے اُس خدا کی جس نے شرفا کی فطرت میں محبت ودیعت کی
ومن سو الہوی المطبوع	
ما غیرتنی الحادثات ولم اکن	مجھے حوادث نے نہیں بدلا اور نہ میں
یمذیع سرا للعہود مضیع	عہد و پیمان کے مشہور راز کو ظاہر کرنیوالا ہوں،
لا خیر فی الدنیا و ساکنہا معا	دُنیا اور اُس کے باشندوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے
ان کان قلبی منک غیر حبیعی	اگر میرا دل تجھ سے پوری طرح وابستہ نہ ہو،

اور فرماتے ہیں، مقصود اشعار سے خود ہی ظاہر ہوگا،

وقالو علاک البحث و الحزم عندما	اُنھوں نے کہا تجھ سے بحث و احتیاط سے کیا کام
غدوت غریب الدار منک الفنت	جبکہ تو غریب الوطن ہو چکا،
الم یعلموا أن اغترا لی حرمتہ	کیا وہ نہیں جانتے، کہ میرا سفر باعث حرمت ہے،
وإن ارتحالی عن دیاری ہو البخت	اور میرا اپنے وطن سے کوچ کرنا بھی خوش نصیبی ہے،
نعو لست ارضی عن زمانی أو أری	ہاں میں زمانے سے راضی ہو نہیں سکتا جبتک کہ
مکانا بہ السفن المواخر والبخت	ایسی جگہ نہ دیکھ لوں جہاں کشتیاں اور اونٹ ہوں،
فقد سئمت نفسی المقام ببلدۃ	اسلئے کہ میرا دل ایسی جگہ میں رہتے رہتے اُکتا گیا
بہا العیشۃ النکداء والمکسب السحت	جہاں ذلت انگیز زندگی اور حرام کمائی ہے،
یذل بہا الحر الشریف لعبدہ	جہاں شریف انسان کو اپنے غلام کا دست نگر ہونا پڑتا ہے،
ویجفوہ بین السمت من ستہ ست	اور بسا اوقات سالہا سال تک تکلیف برداشت کرنی ہوتی ہے،
اذا اصطافہا المرء اشتکی من سمومہا	اگرمیوں میں انسان اُسکی گرم و تند ہواؤں کی تکلیف کا شاکی رہتا ہے،
اذی دیمی فیہا اذا ماشتا الزفت	اور جاڑوں میں وہاں روغن دیکھتا ہے،
لست کقوم فی تعصبہم عتوا	میں اُن لوگوں کی مانند نہیں ہوں جو تعصب سے کہتے ہیں
یقولون بغداد لغرناطۃ اخت	کہ بغداد غرناطہ کے مثل ہے،
رغبت بنفسی ان أساکن معشرا	میری خود دلی خواہش تھی کہ ایسے لوگوں کیساتھ رہوں،

ص ۱۹۲

مقالہم زور وودّھم مقت
یدسون فی لین الکلام دواھیا
ھی السم بالآل المشھور لہالت
فلا درّ درّ القوم إلا عصیبۃ
إلی باخلاص المودۃ قد متوا
وآثرت اقواماً ماحلت جوارھم
مقالہم صدق وودّھم بحت
لہم عن عیان الفاحشات اذا بدت
تعام وعن مالیس یعینہم صمت
فما الفوا اللہو ولا عرفوا اخنا

ولا علموا ان الکروم لہا بنت
بدکل مرتاح إلی الضیف والوغی
اذا ما أتاہ منہما النبأ البغت
واشعث ذو طمرین اغناہ زھدہ

فلم یتشوق للذی ضمہ التخت
صبور علی الاین البغیض علی العدا
معین علی مایتقی جاشہ الشت
ولی صاحب مثلی یمان جعلتہ
جلیسی نہاراً أو ضجیعی اذا ابت
واجرد جرار الاعنۃ قارح
کمیت وخیر الخیل قدما الکمت
تسامت بہ الاعذار فی آل اعوج
ولا عوج فی الخلق منہ ولا امت

جن کی باتیں جھوٹی ہوں، اور محبت خالص ہو،
نرم باتوں میں ایسے امور کی آمیزش کردیں،
جوکہ زہر ہوں اور سراب سے اُنکو خاص مناسبت ہو،
قوم میں ایک ایسی جماعت کے سوا کوئی اچھی چیز نہیں
جو مجھ سے خالص محبت کے ذریعے سے وابستہ ہیں،
اور میں نے اس قوم کی ہمسائگی کو ترجیح دی
جن کی باتیں سچی ہوں اور محبت خالص ہوتی ہے،
وہ فحش باتوں کے ظاہر ہونے پر
اندھے بن جاتے ہیں اور مہمل باتوں پر سکوت اختیار کرتے ہیں،
وہ نہ لہو سے مانوس ہوئے، اور نہ فحش باتوں سے
واقف ہوئے،
اور نہ جانتے ہیں کہ انگور کی بیٹی بھی ہوتی ہے،
مہمان اور جنگوں کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں،
جب کبھی ان دونوں کے بارے میں کوئی خبر آجائے،
کتنے پراگندہ حال بوسیدہ کپڑوں والے ہیں جو دنیا سے
مستغنی ہیں۔
امراء و سلاطین کا رخ بھی نہیں کرتے
تکلیف پر صبر کرنے والے اور دشمنوں سے بغض رکھنے والے
ہمت اور آزمائش کے موقعوں پر سخت اور مددگار
اور میرا ہی سا ایک یمنی دوست ہے
جو شب و روز میرا ہمنشین اور دوست ہے،
اور ایک تیز رو اعلیٰ گھوڑا
کمیت رنگ کا، اور بہترین گھوڑے تیز رو اور کمیت ہی ہوتے ہیں،
اس کی نسبت آل اعوج کی طرف کی جاتی ہے
حالانکہ اُس کے اخلاق میں کوئی کجی یا عدم استقامت نہیں

وحسبی لعضات النوائب منجدا
علیها الكميت الهند والصارم الصلت
قطعت زمانی خبرة وبلوته
فبالغدر والتعنیف عندی لد نعت

اور سخت مصیبتوں میں میری مدد کے لئے کافی ہے'
جب کہ اُس پر آبدار و تیز تلواریں بھی موجود رہتی ہیں'
میں نے زمانہ امتحان میں بسر کیا اور اسکی خوب آزمائش کی'
میرے نزدیک بیرحمی اور بے وفائی کے سوا
اُس کی کوئی صفت نہیں ہوسکتی'

ومارست ابناء الزمان مباحثا
فاصبح حبلی منهم وهو منبت
وذی صلف یمشی الهوینا ترفقا
علی نفسه کیلا ینزایلها السمت
اذا غبت فهو المرء والقرم عندهم
له الصدر من ناديهم وله الدست
وان ضمنی یوما وایاه مشهد
هو المعجم السكيت والفسكل الشخت
فحسب عداتی أن طويت مآربی
علی عرفهم حتی صفا لهم الوقت

اور ابنائے زمانہ کی عادات کی بھی جانچ پڑتال کی
تو اُن سے میرا تعلق منقطع ہوگیا
ایک صاحب شان جو تبختر کے ساتھ آہستہ
آہستہ چلتا ہے کہ کہیں وہ راستے سے ہٹ نہ جائے'
جب میں غائب ہوتا ہوں تو وہی اُن کا سردار ہوتا ہے
اور اُسی کو مجلسوں کا صدر نشین بنایا جاتا ہے'
اور اگر کہیں میرا اور اُس کا کسی مجلس میں اجتماع ہو جائے
تو وہ خاموش گونگا اور زیرین مجلس میں رہتا ہے'
میرے دشمنوں کیلئے یہ کافی ہے کہ میں نے اُنکے جانتے ہوئے
اپنی حاجتیں پوری کرلیں یہاں تک کہ اُن کے لئے
زمانہ خوش گوار ہوگیا'

ص ۱۹۳

وقلت لدنیاهم اذا شئت فاغربی
ولا تظهری فالصرم منی هو البت
واغضیت عن زلاتهم غیر عاجز
فماذا الذی یبغونه لهم الكبت

میں نے اُن کی دُنیا سے کہا' اگر چاہتی ہے تو دور جا'
اور نہ ظاہر ہو' کہ میرا الگ ہونا انقطاع کے ہم معنی ہے'
اور قدرت کے باوجود اُنکی لغزشوں سے چشم پوشی کی
پھر وہ کس توہین کی تمنا رکھتے ہیں'

اور کہتے ہیں :-

لا تعد لضيفك ان ذهب لصاحب
تعتده لكن تخير واستنق
أو ما ترى الاشجار مهما ركبت
ان خولفت اصنافها لم تعلق

اگر تم جاؤ تو مہمان کو ساتھی کے سپرد
سامان دے کر نہ کرو' بلکہ انتخاب سے کام لو'
کیا نہیں دیکھتے ہو' کہ درخت کتنے ہی جوڑے جائیں'
اگر جنس مختلف ہو تو بار آور نہیں ہوتے'

مقطوعات میں اُن کا قول ہے:-

شادن يتمنى حبه	ہرنی کے بچے کی طرح نازک اندام جس کی محبت نے مجھے لاغر کر دیا،
خطى منه الدهر هجرانه	عمر بھر میری قسمت میں اُس سے جدائی ہی رہی،
مورّد الخدين حلو اللما	گلابی رخسار اور شیریں ہونٹوں والا
احور مضنى الطرف وسنانه	آنکھیں خمار آلود اور بیمار،
لم تنثن الاغصان في الروض بل	شاخیں باغ میں نہیں مرجھائیں،
هوت لتسجد اغصانه	یہ اُس کے لئے سر بسجود ہو گئی ہیں،
يا ايها الظبي الذي حبه	اے وہ ہرنی جس کی محبت کی آگ
تضرم في القلب نيرانه	میرے دل میں سلگ رہی ہے،
هل عطفة ترتجى لصب شج	کیا ایک نظر عنایت عاشق غمخوار کے لئے ہوگی
ليس يرى عندك سلوانه	جس کے لئے تجھے بھول جانا بہت دشوار ہے،
يود ان لو زارته في الكرى	جس کی تمنا ہے کہ کاش تو نیند ہی میں اُس سے ملتی،
اذا المتعت بالنوم اجفانه	تو شاید اُس کی آنکھیں نیند سے شادکام ہوتیں،
قد رام يكتم ما نابه	اُس نے اپنی مصیبت کے چھپانے کا ارادہ کیا
والحب لا يمكن كتمانه	حالانکہ محبت کا چھپانا ناممکن ہے،
فضحت اسراره فاستوى	تو نے اُس کے راز فاش کر دئیے
اسراره الآن واعلانه	تو اب ظاہر و باطن یکساں ہے،

اور کہتے ہیں:-

نهار وجه وليل شعر	چہرہ دن اور بال رات کی مانند ہے،
بينهما الشوق يستشار	انھیں دونوں کے باعث شوق بھڑکتا رہتا ہے،
قد طلبا بالهوى فؤادي	دونوں محبت سے دل مانگتے ہیں،
فاين لي عنهما الفرار	ان سے گریز کس طرح ہو سکتا ہے،
وكيف يبغي النجاة شيء	کس طرح وہ نجات کی امید رکھ سکتا ہے،
يطلبه الليل والنهار	جس کی تلاش میں دن اور رات ہوں،

اور کہتے ہیں :-

اقبلت لیلا وابدت فجرھا
جمعت بین صباح وظلام
مذ رأتنی ناظراً للشمس قا
لت یا فتی جمعک اختین حرام

رات کو وہ آئی اور صبح کا نمونہ دکھایا'
اس طرح پر صبح و تاریکی کو جمع کردیا'
جب مجھے آفتاب کی طرف نگاہ کرتے ہوئے دیکھا
تو فرمایا، کہ اے جوان "دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"

توریہ کے طور پر کہتے ہیں :-

ابح لی فی روض المحاسن نظرۃ
الی ورد ذاک الخد اروی بہ الصدی
وواللہ لا تبخل علیّ بقطرۃ
فانی رایت الروض یوصف بالندا

مجھے اجازت دے کہ خوبیوں کے باغ میں
اُس گلابی رخسار کو دیکھ کر پیاس بجھا سکوں'
اور خدا کی قسم ایک قطرے سے بخل نہ کرو
اس لئے کہ باغ کی تعریف میں سخاوت و تری کا بھی ذکر کر دینا چاہئیے'

اور کہتے ہیں :-

وعاشق صلی ومحرابہ
وجہ غزال ظل یہواہ

عاشق نے نماز ادا کی اس حال میں کہ
اُس کی محراب ایک ہرنی کا چہرہ ہے جس سے وہ
محبت کرتا ہے'

قالوا تعبدت فقلت لہم
تعبدا یفہم معناہ

لوگوں نے کہا، کہ تم نے عبادت کی'
میں نے کہا' ایسی عبادت' جسکا مطلب سمجھا جا سکتا ہے'

نہایت ظرافت آمیز انداز میں کہتے ہیں :-

وصدیق شکا بما حملوہ
من قضاء یقضی لطول العنا

ایک دوست نے ایسے فیصلے کی شکایت کی
جو لوگوں نے اُس کے سر منڈھ دیا تھا اور سخت
مشقت کا طالب تھا

قلت فاردد ما حملوک علیہم
قال من یستطیع رد القضاء
ولسانان یخصمان من خاصماہ
لسان الغنی ولسان القضاء

میں نے کہا، کہ اپنا بوجھ انھیں کو واپس کر دو'
جواب دیا کہ فیصلہ کو کون لوٹا سکتا ہے'
اور دو زبانیں اپنے مخاصمت کرنے والوں سے جنگ کرتی ہیں
ایک تونگری کی زبان دوسرے قاضی کی

اور کہتے ہیں :-

تلک الذ وابتر ذبت من شوق لھا
داللحظ عمیھا بای سلاح
یا قلب فانج لا اخالک ناجیا
من فتنۃ الجعدی والسفاح

میں اُسکی چوٹی کے شوق میں پگھل گیا
اس حال میں کہ نگاہیں اسکی عجب آن بان سے حفاظت کرتی ہیں
اے دل اب صبر کر، کہ اب تجھے
گھونگھروالی سیاہ (زلف) اور سفاح (نگاہ) کے فتنہ سے کون نجات دے گا،

وفات پیٹ کے درد میں مبتلا ہوکر ۷۵۸ھ کے آغاز میں انتقال کر گئے مجھے اس کی اطلاع فاس میں ملی، پھر بعد کو معلوم ہوا، کہ انکا انتقال ربیع الاول کے مہینہ میں ہوا تھا،

محمد بن محمد

نام ونسب محمد نام، کنیت ابوالقاسم ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:-
محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن الحکیم اللخمی،

حالات کتاب "عائد الصلہ" میں مذکور ہے:- ابوالقاسم شرف وعزت کے درخت کی شاخ، علم ودین، عزت ومرتبہ کے خاندان کے چشم وچراغ، بڑائی اور کارنامے، فضائل ومفاخر کے مالک تھے، حساب، فرائض، قرأت، وثیقہ، خوشخطی اور دیگر فنون میں کمال حاصل کیا، ادب میں بھی کوشش کے بعد مہارت حاصل کی،

التاج المحلی میں ان الفاظ میں ان کا تذکرہ ہے:-
ابوالقاسم بزرگی ومرتبہ کی شاخ، خاندانی بڑائی کے حامل، آباو اجداد سے شرف ومجد کے وارث تھے، اپنے بہترین خصائل کے ذریعہ بلند مرتبہ پر پہنچے، اور بھلائی اور عفت میں یکتائے روزگار ہوئے، انصاف میں نام آور ہوئے، اپنے اسلاف کے طریقہ پر گامزن رہے، اور لوگوں کو اُسی پر چلنے کی دعوت دیتے رہے، حیا اُن کا شعار تھی، اور اس سے بڑھ کر کون خوبی ہوسکتی ہے؟ اُن میں

ایسی خودداری تھی، جو پست حیثیت پر قناعت نہ کرے، اور ایسی شرافت جو آبرو کی خاطر موت کو ترجیح دے، آجکل بلاغت کے بلند اسلوب کی طرف توجہ ہے، اور بدائع و مخترعات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا میلان ہے، اس سلسلہ میں اُن سے اچھی چیزیں سننے میں آئی ہیں، ہم یہاں اُن کے بعض نتائج افکار اور اُن کی رنگیں طرازی کے بعض آثار درج کرتے ہیں،

شاعری

ابو القاسم کی بہترین چیز مقطوعات ہیں، کہتے ہیں :-

تجلت فهزت عند ما رأت الطلا	اُس نے جلوہ دکھایا، اور ہرنی کے بچہ کو دیکھ کر جھوم گئی،
ودارت كمثل الطفل يلعب في المهد	اور جس طرح بچہ گہوارہ میں مچلتا ہے، اسی طرح مچل گئی
وروض حباه المزن خلعة برقه	اور ایسا باغ جسے بدلی نے اپنی چمک کا لباس پہنایا ہے
وباتت رباه من حباه على وعد	گویا اُس کے ٹیلوں اور بدلی کے عطیہ کے درمیان وعدہ ہے
يجيد بها عن كوم ما من قريبة	
فتبدي ابتسام الزهر من لثمة الخد	تو رخسار کے بوسہ سے کلیوں کی طرح مسکراتی ہے،
عجبت لما عاينته من فعالها	میں اُس کے کاموں کو دیکھ کر متعجب ہو گیا،
بلاور حباب الكاس تلعب بالمرد	پیالہ کے بلبلوں کو گھما کر وہ امرد لڑکوں کیساتھ کھیل کرتی ہے

اور کہتے ہیں :-

شربنا ونجي الدياجي موقد	ہم نے اس حال میں جام چڑھائے کہ تاریکی نے
مصابيح من زهر النجوم الطوالع	طلوع ہونے والے ستاروں کے چراغ روشن کر رکھے تھے،
عقارا أترجين اقبل حالكا	ہم نے ایسی شراب پی، کہ تاریکی کو آتے ہوئے دیکھ کر
تغايرت بمصفر من اللون فاقع	یک بیک، اس کا رنگ بالکل زرد ہو گیا،
عجبت لما ترتاع منه وانها	کس قدر تعجب کی بات ہے، کہ یہ شراب تاریکی سے ڈرتی ہے
هي البدر قد قرت بأسنى المواضع	حالانکہ یہ بدر کامل ہے جس کا مرتبہ بہت بلند ہے

اور کہتے ہیں :-

لاح كالدر والعقيق فحيا	موتی اور عقیق کی طرح ظاہر ہوئی اور خوش آمدید کہا،
أو مزاج اذا لا صرف المحيا	یا ایسی ترکیب نمودار ہوئی، جو حسن صورت سے تیار ہوئی تھی
من بنات الكروم والروم بكر	انگور کی بیٹیوں سے

ص ۱۹۶

. . . .

خلتها والحباب يطفو عليها
شفقا فوقه نجوم الثريا
قهوة كالعروس فى الكاس تجلى
صاغ من لؤلؤها المزج حليا

اُس پر بلبلے دیکھ کر میرا خیال ہوا ہے،
کہ شفق کے اوپر ثریا کے تارے ہیں
دلھن کی طرح، قہوہ پیالہ میں جلوہ آرا ہوا ہے
جس نے بلبلوں کا زیور بنایا ہے،

اور کہتے ہیں :۔

ويوم أنس صقيل الجو من نظر
كانه من وميض برق قد خلقا
ما زلت فيه لشمس الطست مصطحبا
وبالنجوم وبالاكواس معتنقا
صفراء كالعسجد المسبوك ان شربت
تبدى احمرارا على الخدين مؤتنفا
كذلك الشمس فى اخرى عشيتها
اذا توارت أبادت بعدها شفقا

ایک خوشگوار دن، جبکہ آسمان صاف تھا،
گویا بجلی کی چمک سے بنایا گیا تھا،
میں اس روز برابر آفتاب طشت (شراب) کا جلیس بنا رہا
اور پیالوں اور ستاروں سے گلے ملتا رہا،
وہ سونے کی طرح زرد ہے، اگر پی جائے
تو رخساروں پر سرخی کی صورت میں نمودار ہو،
جیسے آفتاب شام کو
روپوش ہونے کے بعد شفق چھوڑ جاتا ہے،

اور کہتے ہیں :۔

بابى وغير أبى غزال نافر
بين الجوانح يغتدى ويروح
قمر تلألأ واستنار جبينه
غارت به بين الكواكب يوح
لو يرض غير القلب منزله فهل
ياليت شعرى للعيون يلوح

اس غزال وحشی پر میرے باپ اور دوسرے بھی قربان ہوں
جو میرے پہلوؤں میں برابر آیا جایا کرتا ہے،
چاند روشن ہوا اور اُس کی پیشانی منور ہو گئی،
آفتاب نے ستاروں کیساتھ اُسے بھی چھپا دیا،
دل کے سوا اور کسی کو وہ راحت کدہ بنانے پر راضی نہیں،
نہ معلوم آنکھوں کیلئے وہ نمودار ہوگا یا نہیں،

ابوالقاسم نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ شعر سنائے :۔

ليل الشباب انجاب اول وهلة
عن صبح شيب لست عنه براضى
أن سرنى يوما سواد خضابه

جوانی کی تاریکی نے پہلی بار بڑھاپے کی
صبح کو ظاہر کر دیا جس سے میں خوش نہیں،
اگر اُس کے خضاب کی سیاہی ایک روز خوش بھی کرے

فنصولہ من ساق ببیاض	تو پھر خضابوں کے دور ہونے کے بعد سپیدی اور بھی بری معلوم ہوتی ہے،
ھلا اختفی فھو الذی سارق الصبا	وہ کیوں نہیں چھپتا ہے کہ اُسی نے بچپن کی چوری کی ہے
والقطع فی السارق امر ماضی	اور چوروں کا ہاتھ کاٹنا عام بات ہے،
فلیبد ما استطاع الظھور بلمتی	وہ جب چاہے میرے بالوں میں ظاہر ہوا کرے
وعلی أن انصال بالمقراض	اور میں اُسے قینچی سے کاٹ دیا کروں

وفات ابو القاسم غرناطہ میں ۱۹ ربیع الآخر ۷۵۰ھ کو طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے، اور باب البیرہ میں دفن کیے گئے، خدا اُن پر رحم کرے،

محمد بن محمد بن عبد اللہ

نام و نسب محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ ہے، ابن اللوشی کے نام سے مشہور ہیں،

ص ۱۹۸

حالات کتاب "عائد الصلۃ" میں ہے، ابن اللوشی مرحوم شریف و باعزت خاندان سے تھے، حکومت نصریہ کی آغوش میں پھلے پھولے، شاعر تھے، اور حکومت کی مدح کیا کرتے، یہاں تک کہ تمام قصیدہ گویوں پر اُن کو ترجیح دی جاتی، پھر گوشہ نشین ہو گئے، اور بلا کسی سبب کے اہل دُنیا سے اعراض کر کے الگ تھلگ رہنے لگے، اپنی آمدنی سے کچھ زمین حاصل کی تھی، اسی پر قناعت کرنے لگے، جس کی آمدنی کے متعلق کسی فساد و کراہت کا شبہہ نہیں تھا، اور ریاضت و نفس کشی کے طور پر جائے سکونت اور لباس ہر چیز میں تقشف کو راہ دینے لگے، اہل حکومت سے الگ اور مورد غضب شاہی سے کنارہ کش رہتے، ایک ہی دن ایک شخص سے کبھی ملتے کبھی اعراض کرتے، مگر یہ سب باتیں سادگی طبع اور خشیت الٰہی کے ساتھ تھیں، بذلہ سنج اور فنون شعر سے بھی بہرہ ور تھے، تعریض سے دور بھاگتے،

"التاج المحلی" میں ان الفاظ میں ذکر آیا ہے:-
ابن اللوشی شاعر بےنظیر، اور آسمان بلاغت کے چمکدار ستارے تھے اصناف کلام پر قابو حاصل تھا، اور چمنستان سخن میں ایسے گل بوٹے کھلائے جس کے مقابلے میں بادشاہوں کا انعام واکرام ہیچ تھا، حکومت نصریہ کے ظل عاطفت میں نہایت عزت واکرام سے پروان چڑھے، اُن پر وہ خاص عنایتیں تھیں، جو اوروں کی دسترس سے باہر تھیں، اور اُن پر وہ نگاہ کرم تھی، جو شاید ہی کسی کو میسر ہو، اور اُن پر ایسی نعمتوں کی بارش ہوتی تھی، جو خاص وعام کو معلوم تھا، نہایت بلند ہمت اور شریف خصلت تھے، جس نے آخر میں گوشہ نشینی اور دنیا سے اعراض پر مجبور کردیا، لیکن اُس میں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا، پھر کھیتی کے انتظام میں اوقات صرف کرنے لگے، اور اسی میں اپنی کوششیں صرف کیں جن کا ثمرہ بھی انھیں خاطر خواہ ملا، اُن کے نتائج فکر اب تک نظروں سے اوجھل ہیں، اور باوجود سعی وجستجو کے دستیاب نہیں ہوئے، اور ان سے نہایت دلچسپ وظریفانہ حکایتیں منقول ہیں، جن کے سامنے سوتے وقت کنیزوں سے چھیڑ چھاڑ اور شراب ارغوانی کے جام بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتے،

شاعری ابن اللوشی کا ادب نہایت پاکیزہ اور نفاست وملاحت کا علمبردار ہے، ایک قطعہ میں ہمارے استاذ قاضی ابوالبرکات ابن الحاج کو الوداع کہتے ہوئے فرماتے ہیں:-

ص ۱۹۶

رأونی وقد اغرقت فی عبراتی	مجھ کو لوگوں نے اس حال میں دیکھا کہ میں اپنے آنسوؤں میں ڈوب گیا ہوں،
وأحرقت فی نار من الذی من زفراتی	اور آہوں کے باعث اپنی آگ میں جل چکا ہوں،
فقالوا اسلوه تعلموا کنه حاله	لوگوں نے کہا کہ اس سے حقیقت حال دریافت کرو،
فقلت سلوا عنی أبا البرکات	میں نے جواب دیا کہ میرے بارے میں ابوالبرکات سے پوچھو،
فمن قال انی بالرحیل محدث	پھر کسی نے کہا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں،
روت عند أجفانی غرایب ثبات	میری آنکھوں نے اُن سے عجیب استقامت سیکھی ہے،
ونادی فؤادی رکبه فاجابه	اور میرے دل نے اُن کے ساتھیوں کو پکارا،

مترحل وکن فی الرکب بعد عداتی — تو جواب ملا کہ کوچ کرو، اور قافلہ میں میرے دشمنوں کے بعد رہو

ایک قصیدہ سے یہ نادر قطعہ درج کیا جاتا ہے:۔

سیخطب قس الحزم فی منابر السری — ارادہ کا قُس (عرب کا مشہور خطیب) شب نوردی کے

وھل فی الدنا (ا) یوم السیر الطیق — منبر پر خطبہ پڑھے گا،

ویقطع زند الھجر والقطع حقہ — اور جدائی و مفارقت کی آگ کو پوری طرح سے بجھا دے گا

فما زال طیب العمر عنی یسبق — اس لئے کہ اچھی زندگی برابر مجھ سے بھاگ جاتی ہے،

ولادت — تقریباً ۶۷۸ھ میں پیدا ہوئے،

وفات — ۲۰ ربیع الثانی ۷۵۲ھ کو وفات پائی،

محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن

نام و نسب — محمد نام، کنیت ابوبکر ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن یحییٰ بن عبد الحکیم اللخمی،

خاندانی حالات — ذوالوزارتین کے تذکرہ میں خاندانی حالات ملیں گے:۔

حالات — کتاب عائد الصلہ میں مذکور ہے:۔ ابوبکر لخمی شرفا کی یادگار تھے، اور ان کا دبدبہ شمار تھا، علم مجلسی و فا میں مشہور تھے، نیز تمام علوم میں دخل تھا، محدث، تاریخ داں، بلند پایہ انشا پرداز، خوشخط اور بذلہ سنج تھے، دستخط کرنے میں ظرافت سے کام لیتے، اور کلام کو بے لاگ طریقے پر پرکھتے، شعر بھی کہتے تھے، معمول کے حل کرنے میں ممتاز تھے، قرآن کریم کے حافظ اور بلند پایہ قاری تھے، تاریخ و اخبار کے نکتے خوب بیان کرتے، حسن اخلاق، وقار، بے تکلفی، اور عیب چینی سے نفرت میں امتیاز حاصل تھا، حسن محبت، عتاب و معذرت اور غلطیوں سے درگزر کرنے میں مشہور تھے، دربار شاہی میں عہدۂ کتابت پر زندگی کا اکثر حصہ گزرا، اور اہم مواقع پر پیش پیش رہے، [illegible] کے باوجود علمی و ادبی ذوق کے لحاظ سے عام طور پر نمایاں رہے، بہت کچھ لکھا، تالیف و تصنیف بھی کی، اور علماء کی بیشمار جماعت سے استفادہ کیا، اس دیار کے مشہور

لوگوں میں باعث افتخار تھے، ان کے بعد ان کا ثانی نہیں ہوا،

التاج المحلی میں ان الفاظ میں آپ کا تذکرہ ہے:-

ابو بکر لخمی نے بزرگی کی نشانیوں کو مٹ جانے کے بعد از سر نو زندہ کیا، اور بزرگی کا حق ادا کر دیا، رندہ میں ان کا خاندان شرافت کے اعتبار سے امرالقیس کے خاندان سے زیادہ مشہور اور رضوی اور ابو قبیس جیسے پہاڑوں سے زیادہ مستحکم ہے، سخاوت میں ضرب المثل تھے اور طالبین خود ہر طرف سے اُن کے پاس آتے تھے، اور راتوں کو لوگ اُن کی آگ کا رخ کرتے تھے جس سے اُنھیں تقوی وہدایت جیسی بیش بہا چیزیں ملتی تھیں، حکومت نصریہ کے وزیر ہوئے اور اُس کا حق ادا کر دیا، یہاں تک کہ اُن کے کارناموں نے یحیٰی بن خالد کے کارناموں کو زندہ کر دیا، اور جب زمانے نے مصیبتوں کا جام اُن کے سامنے پیش کیا، اور کتابوں اور فوجوں کے ذریعہ سے اُن کو پریشانیوں میں مبتلا ہونا پڑا، تو سخاوت و وقار کے اِس سرچشمہ پر تمام آنکھیں اشکبار ہو گئیں .... اور اگر زمانہ اُنھیں مہلت دیتا، تو ان لمحات کو لوٹا دیتے، وہ کتابت سے بلند مقام (المحل النبیہ) کو پہنچے اور یہ اُنھیں اپنے باپ سے ترکہ میں ملی تھی، پھر اور کارہائے نمایاں انجام دیئے، نیز تالیفات بھی کیں، حدیث کی روایت میں مشہور ہوئے، ابھی وہ بچہ ہی تھے کہ اپنے والد ماجد کے سفر سے فائدہ اُٹھایا، اور گم شدہ آثار کو زندہ کیا اور اپنی کتاب (الموارد المستعذب بہ والمقاصد المنتجمنہ) تالیف کی، آپ کا منظوم کلام پاکیزہ اور بلند اسلوب کا ہے، مجھ سے اور فاضل ممدوح سے انتہائی دوستی تھی اور اکثر ظرافت و بذلہ سنجی ہوا کرتی تھی، جس کا سبب محبت اور اعتماد کی فراوانی تھی، ان کے کلام کا کچھ انتخاب آئے گا،

ص ۲۰۱

اساتذہ

ابو بکر لخمی نے استاذ ابو جعفر حریری اور استاذ ابو الحسن قیجاطی اور اُستاذ ابو اسحٰق بن ابی العاصی سے پڑھا، اور مشرق و مغرب کے علماء کی ایک بڑی جماعت سے استفادہ کیا، جن میں مشہور زاہد، فضل بن فضیلۃ المعافری اور اہل اُندلس کے علما میں ابو عبداللہ طنجالی، ابو جعفر الزیات، ابو عبداللہ بن الکمال جیسے صالحین شامل ہیں، ان کے علاوہ رندہ، مالقہ، غرناطہ کے

علمار سے بھی حسب موقع استفادہ کیا،

تالیفات ابوبکر لخمی کی تالیفات کی فہرست یہ ہے:-

(۱) الفوائد المنتخبۃ والموارد المستعذبہ

(۲) ابن رشیق کی تاریخ "میزان العمل" کا تکملہ کیا،

(۳) "بشارۃ القلوب بما تخبر بہ الرؤیا من الغیوب" یہ تعبیر خواب میں ہے۔

(۴) الاخبار المذھبۃ۔

(۵) الآثار الصوفیۃ۔

(۶) النکت الادبیہ

اس کے علاوہ خطوط و اشارہ میں رسالے ہیں۔

شاعری و انشا پردازی تاریخ میں لکھتے ہیں:- اعلیٰ عہدوں پر اب تک منتقل ہوتے رہے اور اہم موقعوں پر مامور ہوئے، ایک بار رندہ کے علاقہ قرطبہ میں والی بنا کر بھیجے گئے، اور اُن کی کوششوں کی آماجگاہ بنا اسی سرزمین کے حصہ میں آیا، جب شاہی دورہ کے سلسلہ میں مالقہ اُترنے کا اتفاق ہوا، تو اُنھوں نے مختلف قسم کی چیزیں مجھے ہدیہ میں پیش کیں، میں نے رشک و محبت کے اصول پر بسبیل ظرافت اُنھیں لکھا، اور اس انتظام و اکرام میں مبالغہ سے کام لینے پر اسطرح تنبیہ کی:-

أُلام علی أخذ القلیل وانما	میں کم لینے پر ملامت کیا جاتا ہوں، حالانکہ میں ایسی قوموں سے
اعامل أقواما أقل من الذر	معاملہ کرتا ہوں، جو بالکل بے حقیقت ہیں،
فان أنا لم آخذہ منھم بقوۃ	اگرچہ میں نے اُن سے بہ زور نہیں لیا،
فلا بد من شئ یعین علی الدھر	تاہم کم از کم اتنا چاہیے جو مصائب زمانہ کیلئے مددگار ہو

اے میرے سردار، اللہ تمھارے ہاتھ کھول دے، اور تمھاری بخشش بخل کو روک دے، ایسا نہ ہو، کہ اس کا خاتمہ ہو جائے، میں کچھ غافل تھا، اور خوف و اضطراب سے ہچکچا رہا تھا، اور جیسا کہ تمھیں معلوم ہے، میرا

قرضخواہ بدخصلت ہے، اور قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے، اور اُس کی چڑیا میرے گھاٹ پر اُترنے سے بھاگتی ہے اتنے میں دروازہ کے کھٹکھٹانے کی آواز آئی، جس سے مجھے تکلیف کا پتہ چلا، اور ہمسایہ ہی غلطی پر پکڑا جاتا ہے، میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا، اور گھبرایا، اگرچہ شاید ہی کبھی مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہو، میں نے اس اضطراب کا سبب اندر ہی سے دریافت کیا، تو میری تسکین کے لئے ایک بدویہ نے کہا کہ اے قوم یہ قاصد خوشخبری لے کر آیا ہے، اور یہ کھٹکھٹاہٹ اطاعت سے ہے، نا نہ و ہنر در سے نہیں، غصہ تھوک دو اور جنگ کا خیال دور کرو، اُس نے کہا کہ تم نے مقصود کو پالیا، تو میں آگے بڑھنے سے رُک گیا، اور عمر بن ابی ربیعہ کی طرح تمام خدام کو ڈھال[1] بنا کر آگے بڑھا، معلوم ہوا کہ واقعہ امن و سکون کا ہے، اور کسی نے کچھ نہیں کہا، قرطبہ کا ایک شخص سامنے آیا، جو بہت خستہ حال تھا، سلام کرنے سے پہلے آہ سرد بھری اور گزری ہوئی جوانی پر آنسو بہانے لگا، یہ تو ایک پرانی عادت تھی، جس کے لئے اہل قرطبہ مشہور ہیں، اور جناب نے اُس کے ساتھ بہت سی نیکیاں روانہ کی ہیں، جن کی مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا، چونکہ موزے تھے اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہیں تھا، اُس میں ایک دونی ظرف لٹکا دیا گیا تھا، اور ایک زنبیل باندھ دی گئی تھی جس سے اُس کا بوجھ بڑھ گیا تھا اور قدم اٹھانا دشوار ہو گیا تھا، اور راستہ میں شور و غل ہونے لگا تھا، اور جب اُس کے ساتھ ایک عورت گھر آئی اور دیوار کی آڑ میں چھپ گئی، اور امتحان سے ظاہر ہو گئی تو کچھ مضمحل اور افسردہ ہو گئی، اور اُسکے پانی ملے ہوئے دودھ کی طرف دیکھا گیا، جو نہ گھر میں کام آتا ہے اور نہ بازار میں فروخت ہو سکتا ہے

ص ۲۰۳

---

[1] یہ ایک مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے، عمر بن ابی ربیعہ اپنے مشہور قصیدہ میں اس کا ذکر کرتا ہے، جس کا مطلع یہ ہے:—

أمن آل نعم انت غاد فمبكر الخ

اصل شعر یہ ہے:— فكان مجنى دون من كنت اتقي ؛ ثلاث شخوص كاعبان ومعصر

تو اس سے مجھے شاعر کا قول یاد آگیا،

تلک المکارمُ لاقعبان من لبن شیبت بماء فعادت بعد أبوالا	اصل خوبیاں یہ ہیں، دو دھ کے ان چند ظروف میں برائی نہیں، جن میں اگر پانی ملا دیا جائے، تو دودھ اور پیشاب میں فرق نہ رہے،

اس کا جھاگ تو ضائع ہوا، مگر اُس کے تلچھٹ سے فائدہ اُٹھایا گیا، رہے آپ کے فرستادہ خدام تو وہ دھکے دے کر نکال دئے گئے، اس کے بعد میں سلی ہوئی زنبیل کی طرف متوجہ ہوا، جو اُس بدنصیب کی گردن میں باندھ دی گئی تھی، اور اس میں کبوتر کے بچے دفن تھے، گویا وہ تعویذ کی طرح اُس کے گلے میں لٹکا دئے گئے تھے، اُس کی رسی اُس کے گلے میں باندھ لی تھی، جیسے اُس نے اپنا نامۂ اعمال وقت سے پیشتر گردن میں ڈال لیا ہو، اگر آپ احتیاط سے کام لیتے تو اُن کے جسم گندگی سے محفوظ رہتے، جس طرح مقتولوں کی نعشیں محفوظ رہتی ہیں، اور میرا خیال ہے کہ آپ دنیاوی اسباب سے غافل نہیں، اور ان ارادوں کو خیرباد نہیں کہا جو طبیعت میں راسخ ہیں۔

اور جب میں نے اُنھیں زنبیل کے کفن سے باہر نکالا، اور اُس کی تدفین کے لئے اہل صفہ کو دعوت دی تو ابو تمام حبیب کا یہ قول زبان پر تھا:-

هن الحمامُ فان کسرت عیافۃ	یہ کبوتر ہیں، اگر فال کے لئے تم اُن کی (ح) کو کسرہ دو (توڑ دو)
من حائهن فانهن حمام	تو یہ موت ہو جائیں گے،

اور اگر ایک مرغی پر کچھ راز کا اخر معلوم ہوتا، تو یہ بنی مُر کے مرغولے کی یادگار ہوتی اور تحفے میں کوئی چیز نہ قابل ذکر تھی اور نہ قابل انکار، ہم خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اگر صرف بہ نظیر ظرافت اور ابر باراں کے سوا جو میری تمناؤں کی انتہا ہیں، کوئی تحفہ نہ ہوتا، تو بھی شکر ضروری ہوتا، اور ظاہر و پوشیدہ تمام تعریفیں اُسکے لئے وقف ہوتیں، اگرچہ کارناموں کا نسب بدل گیا، اور اُنکا انتساب نہیں معلوم مگر انکی نسبت آپ ہی کیطرف کیجاتی ہے، اور آپ ہی کے صحن میں اُنکا چشمہ بہتا ہے اور گھٹائیں آپ ہی کی وادی میں برستی ہیں، خدا آپکو بلند رتبہ کرے میرے اسالف (؟)

آپ کے تحفے کی قدر سے عاجز ہے اور اس کے شکر میں نہ فرض ادا کرسکتا ہوں
اور نہ نفل، لیکن یہ ایک جانی پہچانی ظرافت ہے اور صرف محبت نے اس پر
آمادہ کیا ہے، اور یقین ہے کہ آپ محبت کے صلے میں میرے شکوہ سے درگزر
کریں گے، اور چشم پوشی سے کام لے کر شاعر کا شعر پڑھیں گے، اور جواب میں
لغت کے ایسے نکات سننے کی امید ہے، جن سے طبیعت خوش ہو جائے،
اگرچہ اس میں میرے نام سے گالیاں ہی کیوں نہ ہوں،

بعثت بشئی کالجفاء وانما بعثت بعذری کالمدل الی عذر	میں نے شکایت کے طور پر ایک چیز بھیجی ہے، اور میں نے یہ معذرت نامہ بہانہ ڈھونڈنے والے کی طرح لکھا ہے،
وقلت لنفسی لاتراعی فانہ کما قیل شئی قد یعین علی الدھر	اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ خیال نہ کرو، اسلئے کہ یہ ایسی چیز ہے، جو زمانہ کے مصائب کے خلاف مدد دیتی ہے،
وما کان قدر الود والمجد مثلہ فخذہ علی قدر الحوادث أو قدری	اور محبت وبزرگی کی عزت آپ کے مثل نہیں، تو اسے زمانہ یا میرے اعتبار سے قبول کیجئے،
وان کنت لم احسن صنیعی فاننی سأحسن فی حسن القبول لہ شکری	اگر میں نے یہ کام اچھی طرح نہیں کیا، تو خیر، مگر اس کی قبولیت کا شکریہ بہرحال اچھی طرح ادا کروں گا،
وقدرک قدر النیل عندی انی لدی قدرک العالی أدق من الذر	میرے نزدیک آپ کا مرتبہ دریائے نیل سے بڑھ کر ہے، اور آپ کے مقابلے میں میری حیثیت ذرے کی بھی نہیں،
قنعت وحظی من زمانی وودکم ھباء ومثلی لیس یقنع بالنزر	میں زمانے سے اپنی قسمت اور آپکی محبت پر قانع ہو گیا، حالانکہ میرا سا آدمی معمولی چیز پر قانع نہیں ہوتا ہے،
أتانی کتاب منک باہ مبارک لقیت بہ الآمال یا بہجۃ الثغر	میرے پاس تمھارا مبارک اور مزین خط آیا، اے فخر دیار اس سے میری امیدیں بر آگئیں،
جلا من بنات الفکر بکرا وزفہا الی ناظری تختال فی حبر الحبر	جس میں فکر کی بیٹیاں آراستہ و پیراستہ میری آنکھوں کے سامنے لائی گئی تھیں، اور وہ روشنائی کی چادروں میں

فالفاظها كالزهر والزهر يانع
وقدر المعانى فى الاصالة كالزهر
نجوم معان فى سماء صحيفة
ولكنها تسرى النجوم ولا تسرى
تضمن من نوع الدعابة ما به
دجوت الذى قد قيل فى نشوة الخمر
رعى الله مسراها الكريم فحبل ما
جلته من البشرى وأبدت من البشر
لعمرى لقد أذكرتنى دولة الصبا
وأهديت لى نوع الحلال من السحر
ولما أتت تلك الفكاهة غدوة
وجدت نشاطا سائر اليوم فى بشرى
ولاسيما ان كان ملحم بردها
عميد أولى الالباب نادرة العصر
نشرت بها ما قد طويت بساطه
زمانا ويا طى الامور مع النشر
ونحو خليل الخير انت محافظا
على سنن الاخلاص فى السر والجهر
ودونكها تلهو بها وتديرها
سحيرية الانفاس طيبة النشر

جھوم رہی تھیں،
اُن کے الفاظ شگفتہ کلیوں کی مانند ہیں،
اور معانی کا مرتبہ ذاتی طور پر کلیوں کے مثل ہے،
گویا معانی کے ستارے صفحات کے آسمان پر ہیں،
مگر اتنا فرق ہے کہ ستارے چلتے ہیں، اور یہ ساکن ہیں
اس میں ظرافت کی ایسی چاشنی تھی،
جس سے میں نے شراب کا سرور محسوس کیا،
خدا ان کی رفتار کی نگہداشت کرے،
کہ اس کی خوشخبری مبارک اور اس کا چہرہ دیدہ زیب ہے،
میری جان کی قسم تم نے بچپن کا زمانہ یاد دلا دیا،
اور سحر حلال کا تحفہ دیا،
چونکہ یہ ظرافت نامہ مجھے صبح کو ملا،
اس لئے میں نے دن بھر اس کی مسرت محسوس کی
خصوصاً جبکہ اُن کا نقش و نگار بنانے والا
یکتائے زمانہ اور اہل علم کا سردار ہے،
اس سے تم نے گزشتہ ذوق کو زندہ کر دیا،
اور یہ اپنی وسعت کے ساتھ بہت سی چیزوں پر مشتمل ہے،
تم کتنے اچھے نیکی کے دوست ہو، ظاہر اور پوشیدگی
ہر حال میں طریق محبت کے نگہبان،
آپ کی خدمت میں یہ نظم حاضر ہے، جس سے تم دلچسپی لے سکو،
جو معطر اور نسیم جانفزا میں لپٹی ہوئی ہے

ص ۲۰۵

ابو بکر لخمی نے مجھے جواب دیا:۔
جناب کا جواب عجیب و غریب نکات پر مشتمل ملا، اس ظرافت کا کیا کہنا، کوثر کی دُھلی ہوئی خالص عربی زبان، اگر اس میں صرف ہموار قد اور سیاہیانہ

روش کے قرطبی کی تصویر ہی ہوتی تو اس کی تعریف کے لیے کافی تھا، آپ نے ظرافت کا میدان وسیع کر دیا، اور آپ کی تیز طبیعت نے اس میں خوب جولانی کی، جس کے مقابلہ سے بلاغت و بیان کے علما بھی عاجز ہیں، مجھ کج مج زبان کا کیا ذکر، اور اس کا جناب مکرم ایام والاشان کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کر سکیں، اور اس کے بارے میں انصاف سے کام لیں، اور میں بزدل کی طرح آپ کے جواب سے بھاگتا تھا، جیسے رذیل خچر شریف سواریوں کے مقابلہ سے گریز کرے، اور میں آپ کی طبیعت کے ابر باراں سے اسی طرح الگ رہنا چاہتا تھا، جیسے نہتّا ہتھیار بند سے دور بھاگے، یہاں تک کہ مجھے آپ کی طرف سے معافی کا یقین ہو گیا اور جناب کی وسیع النظری اور چشم پوشی پر اعتماد کر کے راز اور عجائب کے ساتھ پھیر دیا ہے، تاکہ تحفوں کا سلسلہ منقطع نہ ہو، اور میں اس بذلہ سنجی سے جو طلب معذرت پر مجبور کرے، معافی چاہتا ہوں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی حمد کی توفیق چاہتے ہیں، جو انعام اور شکر کا مستوجب ہو، آپ کی عمر میں ترقی ہو، آرزوئیں بر آئیں، اور آپ کی خوبیوں کے سب ثناخواں ہوں،

قدوسی اور عبادت میں ابوبکر لخمی کے اشعار یہ ہیں:—

ایامن لہ الحکم فی خلقہ	اے وہ کہ جس کی حکومت تمام مخلوقات پر جاری ہے
ویامن بکولی لہ أشتکی	اے وہ کہ اپنے دردمیں جس سے شکوہ کرتا ہوں،
تولّ اموری ولاتسلمنی	میرا خیال کر، اور چھوڑ نہ دے،
فان انت أسلمتنی أهلك	اگر چھوڑ دیگا، تو ہلاک ہو جاؤں گا،
تعالیت من راحم منعم	اے رحمت و احسان کرنے والے تو بلند ہے،
ونزهت عن طالب مدرك	اور ہر طالب کے ادراک سے منزّہ ہے،

اسی میں سے جو اُن کی خود نوشت تحریر سے منقول ہے:—

تصبر اذاما أدرکتک ملمة	جب تم پر مصیبت آئے، تو صبر کرو،
فصنع اله العالمین عجیب	اس لیے کہ پروردگار عالم کا طریقہ عجیب ہے
ومایدرک الانسان عار بنکبة	انسان کو ایسی مصیبت سے کوئی عار نہیں،

ینکب فیھا صاحب وحبیب	ہونا، جس میں دوست وعزیز مبتلا ہوں،
ففی من مضی للمرء ذی العقل أسوۃ	گزشتہ لوگوں میں عاقل آدمی کے لئے نمونۂ عمل ہے
وعیش کرام الناس لیس یطیب	اور شرفا کی زندگی کبھی آرام سے نہیں گزرتی،
ویوشک أن تھمی سحائب نعمۃ	اور قریب ہے کہ رحمت کی بدلیاں برسیں،
فیخصب من ربع السرور جدیب	اور عسرت کی قحط زدہ منزل تروتازہ ہو جائے،

پیدائش ابوبکر لخمی سنہ ٦٦۵ھ میں پیدا ہوئے،

وفات "عائد الصلۃ" میں ہے:- ابوبکر لخمی کا خاتمہ خشوع و تہجد و وظائف جیسے مبارک اعمال پر ہوا، زندہ سے بغیر کسی تکلیف یا رنجش کے باہر نکلے، کہ ایک شہر میں ساعت مقررہ آگئی، اور وہیں اُن کا مدفن بنا، اُن کی وفات ۲۳ ربیع الآخر سنہ ۵۰۰ھ کو ہوئی،

محمد بن محمد

نام ونسب محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن محمد بن علی العابد الانصاری، دربار شاہی میں کاتب تھے،

حالات "طرفۃ العصر" وغیرہ میں ہے کہ محمد انصاری مشہور ادیب وذی علم بلیغ تھے، خطاطی میں فرید روزگار، باوقار اور شیریں کلام تھے، مگر خواہش نفسانی میں پست تھے، اعلیٰ مرتبہ کے باوجود ادب کو پیشہ بنا رکھا تھا، انشا مختصر اور اچھی ہوتی تھی

شاعری محمد انصاری کے والد کی طرح ان کا کلام بھی اچھا اور بہترین معانی سے پُر ہوتا، توشیح بہت اچھی ہوتی تھی، ملوک بنی نصر کے دوسرے بادشاہ کے زمانے میں "کتابت انشا" کے عہدہ پر مامور ہوئے، اور اس پر عرصہ تک قائم رہے، اگرچہ اُن کی مستی اور شراب نوشی کے باعث سلطان ناخوش رہتے، یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ایک بار اُنھوں نے بادشاہ کے سامنے قے کر دی، تو وہ عہدے سے ہٹا دئے گئے، اور وزیر

ابو عبداللہ بن الحکیم اُن کی جگہ مامور ہوئے - اسی واقعہ کے متعلق کہتے ہیں :-

أمن عادة الانصاف والعدل أن أجفا — کیا یہ انصاف وعدل کا طریقہ ہے کہ مجھ پر ظلم ہو،
لأن زعموا أني تحسيتها صرفا — وہ بھی صرف اسلئے کہ میں نے خالص شراب پی،

باقی زندگی اعزاز ونعمت میں گزار دی،

وفات محمد الضارمی نے تقریباً ۶۹۰ھ میں وفات پائی ہمارے اُستاذ ابن الجیاب کے دوست تھے، اس لئے اپنی کتابیں اُنکو دے دیں، جو بہت اعلیٰ اور اُنکے والد ماجد کے دست خاص کی لکھی ہوئی تھیں،

محمد بن مالک الطقری

نام ونسب محمد نام، ذی الیلنیۃ کے رہنے والے، اور وہاں کے معزز خاندان سے تھے، استاذ نے کتاب "الصلۃ" میں اور غافقی وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے،

حالات امیر عبداللہ بن بلکین بن بادیس والی غرناطہ کے عہد میں ابن مالک ادب وشاعری میں ممتاز تھے بیان کرتے تھے کہ پہلے وہ کاہل اور آرام پسند تھے، اس کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور آرام وآسائش کو خیر باد کہہ کر سرگرم عمل ہوئے تا آنکہ اہل علم میں شمار ہوا، زراعت میں اُن کی کتابیں "زهرة البستان" "نزهة الأذهان" بہت مشہور اور نفیس ہیں، ایک بار عبداللہ بن بلکین کے جانشین سماجۃ کے ساتھ ایک ظرافت آمیز قصہ پیش آیا، اُس وقت اور لوگ بھی موجود تھے، جو اُنکی ادبی قابلیت سے ناواقف تھے، اتنے میں ابن مالک نے سماجہ کی سواری کی لگام ہاتھ میں لے کر یہ شعر سنائے :-

ص ۲۰۸

بينما نحن في المصلى نساقي — مصلی میں شراب نوشی ہو رہی تھی،
وجناح العشي فيه جنوح — اور شام کے بازو تاریکی کی طرف مائل تھے،
اذ أتانا سماجة يتلالا — اتنے میں سماجہ چمکتا ہوا نمودار ہوا،

وضیاء الشموس منہ یلوح — اس حال میں کہ اُس سے آفتاب کی روشنی ظاہر ہو رہی تھی،
فطفقنا یقول بعض لبعض — تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ،
أغبوق شرابنا أم صبوح — یہ صبح کی شراب ہے یا شام کی؟

یہ سن کر وزیر سماجہ نے بربری زبان میں اپنے غلاموں سے کچھ کہا وہ فوراً واپس گئے، اور سماجہ ابن مالک اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ کھڑا رہا، تاآنکہ اُس کے غلام دینار سے بھری ہوئی ایک تھیلی لے آئے، جس میں تین سو سے زیادہ اشرفیاں تھیں، سماجہ نے حکم دیا، کہ یہ ابن مالک کو دو، نیز غلام کھانے پینے کی چیزیں لے آئے، اس پر ابن مالک نے کہا کہ یہ میری پہلی کمائی ہے۔

شاعری

صبّ علی قلبی هوی لاعج — میرے دل پر ایک تکلیف دہ محبت ڈال دی گئی ہے،
ودب فی جسمی ضنا دارج — اور میرے جسم میں بیماری آہستہ آہستہ پیوست ہو گئی ہے
فی شادن أحمر مستأنس — یہ محبت ایک نازک اندام مانوس طبع حسین کی ہے،
لسان تذکاری بہ لاهج — جس کی یاد میں میری زبان رطب اللسان ہے،
قد نعمان اذا ما مشی — اُس کا قد شقائق نعمان کی طرح ہے،
وما عسی یفعلہ عالج — ایک محبت کا مارا اُسے کیا کرے،
فقدہ من ومقۃ مائس — اُس کا قد ٹہنی کی طرح لچکتا ہے،
وردفہ من ثقلہ مارج — اور پچھلا حصہ وزن سے حرکت کرتا ہے،
عنوان ما فی ثوبہ وجہہ — پس پردہ چیزوں کا نمونہ اس کا چہرہ ہے،
تشابہ الداخل والخارج — ظاہر و باطن سب ملتے جلتے ہیں،
فلا تقیسوہ ببدر الدجا — اسے تاریکی کے چاند پر قیاس نہ کرو،
ذا معلم الوجہ وذا ساذج — یہ چہرے کی دلیل ہے، وہ سادہ ہے،

بعضوں نے ان اشعار کی نسبت دوسروں کی طرف بھی کی ہے،

وفات

استاذ موصوف ۰۰ھ میں زندہ تھے، حکم دیا کہ میری قبر پر حسب ذیل اشعار لکھے جائیں:۔

یا خلیلی عرج علی تجدنی — اے میرے دوست، میری قبر پر آکر پاؤگے،

اکلت الترب بین جنبی ضریح	کہ میں تربت کے آغوش میں مٹی کی خوراک ہوگیا ہوں،
خانت الصوت ان نطقت ولکن	بولنے میں آواز آہستہ ہوگئی لیکن
أی نطق ان اعتبرت فصیح	چشم عبرت وا ہو، تو یہی گفتگو بہت فصیح ہوگی،
أبصرت عینی العجائب لما	میری آنکھوں نے عجیب و غریب چیزیں دیکھیں،
فرق الموت بین جسمی وروحی	جب موت نے میرے جسم کو روح سے جدا کردیا،

من ۲۰۹

محمد بن علی الاوسی

نام ونسب

محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، اور عقرب کے عرف سے مشہور تھے، اقلیم لاش کے رہنے والے تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔
محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ بن عبدالملک اوسی،

حالات

ابو عبداللہ عقرب کی نظم و نثر اچھی تھی، علوم عربیہ اور ادب سے واقفیت تھی، ذکاوت، تیزی طبع، اور شرافت میں مشہور تھے،

ادب وشاعری

ملاحی نے ذکر کیا ہے کہ مجھ سے غرناطہ کے قاضی احکام ابوالقاسم الحسن بن قاسم الہلالی نے بیان کیا، کہ استاذ ابو عبداللہ عقرب ہمارے پڑوسی تھے، ایک بار اُن میں اور اُن کی بیوی زہرۃ میں جو صاحب احکام ابوالحسن علی بن محمد کی بیٹی تھیں، تنازعہ ہوا، اُن کی بیوی نے قاضی غرناطہ ابو عبداللہ بن اسماک عاملی کے یہاں مقدمہ دائر کیا، اور میں اُس زمانے میں اُنکا کاتب تھا، جب قاضی نے اُن کی قوت گویائی اور اُن کی زوجہ کی کمزوری ملاحظہ کی، تو اُن کی بیوی کی حالت پر ترس آگیا، اور اُن کا خیال تھا، کہ عورتیں کمزور، اور مرد قوی ہوتے ہیں، اور اکثر اپنی مجلسوں میں کہا کرتے، کہ شیشے کی سی نازک عورتوں پر رحم کرنا، جب ابو عبداللہ عقرب نے قاضی کا یہ انداز دیکھا، جس سے انھیں کوئی خوشی نہ ہوئی، تو مجھ سے ایک کاغذ مانگا، اور قریب ہی بیٹھ کر برجستہ یہ شعر لکھے:۔

بالله حي يا أميم وحاكى	خدا کی قسم اے امیمہ تو خوش رہ، اور بیان کر،
كحمائم فوق الغصون حواكى	جیسے کبوتر درختوں پر بیان کیا کرتے ہیں،
غنين حتى خلتهن عنيننى	انھوں نے اس طرح گایا کہ میں سمجھا کہ وہ مجھی کو
بغنائهن فنحت فى مغناك	مراد لے رہے ہیں، تو میں نے بھی آہ وزاری کی،
ذكرننى ما كنت قد أنسيته	انھوں نے ان بھولی ہوئی مصیبتوں کو یاد دلا دیا،
بخطوب هذا الدهر من ذكراك	جو تمھاری یاد کے سلسلے میں برداشت کیا تھا
أشكو الزمان الى الزمان ومن شكا	میں زمانے کی شکایت زمانے سے کرتا ہوں اور جس نے
صرف الزمان الى الزمان فشاكى	زمانے کی مصیبتوں کا شکوہ خود زمانے سے کیا، وہ ہمیشہ شکوہ سنج رہیگا،
يا ابن السماك المستظل برمحه	اے، ابن سماک، جو اس کے نیزے کے سائے میں آرام کرنے والا ہے،
والعزل ترهب ذا السلاح الشاكى	اور نہتے اس ہتھیار سے ڈرتے ہیں،
راع الجوار فبيننا الجوار نا	پڑوس کا خیال رکھ، کہ ہمارے درمیان
حتى السرى والسير فى الافلاك	ہمسائگی کا حق ہے کہ سیر اور شب نوردی آسمانوں میں بھی ساتھ ہو،
وابسط لى الخلق المثيب ببسطه	اور میرے ساتھ
ظرف الكرام بعفة النساك	شرفا کے ظرف اور عابدوں کی دینداری کیساتھ احسان کر،

پھر اُسے قاضی کے سامنے پیش کیا، اُنھوں نے اس کی پشت پر اپنے قلم سے لکھ دیا کہ "بہتر" پھر مجھے اشارہ کیا کہ عقرب اور اُن کی اہلیہ میں صلح کرادی جائے، اگر صلح میں ۵۰، اشرفیوں تک کی ضرورت ہو، تو میں عقرب کی جانب سے ادا کروں گا، چنانچہ میں نے ان دونوں کی رضامندی سے صلح کرادی،

محمد بن علی

نام ونسب	محمد نام، غرناطہ کے رہنے والے تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے:

محمد بن علی بن عبد اللہ القیسی العمرانی

حالات محمد قیسی خوش رو نوجوان، اور سنجیدہ تھے عفت و اخلاق نمایاں رکھتے تھے، اخلاق کے نرم، باتیں کم کرتے، بہت حیادار تھے، خط اچھا اور دیدہ زیب ہوتا تھا، شرافت ظاہر تھی، ان کے والد اور دادا مشہور تاجروں میں تھے، شعر کہنے لگے تو روانی سلاست، قدرت اور بلندی میں دور دور شہرہ ہوا، اور گوشۂ گمنامی سے نکل کر دربار شاہی میں پہنچ گئے، اور پھر ان کی صلاحیت بڑھتی گئی، اگر عین شباب میں موت اپنا کام نہ کر جاتی، تو تمام سیاہ و سپید کے مالک ہو جاتے، سچ تو یہ ہے کہ شاعری ان کے مرنے کے بعد یتیم ہو گئی، اگر موقع ملتا، تو یہ فضلائے روزگار میں ہوتے

ولادت ذی الحجہ ۷۳۱ھ میں پیدائش ہوئی،

وفات محمد قیسی کی بیس سال کی عمر ہوگی، کہ ۷۵۰ھ میں مرض استسقاء میں مبتلا ہو کر رحلت کی، اور ان کے والد امین العطارین تھے

محمد بن علی بن العابد الانصاری

نام و نسب محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ تھی، اصل میں فاس کے باشندہ تھے،

حالات قاضی ابو جعفر بن مسعدہ لکھتے ہیں:-

محمد انصاری حکومت نصریہ غالبیہ کے کاتبوں کے معلم تھے، جس کی روشنی سے سب راستہ پاتے ہیں، اور جس کی چمک اور نور سے سب ہدایت یاب ہوتے ہیں، علم و مدح کا جھنڈا بلند کیا، فہم اور بردباری کے لباس سے آراستہ ہوئے، انشاء ادب، لغت، نحو، تاریخ، فرائض، حساب اور اس کی شاخوں میں امام تھے، شعر کے یاد کرنے اور ہر شعر کی صحیح نسبت کرنے کے باب میں مشہور علمائے فن سے بھی بازی لے گئے، قوت حافظہ بےنظیر تھی عبد الحق اشبیلی کی کتاب "الاحکام" حفظ کی، اور مطول دواوین نقل کئے، اور لغت کی کتابیں محفوظ کیں، نیز حدیث کی کتابوں پر حواشی لکھے، زمخشری کی تفسیر

اس طرح پر مختصر کی، کہ اس سے اعتزال کا اثر جاتا رہا، کبھی تعلیم و تعلم درس و نقل اور مطالعہ سے کنارہ کش نہیں ہوئے، اس زمانے میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا،

اساتذہ محمد انصاری نے فاس میں ابوالعباس احمد بن ابوالقاسم بن بقال اصولی اور ابوعبداللہ بن البیوت المقری اور زاہد ابوالحسن بن ابوالموالی وغیرہ سے استفادہ کیا،

شاعری محمد انصاری کے حسب ذیل اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں:-

طرقت تمتیہ علی الصباح الابلج	وہ روشن صبح پر فخر کرتی ہوئی رات کو آئی،
حسنا وتختال اختیال تبرج	اور حسن و آرائش کے باعث جھومتی ہوئی آئی،
فی لیلۃ قد ألبست بظلامھا	ایسی رات میں، جب کہ
قضضا من الاحلاک غیر مبلج	تہ بہ تہ تاریکی کے پردے پڑے ہوئے تھے،

اور ان کے شعر شائع شدہ بہت ہیں،

وفات محمد انصاری نے غرناطہ میں ۶۶۳ھ میں رحلت کی،

محمد بن ہانی الازدی

نام و نسب محمد نام ابوالقاسم کنیت ہے، اندلسی کے عرف سے مشہور تھے، گویا ان کا یہ عرف حکمی ابونواس سے فرق کرنے کیلئے تھا، اور قریۂ سکون کے رہنے والے تھے،

سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن ہانی بن محمد بن سعدون الازدی الالبیری الغرناطی،

خاندانی حالات اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ ابن ہانی یزید بن حاتم بن قطبۃ بن المھلب بن ابی صفرۃ کی اولاد سے ہیں، اور بعضوں کا خیال ہے کہ روح بن حاتم کی نسل سے ہیں،

حالات ابن ہانی مشہور شعرا سے تھے، نظم و بلاغت میں اپنی آپ مثال تھے، مختلف علوم میں دخل تھا، چیستاں حل کرنے میں

باکمال تھے، ان فنون میں اُن کی گرد کوئی نہیں پاسکتا، اندلس سے ۲۷ سال کی عمر میں نکلے مغرب میں جوہر سے ملاقات ہوئی اور اُن کی مدح کی، لیکن اُس نے بخل کے باعث صرف دو سو درہم انھیں دئے، جس سے یہ غضبناک ہو گئے، اور لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی اس سے بڑھکر ہے، یا نہیں، لوگوں نے جعفر بن علی بن فلاح بن ابی مروان اور ابو علی بن حمدون کا پتہ دیا، تو ان دونوں کی تعریف کی، اور انھیں دونوں کے خاص شاعر ہو گئے، انعام واکرام سے اس قدر مالا مال ہوئے کہ اُن کے خیال میں بھی نہ آیا ہوگا، ان کے مدحیہ قصائد کا دور دور شہرہ ہوا، یہاں تک کہ معز عبدی کو خبر ملی، تو جعفر بن علی نے ان کو دیگر تحائف کے ساتھ بھیجا، گویا ابو القاسم ابن ہانی سے بڑھ کر جعفر کے پاس کوئی چیز نہیں تھی، معز لدین اللہ کی تعریف بھی اُنھوں نے خوب کی، اور اُس نے بھی صلہ وبخشش میں دریغ نہ کیا، پھر افریقہ لوٹ آئے اور اس کے بعد مصر آگئے، اور برقۃ میں وفات پائی، میری تالیف "تلخیص الذھب" میں انکا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:-

ابن ہانی اندلسی بلند ہمت اور شمشیر براں کی طرح تھے، ان کی مثال اس نایاب چیز کی سی تھی، جو ایک مُلک سے دوسرے ملک کو بطور تحفے کے منتقل ہوتی ہو، ان کے مقابلے سے بڑے بڑے شہسوار عاجز رہ جاتے، ابن شرف نے اپنے مقامات میں ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:- ابن ہانی اندلسی کا کیا کہنا، انکا تمام کلام اعلیٰ اور بندش چست ہوتی ہے، مگر جب ان کے معانی مشکل الفاظ میں ہوتے ہیں، تو گویا اُسے منجنیق سے مارتے ہیں، ان کا تغزل بنو عذرہ کی طرح عتیقی نہیں بلکہ "معدی" ہے، مہمان اُس پر قانع نہ ہو، اور تلوار کے بغیر وہ دور بھی نہ ہو، دینی حالت کے اعتبار سے وہ بہت پست تھے، اُس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جو دُنیا کی فلاح وبہبود کے لئے آخرت خراب کرنے میں دریغ نہ کرتا ہو، یہ سب صرف بددینی اور عقیدہ کی کمزوری کے باعث تھا، اگر فہم ہوتی، تو اُن پر معانی کا دائرہ اتنا تنگ ہوتا کہ کفریات سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی،

حصہ ۲۱۳

شاعری ابن ہانی اپنے ایک مشہور قصیدہ میں جعفر بن علی کی تعریف کرتے ہیں :-

عربی	اردو
أليلتنا اذ أرسلت وارداً وحفا	اے ہماری رات جب تونے کالے کالے بال کھول لئے،
وبتنا نری الجوزاء فی أذنہا شنفا	اور ہم جوزا کے کان کو آراستہ و پیراستہ دیکھ رہے ہیں،
وبات لنا ساق یقوم علے الدجا	اور ساقی نے ایسی شمع سحر کے ساتھ شب باشی کی ہے،
بشمعۃ صبح لاتقط ولا تطفی	جو نہ رکتی ہے، اور نہ بجھتی ہے،
أغن غضیض خفق اللین قدہ	اُس کی آواز گنگناتی ہوئی، نگاہیں نیچی اور قد ہلکا ہے،
وأثقلت الصہباء اجفانہ الوطفا	اور شراب نے اسکی لمبی پلکوں کو بھاری کر دیا ہے،
ولم یبق الا عاش المدام لہ یدا	اور دخت رز نے اُس کے ہاتھوں کو بے قابو کر دیا ہے،
ولم یبق اعنات التثنی لہ عطفا	اور لچکنے کی تکلیف سے اُس کی کمر بے بس ہو گئی ہے،
نزیف نضاہ السکر الا ارتجاجہ	ایسی نحیف و کمزور، جسے نشے نے اور لاغر کر دیا ہے،
اذا کلّ عنہا الخصر حملہا الردفا	مگر اُس کی ایک حرکت باقی ہے، جب کمر تھک جاتی ہے تو سرین اُسے برداشت کرتی ہے،
یقولون حقف فوقہ خیزرانۃ	لوگ اُسے بالو کے تودے اور بانس کے درخت سے تشبیہ دیتے ہیں،
أما یعرفون الخیزرانۃ والحقفا	کیا وہ بانس کے درخت اور بالو کے تودے سے واقف نہیں،
جعلنا حشایانا ثیاب مدامنا	ہم نے اپنے دلوں کو شراب کا لباس بنا دیا ہے،
ومدت لنا الأزہار من جلدہا لحفا	اور کلیوں نے اپنی پنکھڑیوں سے اُس کے لئے چادر بنا دی ہے،
فمن کبد توحی الی کبد ہوے	پھر کیا تھا، دل سے دل کو محبت کے پیام مل رہے ہیں
ومن شفۃ تؤدی الی شفۃ رشفا	اور لب سے لب کی پیاس بجھ رہی ہے،
بحیشک نبہ کأسہ وجفونہ	تیری زندگی کی قسم، جام شراب اور اُس کی آنکھوں کو جگا دے،
فقد نبہ الابریق من بعد ما أغفا	کہ صراحی بھی غنودگی و خمار کے بعد بیدار ہو گئی ہے،
وقد فکت الظلماء بعض قیودہا	اور تاریکی نے بھی اپنی بعض بیڑیاں الگ کر دی ہیں،

وقد قام جیش اللیل للصبح فاصطفا
وولت نجوم للثریا کانہا
خواتیم تبدو فی بنان ید تخفی
ومر علی آثارہا دبرانہا
کصاحب ردء کمنت خیلہ خلفا

اور رات کا لشکر بھی تکمیل کیلئے صف آرا ہو چکا ہے،
اور ثریا کے ستارے اس طرح متوجہ ہوئے ہیں
گویا چھپی ہوئی انگلیوں کی انگوٹھیاں ظاہر ہو رہی ہیں،
اور ان کے پیچھے پیچھے چاند کی منزل بھی چلی ہے،
جیسا کہ کسی نقاب پوش بدنیت نے اپنا گھوڑا
پیچھے چھپا لیا ہو،

ص ۲۱۴

وأقبلت الشعری العبور ملبیۃ
بمرزمہا الیعبوب تجنبہ طرفا
وقد قبلتہا اختہا من ورائہا
لہ لیحرق من ثنیا مجرتہا سجفا
تخال زئیر اللیث قدام نثرہ
دیرزأفی الظلما وینسفہا نسفا
کان محلی قطبہا فارس لہ
لواآن موکوزان قد کرہ الزحفا
کان السماکین اللذین تراہما

پھر کچھ دیر کے بعد ستارۂ شعریٰ متوجہ ہوا،
جو اپنی بدلی کی رسی سے کھینچتا ہے،
اس کے پیچھے دوسرے ستارے متوجہ ہوئے،
تاکہ "مجرۃ" کے دانتوں سے پردہ چاک کر دے،

وہ تاریکی میں چنگھاڑتا ہے اور اسے دور کئے دیتا ہے،
گویا قطب کا بالائی حصہ اس کا شہسوار ہے،
جسنے جنگ سے نفرت کے باعث جھنڈے گاڑ دئے ہیں،
گویا کہ سماکین (دو روشن ستارے) جو اسکی کھال
پر نظر آتے ہیں،

علی لبدیہ ضامنان لہ الحتفا
فذا رامح یہوی الیہ سنانہ

اس کی موت کے ضامن ہیں،
ادھر رامح (سماکین میں سے ایک کا نام) نیزہ
لئے تیار ہے،

وذا أعزل قد عض أنملہ لہفا
کان قدامی النسر والنسر واقع
قصصن فلم تسم الخوافی لہ ضعفا
کان أخاہ حین دوم طائرا
أتی دون نصف البدر فاختطف النصفا
کان رقیب اللیل أجدل مرقب

ادھر اعزل تاثر سے انگلی کاٹے ڈالتا ہے،
گویا کہ گدھ کے گرتے وقت اس کے آگے کے پر
کٹ گئے ہیں تو پچھلے پر اسے بلند رکھنے سے عاجز آ گئے،
گویا اس کا شل ہوا میں اڑتا ہوا
نصف بدر کو اچک کر لے گیا،
گویا رات کا رقیب (ایک ستارہ) شکرا ہے،

لہ یہ مصرع اصل کتاب میں غلط معلوم ہوتا ہے، اسلئے اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

يقلب تحت الليل فى رشيد طرفا كان بنى نعش و نعشا مطافل بوجرة قد اضللن فى مهمد خشفا	جو رات کو اپنے پروں کو غور سے دیکھ رہا ہے، گویا بنی نعش (ستارے) اور بچے والی عورتوں کی دو نعشیں اس حالت میں ہیں کہ اُن کا بچہ میدان میں گم ہوگیا ہو،
كان سهاها عاشق بين عوّد	گویا اُس کا سہا عیادت کرنے والوں کے درمیان عاشق کی طرح ہے،
فآونترببدو وآونتريخفى كان سهيلا فى مطالع أنقه مفارق الف لم يجد بعده إلفا	کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپتا ہے، گویا سہیل اپنے طلوع ہونے کی جگہ اس حالت میں ہے، کہ دوست سے جدائی کے بعد پھر اُسے کوئی غمگسار نہیں ملا،
كان الهزيع الآبنوسى موهنا سرى بالنسيج الخسروانى ملتفا كأن ظلام الليل اذمال ميله صريع مدام بات يشربها صرفا	گویا آبنوس کی سی تاریک رات شب نوردی میں خسروی فرش لپیٹ کر لائی، گویا رات کی تاریکی، رات گزرنے کے بعد اس طرح نشہ سے چور ہے جیسے رات بھر خالص شراب پیتی رہی ہے،
كان نجوم الصبح خاقان معشر من الترك نادى بالنجاشى فاستخفى كان لواء الشمس غرة جعفر رأى القرن فازدادت طلاقته ضعفا وقد جاشت الظلماء بين صوارم ومركوزة سمرا وقضفاضة رعف وجاءت عتاق الليل تردى كأنما تخط لنا أقلام آذانها صحفا	گویا صبح کے ستارے ترکوں کی ایک جماعت ہیں، جس نے نجاشی کے پاس پناہ طلب کی تو وہ چھپ گیا، گویا آفتاب کا جھنڈا جعفر کی پیشانی کی چمک ہے، اپنے ہم شل کو دیکھ کر جس کی تابناکی بڑھ گئی ہے، اور تاریکی حرکت میں آئی، اس حال میں کہ تیز تلواریں اور نیزے جلد جلد اپنا کام کر رہے تھے، اور رات کے عتاق (ستارے) اس طرح کھیلتے آئے، گویا اُس کے کانوں کے قلم ہمارے لئے لکھنے میں مشغول ہیں،
هنالك نلقى جعفرا خير جعفر	اس وقت ہم جعفر سے ملتے ہیں، جو بحر زخار سے زیادہ سخی ہیں،

وقد بدلت يمناه من لينها عنفا
كأن سراه في الكريهة عاجلا
عزيمته برقا وصولته خطفا

جس کے دست کرم نے سمندر کی سختی کو نرمی سے بدل دیا ہے،
گویا جنگ میں اُس کی فوری شب نوردی
اُس کے ارادوں کی روانی اور اس کے حملوں کی تیزی ہے،

ابن ہانی کے شعر مشہور اور رواج عام پا چکے ہیں، جو کچھ لکھا گیا، بہت کافی ہے، اور وہ ایک شریف خاندان سے تھے،

وفات کہا جاتا ہے کہ ابن ہانی نے مصر کے راستے میں برقہ میں شراب پی اور نشے کی حالت میں برہنہ ہو گئے، شدت سردی کے باعث فالج کے شکار ہو گئے، بیالیس سال کی عمر میں ۳۶۹ھ میں وفات پائی، معز لدین اللہ کو جب وفات کی خبر ملی تو فرمایا کہ سب چیزیں خدا ہی کی قدرت سے ہوتی ہیں، یہ شخص ایسا تھا، جس پر ہم اہل مشرق کے مقابلہ میں فخر کرتے تھے،

محمد بن یحییٰ الغرناطی

نام ونسب محمد نام، ابو القاسم کنیت ہے، غرناطہ کے رہنے والے تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن علی بن ابراہیم بن علی الغسانی البروجی،

حالات محمد غرناطی کے کمال پر سب کا اتفاق تھا، معزز خاندان کے فرد تھے، اور تربیت اچھی ہوئی تھی، عفت اور بھلائی ونیکی کے کاموں میں آگے رہتے، ادب میں باکمال، اکثر فنون میں دخل تھا، ذہن کے تیز اور حسن معاشرت میں ممتاز تھے، خط اچھا تھا، شاعری اور انشا میں بھی امتیاز تھا، فطری طور پر اس کا ملکہ تھا، صنعت اور ایجاد میں بڑے باکمال تھے، بہت سے آلے اپنے ہاتھ سے بناتے، قرآن پاک کی تفسیر اچھی کرتے، عدوہ کا سفر کیا، اور یہاں کے مشہور علما سے ملے اور اُس کے مشہور

علم دوست بادشاہ ابو عامر تک پہنچے، جو شعرا اور ادبا کی خاطر و مدارات میں مشہور تھا، انھیں بھی انعام واکرام سے نوازا، اور بڑھنے کا موقع دیا، جس سے یہ شہرت و نام کے علاوہ دولت جمع کرنے میں بھی کامیاب ہوئے سلطان کی عنایت کے باوجود کبیدہ خاطر ہو گئے تھے، جس کا انھوں نے عند الملاقات مجھ سے شکوہ کیا، آرام و آسائش کو ترجیح دی، پھر سفر حجاز کا خیال پیدا ہوا، تو تمام سامان راحت چھوڑ کے اس خیال میں رہنے لگے، بادشاہ نے انکی یہ تمنا بھی پوری کردی اور کافی عطیے دئیے، نیز دربار نبوت میں اُن کے ساتھ ایک قصیدہ اور عریضہ خود لکھ کر بھیجا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلوں میں یہ سلطان اپنے علم وکمال کے اعتبار سے خاص امتیاز کے مالک تھے، جیسا کہ کتاب "مساجلۃ البیان" میں مذکور ہے، سلطان کی وفات کے بعد اُنکے لڑکے بادشاہ ہوئے، تو انھوں نے بھی اُن کا اکرام کیا، اور اپنے پایۂ تخت میں انھیں قاضی بنایا، اس کے بعد اُن کے چچا ابو سالم مسند آرائے حکومت ہوئے، اُن کے عہد میں بھی نوازشوں میں کمی نہ ہوئی، اور اب تک دربار شاہی کے خاص قابل فخر لوگوں میں اُن کا شمار ہے،

شاعری ہماری کتاب "نفاضۃ الجواب" میں جہاں سلطان مغرب کے دربار میں محفل میلاد کا اور ان تمام شعرا کا ذکر ہے جنھوں نے اس میں حصہ لیا تھا، محمد غرناطی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:-

اس کے بعد مشہور انشاپرداز قاضی الحاج ابو القاسم بن ابی ذکریا البرجی کی باری آئی جو سادگی شرافت، و اخلاق، پاکی طبیعت میں ممتاز ہیں، اور گوشہ نشینی، عبادت، تلاوت قرآن میں مشہور ہیں، اور قمار بازی، دروغ گوئی، فضول کاموں سے نفرت، نیز عقل و خرد، شوق و اجتہاد، علم و ادب، صنعت و حرفت، تمام چیزوں میں مشہور ہیں، اُن کا یہ بے نظیر قصیدہ سنایا گیا:-

اُصغی الی الوجد لما جد عاتبہ	جب عتاب کرنے والا حد سے گزر گیا تو اس عاشق زار نے محبت کی
صب لہ شغل عن یعاتبہ	طرف کان لگایا جو عتاب کرنے والوں کے عتاب سے

ص ۲۱۶

لم یعط للصبر من بعد الفراق یدا
فضل من ظل ارشادا یخاطبہ
لولا النوی لم یبت حران مکتئبا
یغالب الوجد کتما وھو یغالبہ
یستودع اللیل اسرار الغرام وما
تملیہ اشجانہ فالدمع کاتبہ
للہ عصر بشرقی الحمی سمحت

بالوصل أوقاتہ لو عاد ذاھبہ
یا جیرۃ أودعوا اذ ودعوا حرقا

یصلی بھا من صمیم القلب ذائبہ
یاھل تری تجمع الایام فرقتنا
کعھدنا أو یود القلب سالبہ
ویا أھیل ودادی والھوی قذف
والقریب قد ابھمت دونی مذاھبہ
ھل ناقض العھد بعد البعد حافظہ

وصادع الشمل یوم الشعب شاعبہ
ویا ربوع الحمی لا زلت ناعمۃ
یبکی عھودک مضنی الجسم شاحبہ
یا من لقلب مع الاھواء منعطف
فی کل أوب لہ شوق یجاذبہ
یسمو الی طلب الباقی بھمتہ

ص ۲۱۷

بے پروا رہتا ہے،
جدائی کے بعد اُس نے اپنے کو صبر کے ہاتھ میں نہیں دیا،
اُسکی رہنمائی کا ارادہ کرنے والا غلطی پر ہے،
اگر جدائی نہ ہوتی تو یہ غمزدہ پریشان نہ رہتا،
محبت کو چھپانا چاہتا ہے اور وہ ظاہر ہونا چاہتی ہے،
محبت کے راز راتوں کے سپرد کردیتا ہے،
اور آنسوؤں کو عشق کے غم لکھاتا ہے،
وہ کیا زمانہ تھا، جب مشرقی حصہ میں وصل کا
موقع نصیب ہوا،
کاش، وہ زمانہ پھر پلٹ آتا،
اے میرے غمخوارو، فراق کی ساعت سوزش دے گئی،
جس سے پگھلا ہوا دل حرارت حاصل کرتا ہے،
کیا زمانۂ فراق کے بعد اجتماع کا موقع دے گا،
یا دل کا چھیننے والا پھر محبت کریگا،
اور اے اہل محبت ذرا بتانا کہ محبت دور ہے،
اور نزدیکی کے راستے دشوار ہوگئے،
ہاں ذرا بتانا کہ دوری کے بعد پیمان شکن عہد محبت
کو نباہیگا؟
اور کیا اجتماع کو درہم وبرہم کرنیوالا پھر جمع کرے گا؟
اے دیار جاناں کی منزلو، تم ہمیشہ آباد ہو،
عہد گذشتہ پر ایک نحیف الجثہ آنسو بہا رہا ہے،
خواہشوں کیساتھ پھرنیوالے دل کا کون مددگار ہوگا،
جسے ہمیشہ شوق کھینچتا رہتا ہے،
اپنی ہمت سے آخرت کا طالب ہے،

اردو ترجمہ	عربی اشعار
اور نفس دنیا کی طلب پر ابھارتا ہے،	والنفس بالميل للفاني تطالبه
اور انسانوں کی اپنی مانوس چیزوں سے آزمائش بہت گراں ہوتی ہے،	وفتنة المرء بالمألوف معضلة
اور محبوب کی محبت محبت کی طرف کھینچتی ہے،	والانس بالالف نحو الالف جاذبه
میں بچپن کے زمانہ کا ماتم کرتا ہوں اور بڑھاپا ہنستا ہے،	ابكي لعهد الصبا والشيب يضحك بي
اب کیا کروں کہ لہو و لعب نے قسمت کو خراب کر دیا،	يا للرجال سبت جدي ملاعبه
محبت کی طرح کوئی گزشتہ چیز غمگین نہیں کرتی،	ولن ترى كالهوى اشجاه سالفه
اور غلط وعدوں کی طرح کوئی جھوٹی چیز شیریں نہیں ہوتی،	ولا كوعد المنى احلاه كاذبه
انسان کی ہمت اُسے گراں اور ارزاں کرتی ہے،	وهمة المرء تغليه وترخصه
شریف النفس انسان کے مقاصد بھی دشوار ہوتے ہیں،	من عز نفسا لقد عزت مطالبه
بڑائیوں کا حاصل کرنا یا لینا آسان نہیں،	ما هان كسب المعالي او تناولها
مگر اس سلسلے میں دشواریوں کا برداشت کرلینا آسان ہے	بل هان في ذاك ما يلقاه طالبه
اگر بلند آسمان کی رفتار نہ ہوتی، تو اُس کی نشانیاں ظاہر ہوتیں، اور نہ ستارے نمودار ہوتے	لولا سرى الفلك السامي لما ظهرت
	آثاره ولما لاحت كواكبه
بلندی کے شہسواروں کا خدا حافظ ہے،	في ذمة الله ركب للعلاء كسوا
جنھوں نے رہ نوردی اختیار کی اور سواریوں نے اُنھیں خوش آمدید کہا	ظهر السرى فاجابتهم نجائبه
اپنے مقصد کے لئے راستے اس طرح طے کر رہے ہیں،	يطوون عرض الفلا بالسير عن عرض
جیسے کہ تیز لکھنے والا ورق الٹتا ہے،	طي السجل اذا ما جد كاتبه
گویا کہ وہ رات کے دل میں محبت کے راز ہیں،	كانهم في فؤاد الليل سر هوى
اگر محبت نہ ہوتی تو اُس کے اطراف ہلکے نہ ہوتے،	لولا الغرام لما خفت جوانبه
گرمی کی تپش کے باوجود سفر کرتے رہے،	شدوا على لهب الرمضاء وطأتهم
اُس کا ڈوبنے والا حصہ تاریکی کی موجوں میں غرق ہو گیا،	فغاض في لجة الظلماء راسبه

وكلفوا الليل من طول السرى شططا
فخلفوه وقد شابت ذوائبه
حتى اذا ابصروا الاعلام ماثلة
جانب الحرم المحمّى جانبه

اور طویل سیر سے انھوں نے رات کو مختلف تکلیفیں دیں
اور اُسے اس حال میں چھوڑا کہ اُسکی چوٹیاں سپید ہوگئی تھیں
یہاں تک کہ جب اُنھیں نشانیاں نظر آئیں،
اُس حرم پاک کے آغوش میں جس کے اطراف
مقدس ہیں،

بحيث يأمن من مولاه خايفه
من ذنبه وينال القصد راغبه

جہاں کہ اپنے آقا سے ڈرنے والا گناہوں سے
نجات ڈھونڈتا ہے اور حاجتمند ارادوں کو
پالیتا ہے،

فيها وفى طيبة الغراء لى أمل
يصاحب القلب منه ما يصاحبه
لم أنس لا انس أيا ما بظلهما

حرم پاک اور مدینے میں، میری ایک آرزو ہے،
جس کے سبب سے دل میں تمناؤں کا ایک ہجوم ہے،
نہ بھولا ہوں، اور نہ ان دنوں کی یاد بھول سکتی ہے،
جو ان دونوں کے جوار میں بسر ہوئی،

سقى ثراه عميم الغيث ساكبه
شوقى اليها وان شط المزار بها
شوق المقيم وقد سارت حبائبه
ان ردها الدهر يوما بعد ما عبثت
فى الشمل منا يداه لا نعاتبه
معاهد شرفت بالمصطفى فلها

ان کی تربت پر اللہ کی رحمت بے پایاں کی بارش ہو،
دوری مسافت کے باوجود میرا اشتیاق ویسا ہی ہے،
جیسے اس عاشق کا اشتیاق جسکے محبوب جدا ہوگئے ہیں،
اگر زمانہ اپنی تفرقہ انگیزی کے باوجود ان دونوں کو
واپس لادے، تو ہم اس پر عتاب نہ کریں گے،
وہ مقامات جو رسول کریم (ص) کے سبب مشرف
ہو گئے ہیں،

ص ۲۱۰

من فضله شرف تعلو مراتبه
محمد المجتبىٰ الهادى الشفيع الى
رب العباد أمين الوحى عاقبه
اوفى الورى ذمما اسماهم هِمما

ان مقامات کے فیض و برکت کے بڑے مرتبے ہیں،
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، برگزیدہ پیغمبر، خدا کی درگاہ
میں شفاعت کرنیوالے اور وحی ربانی کے امین ہیں،
دُنیا میں سب سے زیادہ حقوق کا خیال رکھنے والے
سب سے زیادہ بلند ہمت،

اعلاهم كرما جلّت مناقبه

سب سے زیادہ بلند اخلاق اور انکے فضائل بلند و برتر ہیں،

هو المكمل في خلق وفي خلق زكت حلاه كما طابت مناسبه	صورت وسیرت ہر اعتبار سے آپ مکمل تھے، خاندان عالی کی طرح آپ کے اوصاف بھی پاکیزہ تھے،
جاءت تبشرنا الرسل الكرام به كالصبح تبدو وتباشير كواكبه	تمام پیغمبر آپ کی خوشخبری دیتے آئے، جیسے صبح سے پیشتر ستارہ ظاہر ہوتا ہے،
اخبار لاسر علوم الاولين وسل بدير تيماء ما ابداه راهبه	آپ کی خبریں پہلوں کے علم کا راز تھیں، دیر تیماء میں پوچھو کہ اُس کے راہب نے کیا پیشین گوئی کی تھی،
تطابق الكون في البشرى بمولده	تمام خلقت میں آپ کی ولادت مسعود کی خوشخبری کا غلغلہ بلند ہوا،
وطبق الارض اعلاما تجاوبه	اور اس صدائے بازگشت سے دشت وجبل گونج اُٹھے،
فالجن تهتف اعلانا هواتفه والجن تقذف احراقا ثواقبه	جنات میں بھی پکارنے والے اعلان کر رہے تھے، اور شیطان ستاروں کی آگ سے مارے جاتے تھے،
ولو تزل عصمة التائيد تكنفه حتى انجلى الحق وانزاحت شوائبه	تائید ربانی برابر ان کی دستگیر رہی، تا آنکہ حق ظاہر ہوا۔ اور شک وشبہہ کا بادل چھٹ گیا،
سرى وجنح ظلام الليل منسدل	شب معراج اس حال میں چلے کہ رات کی تاریکی نے پردے ڈال دئے تھے،
والنجم لا يهتدي في الافق ساربه	تاریکی اتنی تھی کہ ستاروں کو افق میں راستہ نہیں ملتا تھا،
يسمو لكل سماء منه منفرد عن الانام وجبرائيل صاحبه	تمام آسمانوں پر خاص رفعت واعزاز کے ساتھ تشریف لے گئے، صرف جبریل آپکے ہمرکاب تھے،
لمنتهى وقف الروح الامين به وامتاز قربا فلا خلق يقاربه	یہاں تک کہ ایک منزل پر روح الامین بھی رک گئے، اور آپ نزدیکی سے سرفراز ہوئے، کوئی مخلوق آپکی قربت کا ادعا نہیں کرسکتی،
لقاب قوسين أو أدنى فما علمت نفس بمقدار ما أولاه واهبه	قاب قوسین، یا اس سے بھی قریب تر کون جانتا ہے کہ رب کریم نے اپنے مقبول و برگزیدہ بندے پر کیا انعامات کئے،

ص ۲۱۹

ارالا اسرار ماقد کان اودعه
فی الخلق والامر بادیه وغائبه
وآب والبدر فی بحر الدجی غرق

والصبح لما یؤب للشرق آیبه
فاشرقت بسناه الارض واتبعت
سبل النجاة بما ابدت مذاهبه
واقبل الرشد والتاحت زواهره
وادبر الغی فانجابت غیاهبه
وجاء بالذکر آیات مفصلة
یهدی بها من صراط الله لاحبه
نور من الحکم لا تخبو سواطعه
بحر من العلم لا تفنی عجائبه
له مقام الرضا المحمود شاهده
فی موقف الحشر اذ نابت نوائبه
والرسل تحت لواء الحمد یقدمها
محمد أحمد السامی مراتبه
له الشفاعات مقبولا وسائلها
اذا دها الامر واشتدت مصاعبه
والحوض یروی الصدی من عذب مورده
لا یشتکی غلة الظمآن شاربه
محامد المصطفی لا ینتهی أبدا
تعدادها هل یعد القطر حاسبه
فضل تکفل بالدارین یوسعها
نعمی ورحمی فلا فضل یناسبه

مخلوقات کے تمام اسرار آپ پر منکشف کر دئے،
اور تمام ظاہر و غائب اشیاء سے پردہ اٹھ گیا،
اور واپس آئے اس حال میں کہ بدر تاریکی کے سمندر
میں غرق تھا،
اور مشرق سے ابھی صبح کے آثار نمودار نہیں ہوئے تھے،
زمین آپ کی چمک سے روشن ہو گئی، اور آپکے بنائے ہوئے
طریقہ پر نجات کا راستہ ڈھونڈنے لگی،
ہدایت ظاہر ہوئی اور اُسکی نشانیاں چمکنے لگیں
تاریکی دور ہوئی اور اُس کا پردہ چاک ہو گیا،
اور قرآن کو آیات مفصل کی صورت میں لائے،
تاکہ اللہ کے راستے پر چلنے والا اُس سے ہدایت پائے،
دانائی کا ایک نور تھا جس کی روشنی نہیں بجھتی،
علم کا ایک سمندر تھا جس کے عجائب نہیں فنا ہوتے،
آپ کے لئے رضا کا بلند مقام ہے جسے
حشر کے دن ملاحظہ فرمائیں گے، جبکہ مشکلات کا ہجوم ہوگا،
اور تمام انبیا حمد کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے،
جن کے آگے حضرت محمد (ص) بلند مقام ہوں گے،
آپ کی سفارشوں کے وسیلے مقبول ہوں گے،
جبکہ سخت دن ہوگا، اور دشواریاں بھی سخت ہوں گی،
اور آپ کے حوض کے شیریں پانی سے پیاس بجھا کر
اُس کا پینے والا پیاس کی شکایت نہیں کرے گا،
رسول اللہ کی تعریفیں بے شمار ہیں،
کیا بارش کے قطروں کو کوئی شمار کر سکتا ہے،
ایسی بزرگی جو دُنیا و آخرت کی کفیل ہے جس کی
تائید نعمت ربانی سے ہوسکتی ہے، پھر کون بزرگی

حسبی التوسل منہا بالذی سمحت
بہ القوافی وجلتہا عن ابیہ
حیاہ من صلوات اللہ صوب حیا
تحدی الی قبرہ الزاکی نجائبہ
وخلد اللہ ملک المستعین بہ
موید الامر ومنصور الکتائبہ
امام عدل بتقوی اللہ مشتمل
فی الامر والنہی یرضیہ یراقبہ
مسدد الحکم میمون نقیبتہ
مظفر العزم صدق الرائ صائبہ
مشمر للتقی أذیال مجتہد
جرار اذیال سحب الجواد ساحبہ
قد أوسعت أمل الراجی مکارمہ
وأحسبت رغبۃ العافی رغائبہ
وفاز بالامن محبور امسالمہ
وباء بالخزی مقہور امحاربہ
کم وافد آمل معہود نائلہ
اثنی وأثنت بما أولی حقائبہ
ومستجیر بعز من مثابتہ
عزت مرامیہ وانقادت ماربہ
وجاءہ الدہر یسترضیہ معتذرا

اس کی ہمسری کر سکتی ہے،
اُن کی ذات سے توسل سکے لئے میرے لئے
یہ میری نظم جسکے قوافی نادر ہیں کافی ہے،
اللہ کی رحمتوں کی بارش ان پر ہو،
اور رحمت کی سواریاں اُنکے روضۂ اقدس کا رخ کریں،
اور اللہ اُن کی مدد چاہنے والے بادشاہ کو ہمیشہ رکھے
قوی و باعزت، اس حال میں کہ اُنکی فوج فاتح و کامیاب ہے
جو انصاف اور تقوی کے دامن کو مضبوط پکڑنے والا
اور امر و نہی میں رضائے دائمی کا خیال رکھنے والا ہے
اور جو فیصلہ کے صائب، شریف خصلت
ارادوں میں کامیاب اور صحیح الرائے ہیں،
تقوی کے لئے ہمہ دم کمر بستہ
اور سخاوت کی چادروں کو کھینچنے والے ہیں،
ان کی بخششوں نے امید کرنے والوں کی امیدیں
وسیع کر دی ہیں،
اور اُن کی عنایتوں نے معافی مانگنے والوں کی توجہ
مبذول کرا دی ہے،
اور اُن سے صلح کرنے والا امن سے بہرہ ور ہوتا ہے
اور ان سے جنگ کرنے والا رسوا ہوتا ہے،
کتنے اُس کی بخشش پر آس لگائے آئے
اور وہ انعام و اکرام سے مالا مال ہو کر واپس گئے،
اور اُس کی عزت و حشمت کی پناہ ڈھونڈھنے والے اُٹھے
تو اُن کی ضرورتیں پوری ہو گئیں اور کوئی انکی طرف
نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا،
اور زمانہ اُن کے پاس عذر کرتے ہوئے

مستغفرا من وقوع الذنب تائبه	اپنے گناہوں سے تائب ہو کر آیا
لولا الخلیفة ابراهیم لانبهمت طرق المعالی ونال الملک غاصبه	اگر خلیفہ ابراہیم نہ ہوتا تو بلندی کے راستے معدوم ہو جاتے اور ملک پر ظالم قابض ہو جاتے
سمت لنیل تراث المجد همته والملک میراث مجده وهو عاصبه	بزرگی کی وراثت حاصل کرنے کیلئے انکی ہمت بلند ہوئی اور بادشاہی بڑائی کا ترکہ ہے جس کے وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں،
ینمیه للعز والعلیا أبو حسن سمح الخلائق محمود ضرائبه من آل یعقوب حسب الملک مفتخرا	عزت اور بلندی کیلئے ابو حسن کی نسبت انکی طرف ہوتی ہے جن کے اخلاق نرم اور شریفانہ ہیں، جو آل یعقوب سے ہیں، بادشاہی کے فخر کے لئے یہ بس کرتا ہے،
بباب عزهم السامی تعاقبه اطواد حلم رسا بالارض محتده	کہ انھیں کے دربار میں باربار آئے، وہ بردباری کے ایسے پہاڑ ہیں، جس کی بنیادیں زمین میں مستحکم ہیں،
(مز ۲۲) وزاحمت منکب الجوزاء مناکبه تحفها من مرایا أبحر زخرت امواجها وغمام ثار صائبه	اور جس کی بلندی جوزاء سے چشمک زنی کرتی ہے مرین میں اس کے ارد گرد ایسے سمندر رہیں، جن کی موجیں بلند ہیں، اور ایسی بدلی ہے جو خوب برستی ہے،
بکل نجم لدی الهیجاء ملتهب ینقض وسط سماء النقع ثاقبه الفهم فی دیاجیها مطالعه وفی نحور اعادیهم مغاربه یا خیر من خلصت الله نیته	وہ ہر دہکتے ہوئے ستارے کو لیکر لڑائی میں گھس جاتا ہے، جس سے "ثاقب" ستاروں کے آسمان میں ٹوٹتے ہیں، ان کے ہاتھ اس کی تاریکی میں طلوع ہوتے ہیں، اور دشمنوں کے سینے میں غروب ہوتے ہیں، اے ان میں سے بہتر جن کی نیتیں اللہ کے لئے خالص ہو گئی ہیں،
فی الملک أو خطب العلیاء خاطبه	اور جنھوں نے عزت و مرتبت حاصل کرنیکا ارادہ کیا ہے،

جردت والفتنة الشوا مابسة
سيفا من العزم لاتنبو مضاربه
وخضتها غير هياب ولا وكل
وقلما ادرك المطلوب هائبه
صبرت نفسا العقبى الصبر حامدة

فتنہ کی حالت میں تم نے ارادہ کی
ایسی تلوار نکالی جس کی دھار کند نہیں ہوتی،
اور تم اس میں بلا خوف یا جھجک کو دپڑے
اور ڈرنے والا بہت کم مقصد میں کامیاب ہوتا ہے
تم نے ایسے دل کیساتھ صبر کیا جو صبر کے انجام کو
اچھا سمجھتا ہے،

والصبر مذ كان محمود عواقبه
فليهن دين الهدى اذ كنت ناصره
أمن يوالبيرأو خوف يجانبه
لازال ملك والتائيد يخدمه
تقضي بخفض منا ديرقوا ضبه
ودمت في نعوتصفو ملابسها
في ظل عز علا تصبفو مشاربه
ثم الصلاة على خير البرية ما
سارت اليه بمشتاق ركائبه

اور صبر کا خاتمہ ہمیشہ اچھا ہوتا آیا ہے،
دین ہدایت کو مبارک ہو کہ تم اُس کے ناصر ہو
جس سے امن مشارک اور خوف دور ہو گیا ہے،
دعا ہے کہ تمہاری حکومت کی توفیق ربانی ہمیشہ خادم رہے
اور اُس کی تلواریں دشمنوں کو ہمیشہ نیچا دکھاتی رہیں،
اور تم ہمیشہ بلا غم والم کے آرام سے رہو
ایسی عزت و بلندی کے سایہ میں جس پر کوئی آنچ نہ آئے
آخر میں خیر البشر پر درود و رحمت ہو،
جب تک کہ سواریاں مشتاقان زیارت کو لیجایا کریں،

اور دربار مرینیہ کے سرکاتب فقیہ کامل رئیس ابوزید بن خلدون نے انکے یہ شعر مجھے اپنے قلم سے لکھ کر دئیے :-

صحا القلب عما تعلمين فاقلعا
وعطل من تلك المعاهد اربعا
واصبح لايلوى على حد منزل
ولا يتبع الطرف الجلى المودعا
واضحى من السلوان في جنز معقل
بعيد من الايام ان يتضعضعا
يرد الجفان النجل عن شمر فاتر
وان محضت عن كل اجيد المعا

دل اس چیز سے جسے تم خوب جانتے ہو کنارہ کش ہو گیا،
اور ان منازل کو معطل کر دیا،
اب یہ حال ہے کہ نہ کسی منزل کی طرف رخ کرتا ہے،
اور نہ آنکھیں جدا ہونے والے دوست کا پیچھا کرتی ہیں،
اور تسلی و سکون کی وجہ سے اب امن و امان ہے،
اور اب زمانہ سے اُسکے پاؤں میں لغزش نہیں آسکتی،
اور تیز نگاہیں اس لئے اچٹ جاتی ہیں،
اگرچہ وہ کیسی ہی حسین اور روشن کیوں نہ ہوں،

عزيز علي داعي الغرام انقياده
وكان اذا ناداه لا وجه أسطعا
اهاب به للشيب أنصح واعظ
أصاخ له قلباً منيباً ومسمعاً
وسافر في افق التفكر والحجا
زواهره لا يرتجي الدهر طلعا
لعمري لقد أنضيت عزمي تطلبا

ص۲۲۱

وقضيت عمري رقبة وتطلعا
وخضت عباب البحر أخضر مزبدا
ودست أديم الارض أغبر أسفعا

دوسری نظم:-

نهاه النهى بعد طول التجارب
ولاح له منهج الرشد لاحب
وخاطبه دهره ناصحا
بألسنة الوعظ من كل جانب
فاضحى الى نصحه واعيا
والفى حديث الاماني الكواذب
واصبح لا تستبيه الغواني
ولا تزدريه حظوظ المناصب

محبت کے داعی پر اس کی اطاعت گراں ہے
حالانکہ پہلے وہ ہر ندا پر لبیک کہنے کیلئے تیار رہتا تھا،
پیری کے واعظ نے اُسے ڈرایا،
جس کی طرف اُس نے گوش دل سے توجہ کی،
اور غور وعقل کے میدان میں گھومنے لگا،
جس کی کلیوں کے کھلنے کی امید عمر بھر نہیں،
اپنی عمر کی قسم میں نے اپنا ارادہ طلب کے بارے
کمزور کردیا،
اور عمر اسی نگرانی وتلاش میں کٹ گئی،
سمندر کی خطرناک موجوں کو طے کیا
نیز زمین کے خاکی قطعوں کو بھی چھان ڈالا،

طویل تجربہ کے بعد اُسے عقل نے روک دیا،
اور ہدایت کا راستہ صاف واضح ہوگیا
اور زمانہ نے نصیحت کرتے ہوئے
واعظانہ انداز میں ہر طرف سے مخاطب کیا،
تو اُس کی نصیحت کی نگہداشت کی
اور آرزوؤں وتمناؤں کو غلط پایا
اور اب حسین چہروں کے دام سے نکل گیا،
اور منصب وجاہ کا شوق کبھی اسے رغبت نہیں دلا سکتا

محمد غرناطی کی نظم ونثر کی خوبیاں بہت ہیں، چھوٹی بڑی نظمیں سب کہتے ہیں، قشتالہ اور مصر کے سلاطین کے پاس سفیر ہو کر گئے۔ آج کل وہ فاس کے قاضی ہیں، سلامت روی، فضول چیزوں سے نفرت، نیز مہارت میں اپنی آپ مثال ہیں۔

محمد بن یوسف

نام ونسب
محمد نام، کنیت ابو عبداللہ، ابن زمرک سے مشہور تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے: محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن محمد بن یوسف بن محمد صریحی، اصل وطن مشرقی اندلس تھا، ان کے آباو اجداد غرناطہ کے "ربض البیازین" میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، ابن زمرک یہیں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے اور وطن کے لئے باعث فخر شمار کئے جاتے تھے،

حالات
ابن زمرک کا اندلس کے مشہور اہل علم افراد میں شمار تھا، ہنس مکھ، بذلہ سنج اور شیریں کلام تھے، اور اس وصف میں وہ مقبول عام تھے، توقیع اچھی لکھتے، طبیعت کے سبک اور حاضر دماغ تھے، علمی گفتگو اور مباحثوں کے حریص، اور حاضر جواب تھے، ذکاوت کے شعلۂ جوالہ تھے، معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے آگ نکل رہی ہے، رقیق القلب شرم و وقار کے ساتھ تغزل سے بھی خاص مناسبت تھی، ملنسار اور سخی تھے، تربیت اچھی ہوئی تھی، طہارت نفس، عفت میں ممتاز اور مطالعہ، محنت، تیزیٔ حافظہ، شرافت، اور قوت فہم میں مشہور تھے، ان کی خوبی مشہور ہوئی اور خوشبو پھیل گئی، مختلف علوم وفنون میں اعلیٰ دستگاہ حاصل کی مباحثے میں گفتگو کا سہرا انھیں کے سر بندھتا، مجالس ومحافل میں نمایاں اور فضل وکمال میں آگے رہتے، اس کے بعد معلومات میں اور ترقی ہوئی، حفظ میں کمال پیدا ہوا، حاشیہ، مسودہ، نقول اپنے زور قلم سے تمام چیزوں کا انبار لگا دیا اور بڑی بڑی علمی مجلسوں میں بے تکان علمی مسائل پر گفتگو کرتے، اور علوم ادب، بیان، لغت اور ان کے متعلقات میں اپنے تبحر علمی کا ثبوت دیتے، علم اخبار اور تفسیر کی روایتیں بھی بہت کیں، تصوف کا بھی ذوق تھا، صوفیوں کی صحبت میں ریاضت ومجاہدہ کیا کرتے، آخر ذوق ادب غالب آیا، اور طلب علم کے لئے سفر اختیار کیا، تا آنکہ سلطان مغرب ابو الحسن علی بن عثمان

ص ۲۲۲

ابن یعقوب کے صاحبزادہ ابو سالم ابراہیم کے کاتب خاص مقرر ہوئے، پھر خود سلطان کے کاتب ہو گئے اور اس عہدہ پر بہت ممتاز رہے، اور جب سلطان اندلس حوادث کے شکار ہو کر مغرب میں قیام پذیر ہو گئے، تو یہ انھیں کے پاس رہنے لگے اور ان کے حق کی واپسی کے لئے رفقائے خاص کے ساتھ کوشش کرنے لگے، اس سلسلہ میں سلطان کے مزاج میں رسوخ پیدا کر لیا اور پرائیوٹ سکرٹری مقرر ہو گئے، پھر جب انقلاب ہوا اور سلطان کا زمانہ پلٹا تو یہ اپنے منصب پر نیکنامی اور شہرت کے ساتھ قائم رہے، حسن خط، انشا، زباں آوری، تمام چیزوں میں ممتاز تھے، اُن کی خوبی مشہور ہوئی، اور اُن کا علم ظاہر ہوا، اور اُن کے حسن اخلاق سے لوگ خوش رہنے لگے، نیز سلطان بھی ان کے اوصاف سے مسرور ہوئے، نظم و نثر کے میدان میں اُن کے اشہب فکر نے خوب جولانیاں دکھائیں اور بادشاہ کی تعریف میں اعلیٰ قصائد کہے اور اب تک یہ اپنے حال پر ہیں،

اساتذہ

ابن زمرک نے مغرب کے امام فن ابو عبد اللہ بن الفخار سے علوم ادب میں استفادہ کیا پھر علوم ادب کے امام قاضی ابو القاسم محمد بن احمد الحسنی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، فقہ و لغت میں مشہور عالم ابو سعید بن لب کے شاگرد ہوئے، نیز مشہور محدث و خطیب فقیہ ابو عبد اللہ بن مرزوق کے فیض صحبت سے خاص طور پر مستفید ہوئے اور ان سے بہت کچھ روایت کی اور حافظ ابو عبد اللہ مقری قاصد بن کر اندلس آئے تو ان سے ملے اور علمی مسائل پر مذاکرہ کیا، اصول فقہ میں ابو منصور الزواوی کے شاگرد ہوئے، مختلف علما سے روایت کی جن میں قاضی ابو البرکات بن الحاج اور ابو الحسین بن تلمسانی محدث اور خطیب ابو عبد اللہ بن بیش خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اور بعض عقلی علوم مشہور عالم الشریف ابو عبد اللہ التلمسانی سے فاس میں حاصل کئے، اور اُن کے ساتھ خاص طور پر رہنے لگے جس سے اُن کا ملکہ پختہ ہو گیا،

ص ۲۲۳

شاعری

ابن زمرک شعر ابن خفاجہ کے رنگ میں اچھا کہتے ہیں،

نادر معانی اور اچھے رواں الفاظ کے عاشق تھے، ایک طویل قصیدہ میں اُنھوں نے مجھے بھی خطاب کیا تھا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:-

أماد الصداع النور من مطلع الفجر — روشنی کے ظہور کی قسم، کیا صبح نہیں ہو گی،

اور یہ ابن زمرک کی پہلی نظم تھی، ان کا ایک اور بہترین قصیدہ جس کی خوبی اویس قرنی کے زہد کی طرح ضرب المثل ہے اور جس کے مقابلہ کی تاب کوئی نہیں لا سکتا اور یہ بہترین قصیدہ ہے، جو ولی عہد سلطنت کی شان میں ہے اور اپنی صفائی و روانی نیز تغزل و مدح کے تناسب کے اعتبار سے بہت ممتاز ہے،

معاذ الهوی ان أصحب القلب ساليا وان يشغل اللوم بالعذل باليا دعاني أعط الحب فضل مقادتي	محبت کی دہائی کہ میں غافل دل کو ساتھ رکھوں، اور میرے دل پر ملامت کرنیوالوں کا کوئی اثر نہ ہو، مجھے چھوڑو، کہ میں اپنی قیادت محبت کے ہاتھ میں دے دوں،
ويقضي علی الوجد ماکان قاضيا ودون الذی رام العواذل صبوة	میرے ساتھ جو معاملہ وہ چاہے کرے، ملامت کرنے والوں کے مقصود کے راستے میں ایسی محبت حائل ہے،
رمت بی فی شعب الغرام المراميا وقلب اذا ما البرق أومض موهنا قدحت بزند امن الشوق واريا خليلی انی يوم طارقة النوی شقيت بمن لو شاء انعم باليا	جس نے عشق کی گھاٹی میں مجھے بہت دور پھینک دیا ہے اور ایسا دل حائل ہے کہ جب رات کو بجلی چمکتی ہے تو اس سے میں اشتیاق کی بجھی ہوئی آگ سلگاتا ہوں، میرے دوست جدائی کے دن مجھے اس ذات سے تکلیف پہنچتی ہے جس کی قدرت میں میرے دل کی مسرت تھی،
وبالخيف يوم النفر يا ام مالک تخلف قلبی فی حبالک عانيا وذی أشر عذب الثنايا مخصر يسقی به ماء النعيم الاقاحيا	اور خیف میں اجتماع کے دن، اے ام مالک میرا دل تیرے دام گیسو میں اسیر ہو گیا، اور آبدار دانتوں اور پتلی کمر کے ساتھ تبختر سے چل کر عیش و آرام کے پانی سے (اقاح) کو سیراب کیا،

ص ۲۲۷

أحوم عليه ما دجا الليل ساهرا	میں رات کی تاریکی میں بیدار اُس کے گھر کا چکر لگایا کرتا ہوں،
واصبح دون الورد ظمآن صاديا	اور گھاٹ کے ارد گرد صبح کو پیاسا رہتا ہوں
يضئ ظلام الليل ما بين أضلعي	رات کی تاریکی میری پسلیوں کے درمیان روشنی کر دیتی ہے،
اذا البارق النجدي وهنا بدا ليا	جب نجد کی بجلی کچھ رات گزرنے کے بعد نمودار ہوتی ہے
أجيرتنا بالرمل والرمل منزل	اے میرے رمل کے ہمسایو رمل ہی وہ منزل ہے
مضى العيش فيه بالشبيبة حاليا	جہاں میری جوانی کے بہترین دن گزرے ہیں
ولم ار ربعا منه أقضى لبانة	اور میں نے کوئی ایسی منزل نہیں دیکھی جو حاجتوں کو اس سے زیادہ پورا کرنے والی ہو،
واشجى حمامات واحلى مجانيا	اور جس کے کبوتر زیادہ پر درد نغمے رکھتے ہوں اور جس کا پھل زیادہ میٹھا ہو،
سقت طلل الغر الغوادي ونظمت	چمکدار بدلیوں نے اس منزل کے ٹیلوں کو سیراب کیا ہے،
من القطر في جيد الغصون لآليا	اور بارش نے شاخوں کی گردن میں ہار پہنا دئے ہیں،
أبثكم أني على النأي حافظ	میں تم سے حال دل کہتا ہوں کہ دوری کے باوجود میں
ذمام الهوى لو تحفظون ذماميا	پیمان محبت پر قائم ہوں، کاش تم بھی میرے عہد کا خیال رکھتے،
أناشدكم والحر أوفى بعهده	میں تمہیں قسم دیتا ہوں اور شریف آدمی وعدہ پورا کرتا ہے،
ولن يعدم الاحسان والخير جازيا	اور نیکی اور بھلائی بدلے سے محروم نہیں رہتی،
هل الود الا ما تحاماه كاشح	محبت وہ چیز ہے جس سے بغض رکھنے والا الگ رہتا ہے،
وأخفق في مسعاه من جاء واشيا	اور جس کا چغل خور اپنی کوشش میں ناکام رہتا ہے
تأوبني والليل يذكي عيونه	اُس نے میری زیارت کی، اس حال میں کہ رات اپنی

وبسحب من ذيل الدجنة صافيا
وقد مثلت زهر النجوم بأفقه
حبابا على نهر المجرة طافيا
خيال على بعد المزار ألمّ بي
فأذكرني من لم أكن عنه ساليا
عجبت له كيف اهتدى نحو مضجعي
ولم يبق مني السقم والشوق باقيا

رفعت له نار الصبابة فاهتدى
وخاض لها عرض الدجنة ساريا
ومما اجدّ الوجد سرب على النقا
سوانح يصقلن الطلا والتراقيا
نزعن عن الالحاظ كل مسدد
فغادرن أفلاذ القلوب دواميا
ولما تراءى السرب قلت لصاحبي
وايقنت ان الحب ماعشت دائميا
حذارك من سقم القلوب فانه
سيعدي بما يعي الطبيب المداويا
وان امير المسلمين محمدا
ليعدي نداه الساريات الهواميا
تضيء النجوم الزهرات خلالها
وينفث في روع الزمان المعاليا
يسابق علوي الرياح الى الندى
ويفضح جدوى راحتيه الغواديا

آنکھیں روشن کر رہی تھی،
اور تاریکی کے دامنوں کو کھینچ کر چمک پیدا کر رہی تھی،
اور تابندہ ستارے افق پر ایسے معلوم ہوتے تھے،
کہ مجرۃ کی نہر پر بلبلے ہوں،
اسی حالت میں بعد مسافت کے باوجود اسکا خیال آیا،
تو اس کی یاد تازہ ہو گئی، جیسے بھولا نہیں تھا،
مجھے تعجب ہوا کہ وہ میرے بستر تک کس طرح پہنچا،
اور حال یہ ہے کہ بیماری اور محبت نے مجھے نیم جان
کر دیا ہے،
میں نے اس کے لئے محبت کی آگ بلند کی،
اور اسی کی روشنی میں خیال نے تاریکی کا راستہ طے کیا،
اور محبت کو ہرنیوں کے ایک جھنڈ نے تیز کر دیا،
جن کی گردنیں اور سینے چمک دار ہیں،
انہوں نے اپنی آنکھوں سے تیز تیر پھینکے،
اور دل کے ٹکڑوں کو خون آلود کر دیا،
جب یہ جھنڈ ظاہر ہوا، تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا،
کہ مجھے یقین تھا کہ محبت عمر بھر میرے ساتھ رہیگی،
دل کی بیماریوں سے بچتے رہنا،
اس کا علاج اطبا کو عاجز کر دیتا ہے،
اور مسلمانوں کے امیر محمد کی سخاوت
رات کی برسنے والی بدلیوں کو بھی مات کر دیتی ہے،
اُس کے فضائل چمکدار ستاروں کو روشنی مستعار دیتے ہیں،
اور زمانے کے دل میں بلندی پیدا کرتے ہیں،
وہ سخاوت میں بلند ہواؤں سے اونچا رہتا ہے،
اور اُس کے ہاتھوں کی سخاوت بدلیوں کو رسوا کرتی ہے

ص ۲۲۵

ويغضي عن العورا اغضاء قادرٍ
ويرجح في الحلم الجبال الرواسيا
بها- يروع الاسد في حومة الوغى
كما راعت الاسد الظباء الجواديا
مناقب تسمو للفخار كأنما
تجاري الى المجد النجوم الجواريا
اذا استبق الاملاك يوما لغاية
أبيت وذاك المجد الا التناهيا
بهرت فاخفيت الملوك وذكرها
ولا عجب فالشمس تخفي الدراريا
جلوت ظلام الظلم من كل معتد
ولا غرو أن تجلو البدور الدياجيا
هديت سبيل الله من ضل رشده
فلا زلت مهديا اليه وهاديا
أفدت وحيّ الملك مما أفدته
وطوقت اشراف الملوك الاياديا
وقد عرفت منها مرين سوابقا
تعرفها بالفضل أخرى اللياليا
وكان ابو زيان جيدا معطلا
فزينته حتى اغتدى بك حاليا
لك الخير لم تقصد بما افدته
جزاء ولكن همة هي ماهيا

اور بری باتوں سے ایک طاقت والے کی طرح
چشم پوشی کرتی ہے،
اور بردباری میں مضبوط پہاڑوں پر بھاری ہے،
وہ ایسا بہادر ہے جو میدان جنگ میں شیروں کو
لرزا دے،
جیسے کہ شیر ہرنوں کے دلوں میں لرزہ ڈال دیتے ہیں
اسکی خصلتیں عزت وشرف کیلئے اسطرح بلند ہوتی ہیں
گویا بزرگی میں ستاروں سے سبقت لیجانا چاہتی ہیں،
جب کسی دن تمام دوسرے بادشاہ کسی مقصد کے حاصل کرنے میں ایکدوسرے سے
بڑھنا چاہیں۔ صرف تو ایسا ہے کہ بغیر اس شرف کو حاصل کئے مطمئن نہیں ہوتا
تو نے سربلند ہو کر بادشاہوں کی شہرت ملیامیٹ کردی،
اسمیں تعجب کیا ہے، آخر آفتاب ستاروں کو چھپا ہی دیتا ہے،
تو نے ہر ظالم سے ظلم کو دور کردیا،
اور کوئی حیرت نہیں اسلئے کہ بدر کامل سے تاریکی دور ہوجاتی ہے،
گمراہوں کو تو نے ہدایت کا راستہ بتایا،
خدا کرے تو ہمیشہ ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنیوالا رہے،
اپنے طرز عمل سے تو نے بادشاہوں کو حکمرانی سکھلائی،
اور بڑے بڑے بادشاہوں کو اپنا ممنون کرم بنایا،
قوم مرین اس قسم کے احسان پیشتر سے جانتی ہے،
زمانہ ان احسانات کا مقر ہے،
اور ابوزیان اس گلے کی طرح تھا، جس میں زیور نہو،
تو نے اُسے آراستہ کردیا، گویا تو ہی اسکا زیور ہوگیا،
نیکی تیرے ہی لئے ہے، تو نے ان کارناموں سے
کسی بدلہ کا ارادہ نہیں کیا، لیکن یہ صرف تیری
ہمت کی بنا پر ہے،

فما تملو الاملاک غیرک آمرا
ولا ترهب الاشراف غیرک ناهیا
ولا تشتکی الایام من داء فتنة
فقد عرفت منک الطبیب المداویا
وأندلسا اولیت ما انت اهله
وادرت بها ورد امن الامن صافیا
تلافیت هذا الثغر وهو على شفی
وأصبحت من داء الحوادث شافیا
ومن بعد ما ساءت ظنون باهلها
وحاموا على ورد الامانی صوادیا

فما یاملون العیش الا تعللا

ولا یعرفون الامن الا امانیا
عطفت على الایام عطفة راحم
والبستها ثوب امتنانک ضافیا
فآنس من تلقائک الملک رشده
ونال بک الاسلام ما کان راجیا
وقفت على الاسلام نفسا کریمة
تصد عدو امن حماه وعادیا
فرأی کما انشق الصباح وعزمة
کما صقل العین الحسام الیمانیا
وکانت رماح الخط خمصا ذوابلا
فانعلت منها فی الدماء صوادیا
وأوردت صفح السیف ابیض ناصعا

اب سلاطین تیرے سوا کسی حکم دینے والے کو برا نہیں سمجھتے
اور شرفا تیرے سوا کسی منع کرنیوالے سے نہیں ڈرتے
اور زمانہ اب کسی فتنے سے نہیں ڈرتا
اس لئے کہ وہ تجھے اپنا طبیب مان چکا ہے
اور اندلس پر تو نے اپنے شایان شان احسان کئے
اور وہاں امن وامان قائم کر دیا
تو اس حصے میں اس حال میں آیا کہ یہ تباہی کے قریب تھا
اور تو نے اُسے حوادث کی بیماریوں سے شفا دی
اور جبکہ اہل اندلس کیساتھ بدگمانیاں پیدا ہوچکی تھیں
اور پیاس کے مارے لوگ آرزوؤں کے گھاٹ
کا چکر لگانے لگے تھے
اور صرف دل بہلانے کے لئے وہ زندگی کی امید
رکھتے تھے
اور امن وامان کی صرف آرزو ہی آرزو تھی
تو نے مہربان کی طرح زمانے کے حال پر توجہ کی
اور اپنے احسان کا عمدہ لباس اُسے پہنا دیا
تیری وجہ سے حکومت کامیاب ہوئی
اور اسلام کی امیدیں بھی تیری ذات سے پوری ہوگئیں
تو نے اسلام کی خاطر ایسی شریف زندگی وقف کر دی
جو دشمنوں اور حملہ آوروں کو حملے سے روکتی ہے
صبح کی روشنی کے مثل تیری رائے ہے اور
یمنی تلواروں کی طرح تیرا ارادہ ہے
اور خطی نیزے مرجھائے ہوئے اور پیاسے تھے
تو نے خون میں ڈوب کر اُن کی پیاس بجھا دی
اور تو سفید چمکدار تلواریں لایا تھا

ص ۲۳۶

فما صدرته فی الروع أحمر قانیا
کما العزم تستجلی الخطوب بحدیه
ویلفی اذا انثنو الصوارم ماضیا

اذا انت لم تفخر بما انت اهله
فما صبح وضاح المشارق عالیا
وتهنیک دون العید عید شرعته

تلیث به فی الخافقین التهانیا
اقمت به من فطرة الدین سنة
وجددت من رسم الهدایة عافیا
صنیع تولی الله تشیید فخره
وکان لما اولیت فیه مجازیا
تود النجوم الزهر لو مثلث به
وقضت من الزلفیٰ الیک الامانیا
وما زال وجه الیوم بالشمس مشرقا

سرور الیه واللیل بالشهب حالیا
علی مثله فلیعقد الفخر تاجه
ولیسمو به فوق النجوم مراقیا
به تغمر الانواء کل مفوه
ویحدو به من کان بالفقر ساریا
تری یوسفا فیه بالجمال مقنعا

کأن له من کل قلب مناجیا

لڑائیوں کے بعد وہ سرخ ہو گئیں،
تیرے ارادوں کو دیکھ کر مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں،
اگرچہ تیز تلواریں کند ہو جاتی ہیں، لیکن تیرے عزم
کی تلوار ہمیشہ تیز رہتی ہے،
اگر تو اپنی خوبیوں پر فخر نہ کرے
تو آفتاب کی روشنی بھی بلند نہ ہو گی،
اور تجھے عید سے پہلے ایک عید مبارک ہو جسے
تو نے بنائی ہے،
ہم اس کی مبارکباد زمین و آسمان کو پہنچاتے ہیں،
تو نے اس سے دین فطرت کی سنت قائم کر دی،
اور ہدایت کے مٹے ہوئے آثار کی تجدید کر دی،
ایسا کارنامہ جس کے فخر کا استحکام خود اللہ نے کیا ہے،
وہ تیری کوششوں کا بدلہ دے گا،
روشن ستارے تمنا رکھتے ہیں کہ اس میں حاضر ہوتے،
اور تیری قربت کی آرزو پوری کرتے،
اور اسی مسرت کے سبب سے ہمیشہ دن کا چہرہ
آفتاب کے باعث
روشن ہے اور رات ستاروں سے آراستہ ہے،
فخر ایسے ہی لوگوں پر سہرا باندھتا ہے،
اور ستاروں کے اوپر اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے،
اور اسی کی وجہ سے تمام بخشش برستے ہیں،
اور اسی کے بھروسہ پر راتوں کو فقیر منزلیں طے کرتے ہیں،
اور اس میں ایک یوسف اپنی خوبصورتی کی نقاب
ڈالے ہوئے ہے،
گویا کہ تمام دلوں سے سرگوشیاں کرتا ہے،

واقبل قد شاب الحیاء مهابة
یقلب وجه البدر أزهر باهیا

اس حال میں کہ اُسکے چہرے پر شرم و رعب کی آمیزش تھی،
اپنی چمک سے چودھویں کے چاند کی روشنی میں
اضافہ کرتا ہوا آیا،

واقدم لاهیابتر الحفل واجما
ولا قاصر أفید الخطا متوانیا

اور وہ سر جھکائے ہوئے بلا خوف اور جھجک کے آیا،
اور نہ سستی سے اور نہ کاہلی سے آیا،

شمائل فیه من أبیه وجده
تری العز فیها مستکنا و بادیا
فیاعلقا أشجی القلوب لو اننا
فدیناک بالاعلاق ماکنت غالیا

اُسے نیک خصلتیں باپ اور دادا سے ترکہ میں ملی ہیں،
اس کی شان ظاہر اور پوشیدہ نظر آئے گی،
اے وہ مخلص جس نے دلوں کو غمگین کر دیا ہے،
اگر ہم تجھ پر جواہر اور موتی نچھاور کریں جب بھی تو
گراں نہیں ہے،

جریت فاجریت الدموع تعطفا
واطلعت فیها للسرور فواشیا
وکم من ولی دون بابک مخلص
یفدیه بالنفس النفیسة واقیا
وصید من الحیین ابناء قبیلة
تکف الاعادی أو تبید الاعادیا
بهالیل غران أعد والغارة
أعاد و اصباح الحی أظلم داجیا
فوالله لولا ان توخیت سنة
رضیت بها ان کان ربک راضیا
لکان بها الأعوجیات جولة
تشیب من الغلب الشباب النواصیا
وتترک أوصال الوشیج مقصدا
وبیض الظباء المتون دوامیا
ولما مضی من سنة الله ما قضی

تو چلا اور تیرے ساتھ آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا،
اور اس سے دلوں کی مسرت کا راز فاش ہو گیا،
تیرے دربار میں کتنے مخلص دوست ہیں،
جو تیری حفاظت میں جان و مال سے دریغ نہیں کرتے،
اور قبائل کے ایسے سردار ہیں، جو خاندانی شریف ہیں
وہ دشمنوں کو روکتے ہیں، یا انھیں ہلاک کر دیتے ہیں،
وہ نام آور سردار ہیں، اگر جنگ کے لئے تیار ہوں،

ص ۲۲۴

تو قبیلہ کی صبح کو تاریکی سے تبدیل کر دیں،
قسم خدا کی اگر تو ایسی سنت کی اتباع نہ کرتا،
جس سے خدا کی خوشنودی کے سبب سے تو بھی مسرور رہو،
تو وہاں نیزوں کے ایسے کرتب دکھائے جاتے
جس کی دہشت سے جوان بوڑھے ہو جاتے،
اور نیزوں کی جڑ سیدھی ہو جاتی،
اور تلوار کی آبدار دھار خون سے سرخ ہو جاتی،
لیکن جب خدا کی سنت سے جو پورا ہونا تھا، پورا ہو گیا

وقد حسدت منہ النجوم المساعیا
أفغمنا تھنی منک أکرم منعم
أبی العمیم الجود الا تو الیا
فیھنی صفاح الھند و الباس و الندی
وسمر العوالی و العتاق المذاکیا
ویھنی البنود الخافقات فانھا
سیعقد ھا فی ذمۃ النصر غازیا
کانی بہ قد توج الملک یافعا
وجمع اشتات المکارم ناشیا
وقضی حقوق الفخر فی منعۃ الصبا

وأحسن من دین الکمال التقاضیا
وما ھو الا السعد إن رمت مطلعا
وسددت سھما کان ربک رامیا

فلا زلت یا فخر الخلافۃ کافلا
ولا زلت یا خیر الائمۃ کافیا
ودمت قریر العین منہ بغبطۃ
وکان لہ رب البریۃ واقیا
نظمت لہ خیر الکلام تمائما
جعلت مکان الدر فیھا القوافیا
لآل بھا تیأی الملوک نفاسۃ
وجلت لعمری أن تکون لآلیا
أری المال یرمیہ الجدید ان بالبلی
وما ان أری الا المحامد باقیا

یہاں تک کہ ستاروں نے ان کوششوں پر حسد کیا،
تو ہم نہ تجھ جیسے شریف اور سخی کو مبارکباد دے رہے ہیں
جس کی سخاوت ہمیشہ جاری رہتی ہے،
اور ہندی تلواریں، رعب، بہادری
گندم گوں نیزے، اور تیز گھوڑے سب مسرور ہوں،
اور لہرانے والے جھنڈوں کو بھی مسرور ہونا چاہئے،
اس لئے کہ ممدوح انھیں فتح کے وقت بلند کرے گا،
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کمسنی میں بادشاہ بنایا گیا تھا،
اور بچپن ہی میں تمام اوصاف کا جامع ہو گیا تھا،
شرافت وعزت کے حقوق اُس نے بچپن ہی میں ادا
کر دئیے تھے،
اور دین کامل کے فرائض بھی پوری طرح انجام دئے تھے،
وہ خوش نصیبی ہی خوش نصیبی ہے اگر تو اسکا قصد کرے،
اور اگر اُس سے تیر اندازی کرنا چاہے تو اللہ تیری
مدد پر ہوگا،
اور ہمیشہ اپنی خلافت کے لئے باعث فخر اور کفیل رہ،
اور اے بہترین امام تو ہمیشہ نگہبان رہ،
اور اس سے ہمیشہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رہیں،
اور پروردگار عالم تیرا محافظ رہے،
میں نے اُس کے لئے بہترین اشعار نظم کر دئے ہیں،
جن میں موتی کی جگہ قافیے رکھے ہیں،
ایسے موتی، جن پر سلاطین فخر کریں،
اور حاشا، کہ یہ عام موتی سے بہت بلند ہیں،
ہمارا مشاہدہ ہے کہ زمانہ کی گردشوں سے مال ختم
ہو جاتا ہے، لیکن تعریفیں ہمیشہ قائم رہتی ہیں،

اور سلطان مغرب ابو سالم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شاہ سوڈان کی طرف سے حبشیوں کا ایک وفد کچھ تحفہ لے کر آیا، جس میں ایک عجیب وغریب حیوان بھی تھا، جس کا نام زرافۃ تھا، سلطان نے تمام شعراء کو حکم دیا کہ اس حیوان کے وصف میں طبع آزمائی کریں، ممدوح نے بھی طبع آزمائی کی تھی، اور یہ ان کی بہترین نظم ہے:-

لولا تألق بارق التذكار
ما صاب واكف دمعي المدرار
لكنه مهما تعرض خافقا
قدحت يد الأشواق زند أواري
وعلى المشوق اذا تذكر عهدا
أن يغرى الاجفان باستعبار
أمذكري غرناطة حلت بها
أيدي السحاب أزرة النوار
كيف التخلص للحديث وبيننا
عرض الفلاة وطافح التيار
هذا على أن التغرب مركبي
وتولج الفيح الفساح شعاري
فلكم أقمت غداة زمت عيسهم
ابغي القرار ولات حين قرار
وطفقت أستقري المنازل بعدهم
يمحو البكاء مواقع الآثار
انا بني الآمال نخدعنا المنى
فنخادع الآمال بالتسيار
نتجشم الاهوال في طلب العلا

اگر یاد کی بجلی نہ چمکتی،
تو میرے اشکوں کا سیلاب نہ بہتا،
لیکن جب وہ لہراتی ہوئی سامنے آئی،
تو شوق نے آتش محبت تیز کر دی،
اور دیار محبوب کی یاد کے وقت عاشق کا فرض ہے
کہ آنکھوں سے آنسو بہائے،
اے غرناطہ کی یاد دلانے والے
وہاں بدلی کی کارفرمائیوں سے بیل بوٹے اُگے ہیں،
باتوں کا موقع کس طرح ملے، جب کہ
درمیان میں میدان اور سمندر حائل ہیں،
حالانکہ سفر میری سواری ہے،
اور چٹیل میدانوں کا طے کرنا میرے خمیر میں داخل ہے،
ان سواریوں کی روانگی کے وقت میں بہت ٹھہرا،
اور صبر کرنا چاہتا تھا، مگر حیف، کہ صبر کا وقت کہاں تھا،
میں ان کے بعد منزلوں کی جستجو کرتا رہا،
مگر آنسو قدموں کے نشان مٹا دیتے تھے،
ہم امیدوں کے بندے ہیں، ہمیں آرزوئیں دھوکہ دیتی ہیں،
اور ہم امیدوں کو سفر سے دھوکہ دینا چاہتے ہیں،
ہم بلندی کی تلاش میں مصیبتیں برداشت کرتے ہیں،

وتروع سرب النوم بالإنكار
لا يحرز المجد الخطير سوى امرئ
يمطي العزائم صهوة الأخطار

اور نیند کے جھونکوں کو انکار سے ڈراتے ہیں،
بڑا مرتبہ صرف وہی شخص حاصل کرسکتا ہے،
جو بلند ارادوں کے ساتھ مشکلات میں کود پڑنے سے دریغ نہ کرتا ہو،

أما يفاخر بالعتاد فخره
بالمشرفي والقنا الخطار
مستبصر مرمى العواقب واصل
في حملة الإيراد بالإصدار
فأشد ما قاد الجهول إلى الردى
عمه البصائر لا عمى الأبصار

اگر ذخیرہ پر فخر کیا جاسکتا ہے، تو صرف
مشرفی تلوار اور تیز نیزوں پر فخر کیا جاسکتا ہے،
صاحب بصیرت انجام پر نظر رکھتا ہے، اور حملوں میں
ایک سرے کو دوسرے سرے سے ملا دیتا ہے،
جاہل زیادہ تر ہلاکت کی طرف فقدان بصیرت کے سبب جاتے ہیں، نہ کہ عدم بصارت کے باعث،

ولرب مرتبد الجوانح مزبد[۱]
سبح الهلال بلجة الزخار

. . . .

. . . .

فتقت كمائم جنحه عن أنجم
سفرت زواهرهن عن أزهار
مثلت على شاطي المجرة نرجسا
تصطف منه على خليج جاري
وكأنما بدر التمام بجنحه
وجه الإمام بجحفل جرار

اُن کی تاریکی کے شگوفوں سے ستارے پیدا ہوئے،
اور ان کی چمک سے کلیاں نمودار ہوئیں،
کہکشاں کے ساحل پر نرگس کا منظر پیش کیا،
جیسے وہ کسی خلیج کے کنارے صف آرا ہو،
اور اس تاریکی میں بدر کامل امام کے چہرے سے ملتا جلتا تھا،
جب وہ فوج کے درمیان کھڑے ہوں،

وكأنما خمس الثريا راحة
ذرعت مسير الليل بالأشبار
أسرجت من عزمي مصابيحا بها
تهدي السراة لها من الأقطار
وارتاح من بازي الصباح غرابه
لما أطل فطار كل مطار

گویا ثریا کا پانچواں حصہ ہتھیلی کی مانند ہے،
جس نے رات کی مسافت کی پیمائش بالشت سے کی،
تم نے اپنے ارادوں کا چراغ ان میں روشن کردیا ہے،
جس سے دور دراز کے چلنے والے راستہ پاتے ہیں،
اور صبح کے باز کی آمد سے رات کا کوا
مسرور ہوا، اور خدا جانے کدھر پرواز کرگیا،

[۱] اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس لئے ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

وعزيبة قطعت اليك على الونى	اور ایک عجب سواری جس نے تمہارے لئے میدانوں کو آہستہ آہستہ طے کیا ہے،
بيدا تبيد بها هموم السارى تنسيه طيته التى قد أمها	جہاں چلنے والے اپنے ارادے فراموش کر جاتے ہیں، ایسا میدان جس کا چلنے والا اپنا مقصود سفر تک فراموش کرجائے،
والركب فيها ميت الاخبار يقتادها من كل مشتمل الدجى وكأنما عيناه جذوة نار نشد وبحمد المستعين حداتها يتعللون به على الاكوار ان مسهم لفح الهجير أبلهم منه نسيم ثنائك المعطار	اور سواروں کا پتہ نہ معلوم ہوسکے، ایسی تاریکی میں وہ ہانکتا ہو آیا، گویا اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں، اس کے حدی خوان مستعین کی تعریف کا راگ گاکر سواریوں پر دل بہلاتے ہیں، اگر کہیں انھیں دوپہر کی لو لگ جائے، تو تیری تعریف کی معطر ہوا آرام دینے کیلئے کافی ہے،
خاضوا بها لجج الفلا فتخلصت منها خلوص البدر بعد سرار	اُنھوں نے اس سواری کے ساتھ میدانوں کو قطع کیا، اور اُس سے اس طرح نکلے جیسے بدر چھپنے کے بعد جلوہ گستر ہوتا ہے،
سلمت بسعدك من غوائل مثلها وكفى بسعدك حاميا الذمار وأتتك يا ملك الزمان غريبة	تیرے اقبال کے طفیل مصیبتوں سے بچ گئے، اور تیرا حسن اقبال حفاظت کیلئے کافی ہے، اے زمانے کے بادشاہ تیرے پاس یہ عجیب وغریب چیز آئی،
قيد النواظر نزهة الابصار موشية الاعطاف رائقة الحلى رقمت بدائعها يد الاقدار	جو نگاہوں کے لئے تفریح اور باعث اعجاب ہے، جس کی پسلیاں آراستہ و مزین ہیں، جس کے نقش ونگار خود دست قدرت نے بنائے ہیں،
راق العيون اديمها فكأنه	اس کی جلد آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے

ص ۲۲۹

روض تفتح عن شقیق بهار
مابین مبیض و أصفر فاقع
سال اللجین به خلال نضار
یحکی حدائق نرجس فی شاهق

تنساب فیه أراقم الانهار
عند، وقوائم کالجذوع وفوقها
جبل أشم بنوره متوار
وسمت بجید مثل جذع مائل
سهل التعطف لین خوار
تستشرف الجدرات منه ترائبا
فکانما هو قائم بمنار
تاهت بکلکلها وأتلع جیدها
ومشی بها الاعجاب مشی وقار
خرجوا الیها الجم الغفیر وکلهم
متعجب من لطف صنع الباری
کل یقول لصحبه قوموا انظروا
کیف الجبال تقاد بالأسیار
ألقت ببابک رحلها ولطالما
ألقی الغریب به عصا التسیار
علمت ملوک الأرض انک فخرها
فتسابقت لرضاک فی مضمار

یتبوؤن به وان بعد المدی
من جاهک الاعلی أعز جوار

جیسے باغ میں بہار کے پھول نکل آئے ہوں،
سپیدی تیز زردی کے ساتھ ملی ہوئی ہے
گویا سونے کے درمیان چاندی پگھلائی گئی ہے،
حسن و ندرت کے اعتبار سے نرگس کی آنکھیں معلوم
ہوتی ہیں،
جیسے اُس پر نہروں کے سانپ رینگ رہے ہوں
شاخوں کی طرح پاؤں کھڑے ہیں اور اُن کے اوپر
ایک بلند پہاڑ اُس کی روشنی میں چھپا ہوا ہے،
اور صراحی دار گردن کے ساتھ گردن اونچا کرتا ہے،
جو نرم و نازک ہے،
اُس کا سینہ دیواروں تک آتا ہے،
گویا کہ وہ ایک روشنی کی لاٹ لئے کھڑا ہے،
اپنے سینے پر فخر کرتا ہے اور گردن بلند کر کے
وقار اور تبختر کے ساتھ چلتا ہے،
اس کے دیکھنے کے لئے بڑا مجمع نکلا،
اور سب کے سب صنعت باری سے متعجب ہیں،
ہر شخص اپنے ساتھی سے کہتا نظر آتا ہے،
دیکھو پہاڑ کس طرح لگام سے ہانکے جاتے ہیں،
تیرے دربار میں اُس نے اپنا سامان سفر ڈال دیا ہے،
اور مسافر تو ہمیشہ تیرے دربار میں قیام کرتے ہیں،
دُنیا کے بادشاہ جانتے ہیں کہ تو انکے لئے باعث فخر ہے،
تیری خوشنودی حاصل کرنے میں وہ ایکدوسرے سے
آگے بڑھنا چاہتے ہیں،
دوریٔ مسافت کے باوجود تیرے بلند مرتبہ کے باعث
بہترین جگہ ٹھہرتے ہیں،

فارفع لواء الفخر غير مدافع واسحب ذيول العسكر الجرار	تو فخر کا علم بلند کر کہ کوئی مقابل نہیں، اور لشکرِ جرار کے ساتھ فوج کشی کر،
واهنأ بأعياد الفتوح مخولا ما شئت من نصر ومن انصار	اور فتوح کی عید سے مسرور رہو، اس حال میں جتنی مدد یا مددگاروں کی ضرورت ہو تجھے حاصل ہو،
وإليكها من روض فكري نفحة شف الثناء بها على الأزهار	اور گلستانِ فکر کے چند گلدستے حاضر خدمت ہیں، ان میں ایسی تعریفیں ہیں جو کلیوں سے چشمک زنی کرتی ہیں،
في فصل منطقها ورائق رسمها مستمتع الأسماع والأبصار	جو اپنی زبان اور بندش کی خوبی میں کان اور نگاہوں کے لئے باعث طرب ہیں،
وتميل من أصغى لها فكأنني عاطيته منها كؤوس عقار	جن کا سننے والا فرطِ مسرت سے جھومنے لگتا ہے، جیسے کہ میں نے شعر کے بدلے شرابِ ارغوانی کے جام دئے ہوں،

ص ۲۳

اور شبِ میلاد کو جب سلطان اپنے دربار کی مجلس سے فارغ ہوئے تو انھوں نے سلطان کو ایک قصیدہ سنایا جس کے دو شعر یہ ہیں:۔

تأمل أطلال الهوى فتألما وسيما الجوى والسقم منها تعلما	محبت کی نشانیاں دیکھ کر وہ ملول ہوا، اور دردو آزار کے آثار اس پر ظاہر ہوئے،
أخو زفرة هاجت له منه ذكرة فأنجد في شعب الغرام وأتهما	وہ عاشقِ زار جسے یاد نے برانگیختہ کر دیا ہے، محبت کی گھاٹیوں میں چکر لگانے لگا

یہ قصیدہ طویل ہے اور تقریباً نوے اشعار پر مشتمل ہے،

اور ایک شکار کے سلسلہ میں سلطان کے سامنے یہ نظم گزاری جس میں اُن کے اشہبِ فکر نے خوب جولانیاں دکھائی ہیں، کہتے ہیں:۔

حياك يا دار الهوى من دار نوء السماك بديمة مدرار وأعاد وجه رباك طلقا مشرقا	اے منزلِ محبوب تو بھی کس قدر محبوب ہے، آسمان کی بدلیاں تجھ پر برسا کریں، اور تیری منزل کا چہرہ پھر سرسبز

تتضاحكا بمباسم النوار
أمذكري دار الصبا بتذوالهوى
حيث الشباب يرف غصن نضار
عاطيتني عنها الحديث كانما
عاطيتني عنها كؤس عقار
ايه وان اذكيت نار صبابتي
وقد حث زند الشوق بالتذكار
يا زاجر الاظعان وهي مشوقة
اشبهتها في زفرتي وأواري
حنّت الى نجد وليست دارها

وصبت الى هندية والقار
شاقت به برق الحمى واعتادها
طيف الكرى ويمزارها المزوار
هل تبلغ الحاجات ان حملتها
ان الوفاء سجية الاحرار
عرض بذكري في الخيام وقل اذا
جئت العقيق مبلغ الاوطار
عار لقومك يا ابنة الحيين ان
تلوى الديون وأنت ذات يسار
أمنعت ميسور الكلام أخا الهوى
وبخلت حتى بالخيال الساري
وأبان جاري الدموع عذرهيامه
لكن اضعت لحقوق الجار
هذا وقومك ما علمت خلالهم

ص۲۳۱

اور کلیوں کی کثرت سے ہنستا ہوا معلوم ہوا،
اے محبت و عشق کی یاد دلانے والی
جہاں کہ جوانی پھوٹی پڑتی تھی،
تو نے مجھے محبت کی باتیں کیا سنائیں
بادۂ انگبین کا ایک جام عطا کر دیا،
پھر سنا، اگر تو نے عشق کی آگ بھڑکا دی،
اور یاد نے تیری آتش فراق تیز کر دی،
اے کوچ کرنے والوں کو متنبہ کرنے والے
میں بھی اپنے عشق اور درد محبت میں اس سے مشابہ ہوں
محبوبہ نے نجد کا اشتیاق ظاہر کیا حالانکہ وہ اُس کا گھر نہیں،

اور ہندیہ اور القار کی طرف مائل ہوئی،
دیار محبوب کی بجلیوں نے اُسے پُر شوق کر دیا،
اور خواب میں خیال محبوب نے حسب دستور زیارت کی،
کیا وہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرے گی
اُسے کرنا چاہئیے، کیونکہ ایفائے عہد شرفا کا شعار ہے،
خیموں میں ضمناً میرا ذکر کرنا اور عقیق پہنچ کر
حاجتوں کے پورا کرنے والے سے کہنا،
اے دو قبیلوں کی بیٹی، تیرے لئے باعث عار ہے،
کہ ادائے قرض میں تاخیر کرے حالانکہ تو صاحب حیثیت ہے،
اُس نے عاشق کو معمولی گفتگو سے بھی محروم کر دیا،
اور رات کو آنے والے خیال سے بھی بخل کرنے لگی،
اُس کی محبت نے اشکوں کا سیلاب جاری کر رکھا ہے
لیکن تو نے ہمسائگی کے حقوق کا خیال نہ کیا،
حالانکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے، تیری قوم

اوفی الکرام بذمة وجوار
الله فی نفس شعاع کلما
هبت النسیم تطیر کل مطار
بالله یالمیاء ما منع الصبا
ان لا تهب بعرفک المعطار
یا بنت من تشد و الحداة بذکره
متعللین بہ علی الاکوار
ما ضر نسمة حاجر لو انها
اهدت لنا خبرا من الاخبار
هل بانه من بعدنا متأود
متجاوب مترنم الاطیار
وهل الظباء الآنسات کعهدنا
لیصعن اسد الغاب وهی ضواری
یفتکن من قاماتها ولحاظها
بالمشرقیة و القنا الخطار
اشعرت قلبی حبهن صبابة
فرمیننی من لوعتی بجمار
وعلی الکثیب سوانح حمر الحلی
بیض الوجوه یصدن بالافکار

لکن یوم النفر جدن لنا بما
عودننا من جفوة ونفار
یا ابن الالی قد احرزوا خصل العلا
وسموا بطیب ارومة ونجار
وتنوب عن صوب الغمام اکفهم

عہد و حقوق جوار کا خیال رکھنے میں سب سے آگے ہے
اس قلب پریشان کا خدا حافظ
جو نسیم کے چلتے ہی خدا جانے کہاں پرواز کر جاتا ہے،
اے لمیاء تجھے خدا کا واسطہ، ذرا بتانا!
کہ بادِ صبا تیرے زلفوں کی لپٹ لیکر کیوں نہیں آئی،
اے اسکی بیٹی جس کی یاد کا نغمہ
حدی خوان سواریوں پر دل بہلانے کیلئے گاتے ہیں،
حاجر کی ہوا کا کوئی نقصان نہیں، اگر
ہمیں کوئی خبر پہنچائی،
کیا اس کی بان اب تک
ترنم خیز آواز کے ساتھ لچکتی ہے،
اور کیا پہلے کی طرح اب بھی نازک ہرنیاں،
جنگل کے شیروں پر غالب آتی ہیں،
کیا ابتک اپنے قد و قامت اور نگاہوں سے
مشرقی تلواروں اور تیز نیزوں کیطرح قتل کرتی ہیں،
میں نے اپنے دل میں ان کی محبت داخل کر لی
تو انھوں نے درد محبت کی آگ سے مجھے جلا مارا،
اور بالو کے ٹیلے پر سرخ زیور والیاں ہیں،
جن کے چہرے خوبصورت ہیں اور افکار سے
شکار کرتی ہیں،
لیکن اجتماع کے دن انھوں نے
حسب عادت ترشروئی اور نفرت کا اظہار کیا،
اگر ان لوگوں کے بیٹے! جنھوں نے بلند خصائل حاصل کئے،
اور حسب و نسب کے اعتبار سے سربلند ہوئے،
جن کی ہتھیلیاں بارش کی،

وتنوب اوجههم عن الاقمار
من آل سعد رافعي علو الهدى
والمصطفين لنصرة المختار
اصبحت وارث مجدهم وفخارهم
ومشرف الاعصار والامصار
وجه كما حسر الصباح نقابه
ويد تمد اناملا ببحار
جددت دون الدين عزمة اروع
جددت منها سنة الانصار
حطت البلاد ومن حوته ثغورها
وكفى بسعدك حاميا للدار
لله رحلتك التي نلنا بها

اجر الجهاد ونزهة الابصار
اوردتنا فيها الجود موردا
مستعذب الايراد والاصدار
وافضت فينا من نداك مواهبا
حسنت مواقعها على التكرار
اضحكت ثغر الثغر لما جئته
وخصصته بخصائص الايثار
حتى الفلاة نقيم يوم وردتها
سنن القرى بتلالئ الانوار
وسرت عقاب الجو تهدي لك الذي
تصطاد من وحش ومن اطيار
والارض تعلم انك الغوث الذي

اور چہرہ چاند کی قائم مقامی کرتی ہیں،
جو کہ سعد کی اولاد سے ہیں، اور علم بلند کرنیوالے ہیں،
اور رسول اللہ کی مدد کے لئے انتخاب کر لئے گئے ہیں،
تم ان کی بزرگی اور فخر کے وارث ہوئے،
اور زمانہ اور ملکوں کے لئے باعث عزت ہوئے،
چہرہ ایسا روشن معلوم ہو کہ صبح نے اپنا برقع اٹھا دیا،
سخاوت میں ہاتھ سمندروں کا مقابلہ کرتے ہیں،
دین کی حفاظت کیلئے تم نے ارادہ مستحکم کر لیا،
اس طرح تم نے انصار کی سنت کی تجدید کی،
ملکوں اور ان کے باشندوں کے محافظ ہوئے،
اور تمہاری خوش اقبالی حفاظت کیلئے بہت کافی ہے،
تمہارا وہ اقدام بھی کیا اچھا تھا، جس سے ہم نے
سیر و تفریح کے
علاوہ جہاد کا ثواب بھی حاصل کیا،
تم نے ہمیں اپنی سخاوت کے گھاٹ پر اتارا،
جس کا آغاز و انجام سب شیریں ہے،
اور تم نے اپنی سخاوت کے اتنے عطیے دئیے
کہ تکرار کے باوجود نہایت خوش آئند تھے،
تم نے اپنی آمد سے اس حصہ کو خنداں بنا دیا،
اور خاص عنایت سے اسے نوازا،
تمہارے ورود کے استقبال میں،
میدان بھی انوار کی چمک کیساتھ ضیافت کرتے ہیں،
اور فضا کے عقاب بھی اپنے شکار کردہ
پرندوں کا تحفہ لانے لگے
زمین بھی جانتی ہے کہ تمہیں وہ بدلی ہو

تضفى علیها واقف الاستار	جو اپنی بارش سے اُس کی پردہ پوشی کرتی ہے،
ولرب ممتد الاباطح موحش عالی الربا متباعد الاقطار	اور کتنے چٹیل وحشت خیز میدان تھے، جن کے ٹیلے اونچے اور منزلیں دور تھیں،
هل المسارح لا یراع قنیصه الا لنبأة فارس مغوار	جس کی چراگاہیں عام اور وہاں شکاروں پر بہادر جنگجو کے سوا کوئی قابو نہیں پاسکتا،
سرحت عنان الریح فیه وربما القت بساحته عصا التسیار	ہوا کبھی وہاں آزاد تھی اور کبھی وہاں ٹھہر جایا کرتی تھی،
باکرته والافق قد خلع الدجی مسحا لیلبس حلة الاسفار	ایسے جنگل میں تم صبح کو گئے، اس حال میں کہ روشنی کا لباس پہنانے کے لئے تاریکی اپنا لباس اتار رہی تھی،
وجری به نهر النهار کمثل ما سکب النسیم سلافة من قار عرضت به المستنفرات کانها	اور وہاں صبح کا چشمہ اس طرح جاری تھا، جیسے بادِ نسیم نے شراب کا جام لنڈھا دیا ہو، اس میں وحشی جانور اس طرح سامنے آئے،
خیل عراب جلن فی مضمار	کہ معلوم ہوتے تھے کہ عربی گھوڑے میدان میں چکر لگا رہے ہیں،
اتبعتها غر الجیاد کواکبا	تم نے اُن کے پیچھے ستاروں کی طرح شریف گھوڑے دوڑائے،
تنقض رجمانی سماء غبار والهادیات یومها عبل الشوی	جو گرد و غبار کے آسمان میں ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے تھے، ان تیز رفتار گھوڑوں کے آگے ایک مضبوط گھوڑا تھا،
متدفق کتدفق التیار ازجیتها شقراء رائقة الحلی فرمیته منها بشعلة نار اثبتّ فیه الرمح ثم ترکته خضب الجوانح بالدم الموّار	جو موجوں کی طرح اچھلتا کودتا تھا، تم نے ایک راستہ چتلے رنگ کا گھوڑا ہنکایا، اور اس سے شکاروں پر آگ کا شعلہ پھینکا، اس میں تم نے نیزہ پیوست کیا، جس نے پسلیوں کو بہتے خون سے رنگین کر دیا،

۲۳۳

حامت علیہ الذابلات کانھا
طیر اوٴت منہ الی أوکار
طفقت أرانبہ غداۃ أثرتھا
تبغی الفرار ولات حین فرار
ھل ینفع الباع الطویل وقد غدت
یوم الطراد قصیرۃ الأعمار
من کل منحفز یلمح بارق
فاتت خطاہ مدارک الابصار
وجوارح سبقت الیہ طلابھا
فکانما طالبنہ بالثار

نیزہ اُس پر اس طرح منڈلا رہا تھا،
جیسے پرندے گھونسلوں میں جانا چاہتے ہیں،
جس صبح کو تم نے سب کو بھڑکایا، خرگوش
بھاگنا چاہتے تھے مگر بھاگنے کا موقع کہاں تھا
لانبے ہاتھ کیا کام دے سکتے ہیں جب کہ
لڑائی کے دن ان کی عمر کم ہو چکی تھی،
ایسے شکار تھے جو بجلی کی کوندی کی طرح اچھلتے تھے،
جن کے قدم نگاہوں کی رفتار سے زیادہ تیز تھے،
اور ایسے شکاری جانور جو اپنے مطلوب سے پہلے
اُس کے پاس آ گئے گویا کہ وہ اُسے دیت میں
طلب کرتے تھے،

سود وبیض فی الطراد تتابعت
کاللیل طاردہ بیاض نھار
ترمی بھا وھی الحنایا ضمّرا

سیاہ و سپید ہر قسم کے جانور مقابلہ میں آگے پیچھے آئے،
جس طرح کہ رات کے بعد دن کی سپیدی آتی ہے،
دُبلے جھکے ہوئے ہونے کے باوجود اپنے کو دور
پھینکتے تھے،
جیسے تیر کمان سے گھبرا گیا ہو،

مثل السھام فزعن عن اوتار
وبکل فتخاء الجناح اذا رمت
فکانھا نجم السماء الساری
زجل الجناح مصفق کمن الردی
فی مخلب منہ وفی منقار
اجلی الطرید من الوحوش وان رمی
طیرا أتاک بہ علی مقدار
واریتنا الکسب الذی اعددتہ
ملأت جمالا اعین النظار
بیض وصفر خلت مطرح سرحھا

اور جب جوڑے سے بازوؤں والی گرتی ہے،
معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کا شب نورد ستارہ ہے،
بازو مضبوط اور شکار کرنے والے ہیں جن کے
پنجوں اور چونچ میں موت چھپی ہوتی ہے،
تیز بھاگنے والے جانوروں کو دور نکالی دیا اور جب
پرندے کا شکار کرتا ہے تو انھیں وقت پر لے آتا ہے،
اور تم نے وہ کارنامہ دکھایا جس کے نمونے
دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں،
ایسے سفید اور زرد جن کے گرنے کی جگہ

روضا تفتح من شقیق بھار
من کل موشی الادیم مفوق
رقمت ید ائعہ ید الاقدار

اس باغ سے مشابہت رکھتی ہیں،
جس میں بہار کے پھول کھلے ہوں،
جن کی بالائی سطح منقوش اور نفیس ہو، جس کی
نقش ونگاری کلیوں نے کی ہے،

خلط البیاض بصفرۃ فی لونہ
فتری اللجین یشوب ذوب نضار
او اشعل راق العیون کانہ
غلس تخالط سدفۃ بنھار

اس کے رنگ میں سپیدی زردی سے مل گئی،
جیسے سونے پر چاندی کا کام ہو،
یا آگ کے مثل روشن و نظر فریب ہے،
معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی تاریکی یک بیک روشنی
سے مل گئی،

سرحت بمخضر الجوانب یانع
تنساب فیہ اراقم الانھار
قدار ضعتہ الساریات لبانھا
وحللن فیہ ازرۃ النوار
اخذت سعودک حذرھا فلحکمۃ
اغرت جفون المزن باستعبار

ایسے سرسبز چراگاہوں میں چھوڑ دی گئی ہیں جہاں
نہریں سانپ کی شکل میں رینگتی نظر آتی ہیں،
جنھیں رات کو برسنے والی بدلیوں نے
اپنا دودھ پلایا ہے جس سے کلیاں کھل گئیں،
تمھاری خوش اقبالی نے اُس سے احتیاط کیا،
آخر کسی حکمت ہی کے سبب بدلیوں کی آنکھوں سے
سیلاب اشک جاری ہوا،

لما ارتک الشمس صفرۃ حاسد
بجبینک المتالق الانوار

جب آفتاب نے تمھیں وہ زردی دکھائی جو
تمھارے روشن، چمکدار چہرہ سے حسد کے بار
سے اس پر آگئی تھیں،

نفثت علیک السحب نفثۃ معوذ
من عینھا المتوقع الاضرار
فارفع لواء الفخر غیر مدافع
واسحب ذیول العسکر الجرار

بدلیوں نے تعویذ کے طور پر تمھیں پھونک دیا،
تاکہ آفتاب کی نظر بد کا اثر نہ پڑے)
پھر کیا ہے، فخر کا جھنڈا بلند کرو،
تمھارا کوئی مقابل نہیں اور بڑی فوجوں کے ساتھ
حملہ کرو،

واھنأ بمقدمک السعید مخولا

اور اپنی مبارک آمد سے مسرور رہو،

ماشئت من عز ومن انصار

اس لئے کہ تم بے پایاں عزت اور مددگاروں کے مستحق ہو،

قد جئت دارک محسنا ومؤملا
متعت بالحسنی وعقبی الدار

میں تمہارے دربار میں امید لے کر حاضر ہوا ہوں خدا تمہیں نیکی اور آخرت میں مرتبہ عطا کرے،

والیکما من روض فکری نفحة
شف اثناء بہا علی الازہار

اور یہ میرے باغ فکر کی لپٹ تحفہ میں پیش ہے،
جس کی تعریفیں پھولوں کی غمازی کریں گی،

تغزل میں کہتے ہیں:-

رضیت بما تقضی علی وتحکم
اھانت فاقصی ام اعزفا کرم
اذا کان قلبی فی یدیک قیاده
فما لی علیہ فی الھوی اتحکم
علی ان روحی فی یدیک بقائہا
بوصلک تحیی او بھجرک تعدم
وانت الی المشتاق نار وجنة
ببعدک یشقی وبقربک ینعم

تمہارے فیصلے اور حکم پر میں راضی ہوں،
خواہ ذلت کی انتہا ہو یا عزت کی سربلندیاں ہوں،
جب میرے دل کی باگ تمہارے ہاتھوں میں ہے
پھر میں محبت میں بڑھ بڑھ کر کیوں بول رہا ہوں
مگر یہ کہ میری روح تمہارے اختیار میں ہے،
اُسے وصل سے زندگی عطا کرو، یا فراق سے مار دو،
تم عاشق کے لئے جنت بھی ہو جہنم بھی ہو،
وہ تمہاری نزدیکی سے شادکام ہوتا ہے اور دوری سے مبتلائے محن،

ولی کبد تندی اذا ما ذکرتم
وقلب بنیران الھوی یتضرم
ولو کان ما بی منک بالبرق ما سری
ولا استصحب الانواء تبکی وتبسم
اراعی نجوم الافق فی اللیل ما دجا
واقرب من عینی للنوم انجم
ومازلت اخفی الحب عن کل عاذل
وتبدی دموع الحب ما ھو یکتم

تم جب یاد کرتے ہو تو میرا جگر بھڑک اُٹھتا ہے،
اور دل محبت کی آگ سے جلنے لگتا ہے،
اگر بجلی کو میری سی محبت ہوتی، تو وہ نہ چلتی،
اور نہ نچھر کے ساتھ ہنستی مسکراتی،
رات کی تاریکی میں افق کے تارے گنتا رہتا ہوں،
اور رات بھر جاگتا ہوں،
اور میں ہمیشہ محبت کو ملامت کرنیوالوں سے چھپاتا رہتا ہوں،
اور محبت کے آنسو اُسے ظاہر کرتے رہے،

کسانی الھوی ثوب السقام وانه	محبت نے مجھے بیماری کالباس پہنایا،
متی صح حب المرء لاشیٔ یسقم	اور جب محبت صحیح ہو تو پھر کوئی چیز بیمار نہیں ہوتی،
فیا من لہ الفعل الجمیل سجیۃ	اے وہ، کہ اچھا کام اُسکی خصلت میں داخل ہے،
ومن جود یمناہ الحیا یتعلم	اور اُس کی سخاوت سے بدلی برسنا سیکھتی ہے،
وعند یروّی الناس کل غریبۃ	اور لوگ اس سے ایسی روایتیں کرتے ہیں،
تخط علی اصفح الزمان وترسم	جو لوح زبان پر ہمیشہ ثبت رہیں گی،
اذا انت لم ترحم خضوعی فی الھوی	اگر محبت میں میری نیازمندی پر تم
فمن ذا الذی یحنی علیّ ویرحم	رحم نہیں کروگے تو پھر کون مجھ پر شفقت کرے گا،
وو اللہ ما فی الحی حیّ ولم ینل	قسم خدا کی، قبیلے میں کوئی ایسا شخص نہیں،
رضاک وعمتہ ایادو انعم	جو ممنون کرم ہونیکے باوجود تمھاری بخشش سے
	فیضیاب نہ ہوا ہو،
ومن قبل ما طوقتنی کل نعمۃ	اور میں تو تمھارا ایسا ممنون کرم ہوں،
کانی وایاھا سوار ومعصم	گویا کہ میرے اور تمھارے احسانات کی مثل
	کنگن اور کلائی کی ہے،
وفتّحت لی باب القبول مع الرضا	اور رضامندی کے ساتھ تم نے قبولیت کا دروازہ
	کھول دیا تھا پھر کیا بات ہے کہ
فما بال ذاک الباب عنی مبھم	دروازے کا پتہ نہیں چلتا،
ولو کان لی نفس تخونک فی الھوی	اگر میرا دل تمھاری محبت میں خیانت کرسکتا
لفارقتھا طوعا وما کنت اندم	تو میں بلا ندامت، اُسے چھوڑ دیتا،
واترک أھلی فی رضاک الی الاسی	اور اپنے اہل وعیال کو تمھاری رضا پر
واسلم نفسی فی یدیک واسلم	چھوڑ دیتا اور اپنی جان تمھارے سپرد کردیتا،
اما والذی اشقی فوادی وقادنی	اسکی قسم جس نے دل کو درد و کرب میں مبتلا کیا ہے،
وان کان فی تلک الشقاوۃ ینعم	اگرچہ اس تکلیف میں بھی راحت ہے،
لانت منی قلبی ونزھۃ خاطری	تم دل کی تمنا اور قلب کی راحت ہو،
ومورد آمالی وان کنت احرم	اور مایوسی کے باوجود امیدوں کا منبع ہو،

اور ایک مختصر قطعہ ہے :-

لقد زادنی وجدا و اغری بی الجوی
ذبال باذیال الظلام قد التفا
تلوح سنانا حین لا تنفح الصبا
وتبدی سوارا حین تثنی لہ العطفا

میری محبت اور درد فراق میں اس فتیلے نے زیادتی کردی جو تاریکی کے دامن میں لپٹا ہوا ہے، نیزے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جب باد صبا تھمتی ہے اور جب ہوا رخ پھیرتی ہے تو کنگن کی شکل میں چمکتا ہے،

قطعت بہ لیلا یطارحنی الجوی
فآونۃ یبدو و آونۃ یخفی
اذا قلت لا یبدو اشال لسانہ

میں نے فراق و رنج کی رات اسی سے طے کی، کبھی ظاہر ہوتا تھا اور کبھی پوشیدہ، جب میں کہوں کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے تو اپنی زبان نکالتا ہے،

وان قلت لا یخبو ایضیاء یدکفا
الی ان افاق الصبح من غمرۃ الدجا
واھدی نسیم الروض من طیبہ عرفا
لک اللہ یا اصباح اشبہت مہجتی
فقد شفہا من لوعۃ الحب ماشفی

اور جب کہوں کہ بجھتا نہیں تو فوراً روشنی رک جاتی، تا آنکہ صبح نے تاریکی کے بھنور سے نجات دی، اور باغ کی ہوا نے اپنی خوشبو کی لپٹ بھیجی اے صبح اللہ تجھے قائم رکھے تو میرے دل سے مشابہ ہوگئی اس حال میں کہ سوز محبت نے اسے کم زور کر دیا،

اور ایک خط کے آغاز میں یہ شعر لکھے ہوئے تھے :-

ازور بقلبی معہد الانس والھوی
وانتہب من ایدی النسیم رسائلا
ومہما سالت البرق یعفو من الحمی
یبادر لادمعی مجیبا وسائلا
فیا لیت شعری والامانی تعلل
ایرعی لی الحی الکرام الوسائلا
وھل جیرتی الاولی کما قد عہدتہم
یوالون بالاحسان من جاء سائلا

میں اپنے دل میں دیار انس و محبت کی زیارت کرتا ہوں، اور ہوا کے ہاتھوں سے خطوط چھین لیتا ہوں، اور جب میں نے دیار محبوب سے نکلتے وقت بجلی سے پوچھا، جواب و سوال کیلئے آنسو فوراً پیشقدمی کرتے تھے، اگرچہ آرزوئیں بہلاتی ہیں کاش مجھے علم ہوتا، کہ کیا ہمارے اہل قبیلہ وسائل کی پرواہ کریں گے، اور کیا میرے پرانے ہمسائے دستور محبت کے مطابق سوال کرنے والے کے ساتھ نیکی کریں گے، یا نہیں،

ان کے عشقیہ اشعار میں سے یہ ہیں:-

فیادی قد تملکہ الغرام	عشق محبت پر حاکم ہے،
ووجدی لایطاق ولایرام	اور میری محبت ناقابل برداشت ہے،
ودمعی دوند صوب الغوادی	میرے آنسو بدلیوں کی بارش سے بڑھ کر ہیں،
وشجوی فوق مایشد والحمام	اور میری آہ کبوتروں کے نغموں سے کہیں زیادہ ہے
اذا ما الوجد لم یبرح فؤادی	اگر عشق میرے دل کو نہیں چھوڑتا
علی الدنیا وساکنہا السلام	تو دُنیا اور اہل دُنیا کو میرا سلام

اور کہتے ہیں موضوع خود اشعار سے ظاہر ہوگا:-

وشتمل بالحسن احوی مہفہف	ایک حسین نازک اندام
قضی ربح طرفی من محاسنہ الوطر	جس کے محاسن کو میری آنکھوں نے خوب جی بھر کر دیکھا
فابصرت اشباہ الریاض محاسنا	تو نے خوبیوں کو باغ کے مثل دکھایا،
وفی خدہ جرح بدا منہ لی اثر	اور اُس کے رخسار پر ایک زخم تھا، جس کا اثر مجھ پر ہوا،
فقلت لجلاسی خذ والحذر انما	میں نے ساتھیوں سے کہا کہ احتیاط کرو
بہ وصب من اسہم الغنج والحور	کہ اُسے شوخی اور آنکھوں کی تیراندازی کی بیماری ہے
ویا وجنۃ قد جاورت سیف لحظہ	اے وہ رخسار جو نگاہوں کی تلوار کے ساتھ ہے،
ومن شانہا تدمی من اللمح والبصر	حالانکہ وہ دیکھنے سے زخمی ہو جاتا ہے،
تخیل للعینین جرحا وانما	دونوں آنکھوں کو زخم معلوم ہوا،
بدا کلف منہ علی صفحۃ القمر	حالانکہ اسی کا داغ چاند پر نمایاں ہو گیا ہے

ص۲۳۶

اور فخر میں کیا اچھا کہتے ہیں:-

الا ئمتی فی الجود والجود شیمتی	اے بخشش پر مجھے ملامت کرنے والو،
جبلت علی آثارہا یوم مولدی	سخاوت میری پیدائشی خصلت ہے
ذرینی فلو انی اخلد بالغنی	مجھے چھوڑ دو، اگر تونگری سے میں ہمیشہ
لکنت ضنینا بالذی ملکت یدی	رہ سکتا تو میں اپنی مملوکہ چیزوں کے دینے میں بخل کرتا

ایک قطعہ ہے:۔

لقد علم اللہ انی امرؤ
أجرّر ذیل العفاف القشیب
فلو عمض الدهر اجفانہ
وفازت قداحی بوصل الحبیب
وقیل رقیبک فی غفلۃ
فقلت أخاف الالہ الرقیب

خدا جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں،
جو عفت کا دامن نہیں چھوڑتا،
زمانہ نے بارہا چشم پوشی کی،
اور وصل حبیب کے مواقع میسر ہوئے،
اور لوگوں نے کہا کہ تیرا رقیب غافل ہے،
میں نے کہا کہ میں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں جو نگہبان ہے۔

فقیہ ابوعبداللہ بن فرزدق نے کتاب "الشفاء" کی شرح کا آغاز کیا، تو ان سے کتاب طلب کی، اس سلسلہ میں اُنھوں نے یہ شعر کہے:۔

ومسری رکاب للولی قد ونت بہ
نجائب سحب للتراب نزوعہا
تسلّ سیوف البرق أیدی حداتہا
فتنهلّ خوفا من سطاها دموعها
تعرضن غربا یبتغین معرّسا
فقلت لها مراکش وربوعها

اور ایسی سست سواریوں کی گزرگاہ
جہاں ایسی بدلیاں ٹھہریں، جو زمین کی مشتاق تھیں،
اُس کے ہانکنے والے بجلی کی تلواریں کھینچتے ہیں،
اور اُس کے خوف سے اُن کے آنسو بہنے لگتے ہیں،
اُنھوں نے شب کو اقامت کیلئے پچھم کا رخ کیا،
تو میں نے اُس سے کہا کہ مراکش اور اُسکے مکانات زیادہ مستحق ہیں،

لتسقی أجداثا بہا وضرائحا
عیاض الی یوم المعاد ضجیعہا
واجدر من تبکی علیہ یراعتہ
بصفحۃ طرس والمداد نجیعہا

وہاں قبروں اور تربتوں کی سیرابی کا ارادہ تھا،
جن میں قیامت تک عیاض آرام کرتے رہیں گے،
وہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ ان پر قلم صفحۂ قرطاس پر روشنائی کے خون کے ساتھ اشک افشانی کریں،

فکم من ید فی الدین قد سلفت لہ
یرضّی رسول اللہ عنہ صنیعہا
ولا مثل تعریف الشفا بحقوقہ
فقد بان فیہ للعقول جمیعہا

دین پر ان کا کتنا احسان ہے، وہ اعمال
رسول اللہ کو خوش کرنے والے ہیں
اور شفا ایسی کتاب کی تعریف کسی کی نہیں ہو سکتی،
اسمیں کمال عقل کی بہترین مثالیں نمایاں ہوگئیں،

بمرآۃ حسن قد جلتہا ید النہی

فاوصافہ یلتاح فیہ بدیعہا
نجوم اہتداء والمداد یحجبہا
واسرار غیب والیراع یذیعہا
لقد حزت فضلا یا ابا الفضل شاملا
فیجزیک عن نصح البرایا شفیعہا
وللہ ممن قد تصدی لشرحہ
فلباہ من غر المعانی سطیعہا
فکم مجمل فصلت منہ وحکمۃ
اذا کتم الادماج منہ تشیعہا
محاسن والاحسان یبدو خلالہا
کما افتر عن زہر البطاح ربیعہا
اذا ما اجلت العین فیہا تخالہا
نجوما بآفاق الطروس طلوعہا
معانیہ کالماء الزلال الذی صرے
والفاظہ دُر یروّی نصیعہا
ریاض سقاہا الفکر صوب ذکائہ
فاخصب للوراد منہا مریعہا
تفجر عن عین الیقین زلالہا
فلذّ لارباب الخلوص شروعہا

الا یا ابن جار اللہ یا ابن ولیہ
لانت اذا عد الکرام رفیعہا
اذا ما اصول المرء طابت ارومۃ

ایسے حُسن کے آئینہ میں جیسے عقل کے ہاتھ میں صاف کیا ہے،
اس میں اُن کے بہترین اوصاف ظاہر ہوتے ہیں،
ہدایت کے ستارے اور روشنائی انھیں چھپاتی ہے،
غیب کے اسرار، قلم انھیں ظاہر کرتا ہے،
اے ابو الفضل، تونے بہترین فضل حاصل کیا،
شافع محشر تمھارے اس کام کا بدلہ دے،
اس کے شارح کی نیت بھی خدا کے لئے ہے،
اس لئے کہ بہترین معانی نے ان کی ہدایت کی،
کتنی مجمل باتوں کی اس میں تفصیل ہوگئی،
اور کتنی پوشیدہ حکمتوں کے چہرے سے نقاب اُٹھ گیا،
ایسی خوبیاں جن سے نیکی ظاہر ہوتی ہے،
جیسے فصل بہار میں کلیاں کھل جاتی ہیں،
اور اس میں نظر دوڑاؤ تو معلوم ہو،
کہ کاغذ کے افق پر ستارے طلوع ہوگئے ہیں،
اس کے مطالب چھنے ہوئے خالص پانی کی طرح ہیں،
اور الفاظ موتی کے مانند،
ایسا باغ جسے فکر کی بدلی نے سیراب کیا ہے،
اور آنے والوں کے لئے اُس کا منظر شاداب ہوگیا،
یقین کے چشمے سے اس کا پانی آتا ہے،
اس لئے کہ مخلصین تلذذ کے ساتھ اس سے پیاس بجھاتے ہیں،
اللہ کے دوست کے بیٹے بزرگوں کی
گنتی میں تم سب سے بڑھ کر ہو،
جب انسان کے آبا و اجداد اچھے ہوں تو

ص ۲۳۲

فلا عجب اشبہتہا فی وعہا
بقیت لاعلام الزمان تلیدہا
ہدی ولاحداث الخطوب تروعہا

پھر جانشینوں کا ان کے مشابہ ہونا کوئی تعجب انگیز نہیں،
تم زمانے کو ہدایت کے راستے بتلانے کے لئے
اور زمانہ کی مصیبتوں کو مرعوب کرنے کیلئے سلامت رہو،

اور ان کی نظم و نثر کا ایک بہترین مجموعہ میرے پاس آیا تھا، اور اصل میں میرے یہ خط کا جواب تھا، جو میں نے بچوں کو لکھا تھا، جب کہ وہ سلطان کے سامنے منکب میں تھے، لکھتے ہیں :-

مالی بحمل الہوی یدان
من بعد ما عز التدانی
اصبحت اشکو الی زمان
ما بت منہ علی امان
ما بال عینیک تسجمان
والدمع یرفض کالجمان
ناداک والالف عنک وان
والبعد من بعد لا کوانی
یا شقوۃ النفس من ھوان
فی لجج من بحر الھوان
لم یثننی عن ھواک ثان
یا بغیۃ القلب قد کفانی

مجھے محبت برداشت کرنے کی طاقت نہیں،
جبکہ قربت دشوار ہوگئی،
میں زمانے کی شکایت کرنے لگا کہ کبھی اُس کی جانب
سے مامون نہیں رہا،
تمھاری آنکھیں کیوں اشکباری کر رہی ہیں،
اور یہ آنسو کیوں موتی کی طرح پھوٹ رہے ہیں،
تمھیں پکارا اس حال میں کہ دوست تم سے الگ ہے،
اور اس کے بعد دوری کی مثال بھی مشکل کی ہے،
دل کو اس ذلت سے کتنی تکلیف ہوتی ہے جب
مصیبت کے سمندر میں غوطہ زنی سے ہو،
مجھے تیری محبت سے کبھی پھیرنے والے نے
نہیں پھیرا، اے دل کی آرزو وہ مجھے کافی ہے،

اے شام کو منہ پھیرنے والے، تیرا سنہری ٹکڑا کہاں جاتا ہے، حالانکہ عاشق پر راستہ تنگ ہے، محبت کے آفتاب میری آنکھوں سے چھپ گئے، اور دوری نے میرے اور اُس کے درمیان پردہ ڈال دیا ہے، اور اقامت و سفر کسی حال میں بھی تیری جگہ میرے دل میں اور میں تیرے چہرہ کی تشبیہہ اور تخییل سے قانع ہونے والا نہیں تھا، اور آخر یہ تشبیہہ کے ہار تجھے کہاں سے مل گئے، جبکہ تو جعل سازی کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہے، اور تاریکی کا پردہ تیرے جسم پر صبح تک پڑا رہتا ہے، اور غروب کے بعد تیرے انتظار میں

ص ۲۲۹

قرضخواہ رہتے ہیں، جنکے ہاتھوں میں مطالبات ہوتے ہیں، اور اے بدلی کی بجلی تو کس پردے سے مسکراتی ہے اور کس صبح کی نقالی کرتی ہے، اور بدلی کے کس چہرے کی علامت رکھتی ہے، کیا دانتوں کی مسکراہٹ میرے اطراف نہیں کھیلتی، حالانکہ تیری مسکراہٹ برابر کام کرتی رہتی ہے، کبھی ہنستی ہے تو بدلیوں کو رلا دیتی ہے اور صبح و شام کی ہوا کو روک دیتی ہے جن کی آوازیں دور دور تک پہنچتی ہیں، انھیں نے بلند و پست مسافتوں کو طے کیا ہے، اور صبح کی تلوار سے بدلی کی نیام اور بجلیوں کا پرتلا بنایا ہے،" کاش یہ مجھے ان لوگوں کی خبر دیتیں، جنھیں میں دل سے محبوب رکھتا ہوں، شاید کہ یہ آرزو پوری ہو، اور اللہ ملاقات کی زمین میں ان کی سیرابی کو ملائے اور اس کی صحت بخش ہوا سے شوق کی پیاس بجھائے، اور ہماری آگ کو خلیل کی آگ سے بدل دے، اور جب میں مجاز کے لئے حقیقت ترک کرنے پر تیار نہ ہوں، بلکہ ملاقات کے پرانے قرض کی جلد ادائی پر اصرار کروں، تو ہوا سے دل بہلانے کا موقع بہت کم ہے، بہترین طبیب تو وہ ہے، جو بیمار ہونیکے باوجود لوگوں کا علاج کرے، میں صرف اللہ سے گلہ کرتا ہوں، اور کسی سے نہیں، وہ صرف ایک انسان ہے، جس کے فتیلہ پر شوق کی ہواؤں کا غلبہ رہتا ہے، حالانکہ شوق عرصہ کے بعد آزاد ہوا ہے، اور اجتماع پر فراق کو ترجیح دی ہے، اور ذوق کے بدلے صرف مشاہدہ اور بیان حال پر قانع نہیں ہوا،" اور ایسا دل جس کے ٹکڑوں کو محبت نے تقسیم کرلیا ہے، اور جس کے حصے ہر جگہ ہیں، اور ایسے غم و آلام جو دل میں جگہ پا جانے کے بعد پھر الگ نہیں ہوتے، تو حکم اللہ ہی کا ہے۔ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اے میرے وہ سردار جس کی ملاقات میرے افکار کو روشن کرتی ہے، اور قبولیت کی ہوائیں اُس کی جانب سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی زندگی دراز کرے، تاکہ میری امیدیں بھی باقی رہیں، اگر وہ دور ہوتا ہے تو اُس کے احسانات نزدیک ہوتے ہیں، اور اگر نزدیکی نہ حاصل ہوسکی، تو اس کی بخشش کا فیض پہنچ ہی جاتا ہے، اور اُس کی سخاوت کی بدلیاں اُس کے روشن ادب کے پھل پیش کرتی ہیں، اگر اُس کی انگلیاں دستگیری نہ کرسکیں، تو

اُس کی ہدایت مجسم خود مہربان ہو جاتی ہے، اے میرے سردار، جس کی بڑائیاں مشہور اور میرے ساتھ خاص طور پر بھی ہیں، اور جس کی تعریف کی خبریں خدام میں ہمیشہ بیان کی جاتی ہیں اور ایسی مدح وثنا جو سب کو حیرت میں ڈال دیتی ہے، اور ہر ایک اُس کے دیدار اور اس کی خوشہ چینی سے مراد پالیتا ہے، اور جس کے فرزندوں میں داخل ہونے کا شرف مجھے بھی حاصل ہے، اور اُن کی عنایت سے خاکسار بھی خدام خاص میں شمار ہوتا ہے، تیری بھلائی کی اللہ نگہبانی کرے، جو تمام نیکوکاروں کی خبر گیری کرتا ہے، رہا، آپ نے جو دور رس اور شیریں معانی بیان کئے ہیں، آپ کے نایاب معانی نیز بہترین اسلوب بیان کی تعریف سے زبان وقلم عاجز ہے، اور بڑے بڑے فصحا اور بدیع وبیان کے علما بھی اسکا مثل پیش نہیں کر سکتے، تو میں نے برجستہ گوئی کا گھوڑا عجلت کے میدان میں چھوڑا ہے، طبیعت اس میں جولانی دکھانے سے عاجز آگئی تھی، تو معلوم ہوا کہ اس خط کے پڑھنے والے کا فرض ہے کہ اس میدان میں پیروی کا قصد نہ کرے، اور حضور کے قلم کو مرد میدان مان لے اور پرانے اخلاق کو ترک کر کے حضور کے اخلاق کی اتباع کرے، جو سراسر نور ہدایت ہے، اس لئے کہ وہ خدا کی قسم اُسے باقی رکھیں گے، اور مہلکات ایام سے بچائیں گے، جبکہ شکایت کی حد ہو چکی، اور دوری کی دست درازیاں بہت ہو چکیں، اور مجرموں سے عتاب کا حکم اُٹھالیا، اور اس واسطہ کی نگہداشت کی، جس کا ذکر کتاب اللہ میں آیا ہے، اور جسے چاہا اپنے انعام سے سرفراز کیا، اور اپنا ارادہ خدا کی رضا مندی پر مرکوز کر دیا، اس لئے آپ کو علم ہے کہ کامیابی کی صورتیں انھیں کی رائے کے مطابق نمایاں کی جاتی ہیں، اور اُن کے پاکیزہ فکر کے نتائج عام ہوتے ہیں، اللہ اُن کی بہترین نعمتوں کا بدلہ دیگا، اور اُن کے بلند مرتبوں کی نگہداشت کرے گا، جس کے وہ زیادہ مستحق ہیں، اور گفتگو طویل ہوئی اور قلم رک گئے، اور ہمارے سردار — خدا اُن کو حیات دے — کے لئے فضل اور برکت ہے اور دونوں جہاں میں اُن کا مرتبہ بلند کرے، اور اُنکے خادم ابن زمرک کا سلام خصوصی قبول ہو اور ان پہ خدا کی رحمت اور برکتیں

نازل ہوں، نوشتہ ۱۵ رجمادی الاولی ۷۶۹ھ اور اسی طرح ایک رواں عبارت میں مجھے اس طرح خطاب کیا: "میرے علوم کے مالک اور ان کا فائدہ پہنچانے والے اور میرے ولی نعمت اور احسانات کو بار بار دہرانے والے، اور میرے مرتبہ کو بلند کرنے والے، میری امیدوں کے منبع، جن کی نعمتیں مجھ پر پے در پے ہوتی ہیں، اور اُن کے احسانات مجھ پر بہت ہوتے ہیں، ان کے احسانات کے شکریہ سے عجز کا اقرار کرتا ہوں، جنھوں نے دل اور ہتھیلیوں کو بھر دیا ہے، اور زبان تو زبان، آنکھیں اُن کی تعریف میں زبان کا کام کر رہی ہیں، اور ان کے وہ مختلف احسانات، اور بار بار ہونے والی نوازشیں، تو اب میں اس شخص کی تعریف میں کیا کہوں، جس نے مجھے آگے بڑھایا اور مجھے اپنی طرف منسوب ہونے کے بہترین مواقع دیئے، اے، اللہ، اس ذات بابرکات کو ہمیشہ قائم رکھ، جس کی خدمت میرے لئے باعث فخر ہے اور جن کے احسانات کا بار گردن پر ہے،

صف ۲۴۰

خلیلی ھل ابصرتما او سمعتما	اے میرے دوستو، کیا تم نے ان لوگوں میں سب سے زیادہ شریف آدمی کو
باکرم من تمشی الیہا عبیدھا	دیکھا ہے، جن سے غلام اُن کا رخ کرتے ہیں،

اے اللہ، مجھے اس کرم گستر کے شکریہ کی طاقت دے، جس کی عنایتوں نے شکر کی پیٹھ بھی گراں بار کر دی ہے، اور انتہائے تعریف کی حوصلہ افزائی کی ہے، اے خدا، ان کی زندگی ہمیشہ قائم رکھ، اور ان کی درازیٔ عمر سے اسلام اور غلاموں کو شاد کام کر، اور ان کے علم کی برکت سے جہاد کا نام باقی رکھ،

اے بہترین مددگار اور اشرف ترین انسان جس کے سامنے دست سوال دراز کیا جائے، اے میرے سردار؟

ایسی تعریف جو مشتاق دیدار آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے اور اشتیاق کی پیاس بجھا دے، ہم جس طرح حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس طرح یہ غلام زیارت کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے حال نہیں پوچھا کرتے تھے، لیکن میں خود حال دیکھتا ہوں، اور انشاء اللہ اسی کے مطابق عمل ہوگا، اور

اگر میرے مالک اللہ ان کی عنایت اور خیال کو قائم رکھے ۔ غلاموں کے سفر اور راستہ کی تکالیف کا حال دریافت کریں، تو خدا کے فضل سے یہ زیادہ نہیں، اور ہم لوگ امن و امان کے ساتھ منکب پہنچے، اس حال میں رکاب والا کی ہمراہی کا شرف برابر حاصل رہا، اور ہم لوگ نہایت آرام و سکون کے ساتھ قصبے میں مقیم ہوئے، اللہ آپ کی ملاقات سے جلد بہرہ ور فرمائے، اور جناب کی جانب سے مسرت بخش خبریں سننے میں آئیں، اور جب مقیم ہوگئے اور یہ غرض پوری ہوگئی تو ادائے واجب کے لئے فوراً یہ عریضہ حاضر خدمت کیا، اور حضور کے خطاب سے اسکا آغاز کیا، والسلام،

پیدائش ۱۴ر شوال ۳۳ھ کو ولادت ہوئی،

محمد بن احمد

نام ونسب محمد نام کنیت ابو عبد اللہ ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن احمد استجی ۔ مالقہ کے رہنے والے تھے، اگرچہ اصلی وطن استجہ تھا، ان کے آبا و اجداد مالقہ کو منتقل ہوگئے تھے،

حالات محمد استجی کا علماء میں شمار تھا، ادب میں زیادہ شہرت تھی مگر باوقار تھے، انکا خاندان علم و دینداری میں ممتاز تھا، اپنے شہر ہی میں تعلیم دیا کرتے تھے، پھر جامع کبیر میں صحیح بخاری کا درس دینے لگے، اور آخر میں غرناطہ آگئے تھے، استاذ فرماتے ہیں، کہ یہ اپنے زمانہ کے بہترین باوقار ادبا میں تھے، ان کا خاندان علم و وجاہت میں ممتاز تھا، نظم و نثر دونوں ان سے منقول ہے،

شاعری وزیر ابو محمد عبد المنعم بن سماک کی تحریر سے منقول ہے، وزیر ابو محمد استجی کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ استجی ادیب بے مثال اور شاعر باکمال تھے، انھوں نے اپنے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرکے بیس سال کی عمر میں مسند تدریس کو زینت دی، مشہور عالم

استاذ ابو العباس الوزعی سے انھیں قرابت تھی، اُن کا ایک قصیدہ ہے، جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:-

"ما للنسیم لدی الاصیل علیلا"	آخر ہوا شام کو بیمار کیوں معلوم ہوتی ہے؟

اسی قصیدہ کا ایک شعر ہے:-

حتی النسیم اذا الم باد ضہم	ہوا بھی ان کی زمین سے گزرتی ہے
خلعوا علیہ رقۃ ونحو لا	تو اُسے وہ کمزوری اور نزاکت کا لباس پہنا دیتے ہیں

اور اسجی فرماتے تھے، کہ استاذ ابو العباس بار بار اس شعر کے پڑھنے کی فرمائش کرتے اور فرماتے، کہ بیشک تم میرے عزیز ہو، اسجی ۶۳۹ھ میں غرناطہ آئے،

مصیبت میرے استاذ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ یوں ہوا کہ کتاب اللہ کے بعض ادبی استشہادات اسجی نے لکھے اُس پر کچھ لوگوں نے نقد کیا، جس کا انھوں نے برا اثر لیا، اور ایسی باتیں بیان کیں جس سے فہم وعقل متنفر ہوتے ہیں، اور ہر موقع کی گفتگو اسی کے مناسب ہونی چاہیئے، اور غلطیوں سے سلامتی کا ادعا کون کرسکتا ہے، اسی وجہ سے وہ گوشہ نشین ہوگئے، حالانکہ اس سے اُن کی کم علمی نہیں ثابت ہوتی تھی، اور غرناطہ میں گوشہ نشین ہوگئے، جس کے بعد آخرت کی راہ لی،

اشعار محمد اسجی کی ایک نظم درج کی جاتی ہے، موضوع خود اشعار سے معلوم ہوگا:-

تقوا فی ربا نجد ففی القلب مرسلہ	نجد میں ٹھہرو، اس لئے کہ دل میں اُس کی بنیاد مستحکم ہے،
وغنوا اذا البصرتم نحو مغناہ	اور جب اُس کی منزلیں نظر آئیں تو نغمہ سرائی کرو،
اما ھذہ نجد اما ذا ھو الحمی	کیا یہی نجد نہیں ہے، کیا یہی دیار جاناں نہیں ہے؟
فہل عمیت عیناہ ام صم اذناہ	کیا اُس کی آنکھیں بے نور ہوگئی ہیں، یا کان پھوٹ گئے ہیں،
دعوہ یوفی ذکرہ بلسانہ دیون ھواہ قبل ان یتوفاہ	اسے چھوڑ دو، کہ اُس کی زبانی یاد ملنے سے بیشتر محبت کے قرض ادا کرے،

ولا تسألوه سلوة في لمن ومر
برياضتنا من قد شاب في الحب فواده

اور اسی حال میں محبت میں اُسے تسکین نہ دو،
اُس شخص کی طرح جو محبت ہی میں بوڑھا ہو گیا ہو

ايحسب من أبلى فؤادي بحبه
باني اسلو عنه حاشاه حاشاه

کیا مجھے مبتلائے محبت کرنے والا خیال کرتا ہے،
کہ میں اُس سے غافل ہو جاؤں گا، ہرگز نہیں ہرگز نہیں،

متى عذر الصب السكئيب وفي له[1]
فان معناه احق بمعناه

ويا سائقا عيس الغرام بلومه
وكل اذا يغشاه في الحب يخشاه

اس لئے کہ اس کا مبتلا اُس کی سزا کا زیادہ مستحق ہے،
اے محبت کی سواری کو ملامت سے ہانکنے والے
جب آدمی محبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے،

ارحها فقد ذابت من الوجد والسرى
ولم يبق الا اعظمها وبقاياه

اسے چھوڑ دو، اسلئے کہ وہ محبت اور شب نوردی سے باعث گھل گئی ہے
اور ہڈی اور پوست کے سوا اُس میں کچھ نہیں رہ گیا،

ويا صاحبي عج بي على الخيف من منى
ويا ذا التقى من لي باني ألقاه

اے میرے دوست منیٰ کے قریب خیف میں ذرا ٹھہرنا،
اور کون ذمہ لے سکتا ہے کہ میں اُس سے ملوں گا،

وعرّج على واد العقيق فانني
اسائل عمن كان بالامس سكناه

تو وادیٔ عقیق پر ذرا ٹھہر جانا کیونکہ میں ان لوگوں
کا حال دریافت کروں گا جو کل وہاں مقیم تھے،

وقل لليالي قد سلفن بعيشه
وعمر على رغم العذول قطعناه

گزرے ہوئے زمانہ اور اُس زندگی سے پوچھو جسے ملامت
و دشنام کے باوجود ہم نے طے کیا ہے،

هل العود ارجوه ام العمر ينقضي
فاقضي ولا يقضي الذي اتمناه

کیا وہ زمانہ واپس آئے گا، یا زندگی ختم ہو جائیگی،
اور میں مرجاؤں گا، لیکن تمنا پوری نہ ہوگی،

اساتذہ

محمد الشجی کے اساتذہ کے نام اور تبحر علمی کا بہترین نمونہ اس اجازت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے انھوں نے ابوالولید اسمٰعیل ایادی کو عطا کیا تھا، اُسے اجازت نامہ میں لکھتے ہیں:-

لاح لي عند نفحة بستان من الورد من الياسمين
نظرة والتفاته اتمنى ان تكون حلت فيما يليني

باغ کے گلاب و یاسمین کی خوشبو
اور ایک ایسی نگاہ اور توجہ کے ساتھ وہ ظاہر ہوئی
کہ میری تمنا تھی کہ وہ میرے دل میں پیوست ہو جاتی،

[1] اس شعر کا مفہوم سمجھ میں نہیں آیا، لہذا اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

ص ۲۴۳

یہ روشن نور کیسے ہیں، اور یہ خوشبو کیسی ہے، سچ تو یہ ہے کہ مجھے علم کی بو آتی ہے، اور نعمت ربانی کی نوازش ہو رہی ہے، جس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے، کیا میرے گھر کا مشک لٹایا جا رہا ہے، یا آگ میں صندل ڈال دیا گیا ہے، ایسا تو نہیں، کہ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور وہیں سے یہ معطر ہوا آرہی ہے، اور احسان الٰہی کا نمونہ ظاہر ہو رہا ہے،

محیاک ام نور الصباح تبسما	تمہارا چہرہ یا صبح کی روشنی مسکرائی،
وریاک ام نور الاقاح تنسما	تمہاری خوشبو یا اقاح کی لپٹ آئی،
فمن شم من ذا المختراق شمہ	جس نے اُس کی بو سونگھی اُس کی قوت شامہ لطیف ہو گئی،
ومن شام من ذا المختراق مبسما	جو ایک جلوہ سے سرفراز ہوا، اس کا چہرہ تابناک ہو گیا،

ہاں انسان عجلت پسند کہا گیا ہے، لوگوں کو علم کے سمجھنے اور اس کے سننے کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اکرم (ص)، نے فرمایا کہ جنت کے باغ دیکھو تو اس میں چرو، اس سے مراد وعظ و پند کی مجلسیں، نظر و فکر کی محفلیں، مناظرے کا میدان، اور خطیبوں کے کمرے ہیں، چنانچہ اس وقت یہی ہو رہا ہے، اور جواہر نحو یہ ایک ہار میں پروئے گئے ہیں جس سے اس وقت روشنائی کے مشک اور کاغذ کے کافور کے درمیان خوشبو پھیل رہی ہے، اے یگانۂ روزگار، علم اور ایسا علم، جس کی امانت کی ناشکری نہیں ہو سکتی، تو نے بادشاہوں کے علم کو جمع کر لیا ہے اور علم و دانش کا واضح راستہ اختیار کیا ہے، اس لئے حکما اور علماء کے سوا کسی کو فائدہ نہیں ہوا، اسی لئے عالم دانائے روزگار اور عالم بے بدل نے فرمایا ہے کہ امرا کی خدمت میں لطف اور مہربانی طلب کرتے ہوئے علوم اور نوازشوں کے ثمرے، حاصل کرتے رہو، اور انھیں اسطرح سکھاؤ، گویا کہ تم اُن کی دست بوسی کرنا چاہتے ہو، بلکہ ایسا معلوم ہو کہ تم ہی اُنکے شاگرد بننا چاہتے ہو، اور جب سعی و تلاش کے بعد کچھ علم حاصل ہو چکے تو دور نہ ہو جاؤ، جیسا کہ نحویوں نے "یکرم" اور "یعد" میں کیا ہے، اور اگر تم اپنے سے کم سے پڑھو، اور ایسے لوگوں سے اجازت طلب کرو، جو خود تمھاری خدمت سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں، تو کوئی تعجب نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ (ص)

سے حضرت جبریل نے فرمایا تھا کہ حضرت ابی ابن کعب کو قرآن سنائیں تو حضرت ابی ابن کعب نے کہا کہ کیا حضور کو علم ہوا ہے کہ خادم کو قرآن سنائیں، اور کیا نوازش خداوندی اپنی طرف مجھے پکارتی ہے؟ تو اگر مجھے "مخدوم" کے لفظ سے یاد کرے، اور اپنی زینت کے لئے یہ لباس مستعار لینا چاہے تو دوستوں پر کوئی اعتراض نہیں، اور طبیب کو اپنے مریضوں کے بارے میں پورا اختیار حاصل ہوتا ہے، کبھی انسان حصول مقصد کے لئے سفر کرتا ہے اور مشقت سے کام لیتا ہے، پس اگر تم نے عاجزی سے یہاں قیام مناسب سمجھا، تو تم نے برا نہیں کیا، اور اپنے علم بے پایاں میں چند قطروں کے اضافے طلب کرتے ہیں کوئی حرج نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے، اسے ظاہر کرنا جائز نہیں، اور یہ اس کی خدائی کے اسرار ہیں، وہ جسے چاہے اپنی عنایت سے سرفراز کرے، اگرچہ تم نے عاجزی کا لباس زیب تن کر لیا ہے، اور اس عاجزی پر ظاہری ترفع کا پردہ ڈال لیا ہے، تو یہ ثریا بھی عجائب سے ہے، اپنی انتہائی اوج و بلندی میں نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے، جہاں کہ اسکے وجود حسی کی انتہا عدم کے برابر ہے اور شکل و صورت میں آثار قدم سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں رہتی، اور جب جھکتی ہے اور مغرب میں گرتی ہے، پھر بھی وہ سر بلند ہی رہتی ہے، اتنا ضرور ہوتا ہے کہ نگاہیں اس کے دیدار سے محروم نہیں رہتیں،

صفحہ ۲۳۴

فی الشرق کاس وفی مغربہا	مشرق میں پیالہ ہے، اور مغرب میں بالی،
قرط وفی وسط السماء قدم	اور آسمان کے وسط میں قدم ہے،

یہ عاجزی کی مشہور اور عام نشانیاں ہیں، بعض لوگ خیرات اس طرح دیا کرتے تھے کہ دینے والوں کے ہاتھ مانگنے والوں سے نیچے ہوتے، اسیطرح تمام مانگنوں کی چیزوں میں جب زبان نبوی سے ارشاد ہوا کہ (الید العلیا خیر من ید السفلی) بالائی ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے افضل ہے، تو بلند مرتبہ کے حصول کو ترجیح دی، اور جب حضرت ابوبکر نے اپنا تمام مال حاضر کر دیا، تو حضرت عمر نے صرف نصف مال کچھ مال کی محبت کی وجہ سے نہیں لائے، بلکہ اس لئے کہ

حضرت ابوبکر کے مرتبۂ کمال کے مقابلہ میں اپنے کو کوتاہ دکھلائیں، تاکہ اہل دل واصحاب احساس کی تنبیہ ہو جائے، اور دیکھا گیا ہے کہ مشہور محدث دارقطنی کے والد اُن کی رکاب تھامے ہوئے ہیں، لوگوں نے اُنسے سبب دریافت کیا، جواب دیا کہ وہ ایک فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو میں اس کی مخالفت کیوں کروں،

فوق السماء وفوق الزهر ما طلبوا حتی اذا ما ارادوا غایۃ نزلوا	آسمان اور ستاروں کی بلندی پر نہیں طلب کیا، بلکہ مقصود تک پہنچنے کے لئے نیچے اُتر پڑے،

اور اللہ اس حد تک تمھاری نگہبانی کرے، اور نیکیوں سے بہرہ ور کرے، میرے پاس مبارک کا غذات آئے، جو آپ کے تبحر علمی و علم دوستی کا پتہ دیتے ہیں، اجازت کی عبارتیں بھی نظر سے گزریں، گویا میرے پاس ایک معزز خط آیا ہے، جو ابوالولید کی جانب سے ہے اور جس کا آغاز اللہ کے نام سے کیا گیا ہے، تو میں متحیر رہا، گویا کہ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے، اور میں بول اُٹھا، کہ دو جادوگر جمع ہو گئے ہیں حالانکہ ایک ہی میرا کام تمام کرنے کیلئے کافی ہے:-

فلو کان رمحا واحدا لاتقیتہ ولکنہ رمح وثان وثالث	اگر ایک نیزہ ہوتا، تو میں اس سے ڈرتا لیکن وہاں تو دوسرا اور تیسرا بھی ہے،

اور جو راگ و نغمہ کا شائق ہو، اُس کا کیا پوچھنا، ادب و بلاغت دیکھ کر روح وجد میں آگئی، اور اپنی فکر کا آسمان، مجھے پھٹتا ہوا معلوم ہوا، ایسا نظر آتا تھا کہ ہوا سے مل جاؤں گا،

کانت جواهرنا اوائل قبل ذا ان فالان صارت بالتحول تبید ان وجدت وراء الحسن وهی کثیفۃ فوجودها الان فی الاذهان	ہمارے جوہر؟ اب انقلاب و تغیر سے ہلاک ہونے لگے، کثیف ہونے کے با وجود اسے حسن سے ورا پایا، تو اب اس کا وجود ذہن میں ہے،

اور تم نے صرف اس ادب دل نواز کے عطیہ پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مجھ سے اس کے معارضہ کی فرمائش کی، بھلا میں متنبی یا ابوتمام کی نظموں کے مقابلہ میں

ص ۲۴۵

کیا کہہ سکتا ہوں، یا حارث ابن اسد کے مثل تصوف کی چاشنی کہاں سے لاؤں، میدان حدیث کے راہرو تو امام مالک ہیں، مگر یہ کہ اس میں خلیل کے سوا کوئی راہبر نہیں، لیکن دین کے اصول اپنے قواعد پر جاری ہیں، اور ایسی عملیت کے باعث جو تمام خوبیوں کی جامع ہے،

اور خوبی کو ترک کرنے سے اس کا انکار نہیں ہو سکتا،........

اور تمام خوبیاں اسی میں ہیں، سمندر میں کودنے والے کے لئے ڈوبنا ضروری ہے اور درخت پر چڑھنے والے کے لئے بلند ہونا لازمی ہے، کیا توحید کا مقابلہ عمل سے یا بجلی کا اونٹ سے ہو سکتا ہے، اور یہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ سکتا ہے، اور کیا زمین پر گرنے کے لئے اُس نے ایسا کیا ہے،

بادشاہوں کا لوہاروں سے اور فلاسفۂ یونان کا معمولی پیشہ وروں سے کونسا مقابلہ ہے، کل اور آج اور تاریکی و آفتاب کا کیا مقابلہ ؟ اگر تمہاری خوبیوں کی بارش عام نہ ہوتی تو میں متنبی کا یہ شعر پڑھتا:-

ص ۲۴۶

اذا شاء ان یلھو بلحیۃ احمق اراہ غباری ثم قال لہ الحق	جب وہ کسی بیوقوف کو بنانا چاہتا ہے تو اُسے وہ میرا پتہ بتا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے ملو،

کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں لنگڑے گھوڑے سے خراب زمین میں مقابلہ کروں گا، .... کہ اس تاریکی میں وہ روشنی ظاہر ہوئی، اور چیزیں اپنی ضد ہی سے پہچانی جاتی ہیں:-

وما ینکو بیاض العاج حتی یضاف الی بیاض الابنوس	ہاتھی کے دانتوں کی سفیدی نہیں ظاہر ہوتی، جبتک اُسے آبنوس کی سیاہی سے نہ ملایا جائے،

آپ کے الفاظ نہایت نرم اور موثر ہیں اور ایسے معانی پر مشتمل ہیں جو شریف آدمی کے دل پر قبضہ کرلیں، اور آپ کے بیان میں آب و تاب اور زبان میں خوبیاں ہیں،

وقالوا ذاک سحر باھلی فقلت وفی مکان الھاء باء	لوگوں نے کہا کہ یہ باہلی جادو ہے، میں نے کہا کہ ہ کی جگہ ب ہے،

رہے، ابوالولید کے کمالات، تو ان سے ابوتمام اور بحتری بھی عاجز ہیں :-

معان لبسن ثیاب الجمال	ایسے معانی جنھوں نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا ہے
وھزت لھا الغانیات القدودا	جن کو دیکھ کر حسین عورتیں بھی جھوم جاتی ہیں،
کسون عبید اثیاب عبید	جیسے عبیدبن الابرص (مشہور شاعر) کو غلاموں کا لباس پہنا دیا ہو،
واضحی لبید لدیھا بلیدا	اور لبید اُن کے سامنے بیوقوف ہو گیا ہو،

اور تمھارے راہوار طبع کی اس جولانی سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوا، جبکہ تم کو یہ کمالات بنو ایاد سے ترکہ میں ملے ہیں، اور یہ قدرت قس بن ساعدہ سے ملی ہے، کیا تم ہی اپنے دادا کی جگہ تھے، جس کے بارے میں رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں گویا اُسے سوق عکاظ میں خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار دیکھ رہا ہوں اس حال میں کہ وہ اپنی مشہور تقریر کر رہا ہے، جس کے ابتدائی جملے یہ ہیں :- "مطرو نبات و اباء و امھات"، تاآنکہ یہ شعر پڑھے :-

فی الذاھبین الاولین	پہلے مرنے والوں میں
الی القبور لنا بصائر	ہمارے لئے عبرت ہے،
لما رأیت مسیرھم	جب میں نے انھیں جاتے ہوئے دیکھا
والرکب فی الفلوات سائر	اس حال میں کہ قافلہ میدانوں میں چل رہا ہے
ایقنت انی لامحا	میں نے یقین کیا کہ ایک دن میرا بھی یہی
لۃ حیث صار القوم صائر	انجام ہونے والا ہے،

خیر آمدم برسر مطلب جناب مکرم نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں خامہ فرسائی کروں تاآنکہ قلم خون آلود ہو جائے، اور یہ کہ قلم کی روشنائی سے کاغذ کی پلکوں میں سرمہ لگاؤں اور کاغذ اور سیاہی سے تاریکی و روشنی کا اجتماع کروں اور سوسن کی سپیدی پر اُس کی سبزی کا نقش و نگار بناؤں، اور بنو عباس کے جھنڈے کے نیچے سپید علم بلند کروں، تو میں ناچار تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا،

لبیک لبیک اضعافا مضاعفۃ	ایک بار نہیں، ہمیشہ خدمت کے لئے میں نے
انی اجبت لکن داعی الکرم	لبیک کہا، مگر اے داعی شرف!

انی من المجد امر لامر دلہ امشی علی الراس فیہ لا علی القدم	جناب کا ایسا حکم ملا ہے جس کی تعمیل میں قدم کے بجائے سر کے بل چلوں گا،

اور ایسی دعا کروں گا جو اللہ کی درگاہ میں مقبول ہوگی، اور ایسی پکار ہوگی جو ضرور سنی جائے گی،

کتبت ولو اننی استطیع لاجلال قدرک بین البشر قددت الیراعۃ من انملی	میں نے لکھا، اور اگر میں انسانوں میں تیرا رتبہ بلند کرنے کے لئے کچھ کرسکتا تو اپنی انگلیوں کو قلم بناتا،
وکان المداد سواد البصر	اور آنکھوں کی سیاہی روشنائی کا کام دیتی،

ہاں! فقیہ جلیل، خطیب شہرۂ آفاق عالم بے نظیر صاحب حسب خاندان ابوالولید بن فقیہ اکرم مرحوم ابوزکریا یحییٰ بن سعد قرتبی ایاد ی غزموی اور اُنکے بلند اقبال صاحبزادگان ابوالقاسم احمد اور ابوالحسن علی کو اجازت دی، اللہ اُن سے بزرگی کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے، اور خوش اقبالی کے آسمان پر وہ بدر کامل بن کر چمکیں، اور ہمیشہ شرف و عزت کی برکات حاصل کرتے رہیں، اور عنایت ربانی اُن کے لئے حوض کوثر کا چشمہ جاری کردے، میں نے انہیں اپنے تمام روایتی علوم کی سماعت قرأت کی اجازت دی، تمام علوم و فنون کی روایت اور نقل کی جس طرح پر وہ چاہیں اُن کو اجازت دی، اسیطرح میں نے اپنے تمام کلام نظم و نثر اور تمام مصنفات کی روایت کی اجازت دی جس میں یہ کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

(۱) قصائد روحانیات و معشرات الحسنات،
(۲) منظومات و تریات،
(۳) ظہور الاعجاز بین الصدور والاعجاز شرح دیوان متنبی
(۴) شمس البیان فی لمس البتیان،
(۵) الزھرۃ الفائحۃ فی الزھرۃ اللائحۃ،
(۶) نفخ الکمامات فی شرح المقامات،

ص ۲۴۸

(۷) اقتراح المتحلین فی اصطلاح المتکلمین،
(۸) کتاب التصور و التصدیق فی التوطئۃ لعلم التحقیق،
(۹) رقم الحلل فی نظم الدول
(۱۰) مفتاح الاحسان فی اصطلاح الاحسان،

اس کے علاوہ ان تمام منظومات اور فتاویٰ کی اجازت دی جو سلطان کی شان میں کیے گئے ہیں اور اللہ عزوجل سے التجا ہے کہ اپنی عنایت سے ہمارے اعمال کو خالص بنائے، اور فقیہ محترم اور ان کے صاحبزادوں کو اجازت ہے، کہ وہ "انبانا" "اخبرنا" "حدثنا" یا اور کسی لفظ سے روایت کریں، مگر یہ کہ اسناد کے شروط کا خیال ضروری ہے، اللہ تعالیٰ آپکے کمال کو قائم رکھے، اور دونوں جہاں میں سرخرو کرے ۔ اور ممکن ہے کہ وہ میرے اساتذہ کا نام جاننا چاہتے ہوں، اللہ اُن کی روحوں کو پاک کرے اور آگ سے اُن کی شبیہوں کو دور کرے، اس لئے اساتذہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے :۔ ان میں عالم مشہور اور فاضل بے بدل، خطیب ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن ابراہیم حمیری، ساکن قرطبہ ہیں، جو سلف کی یادگار اور سلسلۂ علما کی آخری کڑی شمار کیے جاتے تھے، میں نے اُن سے قرطبہ میں ابو الطیب متنبی کا کلام پڑھا اس طرح پر کہ وہ معانی کی تشریح، الفاظ و لغت کی تحقیق، اور بدائع کی توضیح کیا کرتے تھے، اسی طرح ابو تمام کا کافی کلام اُن سے پڑھا، اور اُن سے ابو العباس المبرد کی "الکامل" سنی، اور وہ "مقامات مینی" کی روایت خود مصنف سے کرتے تھے، ان کے پاس ابو طاہر کے قلم سے لکھا ہوا تھا، نیز اُن سے "ضمری" کی کتاب "تبصرہ" بھی پڑھی، بڑھاپے کے باوجود ذہانت، تیزی طبع، اور حفظ لغت میں مشہور رہے، :۔

یروع مکانتہ و یذوب ظرفا	وقار کے اعتبار سے یا رعب اور ظرافت میں لطیف
فما تدری أشیخ أم غلام	یہ پتہ لگانا دشوار ہو جاتا تھا کہ یہ بوڑھا ہے یا کوئی نوجوان،

ہم اُن کے پاس شعر لکھ کر لایا کرتے تھے، وہ اُس میں اصلاح دیا کرتے تھے اور صاف کرنے کے بعد وہ پھر دیکھا کرتے تھے، اس میں ہمیں معلوم ہوتا تھا

کہ وہ ہم سے زیادہ اچھی طرح یاد رکھتے تھے۔ ایک جوان کی بائیں آنکھ
جاتی رہی اُس پر میں یہ دو شعر لکھ کر لایا:۔

لم تنذ احدیٰ زہرتیہ ولا انثنت	اُس کی ایک کلی نہیں مرجھاتی، اور اُس نے
عن نورہا ببدیع ما تحویہ	اپنی نیرنگیوں کو شگوفے سے الگ نہیں کیا،
لکنہ قدرام تغلق جفنہ	لیکن وہ اپنی پلک بند کرنا چاہتا ہے
لیصیب بالسہم الذی یرمیہ	تاکہ اس کا نشانہ ٹھیک بیٹھے

ص ۲۴۹

تو انھوں نے بار بار پڑھا اور یاد کر لیا، اور جب میرا ذکر ہوتا، تو بطور
تعریف کے یہ شعر ضرور پڑھتے، انھیں امام مازری سے روایت کی اجازت
تھی، نیز قاضی ابو مروان بن مسرہ، استاذ عباس اور ابو عبد اللہ بن ابی الخصال
سے روایت کرتے تھے، انھیں میں عالم جلیل، قاضی ابو محمد بن حوط اللہ
بھی ہیں، جو فقہ، حدیث، اور خطابت میں سرمایہ نازش تھے، میں نے
اُن سے مالقہ میں بہت سی کتابیں سنی ہیں، جس میں کہ فقیہ ابو العباس بن غالب
قاری ہوا کرتے تھے، قرطبہ میں وہ قاضی تھے، میں اُن سے ملا اور انھوں نے
میرے دادا اور مختلف اساتذہ سے روایت کی، اور اُن کا حلقہ بہت بڑا
ہے، انھیں میں عالم بے بدل، فقیہ اور مشہور نحوی اور ادیب ابو علی عمر
بن عبد المجید ازدی بھی ہیں، ان سے میں نے قرآن کریم اور کتاب الجمل اور
ایضاح، اور سیبویہ کی "الکتاب" اچھی طرح سمجھ کر پڑھی، میں اُن کی
خدمت میں برابر حاضر رہا، تاآنکہ انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا، وہ
اپنے زمانہ میں ذکاوت میں بے مثال تھے، ابو زید سہیلی کے شاگردوں میں
ان سے زیادہ ذکی کوئی نہیں تھا، استاذ ابو القاسم سہیلی نے امام منصور سے
کہا، کہ وہ اُن سے اچھی طرح سیبویہ کی "الکتاب" کا حق ادا کرتے ہیں، مجھے
ایک روز مخاطب کیا، اس حال میں کہ وہ ایک طالب علم کو دیکھ رہے تھے اور
میں بالکل دوسری طرف متوجہ تھا، میں نے کہا کہ "کیا"؟ تو انھوں نے کہا
کہ بعض چیزوں کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، تو میں نے کہا
کہ تاریکی صبح کو ٹالتی ہے، اس پر بہت خوش ہوئے۔

اور انھیں میں فقیہ و ادیب، اور مشہور لغوی ابو علی بن سیرین بھی ہیں، ابو القاسم سہیلی کے شاگردوں میں تھے، کم سنی ہی میں کمال حاصل کرلیا تھا، اور نو عمری ہی میں سید ابو اسحٰق الکبیر کو اشبیلیہ میں وہ قصیدہ سنایا، جبکا مطلع یہ تھا:۔

قسم بحمص وانه لعظيم لهى المقام وانت ابراهيم	میں نے حمص کی قسم کھائی تھی اور بہت مقدس قسم یہی مقام ہے، اور تم اس کے لئے ابراہیم ہو،

مجمع میں استاذ ابو القاسم سہیلی بھی تھے، قصیدہ تمام کرنے کے بعد اٹھے اور فرمایا کہ اسی دن کے لئے میں نے تمھاری تربیت میں سعی کی تھی، اور کبھی وقت کا خیال نہ کیا۔ اور فقیہ نے امیر المومنین ابو یعقوب کے سامنے یہ شعر پڑھے:۔

ص ۲۵۰

أمعشر اهل الارض فى الطول والعرض بهذ انادى فى القيامة والعرض واياك يعنى ذو الجلال بقوله	اے طول و عرض میں زمین کے باشندو میں اسی آواز سے قیامت میں پکاروں گا، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے اس قول سے تمھیں کو مراد لیا ہے،
كذلك مكنا ليوسف فى الارض	"کہ ہم نے اسی طرح یوسف کو زمین میں قوت عطا کی"

اور انھیں میں مشہور عالم، فقیہ و محدث، حافظ سید ابو محمد قرطبی بھی ہیں، میں نے اُن سے قرآن کریم روایات کے ساتھ پڑھا، اسی کے ساتھ مفردات کی تعلیم بھی ہوتی تھی، جمل اور اشعار میں بھی اُنھیں کی شاگردی اختیار کی، اور مقدم الذکر اساتذہ کی طرح اُنھوں نے بھی تمام مرویات کی اجازت دی، اور مرحوم پاکیزگی اخلاق و علم، خوش خلقی، وجاہت، وقار اور قوت حافظہ کے اعتبار سے نہایت ممتاز اور یادگار سلف تھے،

اور انھیں میں الحاج ابو عبد اللہ بن حسین بن صاحب الصلات انصاری بھی ہیں، جو ایک مشہور فاضل اور محدث، نیز زہد و ورع میں اپنی آپ مثال تھے، میں نے انھیں سے تعلیم کا آغاز کیا، اور موصوف منکسر المزاج تھے، اچھی طرح سمجھاتے اور ان کی تعلیم میں برکت ہوتی،

اور انھیں میں فقیہ جلیل المیمون النقیبۃ الآداب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، یہ مشہور عالم و محدث تھے، حج سے شرف یاب ہوئے، بہ دبار تھے، خدا رسیدہ لوگوں میں ان کا شمار تھا،

تحریر کردۂ بندۂ پر معاصی طالب رحمت حق محمد بن عبداللہ حمیری ثم اسنجی، مورخہ وسط شعبان ۱۳۱۶ھ

وفات	وزیر ابو محمد عبد المنعم بن سماک کی تحریر سے منقول ہے کہ وہ غالباً ۳۹۶ھ میں غرناطہ آئے، اور آٹھ ماہ تک مرض شکم میں

میرے والد کے گھر پر مبتلا رہے، تا آنکہ وفات پائی، فقیہ سہیل بن مالک کے روضہ میں مدفون ہوئے،

محمد بن احمد بن الحداد الوادی آاشی

نام و نسب	محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، وادی آش کے رہنے والے ہیں، جیساکہ نسبت سے معلوم ہوتا ہے،
حالات	ابو عبداللہ بے مثال شاعر اور چیستان حل کرنے میں ماہر تھے مریہ میں سکونت پذیر ہوئے اور اس کے رؤسا،

بنی صمادح کی تعریف میں مشہور ہوئے،

ابن بسام کہتے ہیں کہ یہ ابو عبداللہ دوپہر کے آفتاب اور بھلائی کی خبر دینے والے ہیں، مشہور علوم کے لئے دفتر کی مثال تھے، علوم کے راستہ میں صبح غنداں کی طرح چمکے، تمام فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی، ان کے اشعار میں گریز اور خاتمہ نہایت اچھا ہوتا ہے، اور ان کا قلم گہربار شعر و شاعری کے میدان میں خوب گل بوٹے کھلاتا ہے،

تالیفات	ابو عبداللہ کی تالیفات میں شعر کا ایک مشہور دیوان اور فن عروض میں ایک کتاب ہے،
دیگر حالات	بعض مورخین ابو عبیداللہ کے حسن مذاق کا ایک قصہ

بیان کرتے ہیں کہ اُن کے ایک عزیز قضا کر گئے تھے، اور انھیں تسلی کی ضرورت تھی، جب ہمنشیں آ گئے، اور اتفاقاً چاند میں گہن کا آغاز ہوگیا، اور انھیں اس کا یقین ہوگیا تو ستار اُٹھا کر یہ شعر گانے لگے،

شقیقک غیب فی لحدہ	تیرا بھائی قبر میں دفن کر دیا گیا ہے،
وتشرق یا بدر من بعدہ	اے بدر کامل، تو اب تک چمک رہا ہے،
فہلا خسفت وکان الخسو	تجھے کیوں نہیں گہن لگا؟
ف حدادا لبست علی فقدہ	یہ اُس کی گم شدگی کا ماتم ہو جاتا،

چاند کو خطاب کر کے بار بار یہ شعر پڑھتے رہے، یہاں تک کہ گہن نمایاں ہوگیا، اس سے لوگوں کو بہت تعجب ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ بچپن میں انھیں روم کی ایک عیسائی لڑکی نویرہ سے عشق ہوگیا تھا جس سے اُن کا ہوش و حواس جاتا رہا، اسی میں کہتے ہیں:-

حدیثک ما احلی فزیدی وحدثی	تمھاری گفتگو کس قدر شیریں ہے، تم اس
عن الرشاء الفرد المثنی المثلث	نازک اندام لچکنے والی کے اوصاف بیان کرو،
ولا تنس من ذکراہ بالقلب مؤنسی	اور اُس کی یاد کو نہ بھولنا، جو میری مونس خاطر ہے،
وان بعث الشعراء من کل مبعث	اگرچہ شعرا ہر طرف سے اُٹھیں،
واقسم بالانجیل انی لشائق	انجیل کی قسم، میں عاشق ہوں،
وناہیک من صب محق محنث	اور تیرے لئے ایک سچا، اور قسم نہ توڑنے والا کافی ہے،
ولا بد من قصی علی القیس قصۃ	قیس سے یہ فسانہ ضرور بیان کرنا چاہئے،
عساہ یغیث المدنف المتغوث	ممکن ہے وہ بیمار الم کی دادرسی کر سکے،
ولم یاتہم عیسی بادین قساوۃ	اس لئے کہ ان کے پاس عیسیٰ علیہ السلام سخت دین نہیں لائے،
فیقسو علی شیئ ویلہو لمکرث	کہ وہ سختی سے کام لے اور غفلت کو راہ دے،
وقلبی من حلی التجلد عاطل	اور میرا دل صبر کے زیور سے محروم ہے،
ہوی فی الغزال ذی نفار مرعث	جو ایک نازک اندام کج خلق کی محبت میں گرفتار ہے،
فیصبح سری کالصباح مشہرا	اس لئے میرا راز صبح کی طرح عام ہو جاتا ہے،
ویمسی حدیثی عرضۃ المتحدث	اور میری باتیں گفتگو کا موضوع ہو جاتی ہیں،

ص ۲۵۲

ویغد ویذکری بین کأس ودرو فِتر
ویشدو ویشعری بین مثنی ومثلث

باغوں میں، دور جام میں، میرا ذکر آتا ہے،
راگینوں میں میرے شعر سنائے جاتے ہیں،

بنو صمادح کی تعریف کرتے ہیں :-

لعلک بالوادی المقدس شاطئ
وکالعنبر الهندی ما انت واطئ
دانی ارانی واجداً عرف ریحهم
وروح الجوی بین الجوانح شاطئ

شاید تم وادیٔ مقدس میں اُترنے والے ہو،
اور ہندی عنبر کی طرح روندنے والے نہیں ہو،
اور میں ان کی خوشبو محسوس کرتا ہوں، اس حال میں
کہ پہلو میں درد و کرب کی روح متفرق ہو رہی ہیں،

محمد بن ادریس

نام و نسب محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، اور ابن مرج الکحل کے لقب سے مشہور تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے :- محمد بن ادریس بن علی بن ابراہیم بن قاسم، جزیرہ کے رہنے والے تھے،

حالات ابن ادریس خوش گو شاعر تھے، غزل اچھی ہوتی تھی، استاذ ابو جعفر کہتے ہیں، کہ ابن ادریس فطری شاعر تھے، انشا اچھی ہوتی تھی، فنون ادب سے دلچسپی تھی، ابن عبد الملک بیان کرتے ہیں کہ ابن ادریس اور اُن کے ہمعصر ادبا اور اُن میں سلسلۂ نامہ و پیام جاری رہا، جس سے اُن کی قابلیت آشکارا ہوئی، دیہاتیوں کی طرح بہت سادہ لباس پہنتے تھے، کہا جاتا ہے کہ بالکل ان پڑھ تھے،

شاگرد ابو جعفر بن عثمان الوراد، ابو الربیع بن سالم، ابو عبد اللہ بن الابار، ابن عسکر ابن ابی القارئ ابو محمد عبد الرحمن بن برطلۃ، اور ابو الحسن رعیني نے ابن ادریس سے روایت کی،

شاعری اور غرناطہ میں ورود شہر کے باہر لوشہ میں نہر غنداق کے کنارے شام کا وقت تھا، کہ مندرجۂ ذیل شعر کہے، اور خیال کیا جاتا ہے کہ لوشہ میں داخل ہونے والا البیرہ کے حدود میں آجاتا ہے، اور بعضوں کا

خیال ہے کہ نہر غنداق وبرجتہ کے حدود میں ہے، اسی اختلاف کے باعث اسکا ذکر آیا،

عرّج بمنعرج الكثيب الاعفر
بين الفرات وبين شط الكوثر
ولتغتبقها قهوة ذهبية
من راحتي احوى المراشف احور
وعشية قد كنت ارقب وقتها
سمحت بها الايام بعد تعذر
قلنا بها ما لنا في روضة
تهدى لنا شقها شميم العنبر
والدهر من قدم يسفه رائه
فيما مضى فيه بغير تكدّر
والطير تشدو والاراكة تنثني
والشمس ترقص في قميص اصفر
والروض بين مذهب ومفضض
والزهر بين مدرهم ومدنر
وكانه وكان خضرة شطه
سيف يسل على بساط اخضر
وكانما ذاك الحباب فرنده
مهما طفا في صفحة كالجوهر
وكانه وجهاته محفوفة
بالآس والنعمان خد معذر
نهر يهيم بحسنه من لم يهم
ويجيد فيه الشعر من لم يشعر
ما اصفر وجه الشمس عند غروبها
الا لفرقة حسن ذاك المنظر

بالو کے تودہ کے موڑ پر ٹھہرو،
فرات اور ساحل کوثر کے درمیان،
اور وہاں سنہری قہوہ ایک حسین اور
بہترین آنکھوں والی کے ہاتھوں سے نوش کرو،
اور وہ شام جس کا میں انتظار کر رہا تھا،
آخر زمانے نے مشکلوں کے بعد اس کا موقع دیا،
میں نے کہا، کہ ہم لوگ ایسے باغ میں کیوں ہیں،
جس کے سونگھنے والے کو عنبر کی خوشبو معلوم ہوتی ہے،
اور زمانہ ہمیشہ سے اُس کی رائے کو
بلا وجہ کمزور ثابت کرتا رہتا ہے
پرندے چہچہا رہے ہیں، شاخیں جھوم رہی ہیں،
اور آفتاب زرد قمیص میں رقص کر رہا ہے،
اور باغ خاموش اور چاند کے رنگوں کے درمیان ہے
اور کلیاں درہم و دینار کے مانند معلوم ہوتی ہیں،
ساحل کی سبزی میں اس کی مثال
اس تلوار کی ہے، جو سبز فرش پر کھنچی ہوئی ہو،
اور گویا بلبلے تلوار کی آب ہیں،
جو جوہر کی طرح اس پر نمودار ہوتے ہیں،
گویا وہ اور اُس کے اطراف سے گھرے ہوئے ہیں،
اور رخسارہ شقائق نعمان کی طرح ہے،
ایسی نہر کہ جس پر نا آشنائے محبت بھی محو ہو جائے،
اور غیر شاعر بھی اس پر شعر کہنے لگے،
غروب کے وقت آفتاب کا چہرہ صرف اس منظر کی
خوبی سے ڈر کر زرد ہو گیا ہے۔

اس نظم کی خوبیوں کا کیا کہنا، اور کہتے ہیں :-

أرأت حفونك مثله من منظر	تری آنکھوں نے ایسا منظر دکھایا۔
ظل وشمس مثل خد معذر	جو آفتاب اور سایہ اور سبزہ آغاز رخسار کی مانند ہے۔
وجداول كالارقم حصباؤها	اور ایسی نہروں کی مانند ہے جن کے سنگریزے سانپوں کے
لبطونها وحبابها كالاظهر	اندرونی حصے کی مثل اور انکے بلبلے بالائی حصے کی مانند ہیں۔

یہ عجیب معنی آفرینی ہے، اور یہ اس میں منفرد ہیں، پھر کہتے ہیں :-

وقراءة كالعشر بين خميلة[1]	
سالت مذانبها بها كالاسطر	
فكانها مشكولة بمصندل	گویا اس میں صندل سے اعراب لگایا گیا ہے،
مع يانع الازهار او بمعصفر	پختہ یا زعفرانی کلیوں کے ساتھ
امل بلغناه بهضب حديقة	ایک امید پر جو اسی باغ میں پوری ہوئی۔
قد طرزت بيد الغمام الممطر	جسے بادل کے ہاتھوں نے آراستہ کیا تھا،
فكانه والزهر تاج فوقه	گویا وہ اس حال میں کہ پھولوں کا تاج اسکے اوپر ہو،
ملك تجلى في بساط اخضر	اس بادشاہ کی طرح ہے، جو سبز فرش پر جلوہ آرا ہو،
راق النواظر منه رائق منظر	اس کا منظر آنکھوں کو بھلا معلوم ہوا،
يصف النضارة عن جنان الكوثر	معلوم ہوتا ہے وہ باغ کوثر کی تازگی اڑا لائی ہے،
كم قاد خاطر خاطر مستوفز	اس سے جذبات قلب میں ہیجان ہوا،
وكم استفز جمالہ من مبصر	اور آنکھیں کس قدر پر شوق ہوئیں،
لولاح لي فيما تقدم لو اقل	اگر یہ پہلے ظاہر ہو جاتا تو میں نہ کہتا،
عرج بمنعرج الكثيب الاعفر	بالو کے تودہ کے موڑ پر ٹھہرو

ابوالحسن اعینی کہتے ہیں کہ ابن ادریس نے مجھے اپنے یہ شعر سنائے :-

وعشية كانت قنيصة فتية	ایک شام جو چند ایسے نوجوانوں کے دام میں آگئی تھی،
الفوا من الادب الصريح شيوخا	جو اپنے ادب کے اعتبار سے بوڑھوں کا ہم پلہ ہورہے تھے،
فكانما العنقاء قد نصبوا لها	گویا انھوں نے عنقا کو پھانسنے کے لئے
من الاغاء الى الوقوع فخوخا	ہر ممکن دام پھیلا رکھے تھے،

[1] اس شعر کا مفہوم غیر واضح ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مترجم۔

شملتهم اذ ابهم فتحا ذبوا
سر السرور محدثا ومصيخا
والورق تقرأ سورة الطرب التي
ينسيك منها ناسخا منسوخا
والنهر قد صفحت به نارنجه
فتيممت من كان فيه مينخا
فكانهم خلل السماء كواكبا
قد قارنت بسعودها المريخا
خرق العوائد في السرور نهارهم
فجعلت ابياتي له تاريخا

ان پر ادبی ذوق غالب تھا، انھوں نے
مسرت انگیز باتیں خوب کھل کر کیں،
اور خاکی کبوتر سورۂ طرب تلاوت کر رہے تھے
جو ناسخ و منسوخ کو فراموش کرنے کیلئے کافی تھے
اور نہر پر نارنگی نمایاں تھی جس سے
بیٹھنے والوں نے فائدہ اُٹھایا،
گویا وہ آسمان میں ان ستاروں کی مثل تھے
جو سعد میں مریخ سے مل گئے تھے،
ان کی اس طرب انگیزیوں نے خوشی کے قصوں کو
مات کر دیا اسلئے یادگار کے طور پر میں نے یہ
شعر کہے،

ان کے کچھ برجستہ اشعار درج ذیل ہیں،

وعندي من مراشفها حديث
يخبر ان ريقتها مدام

اس کے لبوں کی گفتگو میرے پاس ہے،
جو خبر دیتی ہے کہ اُس کا لعاب دہن شراب کی
مانند ہے،

وفي اجفانها السكرى دليل
وما ذقنا ولا زعم الهمام
تعالى الله ما اجرى دموعي
اذا عنت لمقلتي الخيام

اور اُس کی مخمور آنکھوں میں بھی دلیل ہے،
نہ ہم نے چکھا اور نہ کسی نے خیال کیا،
اللہ کی شان میرے اس سیلاب اشک کا کیا کہنا
جو محبوب کی خوبیوں کو دیکھتے ہی آنکھوں سے
جاری ہوا،

واشجاني اذا لاحت بروق
واطربني اذا غنت حمام

اور بجلی کی چمک نے مجھے غمگین کیا،
اور کبوتر کے نغموں نے مجھے مسرور کیا

اور ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:-

عذيري من الآمال خابت قصودها
ونالت جزيل الحظ منها الاخابث

میں ان تمناؤں سے پناہ مانگتا ہوں جو ناکام ہیں،
اور بد طینت لوگوں کو اس سے وافر حصہ عطا ہوا،

ص ۲۵۵

وقالوا اذکرنا بالغنی فأجبتہم
خمولا وما ذکر مع الحنبث ماکث

لوگوں نے کہا کہ ہم ثروت کے سبب سے یاد کئے گئے،
تو ہم نے آہستگی سے جواب دیا اور کبھی خبث کیساتھ
کوئی یاد نہیں کیا گیا،

یہون علینا ان یبید اثاثنا

(ہم نے جواب دیا) کہ ہمارے لئے مال کی تباہی
معمولی چیز ہے،

وتبقی علینا المکرمات الاثابیث
وما ضر اصلا طیبا عدم الغنی
اذا لم یخیرہ من الدھر حادث

اگر غیرت و شرف سلامت رہ جائے،
کسی شریف آدمی کے لئے غربت مضر نہیں،
اگر حوادث زمانہ اُسے نہ بدل ڈالیں،

اور ابوعمرو ابن ابوغیاث سے اشتیاق ملاقات ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

اباعمرو متی تقضی اللیالی
بلقیاکم وھن قصص ریشی
ابت نفسی ھوی الا شر یشا
ویا بعد الجزیرۃ من شریش

اے ابوعمر، زمانہ کب ملاقات کا
موقع عطا کرے گا جبکہ میں شکستہ پر ہوں،
میرے دل نے شریش کے سوا کسی کی خواہش نہیں کی
مگر جزیرہ اور شریش کے بعد مسافت کو کیا کیا جائے،

ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:-

طفل المساء وللنسیم تضوّع
والانس ینظم شملنا ویجمع
والزھر یضحک من بکاء غمامۃ
ریعت لشیم سیف برق تلمع
والنہر من طرب یصفق موجہ
والغصن یرقص والحمامۃ تسجع
فانعم اباعمران والہ بروضۃ
حسن المصیف بہا وطاب المربع
یاشادن البان الذی دون النقا
حیث التقی وادی الحمی والاجرع

شام قریب آگئی اور نسیم چل رہی ہے،
اور محبت ہمیں جمع کر رہی ہے،
اور کلیاں اس بدلی کے رونے سے ہنس رہی ہیں،
جو بجلی کی تلواروں کی چمک سے سہمی ہوئی ہے،
خوشی کے مارے نہر کی موجیں سیٹیاں بجا رہی ہیں،
شاخ لچک رہی ہے اور کبوتر خوش الحانی کر رہے ہیں،
اے ابوعمران خوش ہو، اور اُس باغ میں دل
بہلاؤ جہاں گرمی خوشگوار اور بہار دلاویز ہے،
اے اس شجر بان کی نازک اندام ہرنی
جو بالو کے تودہ سے ذرا نیچے ہے، جہاں کہ وادی
حمیٰ اور خشک زمین دونوں ملتے ہیں۔

الشمس يغرب نورها ولربما	آفتاب کا نور غائب ہو رہا ہے اور بسا اوقات
كسفت ونورك كل حين يسطع	اس میں گہن لگ جاتا ہے اور تیری روشنی ہمیشہ چمکتی ہے،
ان غاب نور الشمس لسنا نتقي	اگر آفتاب کا نور غائب ہوگیا، تو ہمیں ڈر نہیں،
بسناك ليل تفرق يتطلع	جدائی کی شب تیری روشنی کام آئے گی،
افلت فناب سناك عن اشراقها	آفتاب غروب ہوا، تو تیری جمال آرائی اسکی قائم مقام ہوگئی،
وجلا من الظلماء ما يتوقع	اور تاریکیوں کا پردہ اس نے زائل کردیا،
فأمنت يا موسى الغروب ولم اقل	اے موسیٰ! تم غروب سے بچے رہو، اور میں نے یہ نہیں
ووددت يا موسى لو انك يوشع	کہا کہ اے موسیٰ! میری خواہش تھی کہ تم یوشع ہوتے،

اور کہتے ہیں: —

الا بشر وابا لصبح من كان باكيا	رونے والے کو صبح کی خوشخبری دے دو،
اضر به الليل الطويل مع البكا	جس پر رونے کیسا تھ درازیٔ شب نے بہت ظلم کیا ہے
ففي الصبح للصب المتيم راحة	اسلئے کہ عاشق بیمار کو صبح کے وقت آرام ہوتا ہے،
اذا الليل اجرى دمعه واذا شكا	اسلئے کہ اس وقت رات اشکباری اور شکوہ کرتی ہے،
ولا عجب ان يمسك الصبح عبرتي	اور کوئی تعجب نہیں اگر صبح میری اشک شوئی کرے،
ولم يزل الكافور للدم ممسكا	اس لئے کہ کافور خون کو روکتا ہی ہے،

آپ کا یہ قطعہ نادر ہے: —

مثل الرزق الذی تطلبه	مقررہ روزی کی مثال اس
مثل الظل الذی لا یمشی معک	سایہ کی ہے جو ساتھ رہتا ہے،
انت لا تدرکه متبعا	جب تک اس کی تلاش میں رہوگے نہیں پاؤگے،
فاذا ولیت عنه تبعک	اس سے اعراض کرتے ہی وہ خود قدموں پر آگرے گی

ص ۲۵۶

دیگر: —

دخلتم فافسدتم قلوبا بملکها	تم نے آکر دلوں کی دنیا تباہ کرڈالی،
فانتم علی ما جاء فی سورة النمل	تمہاری مثال ایسی ہے جیسا سورہ نمل میں آیا ہے،

وبالعدل والاحسان لم تتخلقوا	اور انصاف واحسان تمہارے اخلاق میں داخل نہیں
وانتم علی ما جاء فی سورۃ النحل	اسمیں تمہاری مثال سورۂ نحل کی آیت کی ہے،

ابوبکر بن محمد بن محمد بن جمہور کہتے ہیں، کہ میں نے ابن مرج الکحل کی ایک سرخ چراگاہ دیکھی جس پر انھوں نے بہت محنت کی تھی، مگر لاحاصل، تو میں نے کہا:-

ما حمرۃ الارض من طیب ومن کرم	زمین کی سرخی شرف یا اچھائی کے سبب سے نہیں،
فلا تکن طمعا فی رزقہا العجل	اس میں نفع عاجل کا لالچ نہ کرو،
فان من شأنہا اخلاف آملہا	اس لئے کہ امید کرنے والوں کو دھوکہ دینا اسکی عادت ہے،
فما تفارقہا کیفیۃ الخجل	اس لئے شرمندگی اس کے چہرے سے کبھی الگ نہیں ہوتی

انھوں نے جواب میں یہ شعر لکھے:-

یا قائلا اذ رأی مرجی وحمرتہ	میری چراگاہ اور اُس کی سرخی دیکھ کر
ماکان احوج المرج للکحل	یہ کہنے والے "ماکان احوج المرج للکحل"
ہو احمرار دماء الروم سیلہا	یہ رومیوں کے خون کی سرخی ہے، جسے
بالبیض من مر من آبائی الاول	میرے آباء و اجداد نے تلواروں سے بہایا تھا
اجبتہ ان حکی من قد فتنت بہ	میں نے اسلئے پسند کیا کہ وہ وعدہ خلافی
فی حمرۃ الخد او اخلاف آملی	اور رخساروں کی سرخی میں میری محبوبہ کی شبیہہ پیش کرتی ہے،

وفات دوشنبہ ۲ ربیع الاول ۶۳۴ھ کو اپنے وطن میں وفات پائی اور دوسرے روز دفن ہوئے،

محمد بن محمد بن احمد انصاری

نام ونسب محمد نام، کنیت ابوعبداللہ اور ابن الجنان سے مشہور اور مرسیہ کے باشندہ تھے،

حالات ابن الجنان محدث، راوی، حفظ میں ممتاز تھے، ادیب، شاعر، خوش خط، دیندار، اور ذی علم و ہنر بلند اخلاق تھے،
بعض امرائے اندلس نے آپ کو عہدۂ کتابت پیش کیا، اس میں متردد رہے، پھر رہائی حاصل ہو گئی، آپ اس قدر پست قد تھے کہ عجائب زمانہ میں شمار کئے جاتے تھے، اعضا متناسب، بلند خصلت، اور باوقار تھے، قفصہ پر جب ۶۴۰ھ میں دشمنوں کا تسلط ہو گیا، تو وطن کو خیرباد کہکر اریولہ میں مقیم ہو گئے، تاآنکہ سبتہ میں رئیس ابوعلی بن خلاص نے انھیں بلایا، تو اُن کے پاس آئے اور خوب خاطر و مدارات ہوئی، انعام و اکرام سے مالامال ہوئے، پھر افریقیہ کا رخ کیا، اور بجایہ میں اقامت اختیار کی، معاصرین ادبا سے خط و کتابت تھی، جس میں اُن کی استعداد و اہلیت کا جوہر چمکا:-

اساتذہ ابن الجنان نے اپنے وطن اور دوسرے شہروں میں، ابوبکر بن خطاب، ابوالحسن سہل بن مالک، ابن قطرال، ابوالربیع بن سالم، ابوعیسیٰ بن ابوالسداد، ابوعلی شلوبین اور دیگر علما سے روایت کی،

تلامذہ ابن الجنان سے اُن کے داماد ابوالقاسم بن نبیل اور ابوالحسن نے روایت کی،

شاعری قاضی ابوعبداللہ بن عبدالملک کہتے ہیں کہ زہد اور نعت میں اُن کے بہترین اشعار ہیں، واعظوں کیلئے بھی انھوں نے بہت نظمیں کہی ہیں، اسی سلسلہ میں رمضان المبارک اور شب قدر کو "وداع" کہتے ہوئے لکھتے ہیں،

مضی رمضان وکانی بہ قد مضی	رمضان المبارک گزر گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ واقعی گزر گیا،
وغاب سناہ بعد ان کان اومضا	اور چمک دکھانے کے بعد اسکی روشنی چھپ گئی،
فیا عہدہ قد کان اکرم معہد	افسوس کہ وہ بہترین زمانہ تھا
ویا عصرہ اعزز علی ان انقضی	اور اُس کے گزر جانے سے سخت تکلیف ہوئی،

عربی	اردو
الم بنا كالضيف في الطيف زائراً	اُس نے خیال میں مہمان کی طرح زیارت کی،
فخيم فينا ساعة ثم قوضا	ایک گھنٹہ کے لئے خیمہ انداز ہوا پھر چلا گیا،
فيا ليت شعري اذ نوى غربة النوى	خدا معلوم جدا ہوتے وقت
ابالسخط عنا قد تولى ام الرضاء	یہ غصہ سے الگ ہوا یا رضامندی سے،
قضى الحق فينا بالفضيلة جاهدا	خدا نے ہمارے لئے ایک بزرگی مقرر کی تھی،
فاى فتى فينا له الحق قد قضى	مگر کس نے اُس سے فائدہ اٹھایا،
وكم من يد بيضاء اسدى لذى التقى	متقی لوگوں پر کتنے احسانات کئے،
بتوب وفيها الصحائف بيضا	اور کتنے نامۂ اعمال روشن کر دیئے،
وكم حسنا قد زاد حسنا وكم ردى	کتنی حسین چیزوں کو زیادہ حسین کر دیا،
محاه وبالاحسان والحسن عوضا	کتنی برائیوں کو مٹا دیا اور کتنوں کو بدلہ اچھا دیا،
فلله من شهر كريم تعرضت	کتنا اچھا مہینہ تھا جس کی خوبیاں رخصت
مكارمه الا لمن كان أعرضا	ہو گئیں مگر توجہ کرنے والوں کے لئے۔
ففي نعيه اظهر شجونك معلنا	اُس کی موت پر اپنا غم ظاہر کرو،
وفي اثره ارسل جفونك فيضا	اور اُس کیلئے آنکھوں کو اشکباری کا حکم دو،
وقف بثنيات الوداع فانها	اور ثنیات وداع میں کھڑے ہو اس لئے کہ
تحضض مشتاقا اليها تحضضا	وہ مشتاقوں کو اس طرف رغبت دلاتی ہے،
وان قضيت قبل التفرق وقفة	اگر جدائی سے پیشتر ایک وقفہ پورا ہو چکا ہے،
فمقضيها من ليلة القدر ما قضى	تو جو کچھ جی چاہے شب قدر سے پورا کیجیے،
فيا حسنها من ليلة جل قدرها	کتنی اچھی رات ہے جس کا مرتبہ بلند ہے،
وحض عليها الهاشمي وحرضا	اور جسکی نبی ہاشمی (ص) نے ترغیب دی ہے،
لعل بقايا الشهر وهي كريمة	معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ کے آخری حصے
تبين سرا في الاواخر غمضا	آخر میں کوئی پوشیدہ راز بیان کرنا چاہتے ہیں،
وقال اطلبوها تسعد وبطلابها	اور یہ فرمایا کہ اُسے طلب کرو تاکہ کامران ہو جاؤ،
فحرك ارباب القلوب وانهضا	اہل دل کو جوش دلایا،
جزاه اله العرش خير جزائه	خدائے عرش اُسے بہترین بدلہ دے،

واکرمنا بالعفو منہ بالرضا
وصلی علیہ من نبی مبارک
رؤف رحیم للرسالۃ مرتضی
لہ غرۃ اعلیٰ من الشمس منزلا
وعزمۃ امضیٰ من السیف منتضا
لہ الذکر یحیی فض مسک ختامہ
تارج من ریا فضائلہ الفضا
علیہ سلام اللہ ما امتل ساکب
وذہب موشی الریاض وفضضا

اور ہمیں معافی اور رضامندی سے ممتاز کیا ہے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے
جو کہ مہربان اور رحم دل اور نبوت سے سرفراز ہیں
ان کا مرتبہ آفتاب سے بلند تر ہے
اور اُن کا ارادہ تلوار سے زیادہ تیز ہے
اُن کی یاد کے آغاز سے بدلیوں کی بارش ہوتی ہے
جن کے فضائل کی خوشبو سے فضا معطر ہو جاتی ہے
اُن پر اللہ کا سلام ہو جب تک بدلی برستی ہے
اور باغوں کو سنہری اور روپہلے رنگوں سے
منقش کیا کرے

انشا

ابن الجنان کی انشا ضرب المثل ہے، جب امیر المومنین عبد اللہ بن یوسف نے اپنے لڑکے الواثق کے لئے امارت کی بیعت لی، انھوں نے بیعت نامہ لکھا اور حاء مہملہ الف کے ساتھ سجع رکھا جیسے "صباحا وصلاحا" وغیرہ، اسی طرح چالیس جملے اسی سجع میں لگاتار آئے، جس سے لوگ نہایت محظوظ ہوئے، اس پر ابو المطرف بن عمیرہ نے انھیں تفریحاً ایک مشہور خط لکھا جس کا آغاز یہ ہے:-

"قلم کسریٰ کی طرح تمھیں سلام عرض کرتا ہے اور سمجھ تمھارے علم کے سامنے حیران ہے اور یہ کہ تم نے "ح" پر ڈاکہ ڈال دیا" اور اسے ہر جگہ سے چن لیا اور اُن کے پیچھے گھوڑے دوڑا دئے، گفتگو اور مختلف زبانوں سے اقتباس کیا، یہاں تک کہ اصل علم نے فیصلہ کیا کہ (ح) اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے، حالانکہ وہ حلق میں متواتر آتی ہے، اگر رگوں میں بھی آتی تو تمھارے گھوڑے اس پر قابو پاتے اور قلم دوات اُسے شکار کرتے"

اس کا جواب انھوں نے حسب ذیل دیا:- یہ کسریٰ کا سلام کیا چیز ہے اور یہ رائے اور تدبیر کیوں؟ کیا قلم سے تکلیف پہنچتی ہے، یا لوگوں سے خاموش ہو گئے (ح)؟ آیا وہ کلام کرنا چاہتی ہے اور وہی حق ہے جو اپنے سامنے کی

چیزوں کی تصدیق کرنے والا ہے، ورنہ قلم کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے
کہ اپنے خلاف سے متنفر ہوتا ہے اور خود وور کی کوڑی لانا چاہتا ہے،
جب وہ گونگوں کا مطیع ہو چکا اور اُس کے اسالیب بیان عجمیوں کے
قابو میں آچکے، پھر فصیح کیوں گونگا بن جائے، اور قول و عمل میں اختلاف
ہوئے آخر قصیر نے کس غرض سے اپنی ناک کٹوائی تھی، اور اعمیٰ ابوبصیر
اُلٹے پاؤں واپس آیا تھا، کل اُس کی بدی سے سیرابی طلب کرنے پر محروم
رہنا پڑا اور اُس کے ناموں سے شفا طلب کرنے پر شفا بھی میسر نہیں،
اور آج نوشروان کی طرح میری خاطر ہو رہی ہے، اور میرے ایسے ہی شاکی
ہیں جیسے زیدیہ بنو مروان کے شاکی تھے، اور اس کا خیال ہے کہ میں نے
اُس کے دانت کھٹے کر دئے، اور وہ بات چھپاتا ہے، جسے اللہ ظاہر
کر رہا ہے، اور اس چیز کا عطیہ طلب کرتا ہے جو اُسی سے طلب کرنیوالوں
کے پاس موجود ہے، یہ طریقہ کہاں سے آیا اور اُس بدعت کا
رواج کب سے ہوا؟ کیا اس کا خیال ہے کہ یہ چیستان حل نہیں
ہوگا، اور یہ شک دور نہیں ہوگا، کیا یہ صرف لہو و لعب کی شراب
کا نشہ ہے، یا اس حکم کا تکبر ہے، جواب تک معزول نہ ہوا ہو، قسم خدا کی
اگر قسمِ ربانی کی وجہ سے اس کا مرتبہ نہ بڑھ گیا ہوتا اور انسان کی تعلیم کا
اُسے فخر نہ حاصل ہوتا میں اُسے ایسی باتیں سناتا، جس سے
اُس کا تکبر ختم ہو جاتا اور اُس کا اعراض ختم ہو جاتا ہے، اور صرف تلواروں
کی دھار سے باتیں کرتا لیکن وہ پہلا علم ہے اس لئے اُس کے ہر قول کی
اچھی تاویل ہونی چاہئے اور اُس کی زبان سے اگر لغو بات بھی نکلے تو مہذب
کہلاتی ہے اور صرف شیطان کے بہلانے سے میں نے اسکے احسانات
نہیں ذکر کئے، صرف یہ کہتا ہوں، کہ کاش میرے پاس مناسب الفاظ ہوتے تو اسکا
شکر ادا کرتا، اور اگر عنایت ہے تو (ح) پر جو حلق سے پھینکی جا رہی ہے،
اس کی وجہ سے مجلسوں میں مجھ پر مصیبت آگئی اور اُس نے دست تعدی
دراز کیا، ظالم ہونے کے باوجود مظلوم بنتی ہے، اور زہر میں بجھی ہوئی

باتیں نرمی سے کرتی ہے، قلم اور اُس کے شیر خوار بچوں کی قسم، فصاحت اور اُس کے کارناموں کی قسم کاش مجھے اُس کی محبت نہ ہوئی ہوتی اور میں اسکا نہ ہوگیا ہوتا، اُس نے اپنے کو میرے سامنے بارہا پیش کیا، مگر میں نے ہمیشہ اعراض کیا، اور نرمی و سختی ہر طرح سے اُسے دفع کرنے کی کوشش کی اور اُس سے اُکتانے لگا، تو اس سے کہا، کہ اسامہ سے نکاح کرلو مگر ابو جہل اور اُس کی بداخلاقی اور ابن ابی سفیان اور اُس کی محتاجی کے ہوتے ہوئے مجھ ہی سے راضی ہوئی اور نکاح کرنے میں ام خارجیہ سے بھی زیادہ تیز نکلی، لیکن رشتہ کو نباہنے میں سجاح سے بھی زیادہ کج خلق، میں اس کی صحبت میں دن گزارنے سے اور اُس کی اولاد کے ساتھ بسر کرنے سے ڈرتا تھا، اور یہ نہایت مہمل بات معلوم ہوتی تھی کہ منھ اور ہونٹ کی بیٹیوں (وہ حروف مراد ہیں، جن کا مخرج منھ یا لب ہے) کو چھوڑ کر اُسے اختیار کر دوں، حالانکہ اُنھیں میں آسانی تھی، لیکن مجھے اس سے غلط فہمی ہوئی کہ وہ ایسی منزل میں تھی، جہاں آفتاب سے چھپی تھی اور پردہ پوش خواتین کی طرح کانا پھوسی کے سوا کچھ نہیں بولتی تھی اور اُس کو اس قدر مطیع پایا کہ انگلیاں، ہتھیلیوں کے اور معنی لفظ کے مکانات کھنڈر کے اور سایہ آدمی کے اور فقہا نصوص شرعیہ کے اتنے مطیع نہیں ہوں گے تو مجھے اس سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں معلوم ہوا اور اسے ان میں شمار کیا، جو پوشیدہ باتوں کو ظاہر نہیں کرتیں تو مجھے تعجب ہوا کہ اس سے لغزش کس طرح ہوئی اور شوہر کی اطاعت کے بعد پھر کیوں الگ ہوئی اور اپنی رائے میں مختار ابو عبیدہ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگی اور مجھ پر طرح طرح کے ڈورے ڈالنے لگی اور اس کا خیال تھا، کہ حرف جیم نے اُسے دھوکا دیا اور اُس کا تکبر دور کر دیا اور اُسے دھمکی دی، کہ اُس کی خبر خابور تک پہنچ جائے گی اور اُسے اُس کے رفیق کے پاس اس طرح لیجایا جائیگا جس طرح سابور قیصر کے پاس حاضر کیا گیا حالانکہ اُس سے جھوٹ کہا اور اُس کی مثال اس کمان کی تھی جس کی آواز نے شکاری کو بہرا کر دیا، اور اس عورت (زلیخا) کی طرح جس نے "ماجزاء" کہا، حالانکہ اُسی نے قمیص کا

صـ ۲۶۱

دامن چاک کیا تھا، اور ممکن ہے کہ اُس پر گمان سچ کیا جائے اور غائبانہ گمان غلط ہوتے ہیں اور کہا جائے کہ (ح) اس سخت امر کی وجہ سے جھک گئی ہے اور اس کی مدد کے لئے وہ کھڑی ہو، جو نرگس اور ریحانہ کے درمیان روپوش ہے اور جس نے سورہ کو اپنے نام پر ختم کیا ہے جس کا دوسرا حصہ ایک بہت بڑے نبی کا نام ہے اور اُس تکملہ سے وہ رنجیدہ ہو جس کا ذکر آچکا ہے تو میں اُس کے انصاف سے پناہ مانگتا ہوں اور اُس کی بزرگی کا دامن پکڑتا ہوں اور اُس سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے حسب خواہش فیصلہ کرے اور اس آیت پر عمل کرے:-

فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا (عورت اور مرد دونوں کی طرف سے ایک ایک ثالث بھیجو)

علاوہ بریں اگر حکم یہ فیصلہ کریں کہ زیادتی اُس کی جانب سے ہوئی ہے جس نے اپنا جھوٹ ظاہر کیا، مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں تو وہ فوراً "حروریہ" (خارجیہ) بن جائے گی اور کہے گی کہ اللہ کے دین میں تحکیم جائز نہیں اس وقت آشکارا ہو جائیگا اور معلوم ہو گا کہ کون فیصلہ کا زیادہ مستحق ہے۔

اور افسوس کہ اُس نے مجھ پر ظلم کرنا چاہا تو میری حمایت ہو گئی، اور میرے لئے کامرانی کی سواری تیار کی۔ حالانکہ اُس نے مجھے نقصان پہنچانا چاہا تھا تو اُس کے شر کے ساتھ بھلائی بھی آئی، اور اس نقصان کے راستہ سے نفع بھی ہوا، کیا وہ جان گئی کہ اُس کی کجی سے کیا نقصان ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے بہت فائدہ دیا اور بہترین نایاب موتی جمع کئے اور وہ اس سے انکار نہیں کرتی کہ وہ اسباب میں سے ہے اور صرف جنگ و مقابلہ میں اس کی یاد رہتی ہے، اور شکر و کامل اور تعریف کی مستحق وہ ذات ہے جس نے اپنی جولانی طبع سے اُسے باعزت کر دیا، اور اس بری (ح) کا قصہ بنایا اسلئے اُس نے اگرچہ ظرافت کے طور پر برجستہ لکھا یا ہے اور اس کا نام خاموشی آگے بڑھنے والا رکھا گیا ہے، اور اُس کی تفریح اس طرح پر ہوئی ہے اور عفت کے ساتھ اس طرح اٹکھیلیاں کی ہیں، جیسے باد صبا" بان کی شاخ کے ساتھ یا میت عاشق بیقرار کے ساتھ، گو اُس نے اپنے فنون میں عجیب

ص ۲۶۲

کمالات دکھائے ہیں اور دلوں کو اپنا شیدا بنالیا ہے اور وزدیدہ نگاہوں سے کام لیا ہے، اور ٹوٹے پھوٹے جملوں میں گُل کھلائے ہیں اور فصاحت ونظم کلام کے طریقے آشکار کردئے ہیں تو مجھ پر اُس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، حالانکہ اُسی کے لفظ کے اعتبار سے یہ معنی الٹے معلوم ہوتے ہیں، قسم خدا کی اے امام اکبر اور بڑے والی بدمی اور وہ ذی علم شخص جس کا سائل مطمئن ہو اور سمندر کے ساحل کا پتہ نہیں چلتا، اس مسلک سے میں مقصود نہیں، اور آخر اس تاریکی میں روشنی کہاں سے آئی اور معمولی پیشہ ور اور بادشاہ میں فرق کرنا ممکن ہوا، یہ بڑے لوگوں کی عاجزی ہے اور شرفا کی فراخ دلی ہے جیسے اُستاد شاگرد کو آمادہ کرے اور نبیذ سے وضو کی اجازت دے اور وہ آئے جس کے تابع مغرب کی بلاغت ہے اور اس صنعت کے بدائع اور خوبیوں سے خوش ہو، اور اچھے قافیوں کی طرح اس کی اطاعت کرے اور رات میں اُسکی پیروی کرے اور وہ بھی اُسکی طرح اطاعت کرے اور اسکی طرح حسن وخوبی سے دور ہٹ جائے اور قطرہ کو فرات سے کیا نسبت ؟ اور معمولی مالدار آدمی اس سے کیا فخر کرسکتا ہے ؟ جس کے خزانہ کی کنجیاں اُٹھانے سے ایک جماعت بھی عاجز ہو اور "کلالۃ" کا مال میں کیا حصہ ؟ حالانکہ جب کہ نسبی وارث موجود ہیں افسوس ہے کہ مقصود دور ہے، اور سوتی .... میں بہت فرق ہے جبکہ غلبہ سے روکدیا گیا ہو، اور لوٹنے پر مجبور ہونا پڑا، اگر ہم اُن لوگوں میں تھے جو پیاس کے باعث گھاٹ کی طرف بڑھے تھے، اس ذات گرامی کی طرح جو سیرابی سے انقطاع کے بعد تبوک کی طرف بڑھی تھی، اس کے بعد کھلم کھلا معجزہ ظاہر ہوا اور تمام باغ وغیرہ بھر گئے اور ہم بے ادبی و ملامت پر تیار نہیں ہوئے، مگر ہمیں علم تھا کہ ساقی آخر میں پیا کرتا ہے، اور اگر ہم نے طوالت سے اختیار کا مرتبہ نہ پاسکے اور اگر ہم نے عراق کا رخ کیا، تو ہماری محبت حجاز میں ہے ہے اور تمہارے لئے پردہ نشین عورتیں ہیں اور ہمارے لئے اس میدان میں چھوٹے چھوٹے قدم ہیں اور ہماری زیادتی بھی کمی کے برابر ہے جبکہ ہمارا ہمسایہ محتاجی کے سبب سے ذلت میں ہے، اور ہمیں کہاں سے وہ ملے"

ص ۲۶۳

جس کی روشنی جمال آرا ہو اور جس کے حسن سے ستارے شرم کے مارے منھ چھپائیں، اگر وہ جھانکتی نہیں تو اس لئے کہ یہ فروع کے لئے اصل کے مثل ہے، اور جماعتوں میں شب وصل کی طرح ہے اگر اُس کی چمکدار کلی کھلتی اور وہ روشنی بلند ہوتی جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، تو آگ اس یوسف کے لئے سربسجدہ ہوتی اور اس کی بو کی لپیٹ شمالی وجنوبی ہواؤں میں پائی جاتی اور اس طرف قصد کرنے میں لوگ اس طرح جلدی کرتے، جیسے مسافر سفر کے وقت بیتاب رہتے ہیں، اور میں اُسے جلوہ فروش جادوگرنی سمجھتا تھا اس لئے کہ وہ اسی کی پروردہ بلکہ جاسوس تھی جو مجھ سے بڑھ گئی، جس نے کہ مجھے اپنے "معین" سے سیراب کیا، اور میں نے اس کی بو اسی وقت محسوس کر لی تھی جب اُس کا قافلہ مصر سے الگ ہوا، اور جب پہنچی تو اس کی شب نوردی کی خبر صرف اُس کی خوشبو نے دی اور اُس نے بہت چاہا کہ اپنی روشنائی کی رات میں مجھ سے چھپ جائے تو مجھے اُس کی آرائش نے فریفتہ کر دیا اور ہر عاشق الفاظ اور معانی کی صبح جمال کا فریفتہ ہوتا ہے اور محبت کی پکار کے سامنے چادروں میں لپٹنا اُس کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے، اے "سودہ" ہم نے تجھے پہچان لیا تو میں اُسکی بو اور اس کی سطر اور حروف کو چومنے لگا اور اُس کی خوب تعریف کی، اور اُسے پڑھ کر محفلوں کو زینت دی اور جواب کا ارادہ کیا تو بہت دشوار نظر آیا، لیکن یہ رقعہ لکھا جو میری کوتاہی کا نمونہ ہے اور جو شرم وحیا سے تمھاری خدمت میں جا رہا ہے۔ امید ہے کہ خامیوں کے باوجود اُسے شرف قبولیت عطا فرمائیں گے، اور اپنی اعلیٰ ظرفی کے پانی سے اُس کی پیاس بجھائیں گے، اس لئے کہ یہ اُس کی جانب سے جا رہا ہے جس کا دل آپ کے پاس ہے اور مجھے اس کا اقرار ہے، یہ انشا میں فقیروں کی طرح خوشہ چین ہیں، اے میرے سردار تم بزرگی اور چشم پوشی کے لئے زندہ رہو، اور ابن کریم کی پیشانی کا نور بنے رہو، اور ہمیشہ کامرانی کو طلب کرتے رہو، اور اُن کی خوبیاں بہت ہیں اور مراتب بلند ہیں،

ص ۲۶۳

غرناطہ میں ورود	غرناطہ میں اپنے مخدوم متوکل کے ساتھ آئے، یا وہیں اُنھیں پایا،
اساتذہ	سہل بن مالک سے روایت کی،
وفات	اُستاذ صلہ میں لکھتے ہیں:- بجایہ کو منتقل ہو گئے، اور وہیں سنہ ۶۱۰ میں وفات پائی،

محمد بن مسعود بن خالصۃ

نام ونسب	محمد نام، کنیت ابو عبداللہ، سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن مسعود بن خالصۃ بن فرج بن مجاہد بن ابوالحصایل الغافقی،

اصل میں کورۂ جیان علاقۂ شقورہ میں فرغلیط کے رہنے والے تھے، قرطبہ اور غرناطہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے،

بلاغت اور حدیث میں امام اور سند مانے جاتے تھے،

حالات	ابن الزبیر نے ذوالوزارتین کے ذکر میں لکھا ہے:- ابو عبداللہ مشہور علماء میں تھے، رجال، غریب حدیث،

اور حدیث کے دیگر شعبوں میں بے نظیر عالم تھے، علوم عربیہ، ادب، لغت، تاریخ، تمام علوم کے ماہر تھے، انشاپردازی اور نظم میں مسلم الثبوت امام تھے، اور ابو القاسم الملاحی نے بھی اسی طرح لکھا ہے:- تقویٰ وبزرگی، زہد کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں فرد تھے، ابو عمر بن الامام الشجبی نے وسمط الجمان، میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:- دریائے ناپیدا کنار اور ابر وباراں تھے، جن کا مثیل مشکل سے دستیاب ہو، اُن کی مثال ہمثیل باغ اور بلند پہاڑوں کی تھی جن کی شان وشکوہ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا، مختلف خوبیوں کے جامع اور کمالات پر حاوی تھے، اُن کے ان کمالات کے باعث فصاحت اُن کے ہمراہ رکاب رہتی تھی، اور خطابت اور انشاپردازی کے لئے صرف اُن کی طرف انتساب باعث فخر تھا، اس لئے کہ انھوں نے

ان فنون میں اپنی معجز بیانیوں سے چار چاند لگا دیئے تھے اور نکات کو عام کر دیا تھا، ایک عالم کامل کے لئے تو کافی تھا، کہ نظم و نثر میں اُن کے نقش قدم پر چلے اور اُن کی روشنی سے کسب فیض کرے کہ معلوم ہو کہ خبر و انشا کا استعمال کس طرح ہوتا ہے اور خدا کے کلام کی تصدیق کرے، کہ "ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء" (خوبیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جسے چاہے دے)

اساتذہ

استاذ ابو جعفر بن الزبیر نے الصلۃ میں لکھا ہے کہ:۔
ابو عبد اللہ نے غسانی، صدیقی، ابو الحسن بن الباذش، ابو عمران ابن تلید، ابو بحر اسدی اور ابو عبد اللہ نفزی مالقی اور انکے علاوہ ایک جماعت سے روایت کی،

اُستاذ مذکور نے لکھا ہے کہ اُن کی کتابیں اور ادبی تالیفیں سب مشہور اور مقبول عام ہیں، ان کے بعد یہ قبولیت اور علم کسی کے حصہ میں نہیں آیا،

شاگرد

ابو عبد اللہ سے ابن بشکوال، ابن حبیش، ابن مضاء وغیرہ نے روایت کی ہے، جس کا ذکر انھوں نے اپنے رجال میں کیا ہے،

شاعری

ابو عبد اللہ کے اشعار بکثرت ہیں، منجملہ یہ اشعار لکھے جاتے ہیں:۔

یا حبذ الیلۃ لنا سلفت	وہ ہماری گذری ہوئی رات بھی کیا چیز تھی جس نے
اغوت بفتی الھوی فما عزفت	محبت کو ایسا ابھارا کہ جانے کا نام نہیں لینی
دارت بظلمائھا المدام فکم	اُس کی تاریکی میں شراب کا دور چلا،
نرجسۃ من بنفسج قطفت	تو بنفشہ سے کتنے نرگس توڑے گئے،

ص ۲۶۶

اور ایک شناسا کے بارے میں کہتے ہیں جن سے مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی:۔

وافی وقد عظمت علی ذنوبہ	وہ آیا، اس حال میں کہ اُس کے گناہ بہت
فی غیبۃ خطبت بہا اثارہ	ہو چکے تھے جبکہ غیب میں اُسکی نشانیوں سے گفتگو کی

فمحا اساءته لنا احسانه
واستغفرت لذنوبه احسانه

اس کے احسان نے برائیوں کو محو کر دیا اور اسکی نیکیوں نے گناہوں کے لئے سفارش کی:-

اور ایک مخمس ہے جسے اس حال میں لکھا تھا کہ وہ مراکش میں قرطبہ کے لئے سراپا اشتیاق تھے:-

بدت لهم بالغور والشمل جامع
بروق باعلام العذيب لوامع
فباحت باسرار الضمير المدامع
ورب غرام لم تنله المسامع
ودام بها من فيضها المتصوب

اجتماع کی حالت میں انھیں دور سے عذیب کی گھاٹیوں میں بجلیاں چمکتی نظر آئیں،
آنسوؤں نے دل کے راز فاش کر دیے اور کتنی محبت ایسی ہوتی ہے جس کی کانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی،
اور اس کا سرچشمۂ فیض برابر جاری رہا،

انشا

ابو عبد اللہ ذو الوزارتین کی انشا آفتاب کی طرح مشہور اور بارش کی طرح سے بہت ہے، ہم یہاں کچھ درج کرتے ہیں، تاکہ کتاب اُن کے بدائع سے خالی نہ ہو، وزیر ابو بکر بن عبد العزیز کو ایک خط کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو انھیں ایک فال نکالنے والے شخص کے ساتھ ملا تھا:-

اللہ میرے دوست کو جن کی میں عزت کرتا ہوں، اور اُنکا خوشہ چیں ہوں، خوبیوں کا جامع اور محاسن میں کامل ہمیشہ قائم رکھے، اور وہ ہمیشہ عجائب اور غرائب تحفہ میں بھیجتے رہیں، عراف یمامہ آپ کا ایک خط لیکر آیا جو نجد و تہامہ کا جاننے والا ہے، ظاہری و باطنی حالتیں اُسے نمایاں کرتی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد کا قاصد ہے، یا مسیح دجال کا مخالف ہے، معائنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے پاس سیپیاں ہیں، اور اگر سیپی نظر ہوتی، تو میں کہتا وہ تمام بیان کرنے والوں سے ظاہر ہے، اور میں ابھی آپ کو خبر دیتا ہوں، اللہ آپ کی تائید کرے کہ کیا پیش آیا، اور اُس نے کیا کیا حرکات کیں، اور عزت کا مستحق ہوا تو اسکی طرف نگاہیں اُٹھ گئیں، اور ہر غائب و حاضر نے اُسے دیکھا اور ہر گمنام اور معروف شخص نے اُس کی طرف توجہ کی، یہ زیادتی کا طالب، وہ الگ نئی چیز کا تلاشی، کوئی رائے طلب کرتا کوئی اپنے مقصود دبرارا

حف ۲۷

کا وسیلہ تلاش کرتا ہے .... خوب کھلا، اور اُس کی پذیرائی ہوئی، اور میں دوستوں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا، یہاں تک کہ اس کے حال سے واقف ہوگیا، جب یہ جماعت مطمئن ہوگئی، تو ہم نے اُسے امتحان کیلئے بلایا، اور آزمائش کیلئے بٹھایا اور صحیح حالات سے واقفیت کی خواہش کی تو تیر اور آٹا طلب کیا اور اُس کی وحشت دور کی اور اُس سے کہا کہ اپنی مزدوری لو لیکن ہمیں دھوکہ نہ دو، اس لئے کہ ہم میں کوئی جاہل نہیں بلکہ سب کے سب تجربہ کار اور آزمودہ ہیں، جنھیں غم والم زیر نہیں کرتے، تو وہ ذرا مطمئن ہوا اور اپنی ڈاڑھی سے سینہ ملایا، پھر نگاہ اٹھائی اور یکبیک چیخ کر بولنے لگا کہ میں دوستی کا نگہبان نہ آنکھیں چرانیوالا ہوں اور نہ سچائی سے گریز کرنے والا، اور نہ کسی خطاکار کی حمایت کرنے والا اور نہ نبوت کے معجزات کا انکار کرنے والا، اور نہ حقیقت کے سامنے مذاق کرنیوالا ہوں، مجھے نہ سوال اور نہ بکری کا بچہ، نہ انواع واقسام کے کھانے، کوئی چیز نہیں اُبھار سکتی، یہ تو ایک تصویر اور خط ہے اور آثار اور چڑھاؤ، نحس اور سعد، اُدھار اور نقد، آج اور کل ہے، ہم نے کہا کہ آج مہمانداری پوری ہوگئی اور زیادتی متعین ہوگئی، پھر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا، اور تیروں کو کھینچا، اور آٹا نکالا اور اُسے گھمایا یہاں تک کہ اُسے بار ہوا، پھر کہنے لگا، اے اہل جماعت یہ تو آغاز ہے، تم میں سے کون شروع کرتا ہے، لوگوں نے میری طرف دیکھا، اور کاش وہ اس وقت خاموش رہتے، تو میں ناچار غصہ ضبط کئے ہوئے اُٹھا، اور کہا کہ مجھے یہ سب یاد ہے، پھر کیسے پتہ لگاؤں اور اس چیز کا سوال کس طرح کروں، جس کا سوال نہیں کیا جاتا، اللہ پر اعتماد کیا اور شیطان سے نصیحت قبول کی، اور اپنی کمائی سے کھایا اور شیطان کے بیٹھنے کی جگہ سے گریز کیا اور اہم معاملات نے مجھے ترک کردیا، میں نے بھی اُنھیں خیرباد کہا اور اپنے نفس مطمئنہ سے امید کی اور امید ہے کہ میں نجات پاگیا، اور اپنی امید میں کامیاب رہوں گا، اس پر اُس نے مجھے گھور کر دیکھا، اور اسکی سچائی اور جھوٹ نے مجھے مرعوب کردیا، پھر جماعت نے مشہور سرکش ابن رد میر کا ذکر کیا، اس لئے کہ اُس کی جانب سے سب کے دلوں میں

ص ۲۶۸

کدورت تھی، اور بعضوں نے کہا کہ اس سے دریافت کیا جائے، اگر اُسنے بتا دیا تو ہمیں اطمینان ہو جائے گا اور اُس کی خودی ظاہر ہو جائے گی، اور اگر نہ بتا سکا، تو اس کا دعویٰ بالکل غلط ثابت ہو گا، اس پر لوگوں نے کہا کہ کیا خوب، اور سبھوں نے میری تائید کی، جب ہم نے دیکھا کہ وہ امتحان کے لئے تیار ہے اور غیب دانی کا ادعا کرتا ہے، تو ہم نے کہا کہ اپنے کو طیار کر، اور اپنی تسبیح آٹا میں رکھ، تو وہ کمربستہ ہوا اور مرنے والے کی طرف اپنی انگلی بڑھائی اور تیغ بر اں کی طرف جھپٹا، کبھی سیدھا ہو جائے اور کبھی تاج کی طرح گھوم جائے اور کبھی آسمان اور ستاروں کو اپنا ہم جماعت بنالے، تو وہاں بنات النعش اور ثریا کا اجتماع ہو گیا اور پرندے جھنڈ کے جھنڈ جمع ہو گئے، جب اُن کی عدد پوری ہو گئی اور حد کو پہنچ گئی اور اُس نے اپنے کرتب پورے کر لئے اور اصول اور فروع میں مطابقت دی، اور متفرق اور مجموعہ میں غور کیا، وہ کچھ مطمئن اور کچھ منقبض نظر آیا اور ٹھنڈی سانس لینے لگا اور مختلف قسم کی آوازیں نکالنے لگا اور پیٹھ سے پہلو کو ملایا اور سانس اوپر نیچے کی، اور کہا کہ، میں اسی سے ڈرتا ہوں، تم نے علامات چھپا دئے اور خبریں پوشیدہ رکھیں، تم نے سرکش شیطان کے بارے میں دریافت کیا جو چشم زدن میں کہاں سے کہاں جاتا ہے نہ کسی گھر میں ٹھہرتا ہے نہ کہیں پناہ لیتا ہے، اور بہت کم سوتا ہے لیکن میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں، وہ چھپا ہوا ملحد ہے اور کفر کے ستاروں میں ایک ستارہ ہے، پھر لگا پلٹ کر حساب کرنے لگا اور ادھر اُدھر دیکھ کر کہنے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، خدا کی پناہ یہ آفت کب تک رہیگی مجھے کوئی شک نہیں، اگر میں تامل کرتا تو لمبے موچھوں والا، لحیانی مجھ سے دور نہ ہوتا اور نہ مجھ سے اس طرح مقابلہ کرتا جیسے حسان نے پہاڑ کا۔ اس روح پر نحوست غالب ہو گئی ہے۔ .... پھر سرخی کی طرف اشارہ کیا گویا کہ اُس نے اپنا ہاتھ چنگاری پر رکھ دیا اور کہا کہ .... اور چہرہ بالکل صاف ہے اور ملانا اور ٹکڑا کرنا ہے اور جماعت اور تفریق ہے تنگی

ص ۲۶۹

نکلی ہوئی اور شکست مضطرب ہے، پھر اُس نے اپنا عمامہ رکھا اور اپنا ہنر ظاہر کیا اور اپنا بشاش چہرہ نکالا، پھر اُسے جھکی ہوئی ڈھال کی طرح کر دیا اور اپنی انگلیوں کو بستہ کیا، اور توڑ دیا اور اپنی زبان نکالی، ہم نے کہا کہ یہ کسی شر یا شیطان کے قبضہ میں ہے یا کوئی سانپ ہے جو اُسے پریشان کرتا ہے یا کوئی منظر ہے جو اُسے اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے، پھر اُس نے نگاہیں تیز کیں اور اپنے کو موٹا اور دبلا ظاہر کیا، اور کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے .... اور جیسے ہوا پر قابو حاصل ہے اور تمام اشیا اُس کی اطاعت میں سر بسجود ہیں اور تسبیح سے کام لیتی ہیں، کہ وہ عیسائی ہے اور میرے گمان سے وہ حرکت میں آسکتا ہے اور نہ میرے کسی حملہ سے وہ مطیع ہو سکتا ہے، اور میں ان فنون سے کسی فن میں نہیں جھگڑتا، میں مضطرب سمندوں پر سوار ہوا، اور میدانوں اور جنگلوں کو قطع کیا اور حرم اور بیت اللہ نے مجھ سے گفتگو کی اور مجھ سے ہر قسم کے گھوڑوں نے مصافحہ کیا، اور میں نے احرام باندھا اور لبیک کہا، طواف کیا اور عرفہ میں وقوف کیا، رسول اللہؐ کی زیارت کی، اور کامل مومن ہوا، پھر یمن ہوتا ہوا عدن آیا، اور عائدۃ کے سرمہ سے شفا حاصل کی اور ہر قاعدہ کو ثابت کیا، اور صاحب جمل قس بن ساعدہ کو دیکھا اور عکاظ میں اترا اور ڈنڈ کو رسی سے کھینچا، اور اونٹنیوں کو پانچ بار اور نو بار پوچھا اور میں کھڑا ہوا، جب حکم کھڑے ہوئے، اور ترکوں کی یلغار دیکھی، اور رومیوں کو غالب آتے کبھی دیکھا، تو ہم لوگوں نے کہا کہ اللہ کے لئے تیری خوبی ہے، تو نے اپنے شبہات کو دور کر دیا اور تیرا حال پہلے سے اچھا پایا اور تیری تعریف ٹھیک کی گئی ہے، ہماری بصیرت تیرے بارے میں ناکام نہیں رہی اب تم لوح سے کیا سمجھتے ہو، اور اس 'روح' کے بارے میں کیا علم رکھتے ہو، تیری جان کی قسم، مجھ پر راز آشکارا کرو، پھر وہ غور کرنے لگا اور ستاروں اور برجوں کا معاینہ کرنے لگا اور (ضحی) کے مادہ پر دیر تک الٹ پھیر کرنے کے بعد مسکرا کر کہنے لگا، قسم کھاتا ہوں کہ سب ٹھیک اتر آیا،

اور اُس کا حال ایسا ہی ہے، جو میں بیان کرتا ہوں اور میں اُسے مغلوب اور عاجز پاتا ہوں، اور چند مہینوں سے زیادہ نہیں ٹھہریگا، اُس کی قسمت کا ستارہ غروب ہو چکا وہ بچہ ہی تھا کہ اُس کا باپ اُس کے دادا کا وارث نہیں ہوا ہم نے کہا، کہ تو نے تصریح کی اور خوب واضح بیان کیا، اور اس مستور الحال کی خوب رسوائی کی اگر حالات مساعدت کریں اور اسکا انجام معلوم ہو سکے تو تمھاری قسمت جاگ جائے گی اور تیری نظر بالغ ثابت ہوگی، اُس نے کہا کہ ابھی تمھیں خبر ملیگی، اس کا وقت آگیا، ہم نے الگ ہو کر جو نہیں کان لگایا کہ شور سنائی دیا، ہم لوگ اس کے بارے میں بہت حیرت زدہ ہوئے، اور ہم صرف اُس کے تیر کے خوف سے واپس آئے، دیکھا ابھی اُسے خبر نہیں ہوئی ہے، گویا کہ اس کی مثال اُس چڑیا کی تھی جو بچوں کے پاس چلی گئی تھی، فوراً وہ ہماری طرف متوجہ ہوا اور اس طرح ہماری طرف مائل ہوا، جیسے جوزا ستاروں کے سامنے آتا ہے اور اس طرح ٹوٹ پڑا جیسے سرکش شیطانوں پر ستاروں کی بارش ہو رہی ہے اور کہا کہ اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ میری اطاعت کرو اور یقین کرو کہ میں بڑا آدمی ہوں، ہم نے کہا کہ ہاں تم بہترین کلام و اخلاق کے مالک ہو اور جہاں بھی جاؤ، کامیابی رکاب تھامے ہوئے ساتھ جائے گی، تو شان سے سر جھکا کر کچھ دیر غافل رہا اور کہنے لگا اگر قرعہ ناکام ہوتا اور ٹھیک ٹھیک خبر نہ دیتا تو میں اُسے چاک کر دیتا اور اُس کے ذرے اڑا دیتا اور مجھ میں اور زیادہ گنجائش ہوتی اور آگ لگانے کے لئے بہترین چقماق ثابت ہوتا، تمھیں آفتاب کی بلندیوں سے کیا سروکار؟ میں موج کے اضطراب اور اوج کی بلندیوں میں ہوں اور فرد و زوج کے علم کا ماہر ہوں، سرطان، اور دیران میں کارفرما مشتری کو میزان کے بدلے بیچنے والا ہوں اور حساب عمل کے دن ثور اور حمل پر پورا قابو ہوگا اور عقرب کے تیر سے قریب اور بعید کو رام کروں گا، اور اس کے وحوش کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے شکار کروں گا اور یہاں سے اضطراب پر

۲۷۱ ھ

مجبور ہوں گا اور تنگ گھاٹی میں اُن سے ملوں گا، میں نے تاجروں کے گھر میں ترقی کی خوشی اور تنزل کا ماتم محسوس کیا اور اُقلیدس سے پتہ لگایا اور مجسطی سے بھی مشورہ کیا اور تحلیل کی گرہ کشائی کی اور زحل کا معائنہ کیا جبکہ وہ اپنی سواری پر روانہ ہو چکا تھا اور اسی کے صحن میں اس کو گھیرا اور اُس کے قِران کا معائنہ کیا اور اُس کی ترقی کا بھی بغور مطالعہ کیا تو اس نے مجھے چپکے سے بڑھاپے کی وفاداری کا پتہ دیا اور یہ بنو الاصفر کے بادشاہ اور ملک بطلینہ کی تباہی کے راز بھی بتائے اور کس طرح اُس نے فتح قسطنطنیہ میں ایفائے وعدہ سے کام لیا، پھر میں نے دلو کی رسی باندھی اور اُس کی لغو باتوں کو دور کیا، پھر میں نے اُس کے جوزا کا سراغ لگایا تو وہ پوشیدگی کے بعد ظاہر ہوا اور ہلال کو اُس کی خفیہ جگہ سے نکال لیا اور وہ مجھے نظر آگیا اور شجر صوم کے پرندہ کو اُس کے درخت کا پتہ دیا اور اُس کے تلخ پھل توڑے اور کل کو آغاز ہی میں جالیا،............ میں نے آفتاب میں آگ لگا دی وہ جلنے لگا میں نے اُسے وہم میں کچھ دور چلا دیا تو وہ لڑھکنے لگا، میں نے خالص جوانی گزار دی اور مریخ کے لئے عفار اور مرخ (دو درختوں کے نام جو چقماق میں کام آتے ہیں) میں آگ پیدا کر دی یہاں تک کہ وہ اپنی جنگوں کے فتنہ اور طلوع و غروب کے حوادث میں فنا ہو گیا چونکہ اُسے خون سے محبت اور بہادر جوانوں کے دلوں میں گھسنے کا شوق تھا، میں جنون سے پناہ مانگتا ہوں اور بہرا پن سے شفا طلب کرتا ہوں اور پست ناک کو بلند بنا دیتا ہوں ہم نے کہا تمھاری پہلی باتیں ہم نے سب مان لیں مگر یہ آخری تین تمھاری قدرت سے باہر ہیں، اُس نے کہا کہ تم کیوں عاجز سمجھتے ہو اور اُسے طلب نہیں کرتے ہم نے کہا جس کا کوئی نہ علاج ہو گا وہ اپنے ہاتھ سے ہلاک ہو گا اور اس کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ ہو گا اُس نے کہا کہ جو ماہر ہو، اس کی مہارت میری مہارت ہے، جو میرے دل میں ہے وہی اُس کے دل میں ودیعت ہے، اس کی مثال تلوار کی مثال ہے، جس کا حسن اُس کے جوہر میں ہے نہ نیام میں اور اُس کی خوبصورتی

دھاریں ہے نہ رخسارہ میں، اور انسان کا اعتبار زبان و دل سے ہے جیسا
مشہور ہے نہ دو گلپھڑوں سے اور شان سینہ میں نہ کہ سونڈ میں، اور
اور شیر نگاہوں میں ہے نہ خصیتین میں، بہرحال یہ تو ایسی گفتگو تھی جس کے
ظاہر میں شان ہے اور باطن میں احتمال، اور میں عنقریب تمھیں اُس کی
موجوں کی روانی دکھاؤں گا نہ کہ رات کی صبح، رہا پست ناک والا تو وہ
اپنی تھیلی بڑھائیگا اور آل جفنہ میں شادی کرے گا، اور اگر لڑکا ہوا تو وہ نہایت
سجیلا جوان ہوگا اور اگر ننھیال کا اثر آیا تو اپنے حال پر رہیگا، اور رہا بہرا،
تو وہ اونٹ اور اونٹنیوں سے دور نکل جائیگا اور بنو سمیعہ میں نام اور
فال کی برکت تلاش کرے گا، اگر اللہ کو منظور رہا تو کامیاب ہوگا اور
لڑکے کی قوت سامعہ فراد سے بھی زیادہ ہوگی، اُس نے بعض حاضرین
کے دلوں میں شک محسوس کیا تو کچھ کبیدہ خاطر ہوا اور لوگوں کو خوف دلایا
اور کہا کہ شارع علیہ السلام نے ان کا نام بنو سمرہ رکھا ہے، اے بنو لکیعہ
اٹھو کہ تم نے مجھے پریشان کیا اور میرا راستہ چھپا دیا اور میری نگاہ کو ذلیل
کیا اور میرے گلے کو سخت باندھ دیا اور میرے افق پر غرب و شرق کو
مسلط کر دیا پھر وہ ایک طرف ثبات نقش کو دامن کی طرح گھسیٹتے ہوئے
چلا جبکہ وہ اپنی برکتوں سے مستفید کر چکا اور اُس نے ہم لوگوں کو اپنی نیت
اور نہ اپنے سفر کے مقصد سے مطلع کیا، اس کے جانے کے بعد مجھے گفتگو کا
موقع ملا اور اس سے یک بیک ملاقات ہوگئی، میں نے کہا کہ میرے خیال
میں دھوکہ باز معلوم ہوتے ہو، اُس نے کہا کہ میں چھوٹے بچوں کو دیکھنے چلا گیا
تھا اور عزیزوں کی محبت کھینچ لے گئی تھی، میں نے کہا کہ آؤ پھر چلیں اور فائدہ
اٹھائیں، اُس نے جواب دیا کہ اگر تم یہ نہ کہتے کہ قیامت کب ہوگی اور مردوں
کے زندہ کرنے کا مطالبہ کرتے، میں کبھی مغرب کا رخ نہ کرتا اور نہ اپنے یہ کمالات دکھاتا، پھر مجھ سے
کہا کہ غرناطہ میں میرے بچے ہیں، اُن کی ماں نے آہ و زاری سے کسب معاش
کے لئے مجبور کیا، اس کے بعد میں اُس سے الگ ہوا اور مجھے اس کا پورا پتہ
نہ چل سکا اور اُس کے سفر اور قیام کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو سکا، اسکے بعد

کچھ دنوں ٹھہرا مگر وہ بالکل بے پتہ رہا، اور اُس کی نقل و حرکت کا کوئی سراغ نہ مل سکا پھر کچھ دنوں کے بعد جب اُس کی تلاش کا شوق ختم ہو چکا تھا یک بیک جوانِ رعنا کی صورت میں ظاہر ہوا، تجھ سے خدا سمجھے یہاں اور اُس کے بچے کیا ہوئے؟ اور وہ کیا ہوئی جس کی آہ وزاری نے تجھے سفر پر مجبور کیا تھا اُس نے جواب میں کہا کہ اگر زمانہ ساز آدمی کے تمام داؤ پیچ آشکار ا ہو جائیں تو وہ اپنی کامیابی سے محروم ہو جائیگا، اور باجی کی یہ دعا بار بار پڑھنے لگا، تجھے اور مردوں سے کیا تعلق؟ اللہ اُس پر رحم کرے جس کا تو نے نام لیا، اُس نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے میری آفرینش مکمل ہوئی اور میں عالم وجود میں آیا، اسراف کا عمامہ باندھا اور شعبدہ بازی کو اپنا شعار بنایا اور تنگی و بدحالی کے شکنجے سے باہر نکل آیا اور خوش اقبالی نے مدینہ کے کھجوروں سے متبرک کیا اور حرم محترم کے پانی سے سیراب کیا اور اچھے تعویذ کے ذریعہ آفتاب سے سجایا، اب جیسا کہ دیکھتے ہو میں چلتا ہوں اور گھومتا ہوں اور اچھی باتیں کرتا ہوں، ہم نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بڑا فضل ہے اور رکاوٹ نہیں ہوتی، بہترین غایت ہے، اُسنے کہا کہ اس مصنوعی گفتگو کو چھوڑو اور اپنے مہمل کلام کو ختم کرو، اونٹ بدصورت ہی ہوتا ہے اور شیر وجیہ ہی ہوگا، پھر اُس نے برجستہ کہا اور خوب کہا:-

ص ۲۷۳

عیشنا کلہ خدع	ہماری زندگی سراسر مکر ہے،
فاترک اللوم عنک ودع	ملامت کو ترک کرو
انا کالمیث واللیوث	میں شیر کے مانند ہوں اور شیر کے حملوں سے
باسانھا تروع	لوگ ڈرتے ہیں،
انا کالسیف حدلا	میں تلوار کی طرح ہوں اور اُس کی دھار روانی
لایبالی بما وقع	میں یہ خیال نہیں کرتی کہ کون سامنے ہے،
انا کالحسن للمھماۃ	اے کمینہ میں بقر وحشی یا ہرنی کیلئے حسن کی
والظبی یالکع	حیثیت رکھتا ہوں،

میں نے کہا کہ خدا تمھیں بد حال رکھے، کہ تم تیز تیز کرتے ہو اور قطع کرتے ہو، کبھی سختی سے اور کبھی نرمی سے کام لیتے ہو، جھگڑا کرتے ہو اور سخت کلامی سے پیش آتے ہو، اور مقابلہ کرتے ہو اور اس کے باوجود تم متکبر ہو، اور تمھارا بدلہ ناکامی کے سوائے کچھ نہیں، ابھی میں نے آنکھیں جھپکائی تھیں کہ وہ بجلی کی طرح نکل گیا اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ وہ کھڑا رہا یا بیٹھا:—

اور اُن کی خوبیاں بارش کی طرح بے شمار اور بے حد ہیں اور یہ خط اُن کی عظمت اور شان اور طبع رواں کی جولانی کی کافی شاہد ہیں، اس کی بلاغت اور فصاحت عیاں ہے اور وصف منظر کشی اور مختلف علوم جو اس میں آگئے ہیں وہ الگ ہیں:—

اللہ اُن پر رحمت کی تجدید کرے اور احسان و اکرام سے مالا مال کرے،

وفات

حافظ و محدث ابو القاسم بن بشکوال کی تحریر سے منقول ہے جن لوگوں کو قرطبہ کے اضطراب میں زیادہ صدمہ پہنچا اُن میں فقیہ معروف اور ادیب کامل ذو الوزارتین بھی ہیں، جو بلاغت اور انشا میں بہترین فرد اور یگانۂ روزگار تھے، بہترین اور اعلیٰ اوصاف و عادات سے متصف، جن کی ذکاوت اور بلند اخلاق و فصاحت پر سب کا اتفاق ہے جن کا کوئی نظیر نہیں اور کوئی اُن کی گرد کو نہیں پا سکتا، اپنے زمانے میں نثر و نظم میں فرد مانے جاتے تھے، اسم گرامی ابو عبداللہ بن ابو الخصال تھا، اللہ اُن پر رحمت کرے اور اپنی خوشنودی سے سرفراز کرے، شہر میں اپنے گھر کے قریب مقتول پائے گئے اور اس کے بعد تمام ساز و سامان، مال و نقد، سب لوگوں نے لوٹ لیا اور یہ حادثہ روز شنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۵۴۰ھ کو ہوا، حومۃ الدرب میں ربض شرقی میں لائے گئے، اور وہیں غسل اور تکفین ہوئی اور اتوار کی شب کو مقبرۂ بنی عباس میں مدفون ہوئے، اور لوگوں کو اس کی خبر ایسے وقت ملی جب وہ فتنہ کے باعث پریشان حال تھے، لوگوں کو ان کی رحلت کا بہت افسوس ہوا اس لئے کہ مرحوم علمائے اندلس میں علم و بردباری، فہم و ذکاوت، بیدار مغزی

اور دوربینی، وقار و تیزیٔ طبع ہر اعتبار سے سلف کی یادگار تھے، مرحوم کو علوم سے بہت زیادہ شغف تھا اور اُن کے سیکھنے کا بہت شوق تھا، اور مرحوم لغت و تاریخ رجال کے ماہر، ایام عرب اور نثر و نظم میں باکمال تھے، باتیں اچھی کرتے، الفاظ اچھے ہوتے، ظریف الطبع تھے، زبان کے فصیح اور خط پاکیزہ اور نفیس ہوتا، ان تمام امور میں اپنی آپ نظیر تھے، سب ان کی شخصیت کے معترف تھے، وجاہت وسخاوت، ہمدردی اور حسن مجلس میں بھی ممتاز تھے، اور ان تمام اوصاف کے باوجود منکسر المزاج اور اہل علم کا اکرام کرتے، انکی تکلیفوں کو دور کرتے اور اُن کے تعلقات کو نباہتے، وسیع التعلیب اور باتیں اچھی کرتے اور لوگوں کو مستفید کرتے، اُن کی تصنیفات نہایت اعلیٰ ہیں، جن سے اُنکے علم و فہم کا پتہ چلتا ہے، اس کے علاوہ اپنے اساتذہ سے بہت کچھ حاصل کیا، اور اُن سے روایت کی،

ص ۲۷۵

بعضوں کا بیان ہے کہ درب فرعون میں یا باب عبد الجبار سے قریب قرطبہ کے داخل ہونے کی جگہ قرب رحبہ میں مقتول ہوئے اور یہ حادثہ ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۶۴۰ھ کو ٹھیک اُسی روز ہوا جب نصاریٰ شاہ طلیطلہ کے ساتھ وہاں داخل ہوئے، جبکہ ابن حماد بن یحییٰ بن غانیۃ سوقی (جو مرابطین سے تھا) کے قتال کے لئے اُٹھا تھا، اُن کو مصامدہ کی بربری فوج نے اچھے لباس میں ملبوس دیکھ کر مار ڈالا، حالانکہ وہ اُنھیں پہچانتے نہیں تھے، اور ان کے ساتھ اُن کے داماد محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن مسعود بھی قتل کر دئے گئے اور یہ بہترین نوجوانوں میں تھے،

محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب

نام و نسب محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب،

ابن زبیر کی کتاب الصلہ میں ہے:- "ابن عبید اللہ ادیب اور مشہور شاعر تھے، فقہ اور کلام اور دیگر علوم سے مناسبت تھی، سمجھدار اور ذکی تیز وجیہ تھے،

غرناطہ آئے اور شاہی کاتبوں کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے، بلند مرتبت اور مقبول عام تھے، پھر مرسیہ لوٹ آئے حالانکہ اُس کی حالت خراب ہو چکی تھی کچھ دنوں قیام کے بعد وہاں سے چلے آئے، اور رنج و محن برداشت کرنے کے بعد عدوۃ میں مقیم ہو گئے،

مجھ سے استاذ ابو الحسن بن الجیاب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ابن عبید اللہ کج خلق اور خشک تھے، ایک روز ایک خط لکھنے لگے جس کا آغاز خطبہ سے کر رہے تھے اُس میں صحابۂ رسول (ص) کی تعریف کرتے ہوئے (صفوۃ الصفوۃ) لکھا، پھر بعض وجوہ سے اُسے مؤخر کر دیا اُسے کاتب شاہی فقیہ ابو عمر لوشی نے دیکھا وہ اپنی کم علمی کے باعث سمجھے کہ یہ وہم ہے اور اُسے صفدۃ سمجھے اور اصلاح کر دی، جب اُنھوں نے دیکھا تو اُسے کاٹ دیا اور قلم توڑ دیا اور کہا کہ میں ایسی جگہ قیام نہیں کرتا، جہاں جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہو، اور ایک بے نیاز آدمی کا قلم بھی اصلاح و ترمیم کے ہاتھوں محفوظ نہ رہے، اور الگ ہو کر تلمسان کے بادشاہ ابو یحیی الیغمراسن بن زیان کی کتابت قبول کر لی اور لوگوں کا خیال ہے کہ ابو عبید اللہ بن امیر ابو زکریا مستنصر نے اور مشہور ادبا کی طرح انھیں بھی بلایا تھا اور خالص سونے کی ہزار اشرفیاں بھیجیں مگر اُنھوں نے عذر کیا اور عطیہ واپس کر دیا، اس سے مستنصر کو ایسی تکلیف ہوئی کہ اُسے کبھی نہیں ہوئی ہو گی اور اُن کی بلند ہمتی کا ثبوت انھیں مل گیا

ص ۲۷۶

اساتذہ ابن عبید اللہ نے قاضی ابو عیسیٰ بن ابو السواد اور قاضی ابو بکر بن محرز اور استاد ابو بکر محمد بن محمد قریشی سے روایت کی ہے اور اُن سے اپنے شہر میں حدیثیں سنیں اور استفادہ کیا:-

شاعری حسب ذیل اشعار ابن عبید اللہ کے ہیں:-

اقنع بما اوتیته تنل الغنی	اپنی آمدنی پر قناعت کرو تو امیری پاؤ گے،
واذا دهتك مصيبة فتصبر	اور جب کوئی مصیبت آئے تو صبر کرو،
واعلم بان الرزق مقسوم فلو	اور یاد رکھو کہ روزی متعین ہے اگر ہم
رمنا زیادۃ ذرۃ لم نقدر	ایک ذرہ کی زیادتی بھی چاہیں تو نہیں ہو سکتی،

والله ارحم بالعباد فلا تسئل	اللہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے کسی کے سامنے
احداً تعش عيش الكرام وتوجر	دست سوال دراز نہ کرو اور شریفوں کی طرح بسر کرو،
واذا سخطت لبؤس حالک مرة	اور اگر اپنی تنگ حالی پر کبھی رنج ہو
ورأيت نفسک قد نبت فاستغفر	اور اپنے دل کو آزردہ پاؤ تو استغفار کرو،
وانظر الى من دون حالک تذکر	اور اپنے سے زیادہ خستہ حال لوگوں کو دیکھو تاکہ اللہ کی
لعظيم نعمته عليک وتشکر	نعمت یاد آئے اور شکر ادا کرو،

اور اپنی وفات کے وقت انھوں نے مندرجہ ذیل شعر کہے جن کی نسبت اوروں کی طرف کی جاتی ہے:-

ربّ انت الحليم فاغفر ذنوبي	اے اللہ تو بردبار ہے، میرے گناہ بخش دے،
ليس يعفو عن الذنوب سواکا	تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو نہیں بخش سکتا،
رب ثبت عند السوال لساني	اے اللہ سوال کے وقت میری زبان درست رکھ اور
واقمني على طريق هداکا	مجھے اپنی ہدایت کے راستہ پر قائم رکھ
رب کن لي اذا وقفت ذليلا	اے اللہ تو میرا مددگار ہو جب میں عاجزی سے
ناکس الرأس استحي ان اراکا	سر جھکائے ہوئے کھڑا ہوتا ہوں اور شرم سے نگاہیں نہیں اٹھتیں،
ربّ من لي والنار قد قربت لي	اے اللہ جب آگ نزدیک ہوگی تو میرا کون ہوگا اور میں
وانا تحت احمد وحماکا	تیری اور رسول اللہ کی حمایت میں ہوں گا،
رب مالي من عدة لسؤالي	اے اللہ امیدوں کے پورا کرنے کا میرے پاس کوئی سامان نہیں،
غير اني اعددت صدق رجاکا	سوائے اس کے کہ میں نے تیری سچی امیدوں کو شمار کر لیا ہے،
ربنا اقررت انني عبد سوء	اے پروردگار میں اقرار کرتا ہوں کہ گنہگار ہوں،
حلمک الجم غرة فعصاکا	تیری رحمت سے دھوکہ کھا کر میں نے نافرمانی کی،
رب انت الجواد بالخير دوما	اے اللہ ہمیشہ تو ہی بھلائیوں کا عطا کرنے والا ہے،
لم يزل راحما فهب لي رضاکا	تو ہمیشہ رحم دل رہا مجھے اپنی خوشنودی سے سرفراز فرما،

یا رب ان لم اکن بفضلک اھلا — اے اللہ اگر میں تیرے کرم کا اہل نہیں ہوں تو۔ تو

باجترائی فانت اھل لذاکا — کرم کا اہل ہے'

نثر

ابن عبید اللہ اشبیلیہ سے مرسیہ کے دو دوستوں کو لکھتے ہیں:۔
میں نے یہ اشبیلیہ سے لکھا ہے۔ اللہ تمھیں نیکیوں سے سرفراز کرے اور تمھیں اپنی عنایات کے بہترین پھل عطا کرے۔ میں اچھے حال میں ہوں اور دل تم دونوں سے ملنے کا آرزومند ہے اور مجھے تم دونوں کی فطری شرافت اور حسن خلق پر پورا یقین ہے، تمھاری اس محبت سے جو میری ہمدم و رفیق اور مونس ہے میرا تعلق غیر متزلزل ہے، اس لئے اس کے ذکر کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی، بلکہ اور اُس کے اخلاق اور اس سے سکون قلب کے لئے جو کچھ ہوسکا اُس سے فائدہ حاصل کیا، اور ہم مقام قنب میں شہر سے باہر خیموں میں اُترے، جہاں چشمے رواں ہیں، اور آب وہوا بہت عمدہ ہے، ہم سے اندرون شہر قیام کے لئے کہا گیا مگر ہم نے قنب کا قیام صحت کے لئے مناسب خیال کیا، غبار اور گرمی کی شدت کے سبب سے شہر سے الگ رہنا اچھا معلوم ہوا، اور جب تکان دور ہوگئی اور مطمئن ہو گئے تو شہر کی خوب سیر کی اور مشہور عمارتوں کا معائنہ کیا، اور اُس کے نقش ونگار اور پرانے آثار و نقوش کو دیکھا، پرانی عمارتوں اور نئے مکانوں میں ایسی چیزیں دیکھیں جو آنکھوں کو متوجہ کرتی ہیں اور جن کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے، اگرچہ کہ میں نے تباہی کے بعد دیکھا، جب کہ اُس کے رہنے والے الگ ہوچکے اور نگاہیں اُسے دیکھ کر اچٹ جاتی ہیں، اب وہاں پرانے کھنڈر اور مرجھائے ہوئے چہروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن دیکھنے والا جب اُس کے پہلے حال کا اندازہ لگائے اور تخیل میں اُس کے سابق جمال اور آرائش کا نقشہ کھینچے تو اُسے ایسا حسن نظر آئے گا، جو جنون کا پیش خیمہ ہو، اور غم و اندوہ کو کافور کردے اور اُسکی بہترین تعریف تو یہ ہے، کہ وہ شہروں میں ایسا ہے جیسے موسموں میں فصل بہار، اگر میرا دل افسردہ اور طبیعت بجھی ہوئی نہ ہوتی تو میں خوب طویل لکھتا، اور تمام جزئیات کی تفصیل کرتا،

صف ۲۷۸

محمد بن عبد الرحمٰن اللخمی

نام و نسب و خاندان

محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ، لقب ذو الوزارتین ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن فتوح بن محمد بن الحکیم، رندہ میں نشو ونما پائی، اگرچہ وطن اصلی اشبیلیہ ہے، بنو حجاج، بنو عباد اور یہ ایک خاندان سے ہیں، ان کے اسلاف بنو عباد کے عہد میں رندہ کو منتقل ہو گئے تھے، انھیں میں ان کے والد کے دادا یحییٰ معروف بہ حکیم لطبہ بھی تھے، اور ذو الوزارتین سلطان ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نصر کے دور میں غرناطہ آئے، جبکہ وہ حج سے واپسی میں علامہ ابو عبد اللہ بن رشید مہری کے ساتھ سفر کر رہے تھے، سلطان نے زمرۂ کتاب میں داخل کر لیا، اور سلطان کے انتقال تک یہ دیوان الانشا میں کام کرتے رہے، اور جب اُن کے ولی عہد ابو عبد اللہ معزول مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو یہ کتابت و وزارت دونوں عہدوں پر سرفراز کئے گئے، اور وزارت میں ابو سلطان عبد العزیز سلطان الدانی بھی شریک رہے، اور ابو سلطان کی وفات کے بعد یہ قلمدان وزارت کے مستقل مالک ہو گئے، اور "ذو الوزارتین" کے لقب سے ممتاز ہوئے، تا آنکہ غرناطہ میں بیم شوال سنہ کو عید کی صبح شہید کر دئے گئے، وجہ یہ ہوئی کہ اُنھوں نے سلطان کو معزول کر کے امیر المسلمین ابو الجیوش کو اُن کی جگہ بادشاہ بنایا،

صفحہ ۲۷۹

حالات

مرحوم بزرگی، اور سرداری، حسن اخلاق، اور شرافت نفس میں مشہور تھے، ایثار پیشہ متین و بلند ہمت تھے، بہترین انشا پرداز، ادیب اور شاعر تھے، اور نیز حسن خط میں بھی ممتاز تھے، مختلف قسم کے عمدہ خط لکھتے، خطابت اور قلم کی قلمرو کے بادشاہ، اہل علم و ادب سے محبت رکھتے، خاندانی لوگوں سے اچھا سلوک کرتے، اُن کے زمانہ میں لڑائیوں کا بازار چمک گیا، اور خوبیوں کے اطراف واکناف لہلہا اُٹھے، عائدۃ الصلہ میں ہے:۔

"مرحوم رواداری اور بشاشت اور تیزی اور طباعی میں بےمثل تھے، طبیعت کے نرم گداز، کے پکے تھے، تعریف سے پھڑک اٹھتے، وابستگان کرم کو خوب بھرپور انعام دیتے، دسترخوان میں اہل برامکہ کا نمونہ اور ضیافت میں آل مہلب کی مثال تھے، ادب و روایت سے بہرہ ور اور علوم میں ممتاز تھے، فقہی مسئلوں میں اعلیٰ دستگاہ تھی اور علمی مذاکروں میں لوگوں سے بڑھ چڑھ کر رہتے، روایت حدیث کے علمبردار اور تحصیل علم کے شائق تھے اور ادب کی مٹی ہوئی نشانیوں کو زندہ کیا، علم اور اہل علم کا اکرام کرتے، کتابوں کے حریص تھے، یہاں تک کہ ان کا ذاتی کتب خانہ مکان میں نہیں سما سکتا تھا اور ان کی مجلسیں ان سے بھر گئی تھیں، زمانہ ان کا خدمت گزار تھا اور اعلیٰ عہدوں کی خدمت کا موقع انھیں حاصل تھا اور دور دراز سے ان کی طلبی ہوتی۔

سفر اور شہرت

ابھی جوان ہی تھے کہ ۶۹۳ھ میں حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا، حج و زیارت سے مشرف ہوئے، مشہور علما و شیوخ سے روایت و استفادہ کرتے ہوئے دیار مشرق کی سیاحت کی، طرب انگیز قصیدے اور نظمیں نوٹ کرتے رہے اور مکہ مکرمہ میں رمضان سے آخر ایام حج تک قیام پذیر رہے، اور وہاں علما کی ایک جماعت سے استفادہ کیا، جن کا ذکر ابھی اساتذہ کی فہرست میں آتا ہے، پھر مدینۂ منورہ واپس آئے اور شامی قافلے کے ساتھ دمشق آئے، پھر علمی مجلسوں میں مذاکرہ کرتے ہوئے اور اہل علم سے افادہ و استفادہ کرتے ہوئے مغرب واپس آئے، اور رندہ ۶۸۵ھ میں اترے اور وہاں اپنے ایک عزیز صاحب شرف قربت کے یہاں قیام کیا تھا، کہ سلطان نے وزرائے بنی حبیب کے ساتھ برامکہ کا معاملہ کیا، یہ رندہ اسی اثنا میں آئے، اور ایک قصیدہ میں ان کی مدح کی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

هل الى ردّ عشيات الوصال | کیا وصل کی راتوں کا لوٹانا
سبب ام ذالك من ضرب المحال | ممکن ہے، یا بالکل محال ہے،

قصیدہ سن کر سلطان محظوظ ہوئے اور ان کے حسن خط اور وسیع النظری سے بہت مسرور ہوئے، ان کی تعریف کی اور باریابی سے مشرف کیا، یہ ۶۸۶ھ میں

دربار میں حاضر ہوئے اور درباریوں میں اُن کا شمار ہونے لگا، یہاں تک کہ شاہی دیوانخانہ میں کاتب مقرر ہو گئے، اور بنی نصر کے دوسرے بادشاہ کی وفات تک یہ اسی طرح معزز اور مکرم رہے، اور جب ان کے ولی عہد ابو عبداللہ بادشاہ ہوئے تو اور بھی انعام و اکرام کی بارش ہوئی اور کتابت و وزارت دونوں عہدوں سے سرفراز ہوئے۔ ذو الوزارتین کا خصوصی لقب عطا ہوا اِس طرح ان کی دور دور شہرت ہوتی رہی تا آنکہ وہ انجام ہوا جس کا ذکر آتا ہے،

اساتذہ

رندہ میں ابوالحسن علی بن یوسف عبدری السفاح نحوی سے قرآن کریم ساتوں روایتوں کے ساتھ پڑھا اور علوم عربیہ کی تحصیل کی، اور رندہ کے خطیب ابو القاسم الایسر سے بھی تحصیل کی، اور اپنے والد سے تمام مرویات کی اجازت لی، اور کمسنی ہی میں اکابر علما نے اجازت دی اور اثنائے سفر میں علمائے کبار کی ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا، جن کا حصر دشوار ہے (صرف مشہور علماء کا ذکر کیا جاتا ہے):۔

(۱) ابوالیمن جار اللہ بن عساکر، ان سے حرم شریف میں نیاز حاصل ہوا اور ان سے بہت روایت کی،

(۲) شیخ مکرم ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن عمر بن معطی بن امام جزائری، بغداد میں قیام پذیر تھے، ص ۲۸۱

(۳) شیخ ابوالعز عبدالعزیز بن عبدالمنعم الحرانی جو ابن ہبۃ اللہ الحرانی کے نام سے مشہور ہیں،

(۴) شیخ ابوالصفا خلیل بن ابوبکر بن محمد مراوی حنبلی، ان سے قاہرہ میں نیاز حاصل ہوا

(۵) شیخ شرف الدین حافظ ابو محمد عبدالمومن بن خلف — ومیاطی، حدیث و تاریخ، اور حفظ حدیث میں مصر میں امام مانے جاتے تھے،

(۷) عبدالمنعم بن محمد بن یوسف احمد خیمی شہاب الدین ابو عبداللہ حضرت حسین بن علیؓ کے روضہ پر مقیم تھے، وہاں اپنا قصیدہ بائیہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے:۔

یا مطلبا لیس لی فی غیرہ ارب	اے وہ مطلوب جس کے سوا کسی سے مجھے کوئی غرض نہیں،
الیک آل التقصی وانتھی الطلب	طلب وجستجو کی انتہا تمہارے دربار میں آکر ہوئی

اور اسی قصیدہ میں وہ مشہور شعر ہے، جن میں اختلاف ہوا ہے وہ۔

یا بارقا بالی الرقمتین لاح ا	جس میں رقمتین کے بالائی حصوں میں اپنی چمک
لقد حکیت ولکن فاتک الشنب	دکھائی تو نے نقل تو کی مگر نیری نہ ہوئی،

(۸) عبدالولی بن یحیی بن حماد بعلبکی ۶۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔

(۹) شیخ ابوالفضل جمال الدین بن ابوالخیر بن علی بن عبداللہ روحہ مشہور ادیب،

(۱۰) محمد بن ابوبکر بن خلف بن ابوالقاسم الصفار

(۱۱) محمد بن یحیی بن عبداللہ قریشی، جمال الدین ابو صادق و۔ مصری بغداوں، سے حدیث اربعین کی تخریج انھوں نے کی ہے، اور ابن عماد حرانی اور شیخ ابوالفضل عبدالرحیم خطیب جزیرہ سے صبیات کی روایت کی، پیدائش ۵۹۰ھ میں ہوئی،

(۱۲) شیخ عبداللہ بن محمد بن عباس شعری تقی الدین حافظ ابوالقاسم،

(۱۳) شیخ محمد اسمٰعیل بن عبداللہ بن عبدالمجید نماطی،

(۱۴) ابوالبدر بن عبداللہ بن ابوالزبیر، مصری ادیب،

(۱۵) شیخ عبدالرحیم بن عبدالمنعم بن خلف ندمیری،

(۱۶) شیخ محی الدین ابوالفضل، مشہور اساتذہ میں تھے،

(۱۷) زینب بنت امام ابومحمد عبداللطیف بن یوسف بغدادی، جن کی کنیت ام فضل تھی، اور انھوں نے اپنے باپ سے حدیث سنی،

(۱۸) محمد بن احمد بن ابراہیم بن احمد خراسانی ابوعبداللہ موقر الدین جن سے خرقۂ تصوف بھی ملا،

(۱۹) شیخ محمد بن یحیی بن ہبیرۃ شیبانی شرف الدین،

(۲۰) شیخ شہاب الدین احمد بن عیسی بن عیسی بن یوسف بن ابراہیم بن اسمٰعیل سلفی،

(۲۱) شیخ علی بن عبد الکریم بن عبد اللہ دمشقی ابو الحسن، ۵۹۰ھ میں ولادت ہوئی،

(۲۲) شیخ غازی بن ابو الفضل بن عبد الوہاب جلادی،

(۲۳) شیخ نور الدین علی بن محمد ابو البرکات انصاری، یہ حرم خلیل میں قاری تھے، ابو الحسن علی بن شجاع سے حدیث سنی،

(۲۴) سلطان یعقوب بن سلطان الناصر صلاح الدین داؤد بن سلطان عیسیٰ بن مالک عادل ابو بکر بن ایوب،

(۲۵) عبد المنعم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر قرشی زہری، بیت المقدس میں خطیب تھے،

(۲۶) شیخ عبد الحفیظ بن بردان، علی الدین کے لقب سے بھی مشہور تھے، بائناس کے رہنے والے تھے، ابن صیصری سے حدیث سنی،

(۲۷) شیخ علی بن الرحمٰن بن عبد المنعم مقدسی،

(۲۸) شیخ محمد بن محمد بن سالم بن یوسف بن اسلم قرشی جمال الدین،

(۲۹) عبد الواسع بن عبد الکافی شمس الدین،

(۳۰) شیخ احمد بن شیبان ابن ثعلب،

(۳۱) شیخ احمد بن فرح بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد زجاجی،

(۳۲) فاطمہ بنت ابراہیم بن محمد بن محمود بن جوہر بعلبکی، کنیت ام الخیر تھی ضعیفہ اور انشا پرداز تھیں،

(۳۳) شیخ یوسف بن ابو ناصر سغاوی،

(۳۴) شیخ عبد السلام بن محمد ابو محمد عفیف الدین،

(۳۵) شیخ احمد بن عثمان بن محمد شافعی بخاری شمس الدین،

(۳۶) شیخ عبد اللہ بن خیر بن ابو محمد بن خلف قریشی،

(۳۷) شیخ علی محمد بن احمد بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عبد الباقی بن علی صداف شرف الدین،

(۳۸) شیخ علی بن محمد بن ابو القاسم بن محمد بن ابو بکر زنبق کاتب،

ص ۳۸۴

تونس میں ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا،

(۳۹) شیخ سلیمان بن علی بن عبداللہ کاتب تلمسانی، عفیف الدین، صوفی اور ادیب تھے، دمشق میں مقیم تھے، جائے ولادت تلمسان ہے:-

(۴۰) شیخ محمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن الحسن بن عبداللہ بن احمد میموفی القیسی قسطلانی، قطب الدین مفتی اور امام تھے، قاہرہ میں دار الحدیث کاملیہ منصوریہ میں مسند درس کو زینت دیتے رہے،

(۴۱) شیخ احمد بن محمد بن عبدالطاہر جمال الدین،

(۴۲) محمد بن محمد بن ابراہیم سنجاشی،

(۴۳) شیخ عبداللہ بن محمد بن محمد بن ابوبکر طبری، پہلے روضۂ نبویہ پھر صخرۂ قدسیہ کے امام تھے،

(۴۴) شیخ فخر الدین عثمان بن ابو محمد بن اسمٰعیل بن جندرہ،

(۴۵) شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن عبدالعلی بن اسکرت فخر الدین،

(۴۶) شیخ ثابت بن علی بن عبدالعزیز بن قاسم بن عبدالرزاق علی بن نمیر بغدادی سے سماعت حدیث کی،

(۴۷) شیخ امین الدین ابوالہامات جبرئیل بن اسمٰعیل بن سید الاہل،

(۴۸) شیخ محمد بن احمد بن عبداللہ شرف الدین، ان کا اصلی وطن اندلس ہے، علم الدین سنجوقی وغیرہ سے حدیث سنی،

(۴۹) شیخ محمد بن محمد شامی شافعی، دمشقی، حضرت ابوبکر کی مسجد میں امام تھے، شمس الدین کے نام سے مشہور تھے، زبیدی سے سماع حاصل ہے،

(۵۰) شیخ یحییٰ ابن خضر بن حاتم انصاری، ابن عزالدولہ کے نام سے مشہور ہیں، اور علما کی ایک بڑی جماعت نے انہیں اجازت دی، جن میں یہ قابل ذکر ہیں:-

(۱) ابن عماد الحرانی،

(۲) ابن یحییٰ بن محمد بن محمد ہمدانی کمال الدین، انہیں ابن الزجاج اور ابن رواح سے اجازت حاصل ہے:-

۳۸۲ ص

(۳) شیخ عبدالملک ابوالمعانی بن مفضل واسطی معروف بہ ابن جوزی، شعیب زعفرانی اور دیگر علما سے سماعت کی،
(۴) شیخ محمد بن احمد بن یاسر بن شاکر عاکمی،
(۵) امام مفتی المسلمین رضی اللہ عنہ،
(۶) ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن خلیل عسقلانی مکی،
(۷) خطیب ابوعبداللہ محمد بن ابوصالح بن احمد بن محمد بن رحیمہ کنانی، یہ بجایہ میں خطیب تھے،
(۸) ابوالعباس بن الغماز بلنسی، افریقہ کے قاضی القضاۃ تھے، ان سے تونس میں فیضیاب ہوئے،
(۹) علامہ فقیہ، وزیر ابوالقاسم محمد بن عبداللہ یحیی بن عبدالرحمن بن یوسف بن جزی کلبی،
(۱۰) شیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف غلالی،
(۱۱) ابومحمد الحجاج یوسف بن ابراہیم بن عقاب، مغرب کے مشہور عالم تھے ان سے نیاز حاصل ہوا،
(۱۲) شیخ فقیہ ابوبکر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن بر بوع سبتی،
(۱۳) ابوالحسن عبیداللہ بن احمد بن عبیداللہ بن احمد بن عبیداللہ بن ابوالربیع قرشی، مشہور نحو کے امام تھے،
(۱۴) امام ابوعلی ناصرالدین منصور بن احمد بن عبدالحق زداوی مشدالی، بجایہ کے رہنے والے تھے،
(۱۵) ابوعمرو اسحق بن ابواسحق بن عبدالوہاب رندی، قاضی وخطیب تھے،
ان کے علاوہ مشرق ومغرب کے علماء کی ایک بڑی جماعت سے اجازت حاصل ہے،

مصیبت

بعض امور کے باعث ان سے ولی عہد حکومت رنجیدہ ہوگئے تھے انھیں میں ان کے چند شعر تھے، جو حکومت نصریہ کی ہجو میں کہے گئے تھے، خدا معلوم کہ وہ واقعی ان کے تھے بھی یا نہیں، اس بنا پر انھیں

بہت اذیت دی گئی، جس سے آسانی سے بچ کر نکل گئے اور مدتوں تک چھپے رہے، تا آنکہ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

ص۲۸۵

تلامذہ وزیر ابو عبد اللہ، ان سے ابو اسحٰق بن ابو العاص اور ابو عبد اللہ بن رشید اور دیگر علما نے استفادہ کیا، ان کی شان میں لوگوں نے مدحیہ قصائد بھی کہے، جن میں رئیس ابو محمد ابن عبد المہیمن حضرمی اور رئیس ابو الحسن بن جیاب جیسے افاضل بھی شامل ہیں، ابن الجیاب ایک نفیس رائیہ قصیدہ میں انھیں عید کی مبارک باد دیتے ہوئے کہتے ہیں:۔

یا قادما عمت الدنیا البشائرہ
اھلاً بمقدمک المیمون طائرہ
ومرحبا بک من عید تحفّ بہ
من السعادۃ اجناد تظافرہ
قدمت فالخلق فی نعمی وفی جذل
ابدی بک البشر بادیۃ وحاضرہ
والارض قد لبست اثواب سندسھا
والروض قد بسمت منہ ازاھرہ
حاکت ید الغیث فی ساحاتہ حللا
لما سقاھا درا کا منک باکرہ
فلاح فیھا من الانوار باھرھا
وفاح فیھا من النوار عاطرہ
وقام فیھا خطیب الطیر مرتجلا
والزھر قد رصعت منہ منابرہ
موشی ثوب طواہ الدھر آونۃ
فھاھو الیوم للابصار ناشرہ
فالغصن من نشوۃ تثنی معاطفہ
والطیر من طرب تشدو مزاھرہ

اے آنے والی تیری خوشخبری دنیا میں عام ہو چکی ہے،
تیرا آنا مبارک ہو،
اے عید تجھے خوش آمدید کہتا ہوں کہ سعادۃ
وکامرانی کا لشکر تجھے گھیرے ہوئے ہے،
تیرے آنے سے خلقت مسرور ہے،
شہر و دیہات ہر جگہ کے باشندے تیرے آنے پر اظہار مسرت کر رہے ہیں،
زمین نے سندس کا لباس زیب تن کیا ہے،
باغ کی کلیاں بھی مسکرا رہی ہیں،
بارش نے میدان کو نیا جامہ پہنا دیا ہے،
جب صبح سویرے اس نے زمین کو سیراب کیا،
بہترین چمک دمک اس میں ظاہر ہو رہی ہے،
اور خوشبودار کلیاں عطر بیزی کر رہی ہیں،
پرندے برجستہ خطبہ دے رہے ہیں،
کلیوں نے ان کے لئے منبر سجائے ہیں،
ایک منقش کپڑا، جسے زمانے نے تہ کر دیا تھا،
آج پھر وہ نگاہوں کے سامنے ہے،
شاخیں نشے سے مست ہو کر جھوم رہی ہیں،
پرندے بھی مسرت سے چہچہا رہے ہیں،

وللكمال انشقاق عن ازاهرها
كما بدت لك من خلل ضمائره
لله يومك لماء ذكى فضائله
قامت لدين الهدى فيه شعائره
فكم سريرة فضل فيك قد خبئت
وكم جمال بدا للناس ظاهره
فافخر بحق على الايام قاطبة
فما لفضلك من ندّ يظاهره
فانت فى عصرنا كابن الحكيم اذا
قيست بفخر ولى العليا مفاخره

ص۲۸۶

يلتاح منه بافق الملك نور هدى
تضاءل الشمس مهما لاح زاهره
بمجد صميم على عرش السماك سما
طالت مبانيه واستعلت مظاهره
وزارة الدين والعلم الذين رفعت
اعلامه والندى الفياض زاخره
وليس هذا ببدع من مكارمه
ساوت اوائله فيه اواخره
يلقى الامور بصدر منه منشرح
بحر واراؤه العظمى جواهره
راعى امور الرعايا معملا نظرا
كمثل علياه معدوما نظائره
والملك سير فى تدبيره حكما
تنال ما عجزت عنه عساكره

کلیاں شگوفوں سے نکلنے کے لئے بیقرار ہیں جیسے کہ
تمھیں دوست کے راز معلوم ہو رہے ہوں،
تمہارے عہد کی خوبیاں بھی اللہ کے لئے ہیں،
جس میں دینِ ربانی کے شعائر زندہ ہوتے ہیں،
تمہاری کتنی خوبیاں پوشیدہ ہیں،
اور کتنے محاسن لوگوں پر ظاہر ہو رہے ہیں،
تم سچا طور سے زمانے پر فخر کر سکتے ہو،
تمہاری برتری کا کوئی مقابل نہیں ہے،
ہمارے زمانے میں تو تم ابن حکیم کی طرح ہو،
جب بڑے لوگوں کے ساتھ اس کے مفاخر کا موازنہ
کیا جائے۔

بادشاہت کے افق میں وہ ہدایت کا نور ہے،
اس کی چمک دیکھ کر آفتاب کا رنگ زرد پڑ گیا،
اس کی خاندانی بزرگی کا مرتبہ عرش سے بلند تر ہے،
جس کی عمارت اعلیٰ اور مظاہر بلند ہیں،
جس نے علم اور دین کی نصرت کا علم بلند کیا ہے،
اور جس کی سخاوت کا دریا موجیں مارتا ہے،
اس کی یہ بڑائیاں کوئی نئی چیز نہیں ہیں،
اس کی پہلی اور پچھلی نیکیاں سب یکساں ہیں،
کشادہ دلی کے ساتھ معاملات کی پڑتال کرتا ہے،
وہ دریا ہے اور اس کی رائیں موتی کی مانند ہیں،
رعایا کے معاملات کا نگہبان اور محافظ ہے،
اس بارے میں وہ عدیم النظیر ہے،
بادشاہت کا انتظام اس نے اتنا اچھا کیا ہے،
فوجیں بھی اس کے کمالات کا احاطہ نہیں کر سکتیں،

سیاسة للحلم لا بطش یکدرها
فهو المهیب وما تخشی بوادره
لا یصدر الملک الا عن اشارته
فالرشد لا تتعدا الامصائره
تجری الامور علی اقصی ارادته
کانما دهره فیه یشاوره
وکم مقام له فی کل مکرمة
انست موارده فیها مصادره
ففضلها طبق الافاق اجمعها
کانه مثل قد سار سائره
فلیس یجحده الا اخو حسد
یری الصباح فیعشی منه ناظره
لا ملک اکبر من ملک یدبره
لا ملک أسعد من ملک یوازره
یاعزامر به اشتدت مضاربه
یاحسن ملک به ازدانت محاضره
تثنی البلاد واهلوها بما عرفوا
ویشهد الدهر آتیه وغابره
بشری لامله الموصول ما مله
تعسا لحاسده المقطوع دابره
فالعلم قد اشرقت نورا مطالعه
والجود قد اسبلت سحا مواطره
والناس فی بشر والملک فی ظفر
عال علی کل عالی القدر قاهره
والارض قد ملئت امنا جوانبها
بیمن من خلصت فیها سرائره

یہ بردباری کی سیاست ہے جسے سختی کدر نہیں کرتی،
وہ بارعب ہے مگر اس کے غصہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا،
تمام امور اس کے ایما سے انجام پاتے ہیں،
اس لئے کام ہدایت کے حدود سے تجاوز نہیں کرتے،
تمام معاملات اس کے ارادے کے مطابق چلتے ہیں،
گویا اس کا زمانہ اس بارے میں اُس سے مشورہ کرتا ہے،
ہر بڑائی میں اس کے ایسے موقف ہیں جن میں،
ہر ایک دوسرے سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے،
اس کا کمال تمام ملکوں پر چھا گیا ہے،
گویا کہ وہ کہاوت ہے جو دور دور مشہور ہوگئی ہے،
اس کے حاسد کے سوا اس کے کمالات کا کوئی منکر نہیں،
صبح کی روشنی دیکھ کر جس کی بصارت زائل ہوئی جاتی ہے،
اس کے مقبوضہ ملک سے کوئی ملک بڑا نہیں،
اس کے محکوم علاقوں سے کوئی علاقہ زیادہ خوش نصیب نہیں،
معاملات کی مضبوطی سے اس کی عادت مشہور ہوئی،
اور حسن تدبیر سے اس کے شہر آراستہ ہوئے،
ملک اور اس کے باشندے اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں،
اور ماضی و مستقبل زمانے دونوں اُسکی خوبیوں کی شہادت دیتے ہیں،
اس کے وابستہ امید کی خوش نصیبی ہے کہ وہ امید کو پہنچ گیا،
اور اس کے حاسد کی بدبختی ہے کہ وہ ہمیشہ بدنصیب رہیگا،
اس کے علم کے مطالع نور سے جگمگا اُٹھے،
اور اس کی سخاوت کی بدلیاں موسلادھار برسنے لگیں،
اس کے عہد میں لوگ خوش ہیں اور ملک خوشحال ہیں،
اور اس کی دھاک عالی قدر لوگوں پر بھی بیٹھی ہوئی ہے،
زمین کے اطراف امن و امان سے مالا مال ہیں،
یہ اس کی برکت ہے جس کا دل پاک ہے،

وانی ایادیہ من مثنی وواحدۃ
اس کے تنہا اور مکرر احسانات بہت ہیں۔

تساجل البحر ان فاضت زواخرۃ
اور اس کی سخاوت میں دریا اس سے مسابقت کرنا چاہتے ہیں،

فکل یوم تلقاعوارفہ
ہم روز اس کے انعامات پاکر اس کے مال و نعمت کے

کسالہ اموالہ الطولی دفاترہ
رہین منت ہوتے ہیں،

فمن یودی لما اولاہ من نعم
اس کی نعمتوں کا شکر کون ادا کر سکتا ہے،

ص۲۸۷

شکراً ولوان سحبانا یظاھرہ
سحبان ہی کیوں نہ ہو وہ بھی عاجز آجائے،

یا ایھا العید بادر لثم راحتہ
اے عید اس کے ہاتھوں کو جلد بوسہ دے،

فلثمہا خیر مامول تبادرہ
اس سے بڑھ کر بھلا کام اور کوئی نہیں ہو سکتا،

وافخر بان قد لقیت ابن الحکیم علی
اور فخر کر کہ تو ابن الحکیم کی ملاقات کے باعث،

عصرہا بریک اودھر تفاخرہ
زمانے سے فخر کرنے کے باعث ہوئی،

ولی الصیام وقد عظمت حرمتہ
رمضان ختم ہو گیا اور تم نے اس کا پورا احترام کیا،

فاجرۃ لک وافیہ ووافرۃ
جس کا کامل ثواب تمہارے لئے ہے،

واقبل العید فاستقبل بہ جذلا
اب عید آئی ہے مسرت سے اس کا استقبال کرو،

واھناء بہ قادما عمت بشائرہ
اور اس خوش آیند مہمان کی آمد سے مسرور ہو،

انیس ابو محمد عبد المہیمن حضرمی ان کی مدح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تراءی سحیراً والنسیم علیل
صبح کا وقت ہے نسیم بیمار معلوم ہوتی ہے،

وللنجم طرف بالصباح کلیل
تاروں کی آنکھیں بھی صبح کو کام نہیں کر رہی ہیں،

وللفجر نہر خاضہ اللیل فاعتلت
صبح کی نہر کو اس نے عبور کیا تو ایسی سواری بر آئی،

شوی ادھم الظلماء منہ حجول
جس میں تاریکی گھوڑے کی سپیدی کے قایم مقام ہے،

بریق یا علی الرقمتین کانہ
بالائی رقمتین میں چمک ہے گویا،

طلائع شہب فی السماء تجول
آسمان میں تارے چکر لگا رہے ہیں،

فمزق ساجی اللیل منہ شرارۃ
اس کی چنگاری نے رات کی تاریکی کا پردہ چاک کر دیا،

وخرق ستر الغیم منہ نصول
اور اس کی چمک نے بادلوں کا پردہ دور کر دیا،

تبسم ثغر الروض عنہ ابتسامہ
اس کی مسکراہٹ سے باغ بھی مسکرائے،

فاضت عیون للغمام ھمول
اور بدلی کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوا،

ومالت غصون البان نشوی کانها
یدار علیها من صباح شمول
وغنت علی تلک الغصون حمائم
لمهن خفیف فوقها وهدیل
اذا سجعت فی لحنها ثم قرقرت
بطیب خفیف دونها وثقیل
سقی الله ربعًا لا یزال یشوقنی
الیه رسوم دونها وطلول
وجادرباه کلما ذر شارق
من الودق هتان اجش هطول
ومالی استسقی الغمام ومدمعی
سفوح علی تلک العراص همول
وعاذلة باتت تلوم علی السری
وتکثر من تعذالها وتطیل
تقول اذا کم ذا فراق وغربة
ونائی علی ما خیلت ورحیل
ذرینی اسعی للتی تکسب العلا
سناء وتبقی الذکر وهو جمیل
فاما ترنی من ممارسة الهوی
نحیلا فحد المشرفی نحیل
وفوق انابیب الیراعة صعوة
تزین وفی قد القناة ذبول
لولا السری لم یحتل البدر کاملا
ولا بات منه للسعود نزیل
ولولا اغتراب المرء فی طلب العلا
لما کان نحو المجد منه وصول

اور وہاں کی شاخیں مستی میں جھو منے لگیں،
گویا بادِ صبا کی ہوائیں اس پہ بار بار آرہی ہیں،
اور ان شاخوں پر کبوتروں نے نغمہ سرائی کی،
جو طرح طرح کے راگ گا رہے ہیں،
جب اُن کے نغموں میں زیر و بم ہوتا ہے،
تو موسیقی کے خفیف و ثقیل سُر معلوم ہوتے ہیں،
اللہ اس کو سیراب کرے جس کے کھنڈر،
اور آثار برابر مجھے کھینچتے رہتے ہیں،
اور طلوع آفتاب کے وقت برابر اس کے ٹیلوں پر
برسنے والی بدلیوں کی بارش ہو،
اور یہ مجھے کیا ہوگیا ہے، کہ بدلیوں سے سیرابی طلب کرتا ہوں،
حالانکہ اُن کے حصول پر خود میرے آنسو جاری رہا کرتے ہیں،
ایک ملامت کرنے والی جو شب بھر ملامت کرتی رہی،
اور ملامت میں خوب تصنع و بناوٹ سے کام لیتی تھی،
اور کہتی تھی کہ یہ فراق و جدائی کب تک؟
اور اس بُعد و فراق کی حد کہاں تک؟
مجھے چھوڑ دے کہ عزت و سربلندی میں چار چاند
لگا دوں، اور اپنا نام لوحِ ہستی پر ثبت کردوں،
اگر محبت کے باعث تو مجھے نحیف دیکھتی ہے،
تو آخر مشرقی تلواروں کی دھار بھی باریک ہوتی ہے،
اور قلم کا بالائی حصہ بھی باریک ہوتا ہے،
اور نیزے کا قد بھی نحیف اور لاغر ہوتا ہے،
اگر شب نوردی نہ ہوتی، تو بدر کامل نہ ہوتا،
اور نہ وہ کامرانی سے ہمکنار ہوتا،
اگر انسان بلندی کی تلاش میں دوری اختیار کرے،
تو کبھی وہ بزرگی تک نہیں پہنچ سکتا،

صـ۲۸۵

لولا نوال ابن الحكيم محمد	اور اگر محمد بن الحکیم کا عطیہ نہ ہوتا،
لاصبح ربع المجد وهو محيل	تو عزت کی منزل ویران ہوتی،
وزير سما فوق السماك جلاله	ایسا وزیر جو مرتبہ میں آسمان سے بلند ہے،
وليس له الا النجوم قبيل	ستاروں کے سوا ان کا کوئی ہمسر نہیں،
من القوم اما في الندى فانهم	قوم کی محفلوں میں وہ سر بلند ہیں،
هضاب واما في الندى فسيول	اور سخاوت میں سیلاب کی مثال ہیں،
حووا الشرف العليا ارثا ومكسبا	انھوں نے بلندی وراثت اور کوشش سے حاصل کی ہے،
وطابت فروع منهم واصول	اور ان کے اصل و فرع دونوں اچھے ہیں،
وما جونة هطالة ذات هيدب	سیاہ خوب برسنے والی بدلی،
مرتها شمول مرجف وقبول	جس پر شمالی اور مغربی ہواؤں نے خوب اثر کیا ہو،
لها زجل من رعدها ولوامع	جس کی کڑک سے آواز ہوتی ہو، اور جس کی
من البرق عنها للعيون كلول	بجلیوں کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جائیں،
كما هدرت وسط القلاص وارسلت	جیسا کہ نر اونٹ اونٹنیوں کو دیکھ کر آواز
شقاشقها عند الصياح فحول	بلند کریں اور فرط جوش سے جھاگ نکلے،
باجود من كف الوزير محمد	ایسی بدلی بھی وزیر محمد کے ہاتھوں سے زیادہ سخی نہیں،
اذا ما توالت للسنين محول	جب قحط پے در پے آتا ہو،
ولا روضة الحسن طيبة الشذا	اور ایسا باغ جس کی خوشبو پھیلتی ہو،
نم عليها اذخر وجليل	جہاں اذخر و جلیل بھی ہوں،
تداذ ليت للزهر فيها مجامر	جس میں کلیوں کی انگیٹھیاں سلگ رہی ہوں،
تعطر منها للنسيم ذيول	اور ان پر سے ہوا گزر رہی ہو،
وفي مقل النوار للطل عبرة	اور کلیوں کی آنکھوں میں شبنم کے قطرے ہوں،
ترددها اجفانها وتجيل	جو اُن کی پلکوں میں گردش کر رہے ہوں،
باطيب من اخلاقه العز كلما	ایسا باغ بھی اس کے اعلیٰ اخلاق سے زیادہ پاکیزہ نہیں،
تفاقم خطب للزمان يهول	جب زمانہ کی مصیبتیں سخت ہو جائیں،
حويت اباعبد الله مناقبا	اے ابو عبد اللہ تم نے ایسی خوبیوں کو جمع کر لیا ہے،

تفوت یدی من رامها وتطول
فغرناطة مصر وانت خصیبها
ونائل یمناک الکریمة نیل
فذاک رجال حاولوا درک العلا

بنجل وهل نال العلا بنخیل
تخیرک المولی وزیراً وناصحا
فکان له مما اراد حصول
والقی مقالید الامور مفوضاً
الیک فلم یعدل بمینک سول
وقام بحفظ الملک منک مؤیدا
نهوض بما اعیا سواک کفیل
وساس الرعایا منک اشوس باسل
مبید العدا للمنتقین مقیل

وابلج وقاد الجبین کانما
علی وجنتیه للنضار مسیل
تهیم به العلیا حتی کانها
ثینبة فی الحب او هو جمیل
له عزمات لو اعیر مضاءها
حسام لما نالت ظباه فلول
سری ذکره فی الخافقین فاصبحت
الیه قلوب العالمین تمیل
واعدی قریضی جوده وثناؤه

جو طلب کرنے والوں کی کوششوں سے بلند تر ہیں،
غرناطہ کی مثال مصر کی ہے اور تم اس کے آباد کرنے والے ہو،
اور تمہاری سخاوت کا مظہر دریائے نیل ہے،
تم پر وہ لوگ قربان ہوں جنھوں نے بخل سے بلندی
حاصل کرنے کی سعی کی،
اور کیا بخل بلندی حاصل کر سکتا ہے،
آقا نے تمھیں وزیر اور ناصح مقرر کیا ہے،
اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہے،
اور تمام امور کی باگ تمہارے ہاتھ میں دیدی ہے،
کوئی چیز تمہارے دست قدرت سے باہر نہیں،
اور تم نے بادشاہت کی حفاظت کے لئے تائید کرتے ہوئے
ایسے فرائض انجام دیے جن سے اور لوگ عاجز ہیں،
اور تم نے بہادروں کی طرح رعیتوں کا انتظام کیا،
دشمنوں کو ہلاک کرنے والے اور سائلوں پر کرم کرنے
والے ہو،
اور وجیہہ خوبصورت پیشانی والے ہو،
گویا تمہارے رخساروں پر سونا بہتا ہے،
تم پر سربلندی عاشق ہے گویا کہ وہ محبت میں
بثینہ ہے، اور تم جمیل ہو،
تمہارے ایسے ارادے ہیں کہ اگر ان کی روانی تلواروں
کو مستعار دے دی جائے تو ان کی دھاریں کند نہ ہوں،
تمہارا نام زمین و آسمان میں مشہور ہے اس لئے
دونوں جہان کے دل تمہاری طرف مائل ہیں،
اور تمہاری بخشش کی تعریف تک میرے شعر نہیں
پہنچ سکتے،

ط ۲۸۹

واصبح فی اقصی البلاد یجول
الیک ایا فخر الوزارة ارقلت
برحلی هوجاء النجاء ذلول
فلیت الی لقیاک ناصیة الفلا
یامیلی رکاب سیرهن ذمیل
تسلالی سهما لکل ثنیة
ضوامر اشباه القسی نحول

اس لئے دور دراز حصوں میں معروف ہے،
اے فخر وزارت تمھارے دروازے پر ایک
نحیف ماندہ سواری نے میرا کجاوہ اُتار دیا ہے،
اور تمھاری ملاقات کے لئے میدانوں کو طے کیا ہے،
ایسی سواریوں پر جو تیز رفتار ہیں،
مجھے ہر دَر پر تیر بناتی تھیں،
ایسی نحیف سواریاں، جو لاغری سے کمانوں کے مثل
ہوگئی تھیں،

قد لفظتنی الارض حتی رمت الی
ذراک برحلی هوجل وهجول
فقیدت افراسی به ورکائبی
ولذ مقامی لی به وحلول
وقد لذت ذا نفس غروف وهمة
علیها لاحداث الزمان دخول
وعنوی العلا حظی وتغزی بضدها
لذاک اعترته رقة ونحول
وتابی لی الایام الا اهانة
فصونک لی ان الزمان مذیل
فکل خضوع فی جنابک عزة
وکل اعتزاز قد عداک خمول

مجھے زمین نے دور پھینک دیا تا آنکہ،
مجھے سواری تیرے دربار میں لے آئی،
میں نے گھوڑے اور سواریاں وہیں باندھ دیں،
اور یہ مقام مجھے خوشگوار معلوم ہوا،
میں غیور دار اور ایسی ہمت والا تھا،
جو زمانے کے حوادث کا مقابلہ کر سکے،
اور میری قسمت برتری کو دوست رکھتی ہے،
اسی لئے اس پر لاغری آگئی ہے،
اور زمانہ مجھے صرف مصیبتوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے،
مجھے زمانے کے انقلابات سے بچا،
اس لئے کہ بہترین دربار میں جھکنا عزت ہے،
اور تیرے سوا کوئی عزت گمنامی ہے،

شاعری

ان کی شاعری معمولی ہے، اگرچہ یہ شعر کے بڑے نقاد تھے، اور صنعت تضاد کے استعمال کرنے میں بہت ہوشیار تھے، اسی صنعت میں ان کا وہ قصیدہ ہے، جو سلطان کی خدمت میں رندہ میں گزرانا تھا، اور اس وقت یہ جوان رعنا تھے، اور یہ نظم انہی کی خود نوشت تحریر سے منقول ہے :—

هل الی رد عشیات الوصال　|　کیا وصال کی راتیں پلٹ سکتی ہیں،

سب امر ذاك من ضرب المحال	یا یہ بالکل محال ہے،
حالة یسری بها الوهم الی	ایسی حالت جس میں وہم سے معلوم ہوتا ہے،
انها تثبت برأ باعتلال	کہ بیماری کے بدلے شفا ہو رہی ہے،
ولیال ما تبقی بعدها	ایسی راتیں کہ ان کے گزرنے کے بعد،
غیر اشواقی الی تلك اللیال	ان کے اشتیاق کے سوا اور کچھ باقی نہ رہ جائے گا۔
اذ مجال اللیل فیها مسرحی	اس لئے کہ ان راتوں میں رات کی گردش میرا چلنا تھا،
ونعیمی آمر فیها ووال	اور میری ان میں حاکم و مختار تھی،
ولحالات الترضی جولة	اور رضامندی کے حالات کی ایسی گردش ہے،
مرحت بین قبول واقتبال	جس کے قبول و توجہ سے میں خوش ہوا،
فبوادی الخیف خوفی مسعد	وادی خیف میں میرا خوف خوش نصیب ہے،
وبأكناف منی اسنی موال	اور منی کے اطراف میں بہترین دوست ہے،
لست انسی الانس فیها ابدا	میں اس کے انس کو کبھی بھولنے والا نہیں،
لا ولا بالعذل فی ذاك أبال	اور نہ اس میں ملامت کی پروا کروں گا۔
وغزال قد بدا لی وجهه	اور ایسی ہرنی جس کا چہرہ ظاہر ہوا،
فرأیت البدر فی حال الكمال	تو گویا میں نے بدر کامل کو دیکھا،
ما أمال التیه من اعطافه	تکبر نے اس کو جنبش نہیں دی تھی،
لم یكن الا علی فضل اعتدال	جو بالکل اعتدال کے ساتھ تھی،
خص بالحسن فما انت تری	جو حسن کے ساتھ خاص ہے، اس کے بعد
بعده للناس حظا فی الجمال	لوگوں میں حسن کا حصہ نہیں پاؤ گے،
من تسلی عن هواها فانا	کوئی اس کی محبت سے غافل ہو تو ہو،
بسواه عن هواه غیر سال	میں اس کی محبت چھوڑ کر دوسرے سے دل نہیں لگا سکتا،
فلئن اتعبنی حبی له	اگر مجھے اس کی محبت نے تھکایا ہے،
فلكم متعت به انعم حال	تو میں بارہا اس کی نوازشوں سے لطف اٹھایا ہے،
اذ لآلی جیده من قبلی	جبکہ اس کی گردن کے موتی میرے سامنے ہیں،

صنہ ۲۹۰

ووشلحالا یمینی وشمال
خلف النوم لی السهد به
وترامی الشخص لا طیف الخیال
اوا شادات بناء الملك الا
وحد الاسمی الهمام المتعال
ملك ان قلت فیه ملكا
لم تكن الا محقا فی المقال
اید الاسلام بالعدل فما
ان تری رسما لا صحاب الضلال
ذو ایاد شملت كل الوری
ومعال یالها خیر معال
همة هامت باحوال التقی
وصفات بالجلالات حوال
وقف النفس علی اجهادها
بین صوم وصلاة ونوال

اور اس کے ہار میرے دائیں اور بائیں ہیں،
نیند نے میرے لئے بیداری چھوڑ دی ہے،
اور جسم دور ہو گیا، صرف خیال باقی ہے،
یا اس بادشاہ کی عمارت کے استحکامات ہیں،
جو منفرد اور برتر اور بلند ہے،
ایسا بادشاہ کہ اگر اسے فرشتہ کہوں تو،
غلط نہ ہوگا،
جس نے انصاف سے اسلام کی تائید کی،
اب گمراہوں کا کوئی اثر نہ پاؤ گے،
اس کے احسانات تمام خلقت پر عام ہیں،
اور وہ بلندیاں بھی کیسی بلندیاں ہیں،
ایسی ہمت جو تقویٰ کے اوصاف کی عاشق ہے،
اور ایسے صفات جو شان و شکوہ سے پر ہیں،
اس نے نفس کو اس کی تکمیل کے لئے وقف کر دیا ہے،
روزہ نماز اور عطایا کے ذریعہ،

اس قصیدہ میں اس قوم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں، جسے سرکشی کی سزا مل چکی تھی!

وفریق من عناد عاندوا
امرلا فاستوجبوا سوء نکال
غرهم طول التجافی عنهم
مع شیطان لهم وال موال
فلقد کانت لهم ردة أو
اهلها فی سوء تدبیر وحال
ولقد کان النفاق مذهبا
فاشیا ما بین هاتیك التلال

ایسی جماعت جس نے عناد کے باعث اس کے
حکم کو نہ مانا اس لئے بدترین عذاب کے مستحق ہوئی۔
اسے طول اعراض نے دھوکا دیا،
جبکہ وہ ایک شیطان کے ہاتھ میں تھی،
اس کی وجہ سے زندہ اور اس کے
باشندے بدترین حالت میں تھے،
نفاق عام شیوہ تھا،
جو ان علاقوں میں رائج تھا،

سابعو... والیوم الابادر و ا
بد وا... نکیرات ثقال
طوقوا النعمی ... و ا

...ی دن گور نے بھی نہیں پاتا کہ
مصیبتوں اور بری باتوں سے سابقہ پڑتا
ان لوگوں کے ساتھ احسان کیا گیا مگر جب انھوں نے
اجنبیت ظاہر کی

طوقوا العدل بذی البیض العوال
اعقبوا جزاء ما قد اسلفوا
فی الدنا ویعقبوه فی المآل

توچکد ار تلواروں کے ذریعہ انصاف کیا گیا'
اور انہیں اعمال کا بدلہ دیا گیا'
اور پھر وہ آخرت میں مزہ چکھیں گے'

یہ قصیدہ طویل ہے' اسی میں ہے :-

ایھا المولی الذی نعماؤہ
اعجزت عن شکرھا کنہ المقال
ھا انا انشد کم منشئا
من بدیع النظم بالسحر الحلال
فانا العبد الذی حبکم
لم یزل واللہ فی قلبی وبال
اورقت روضة آمالی لکم
وتولاھا الکبیر المتعال

اے وہ مالک جس کی نعمتوں کے
شکریہ سے زبان عاجز ہے'
میں تمھاری مبارکبادیں
ایک نادر طرز نظم لکھتا ہوں'
میں وہ غلام ہوں' جس کے دل میں
تمھاری محبت ہمیشہ قائم رہی ہے'
میری امید دل کا باغ سرسبز ہو گیا ہے'
اور خدا اُس کا نگہبان ہے'

اسی میں یہ شعر بھی ہیں :-

یا امیر المسلمین ھذہ
خدمة تنبئی عن اصدق حال
ھی بنت ساعة او لیلة
سھلت بالحب فی ذاک الجلال
ماعلیھا اذ اجادت مل حبھا
من بعید الفھم یلغیھا وقال
فھی فی تادیة الشکر لکم
ابدا بین احتفاء واحتفال

اے مسلمانوں کے بادشاہ' یہ
ایسی خدمت ہے جو سچائی ظاہر کرتی ہے'
ایک گھنٹہ یا ایک رات میں یہ شعر کہے گئے ہیں'
جو محبت کو اس دربار میں لے گئے ہیں'
اگر اُس نے تعریف اچھی کی
تو پھر کسی کج فہم کے اعتراضات کا خوف نہیں'
اس لئے کہ یہ تمھارا شکریہ ادا کرنے میں'
برابر چست اور کوشاں رہتے ہیں'

موصوف تونس میں اپنے متعلقین [illegible]ن کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

حیّ حیّ باللہ یا ریح نجد	اے نجد کی [illegible] ہوا، خدا تیری عمر میں برکت د[illegible]
وتحمّل عظیم شوقی ووجدی	[illegible] محبت [illegible]
واذا بثثت حالی فبلّغ	تو میرے شوق [illegible]
من سلامی لہم علی قدر ودی	جب میرا حال کہنا تو اُن سے
	میری محبت کے انداز سے سلام کہدینا،
ما تناسیتہم وھل فی مغیبی	میں انھیں نہیں بھولا کیا معلوم کہ جدائی
ھم نسونی علی تطاول بعدی	اور بُعد مسافت میں وہ مجھے بھول گئے ہوں،
بی شوق الیہم لیس یعزی	مجھے اُن سے ملنے کا اتنا اشتیاق ہے جسکے سامنے
لجمیل ولا لسکان نجد	جمیل اور اہل نجد کا جذبۂ شوق بھی ہیچ ہے،
یا نسیم الصبا اذا جئت قوما	اے باد صبا، جب تو ایسی قوم سے گذرے،
ملئت ارضہم بشیح ورند	جن کا مسکن شیح اور رند پر ہے،
فلتطف عند المرور علیہم	اُن پر گذرتے ہوئے اُن کا طواف کرنا
وحقوقا لہم علیّ فادّ	اور میرے حقوق ادا کرنا،
قل لہم قد غدوت من وجدہم فی	اور ان سے کہنا کہ میں ان کی محبت میں
حال شوق لکل رند وزند	آگ ہوا، اس حال میں کہ سراپا اشتیاق تھا
وان استفسروا حدیثی فانی	اور اگر میرا حال پوچھیں
باعتناء الالہ بلغت قصدی	تو بحمد اللہ مقصود کو میں پہنچ گیا،
فلہ الحمد اذ حیانی بلطف	خدا کا شکر ہے، کہ اُس نے نوازش سے سرفراز کیا،
ھند لا قلّ کل شکر وحمد	جس کے مقابلہ میں ہر شکر کم ہے،

اور اپنے بڑے بھائی ابو اسحٰق ابراہیم کو ایک قصیدہ میں خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

ذکر اللوی شوقا الی اقمارہ	لوی کے حسینوں کے اشتیاق میں اس کی یاد آئی
فقضی اسی اوکاد من تذکارہ	جس کی یاد میں انتہائی غم کو پہنچ چکا تھا،
وعلا زفیر حریق نار ضلوعہ	اور اُس کی پسلیوں کی آگ کی سوزش بلند ہوئی
فرمی علی وجناتہ بشرارہ	جس کی چنگاریاں رخساروں پر نمودار ہوئیں،

ص ۲۹۲

لوكنت تبصر خطه في خده	اگر تم اُس کے رخسار کے خطوط دیکھتے،
لقرأت سر الوجد من اسطاره	تو ان میں تمھیں راز محبت نظر آتا،
يا عاذليه اقصروا فلربما	اے ملامت کرنے والو! ذرا ٹھہرو،
افضى عتابكم الى اضراره	ممکن ہے کہ تمھارا عتاب نقصان رساں ہو،
ان لم تعينوه على برحائه	اگر تم اُس کی سوزش میں اس کی مدد نہ کرو،
لاتنكروا بالله خلع عذاره	تو کم از کم اُس کی رندی و سرمستی کا گلہ نہ کرو،
ماكان اكتمه لاسرار الهوى	راز محبت کو وہ خوب نہاں رکھتا،
لو ان جند الصبر من انصاره	اگر صبر کا لشکر اس کی امداد کرتا،
ما ذنبه والبين قطع قلبه	اس کا کیا قصور ہے، جب جدائی نے اُس کے دل کے ٹکڑے کر دئے،
اسفا واذكى النار في اعشاره	اور دل کے اندر آگ سلگا دی،
بخل اللوى بالساكنيه وطيفهم	لوی نے نہ صرف اپنے باشندوں کے ساتھ بخل کیا
وحديثه ونسيمه ومزاره	بلکہ گفتگو، ہوا، ملاقات، سب سے بخل کیا،
يا برق خذ دمعي وعرج باللوى	اے بجلی، میرے آنسو لے کر لوی میں اتر
فاسفحه في باناته وعراره	اور اُسے وہاں کے بان اور عرار پر چھڑک،
واذا لقيت بها الذي باخائه	اور اگر وہاں اُس سے ملاقات ہو جائے جس کی
القى خطوب الدهر ويجواره	محبت کے طفیل مصائب برداشت کر رہا ہوں،
فاقرا السلام عليه قدر محبتي	تو میری محبت کے انداز سے اسے سلام کہنا
فيه وترفيعي الى مقداره	نیز جذبات احترام کا بھی لحاظ رہے،
والمم بسائر اخوتي وقرابتي	اور میرے عزیزوں، دوستوں کے پاس بھی جانا،
من لم اكن لجوارهم بالكاره	جن کی ہمسایگی کا میں شاکی نہیں تھا،
ما منهم الا اخ اوسيد	وہ سب کے سب شریف اور دوست ہیں،
ابدا اراه دأبي على اكباره	ان کی تعظیم میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں،
فاثبت لذاك الحي ان اخاهم	خلاصہ یہ کہ تمام قبیلہ سے کہہ دینا کہ
في حفظ عهدهم على استبصاره	اُنکا بھائی پریشان حالی کے باوجود عہد محبت کا پاس رکھتا ہے،

ص ۲۹۳

سلطان کی فرمائش سے ایک بار موصوف نے کہا:-

ألا واصل مواصلة العقار	کیا کوئی شراب کی طرح ملانے والا نہیں
ودع عنك التخلق بالوقار	وقار اور متانت کو خیرباد کہہ
وقم واخلع عذارك في غزال	اٹھ اور کسی حسین کے پیچھے سرمست ہو،
يحق لمثله خلع العذار	اور اُس جیسے حسین کے لئے ہوش وحواس سے گزر جانا درست ہے،
قضيب مائس من فوق دعص	بالو کے تودے پر ایک شاخ لچک رہی ہے،
تعمم بالدجى فوق النهار	جس نے دن کے اوپر تاریکی کا جامہ پہن لیا ہے،
ولاح بخده ألف ولام	اُس کے رخسار میں الف ولام ظاہر ہوئے،
فصار معرفا بين الدراري	اس لئے تمام موتیوں میں وہ ممتاز ہے،
رماني قاسم والسين صاد	مجھے قاسم نے مارا گویا کہ "سین" کے بجائے "صاد" ہے،
بأشفار تنوب عن الشفار	اور "ہونٹ" دھار کا کام کرتے ہیں،
وقد قسمت محاسن وجنتيه	اور اُس کے رخساروں کے محاسن
على ضدين من ماء ونار	گ اور پانی ضدین میں منقسم ہیں،
فذلك الماء من دمعي عليه	پانی میرے آنسوؤں کے سبب سے ہے،
وتلك النار من فرط استعاري	اور آگ زیادتیٔ سوزش کے باعث ہے،
عجبت له أقام بربع قلبي	اس پر تعجب ہے کہ اُس نے میرے دل کی منزل میں قیام کیا،
على ما شب فيه من الأوار	باوجودیکہ اس میں پیاس کی آگ سلگ رہی ہے،
ألفت الحب حتى صار طبعا	میں محبت سے اس قدر مانوس ہوا کہ فطرت میں داخل ہوگئی،
فما أحتاج فيه إلى ادكار	اب اس میں کسی فکر کی ضرورت نہیں،
فما لي عن مذاهبه ذهاب	اب اس سے رستگاری نہیں ہے،
وهذا فيه أشعاري شعاري	اور یہ اشعار شاہد ہیں کہ محبت میرا شعار رہے،

علامہ ابن رشید نے ملء العیبہ میں لکھا ہے، کہ جب ہم ۶۸۴ھ میں مدینہ آئے اور ہمارے ساتھ وزیر ابوعبداللہ ابن ابوالقاسم الحکیم تھے، اور انکی آنکھیں خراب تھیں، جب ہم ذوالحلیفہ کے قریب پہنچے تو سواریوں سے اُتر گئے، اور

قرب مکان کے باعث آتش شوق تیز ہوتی گئی، تو وہ بھی اُتر گئے، اور اُن آثار مقدسہ اور صاحب طیبہ کے احترام و اجلال کے خیال سے پاپیادہ چلنے لگے، پیدل چلنا تھا کہ آنکھیں شفایاب معلوم ہونے لگیں، اس موقع پر اُنھوں نے یہ شعر سنائے:-

ولما رأینا من ربوع حبیبنا	جب ہم نے دیار محبوب سے
بیثرب اعلاما اثرن لنا الحبا	آثار یثرب دیکھے تو جذبات برانگیختہ ہو گئے،
وبالترب منها اذ کحلنا جفوننا	اور جب ہم نے اُس خاک پاک کا سرمہ لگایا تو
شفینا فلا باسا نخاف ولا کربا	شفا پا گئے، اور کوئی خوف نہیں رہا،
وحین تبدی للعیون جمالها	اور جب آنکھوں کو اُس کا جمال نظر آیا،
ومن بعدها عنا ادیلت لنا قربا	اور دوری کے بعد قربت معلوم ہوئی،
نزلنا عن الاکوار نمشی کرامة[1]	تو ہم سواریوں سے اُتر پڑے اور احترام کے خیال سے پاپیادہ چلنے لگے، ایسا نہ ہو کہ اُسکے
ولمن حل فیها ان نلم به رکبا	رہنے والے سے سوار ملیں،
نسح سجال الدمع فی عرصاتها	ہم اُس کے میدانوں میں آنسو بہاتے تھے،
ونلثم من حب لواطئه الترابا	اور اُس پر چلنے والے کی محبت میں خاک کو بوسہ دیتے تھے،
وان بقائی دونه لخسارة	اور ہمارا اُس سے الگ رہنا نقصان تھا،
ولو أن کفی تملأ الشرق والغربا	اگرچہ مشرق و مغرب کی دولت کیوں نہ ہاتھ آجاتی،
فیا عجبا ممن یحب بزعمه	اُس شخص سے کس قدر تعجب ہے جو ادعائے محبت رکھتا ہے،
یقیم مع الدعوی ویستعمل الکتبا	پھر دعا و خطوط پر اکتفا کرتا ہے،
وزلات مثلی لا تعد کثیرة	اور میرے گناہ کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتے،
وبعدی عن المختار اعظمها ذنبا	اور سب سے بڑا گناہ سرور عالم سے دور رہنا ہے،

ص ۲۹۴

اور اُن کے منظومات سے یہ شعر بھی ہیں:-

[1] یہ متنبی کا مشہور شعر ہے،

ما احسن العقل و آثاره — عقل اور اُس کے علامات کس قدر اچھے ہیں،
لو لازم الانسان ایثاره — اگر انسان ایثار کو اختیار کرے،
یصون بالعقل الفتی نفسه — جوان عقل سے نفس کی حفاظت کرتا ہے،
کما یصون الحر اسراره — جس طرح شریف آدمی اپنے راز کی حفاظت کرتا ہے،
لاسیما ان کان فی غربة — خصوصاً اگر سفر میں ہو،
یحتاج ان یعرف مقداره — تو اپنا مرتبہ جاننے کا محتاج ہوتا ہے،

نیز مرحوم کے منظومات سے یہ شعر بھی ہیں :۔

انی لاعسر احیاناً فیلحقنی — میں کبھی پریشان ہوتا ہوں تو مجھے
یسر من الله ان العسر قد زالا — اللہ کی جانب سے آرام مل جاتا ہے اور مصیبت زائل ہو جاتی ہے،

یقول خیر الوری فی سنة ثبتت — خیر البشر ایک مستند حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں،
انفق ولا تخش من ذی العرش اقلالا — کہ خرچ کرو اور خدا کی جانب سے کمی کا خوف نہ کرو،

یہ اُن کا بہترین شعر ہے، اور کہتے ہیں :۔

فقدت حیاتی بالعراق ومن غدا — میں نے اپنی زندگی عراق میں گم کر دی، اور جو
بحال نوی عن حب فقده فقد — اپنے محبوب سے جدا ہوا، وہ گم ہو گیا،
ومن اجل بعدی عن دیار الفتها — اور دیار محبوب سے دوری کے باعث
جحیم فؤادی تلتظی وقد وقد — میرے دل کی دوزخ سلگ اُٹھی،

اور بیان کیا جاتا ہے کہ ذوالوزارتین موصوف فقیہ، ادیب ابن ابی مدین سے ملے تو ابن مدین نے انھیں یہ شعر سنائے :۔

عشقتکم بالسمع قبل لقاکم — ملنے سے پیشتر میں صرف سن کر تمھارا عاشق ہو گیا،
وسمع الفتی یهوی لعمری کطرفه — اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کی قوت سامعہ بھی آنکھوں کی طرح محبت کرتی ہے،

وحببنی ذکر الجلیس الیکم — اور ہمنشین کی یاد نے مجھے تمھارا مشتاق بنا دیا،
فلما التقینا کنتم فوق وصفه — اور ملنے کے بعد تمھیں پہلے سے بڑھ کر پایا،

تو ذوالوزارتین ابن الحکیم نے یہ شعر پڑھے :۔

ماتزلت اسمع عن علیاک کل سنی	میں تمہاری بڑائی کے متعلق ہر تعریف سنتا رہا،
ابہی من الشمس او اجلی من القمر	میں نے تم کو آفتاب سے زیادہ ماوقامد اور چاند سے زیادہ روشن پایا،
حتی رای بصری فوق الذی سمعت	یہاں تک کہ میری آنکھوں نے اس سے زیادہ دیکھا،
اذنی فوفق بین السمع والبصر	جتنا کانوں نے سنا تھا، کان اور آنکھوں میں توافق ہو گیا،

ھ۲۹۵

اور اُن کی نظم سے یہ چند شعر بھی ہیں جو کمانوں پر لکھے جاتے ہیں :۔

انا عدۃ للدین فی ید من غدا	میں اُس کے ہاتھ میں دین کا آلہ ہوں،
للہ منتصرا علی اعدائہ	جو اللہ کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کرتا ہے،
احکی الھلال واسہمی فی رجمہا	میں ہلال کے مشابہ ہوں اور میرے تیر
لمن اعتدی تحکی نجوم سمائہ	دشمنوں کے مارنے میں آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں،
قد جاء فی القرآن انی عدۃ	قرآن میں آیا ہے کہ میں دشمنوں کے مقابلہ کا سامان ہوں،
اذ نص خیر الخلق محکم آیۃ	جبکہ خیر البشر (ص) نے آیت کی یہی تفسیر کی،
واذا العدو اصابہ سہمی فقد	اور جب دشمن کو میرا تیر لگتا ہے تو قضا
سبق القضا بہلکہ وفنائہ	اُس کی ہلاکت کا پہلے فیصلہ کر لیتی ہے،

اور اُن کی توقیع کا ایک نمونہ اُن کے صاحبزادے کی کتاب الموارد المستعذبۃ سے منقول ہے، "وادیٔ آش" میں فقیہ طریفی تھے، انھوں نے میرے والد ابو جعفر ابن داؤد کے معتمد خاص کے پاس "س" کے قافیہ پر ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس میں اُنھوں نے اپنے شہر کے حاکم ابو القاسم بن حسان کی شکایت کی، اسی قصیدہ میں یہ شعر بھی تھے :۔

فیا صفی ابی العباس کیف تری	اے ابو العباس کے دوست تمھارا کیا خیال ہے،
وانت کیس من فیہا من اکیاس	حالانکہ تم بہت ہوشیار اور عقلمند ہو،
ولوہ ان کان ممن ترتضون بہ	اے والی بناؤ اگر وہ تمہارے مقرب بارگاہ لوگوں میں سے ہو،
فقد دنا الفتح للاشراف فی فاس	اس لئے کہ فاس میں اشراف کی فتح عنقریب ہونیوالی ہے،

اور اسی قصیدہ میں "ذو الوزارتین" کا ذکر بھی اس شعر میں ہے :۔

للشرق فضلٌ فمنہ اشرقت شہب
من نورھم اقتبسوا کل مقیاس

مشرق کا فضل ہے کہ اُسی سے ستارے چمکے،
جن کے نور سے ہمیں یہ چنگاریاں ملی ہیں،

تو مرحوم نے اس پر ان اشعار میں توقیع کی :-

ان افرطت بابن حسان غوائلہ
فالامر یکسوہ ثوب الذل والباس
وان تنزل بہ فی جورہ قدم
کان الجزاء لہ ضربا علی الراس
فقد اقامنی المولیٰ بنعمتہ
لبث احکامہ بالعدل فی الناس
انشاء

اگر ابن حسان کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئی ہیں
تو یہ بتاؤ اُسے ذلت اور رعب کا لباس پہنائے گا،
اور اگر ظلم اُس کا قدم ڈگمگا دے
تو اس کا بدلنا اُس کی سزا ہوگی
اس لئے کہ آقا نے اپنی عنایت سے
مجھے لوگوں میں انصاف پھیلانے کیلئے مقرر کیا ہے،

وزیر ابو عبد اللہ کی انشا شعر سے بلند ہے، اُن کا ایک خط درج کیا جاتا ہے، جو انھوں نے شہر قیجاطہ کی فتح پر لکھا تھا۔

ص ۲۹۶

امیر کی جانب سے اللہ اُس کی تائید اور مدد کرے، اور اپنی مرضی پر عمل کی توفیق دے، تاکہ جہاد کا علم بلند کریں، اُس کے فرزند کی طرف سے جسے ہم محبت اور خوشنودی سے سرفراز کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اُسے اچھے خصائل اور اعلیٰ عادات سے آراستہ کرے، فرزند شریف بہادر، نیک بخت محمد کی طرف، اللہ اُس کی سعادتمندی کی تکمیل کرے اور توفیق سے اُس کی ہدایت کرے، اور اُسے فتح کی خوشخبری دے، تاکہ دین الٰہی کی مدد کی آرزو بر آئے،

اُس اللہ کی حمد کے بعد جس نے جہاد فی سبیل اللہ کو بہترین اعمال سے شمار کیا اور ثواب و اجر کے وعدوں سے اس کی ترغیب دی اور فرمایا کہ (یاایھا النبی حرض المومنین علی القتال) "اے نبی مسلمانوں کو قتال پر آمادہ کرو" تاکہ یقین دلائے کہ اُس کے دوستوں کی چھوٹی جماعت دشمنوں کی بڑی تعداد پر غالب آئیگی اور اپنے اس قول (ولینصرن اللہ من ینصرہ) میں اپنے وعدوں کی تکمیل کر کے دین اسلام کی حمایت کی، مخالفین کے اس گمان کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لشکر کو رسوا کر کے انھیں رسوا کیا،

اور درود و سلام ہو اُس کے برگزیدہ نبی اور رسول برحق پر جو مخلوق کو راہ حق کی

ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "قاتلوا الذین
یلونکم من الکفار" (اپنے آس پاس کے کفار کو قتل کرو) اس بات پر آمادہ کرنے کیلئے جس پر
کہ نور ہدایت سے گمراہی کی تاریکی کافور ہو جائے، اور اللہ کی رحمت آل اطہار اور
صحابۂ کرام پر ہو جو کفار پر سخت تھے، اور جنھوں نے دین کی خاطر عزم کی تلوار بے نیام
کردی اور مشرق و مغرب کے کنارے فتح کر لئے، یہاں تک کہ اسلام تمام روئے زمین
پر پھیل گیا، ہم نے یہ تمھیں لکھا۔ اللہ تمھیں ایسی خوشخبریاں سنائے، جن سے حالات
بدل جائیں، اور تمھیں فتح کی ایسی خبریں ملیں، جن سے امید کے اطراف سعادت و اقبال
سے چمک اٹھیں، ہم نے تمھیں یہ خط قیجاطہ سے لکھا ہے، اس حال میں کہ توکل علی اللہ
کے برکات کرشمۂ ربانی کے عجیب مظاہر دکھا رہے ہیں، اور فتح و نصرت کے
پختہ پھل مل رہے ہیں، اور فتح کے گھاٹ ہمارے قبضہ میں آرہے ہیں ہم انکے
شیریں چشموں پر اترتے ہیں، اور اس اللہ کی تعریف جس نے ہمیں اسکی ہدایت کی
کہ ہم اس کا پٹہ تلہ پہنیں، اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوں، اور گم شدہ حاجتوں کی
مطلب برآری کریں، تا آنکہ دین حنیفی اس اندلسی جزیرہ کے ہر حصہ میں پھیل گیا،
اور ہر خاص و عام مسلمانوں کو معلوم ہو گیا، اور تمام اطراف میں صبح درخشاں
کی طرح نمایاں ہو گیا، کہ ہم اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے برابر کوششیں کرتے رہے ہیں،
اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے جان و مال کی بازی لگاتے رہے ہیں، اور
ہم نے مدد اور کوشش میں کوتاہی نہیں کی، اور ہر ممکن مدد سے بھی دریغ نہ کیا، اور صرف
خطوط اور زبانی خرچ پر اکتفا نہیں کیا، اور اسلام کی فتح کی امیدمیں مال اور زمین سے
بخل نہیں کیا اور اللہ کی عنایت سے ہم نے فریضۂ جہاد کی ذمہ داری اپنے سر
لے لی، پھر دعوت پر لبیک کہنے میں اتنی تاخیر بھی نہیں ہوئی جتنی پرندہ کے پانی پینے
میں، اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ جزیرہ کی فتح کا سہرا کسی اور کے سر نہ بندھے، اور اسکے
تمام مفاخر اسی کے لئے ہوں جس نے اپنا ظاہر اور خفی اللہ کے لئے وقف کر دیا،
اور جبکہ اسلام اس مغربی جزیرے میں دشمنوں کے سامنے سرنگوں ہو گیا تھا، اور
مسلمان کسی سخت حادثہ کا انتظار کرنے لگے تھے، ہم نے اللہ کے اعتماد پر عزم کیا اور
بت پرستوں کے مقابلہ میں کمر ہمت باندھ لی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (وانفقوا فی سبیل اللہ) پر

ص ۲۹۷

پورے طور سے عمل پیرا ہو گئے، تو اللہ نے پے در پے خوشخبریوں سے مدد کی، اور ایسی کامیابیاں میسر آئیں جن میں خلوص نیت کے بدلے کسی سپاہ کی ضرورت نہیں تھی، اور ہم نے سپہ سالار اور افسروں کو اتنا مال غنیمت دیا، کہ اُس کا شہرہ دور دور پھیل گیا، اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو تم شمار نہ کر سکو گے پھر کس طرح کوئی اُسے شمار کر سکتا ہے؟

اور جبکہ عنایت خداوندی سے شاہد کامیابی کا چہرہ نمودار ہوا اور کامرانی کی لپیٹ ہم تک آئی ہم نے اللہ سے خود جہاد کرنے کے لئے استخارہ کیا اور اسی سے رائے طلب کی جا سکتی ہے اور ہم نے اپنے قریب عاملوں کو جہاد پر آمادہ کیا، اور جب لشکر اور رضاکار جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے اور خدا کی اطاعت کی خاطر سب مجتمع ہو گئے، تو ہم اُن کو لے کر نکلے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بہترین رہنما تھی اور تائید ایزدی موہوم امیدوں کو پورا کرنے کی امید دلا رہی تھی، اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ ہمیں رضا اور مقبولیت کے راستہ پر چلائے اور ایسا راستہ دکھائے جس سے ہماری آرزوئیں بر آئیں یہاں تک کہ دوسرے روز اتوار کی شام کو مقبرۂ حصن اللغرب میں اُترے اور تمام قابل اعتماد مشیروں سے جنگ کے لئے مشورہ کیا تو قرین صواب و کامرانی یہ رائے معلوم ہوئی کہ فتح کی آسانی کے خیال سے قیجاطہ کا قصد کیا جائے کہ وہیں آرزوؤں کی صبح سعادت نمودار ہو چنانچہ ہم ایسی فوج کے ساتھ چلے جس کا غبار آسمان تک پہنچتا تھا اور جس کی کثرت کے باعث بڑے بڑے میدان تنگ معلوم ہوتے تھے اور اُس کے حامیوں اور مددگاروں کو دیکھ کر اسلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی تھیں اور اُن کا استقلال عزم کے بازو پر سوار ہو کر کفار کی روحیں قبض کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا، جب ہم وادیٔ بانہ کے قریب پہنچے، تو وہاں اُتر پڑے تاکہ گھوڑے سستا لیں اور جنگ کی تیاری کی جائے اور مسلمانوں نے راتیں اس حال میں بسر کیں کہ اللہ سے فتح و کامرانی کی دعائیں کرتے تھے، اور جب صبح ظاہر ہوئی اور شعاع ور بلند ہوا، ہم سوار ہوئے اس شان سے کہ فوجیں صف آرا تھیں، اور تلواریں نیاموں سے نکلنے کے لئے بیقرار تھیں، اور مجاہد دوستوں کا منظر نظر آنے لگا، جب وہاں پہنچے، دیکھا کہ ہمارے آدمی سبقت کر چکے ہیں اور دشمنوں کی عزت و برتری کا پردہ تار تار ہو چکا ہے اور اُن کے جان و مال کو فنا کا پیغام دے چکے ہیں،

ص ۲۴۸

دوستوں نے قتال کی طرف سبقت کی اور نیزوں کے پھلوں کے ذریعہ انھیں تحفہ میں موت دی اور اُن کے لشکروں کو تیروں سے مارا اور موت کے درختوں کو کاٹ ڈالا جب انھوں نے ایسا عظیم الشان لشکر دیکھا جس کے مقابلہ کی تاب اُن میں نہیں تھی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک اور اس کی نشانیوں کو الوداع کہہ دیا اور مسلمان پہلے شہر کے مالک ہو گئے، اور پھر مسلمان یلغار کرتے ہوئے دوسرے شہر تک جا پہنچے، اس حال میں کہ دشمنوں کی شہر پناہ منتخب بہادروں سے آراستہ تھی، اور اس میں قابل اعتماد سپاہ جمع تھی، مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا جس سے انھیں جنگ کا مزا مل گیا ہوگا، اور اُن کی روحوں کو بدبختی کے گڑھے میں گرا دیا، اور مال غنیمت سے ایسی بے اعتنائی برتی جس سے دشمن سمجھے کہ اسلام کے نام لیوا دفاع اور جہاد کے موقعوں پر جان و مال کی پروا نہیں کرتے، اور خدا کی رضامندی اور اطاعت کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، اور مسلمانوں کی ایک جماعت شہر کے دروازہ کو نذر آتش کرنے کے لئے آگے بڑھی، اور غباروں کے آسمان کے زیر سایہ دھوؤں کا آسمان آباد کر دیا، اور عیسائی شیطانوں کو ان آسمانوں کے شہاب سے مارنے لگے، اللہ نے عیسائیوں کو شکست دی، اور انھوں نے راہ فرار اختیار کی، اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، تو انھوں نے شہر پناہ اور برجیوں کو خالی کر دیا، اور مسلمان شعار اسلام کا اعلان کرتے ہوئے اُن پر چڑھ گئے اور اُن پر سرخ جھنڈے نصب کر دئیے، ایسا معلوم ہوا کہ کامرانی کے آسمان میں ستارے نکل آئے ہوں جو مقصد برآری کی خوشخبری دیا کرتے ہیں، شہر میں داخل ہونے کے بعد مجاہدین کو سامان حرب اور بیشمار سامان ملا، پھر کیا تھا، جیب و دامن کو پُر کیا اور آرزوئیں بر آئیں، اور تمام گمراہ اور کجرو باشندے تلوار کے گھاٹ اتار دئیے گئے، اور عیسائیوں نے قلعہ میں پناہ لی، اور اُس کے استحکام و بلندی کی وجہ سے اُن کا خیال تھا کہ ہدایت کا نور اُن کے ہاں نہیں پہنچ سکتا، ہم نے طے کیا کہ لوگ شہر پناہ اور برجیوں پر چڑھ جائیں، اور پناہ گزینوں کا سخت محاصرہ کیا جائے اور رات بھر نہایت سختی کے ساتھ اُن کی نگرانی کی جائے، اور ہم فتحیاب لشکر کے ساتھ آرام و آسائش کے ساتھ رہے، جب صبح کی روشنی بلند ہوئی

اور شہ خاور اپنی تابناکیوں کے ساتھ افق پر نمودار ہوا، ہم نے محاصرہ کے لئے صف آرائی کا حکم دیا اور ہر جماعت کے لئے حلقہ معین کر دیا کہ سب اپنی سمت میں ٹوٹ کر حملہ کریں، اس تدبیر سے مسلمان غالب آئے، جو کافروں کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آیا تھا، اور انھیں موت کے تلخ گھونٹ پینے پر مجبور کیا، مگر کفار اسکے باوجود صابر نظر آئے، اس خیال سے کہ صلیب کے سامنے عذر کر سکیں، مگر جب انھوں نے ہمارے جوش و خروش کا یہ انداز دیکھا، اور مسلمان جنگ میں آگے بڑھ بڑھ کر اپنی بہادری اور صبر کا ثبوت دیتے رہے تو ان کے قدم اکھڑ گئے اور نیزوں کی چمک نے انھیں مرعوب کر دیا، اور اپنے کو ہلاکت میں دیکھ کر پناہ مانگنے لگے، جیسے کہ ڈوبنے والا ہلاکت کے خوف سے ساحل کا رخ کرے، اور ان کا سردار جان خطرہ میں ڈال کر اس طرح التجا کرنے لگا کہ ہلاکت کے بعد اُسے زندگی کی آس ہو گئی ہو، اور شرط کی کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا، اور اپنے تمام ملکوں کے ساتھ مطیع رہیگا، پہلے ہم نے منظوری میں ٹال مٹول کیا، اور اُس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشنے کا موقع نہیں دیا، بالآخر نقشۂ جنگ نے اُسے اطاعت پر مجبور کیا، اور امن کی شرط پر ہمارے تمام مطالبات پورا کرنے کا وعدہ کیا، تو ہم نے اُس کا مطالبہ ان شرائط کے ساتھ منظور کیا، جو اب مسلمانوں کو نصیب نہیں، اور خدا عزوجل کی عنایت کے کرشمے ہر جگہ کارفرما رہے، اور جب اُس کی شرطیں پوری ہو گئیں اور وفا و اطاعت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں، تو ہم قلعہ میں داخل ہوئے (اللہ اُس کی حفاظت کرے) اس حال میں کہ ہتھیار کی ضرورت نہیں تھی، جیسے صبح کی روشنی میں چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اُس کی برجیوں پر سرخ جھنڈے بلند کر دئے گئے، جو اطاعت و انقیاد کی دلیل تھے، اور اسی وقت ہم نے با اعتماد لوگوں کو قلعہ پر قبضہ کرنے کیلئے بھیجا جو وہاں سے شرک کی برائیاں زائل کر دیں، اللہ کا شکر ہے، اس نعمت پر، جس نے دلوں کو مسرت سے لبریز کر دیا ہے، اور جس کی عنایت سے تثلیث کا جھنڈا سرنگوں اور توحید کا علم سر بلند ہو گیا، اور دین حنیفی کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا، اور اس عظیم الشان اور نمایاں فتح کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی، اور

ص ۳۰

اللہ سے دعا ہے کہ اس کے بعد اس سے زیادہ کامیابیاں نصیب کرے، اور ہمیں اسلام کی عزت و شان نمایاں کرنے کی توفیق دے کہ مخالفین سر اطاعت خم کرنے پر مجبور رہوں، تم اس مبارک فتح سے مسرور ہو کر لوگوں کو خوشخبری دو، اور اللہ کا شکر ادا کرو، ہم نے یہ تمھیں اس حال میں لکھا، کہ ہم کفار سے جہاد کے ارادہ پر قائم ہیں، اور انھیں ضرر اور تکلیف پہنچانے کا عزم باقی ہے، اور مسلمان (خدا انھیں غالب کرے) بلاد کفر میں حملے کر رہے ہیں، اور پست و بلند کو فتح کر رہے ہیں، قتل و حبس کا سلسلہ بھی جاری ہے، جہاں اترتے ہیں تلوار اور آگ کی کارفرمائیاں بھی ہوتی ہیں،

وزیر ابو عبد اللہ کی نثر کا نمونہ جو ایک اجازت نامہ کا آخری حصہ ہے، درج کیا جاتا ہے :۔

"میں اس کے حسن عقیدت پر چلتا ہوں، اور اس باب میں اس کی تمنائے دلی پوری کرتا ہوں، اس طرح پر کہ اسے اور اس کے دونوں بیٹوں (اللہ ان سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے) کو اپنے تمام منقولات اور علم کی اجازت دی، اور وہ اپنے بہترین علم سے مجلات کی تفصیل خود کر لیں گے، میں نے انھیں سب کی اجازت دی، اور اللہ بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ ہمارے اعمال اپنی رضا کے لئے خالص اور اپنی رضامندی کے لئے وقف کرے، یہ محمد بن عبد الرحمن بن الحکیم نے لکھا ہے، اس حال میں کہ اللہ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام اس کی زبان پر ہیں"۔

وفات

وزیر ابو عبد اللہ ۷۰۸ھ کی صبح کو قتل کئے گئے، اور یہ جب کہ ان کے سلطان معزول ہوئے، اور ان کے گھر پر خلائق کا ہجوم تھا، فتنہ پردازوں نے یہ ترکیب اس لئے کی تھی کہ کہیں کام تمام کرنے سے پہلے نہ پکڑ لئے جائیں، اس طرح ان کا بے شمار مال و اسباب تلف ہوا جس میں قیمتی کتابیں، سامان آرائش، فرش، برتن، ہتھیار وغیرہ سب چیزیں شامل تھیں، اور ان کے دشمنوں نے حقوق کا بھی خیال نہ کیا اور ان کے قتل میں حد سے تجاوز کر کے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے (اللہ ہمیں بری موت سے بچائے) اور سڑکوں پر گھسیٹا، یہاں تک کہ لاش ضائع ہو گئی، اور

مدفون نہ ہوسکے، اور اس سلسلہ میں شرمناک حرکات کا ارتکاب کیا گیا، ہمارے استاد ابوبکر بن شبرین نے بھی وزیر ابو عبد اللہ کا مرثیہ لکھا ہے، جو درج کیا جاتا ہے:- ص ۳۰۲

سقی اللہ اشلاء کرمن علی البلی
وما نقص من مقدارها حادث البلا
وممّا شجانی ان اهين مکانها
واهمل قدر ما عهدناه مهملا
الا اصنع بما یادهر ما انت صانع
فما کنت الا عبدها المتذللا
سفکت دما کان الرقوء نوالـه
لقد جئتها شنعاء فاضحة الملا
بکفی سبنتی ازرق العین مطرق
عدا فغدا فی غیه متوغلا
لنعم قتیل القوم فی یوم عیده
قتیل تبکیه المکارم والعلا
الا ان یوم ابن الحکیم لمشکل
فؤادی فما ینفک ما عشت مثکلا
فقدناه فی یوم اغر محجل
ففی الحشر تلقاه اغر محجلا
سمت نحوه الایام وهو عمیدها
فلم تشکر النعمی ولم تحفظ الولا
تناوبت الاسیاف منه ممدحا
کریما سما فوق السماکین مرحلا
وخانته رجل فی الطواف برست
فداء لیسعی للعلوم تحملا
وجدل لم یحضره فی الحی ناصر

اللہ اُن اعضا کو سیراب کرے جو بوسیدگی کے باوجود محترم ہیں،
اور حادثات نے اُن کا مرتبہ کم نہیں کیا،
مجھے اس چیز نے غمگین کیا، کہ اُنکے مرتبہ کی توہین کردوں،
اور جس کو مہمل سمجھا ہے، اُس کا مرتبہ مہمل چھوڑ دوں،
اے زمانے جو تیرے جی میں آئے، کر
تو بہر حال مرحوم کا مطیع و غلام تھا،
تو نے ایسا خون بہایا جس کا عطیہ خون کا روکنا تھا،
بیشک تو نے یہ حادثہ انتہائی برا کیا ہے،
ایک سبنتی نیلی آنکھوں والے کے ہاتھوں سے
جو اپنی کجروی میں حد سے آگے بڑھ گیا،
کیا خوب! عید کے دن وہ شہید ہوا،
جو عید کو شرف و بلندی کا ماتم کرنے پر مجبور کرے،
ہاں سنو، کہ ابن الحکیم کا حادثہ دل کو پاش پاش
کر دینے والا ہے، اب زندگی بھر یہ دل اسیطرح رہے گا،
ہم نے اُسے عزت، و شہرت کے دن گم کیا،
اب پھر قیامت میں معزز و ممتاز دیکھیں گے،
زمانہ نے اُس کے دربار کا رخ کیا چونکہ وہ اسکا سردار تھا،
مگر اُس نے شکر ادا کیا نہ پاس عہد رکھا،
تلواروں نے اُس شخص کا کام تمام کیا، جو
ممدوح و شریف تھا، اور جس کا مرتبہ آسمان سے بلند تھا،
اور طواف میں اُسکے ایک پاؤں نے ساتھ نہ دیا،
تو اُس نے علوم کے لیے اپنا سینہ وقف کر دیا،
اور مرحوم زمین پر اس وقت گرائے گئے جبکہ قبیلے کا کوئی مددگار وہاں
موجود نہ تھا

فمن مبلغ الاحیاء ان مهلهلا
ید الله فی ذاک الادیم ممزقا
تبارک ما هبت جنوبا و شمالا
من حزنی ان لستا عرف ملحدا
له فاری للترب منه مقبلا
رویدک یا من قد غدا شامتا به
فبالامس ما کان العماد المؤملا
وکنا نغادی او نراوح بابه
وقد ظل فی أوج العلا متوقلا
ذکرناه یوما فاستهلت جفوننا
بدمع اذ ما المحل العام اخضلا
وما مازج منه الحزن طول اعتبارنا
ولم ندر ما ذا منهما کان اطولا
وهاج لنا شجوا تذکر مجلس
له کان یهدی الحی والملأ الأولی
بہ کانت الدنیا تؤخر من بدا
من الناس حتما او تقدم مقبلا
لتبک عیون الباکیات علی فتی
کریم اذا ما اسبغ العرف اجزلا
علی خادم الآثار تتلی صحائحا
علی حامل القرآن یتلی مفصلا
علی عضد الملک الذی قد تضوعت
مکارمه فی الارض مسکا ومندلا
علی قاسم الاموال فینا علی الذی
وضعنا لدیه کل اصر علی علا

پھر کون مہلہل کے جیسے واقعے کی خبر قبیلے والوں کو پہنچائے گا،
دست الٰہی اس شہید کی کھال سے ٹکڑوں پر برکت نازل فرماتا رہے
جب تک جنوبی اور شمالی ہوائیں چلتی رہیں،
ان پر زیادہ غم اس لئے ہے، کہ ان کی
قبر بھی نہیں جس کی خاک آنکھوں سے لگاؤں،
اے طعن کرنے والے ذرا ٹھہر جا،
کیا وہ کل ہماری امیدوں کا مرکز نہیں تھا
اور ہم اُس کے دروازہ پر صبح و شام نہیں آتے جاتے تھے،
اور وہ بلندی کے مرتبوں پر فائز تھا،
ایک روز اُسکی یاد آئی تو ایسے آنسو بھر آئے،
جو قحط سالی کے سال سیرابی کے لئے کافی ہوں،
اور غم نے اس میں ہماری عبرت انگیزی کی آمیزش کر دی تھی،
اور نہیں جان سکے کہ کون زیادہ طویل تھا،
اور ایک مجلس کی یاد نے میرا غم ابھار دیا،
جس سے اہل قبیلہ اور مخلوق نے ہدایت پائی تھی،
اسی کے ذریعہ دُنیا کسی کو پیچھے کرتی تھی،
یا کسی کو آگے بڑھاتی تھی،
رونے والیوں کو اُس شریف آدمی پر رونا چاہئے
جو خوب بھرپور عطیہ دیا کرتا تھا،
حدیثوں کے خادم پر صحاح کی تلاوت کرنی چاہئے،
اور حامل قرآن پر قرآن خوانی ضروری ہے،
اور حکومت کے دست راست پر، جس کے فضائل
کی خوشبو اطراف و اکناف میں پھیل چکی ہے،
مال و متاع کی تقسیم کرنیوالے پر، اور اُس پر
جو ہماری تمام مشقت و رنج کا دور کرنے والا تھا،

صفحہ ۳۰۳

والی لنا من بعدہ لا متعلل
وما کان فی حاجاتنا متعللا
الا یا قصیر العمر یا کامل العلا
یمینا لقد غادرت حزنا موثلا
یسوء المصلی ان ھلکت ولم تقم
علیک صلوۃ فیہ یشھد لا المللا
وذاک لان الامر فیہ شھادۃ
وسنتھا محفوظۃ لن تبدلا
فیا ایھا المیت الکریم الذی قضی
سعیدا حمیدا فاضلا ومفضلا
لتھنک من رب السماء شھادۃ
تلاقی بشری وجھک المتھللا
رثیتک من حب ثوی فی جوانحی
فاودع القلب العمید وما قلا
ویا رب من اولیتہ منک نعمۃ
وکنت لہ ذخرا عتیدا وموئلا
تناساک حتی ما تمر ببالہ
ولم یذکر ذاک الندی والتفضلا
یوالیک فی مثواک کل عشیۃ
ضئیف شواء او قدیدا معجلا
لحی اللہ من ینسی الاذمۃ رافضا
ویذھل مھما اصبح الامر مشکلا
حنانیک یا بدر الھدی فلشدما
تبوکت بدور الافق بعدک افلا
وکنت لآمالی حیاۃ ھنیئۃ

اُس کے بعد ہمیں دلاسا دینے والا کون ملے گا،
وہ ہماری ضرورتوں میں لیت و لعل نہیں کرتا تھا،
اے کم عمر والے، اے بلند مرتبہ والے،
تم ہمارے دلوں میں گہرا زخم چھوڑ گئے،
نمازی اس لئے کبیدہ خاطر ہیں کہ تم نے رحلت کی،
اور تمھاری نماز نہیں پڑھی گئی جس میں وہ حاضر ہوتے،
اور یہ اس لئے کہ وہ شہید ہوئے،
اور شہادت کی سنت اب تک بلا تغیر محفوظ ہے،
اے وہ شریف مرنے والے، جس نے اپنی زندگی
کامرانی و حسن قبول، اور علم و فضل کے ساتھ ختم کی،
خدا کی جانب سے تمھیں یہ شہادت مبارک ہو،
جو تمھارے ہنس مکھ چہرہ تک خوشخبری لیکر آئی ہے،
میں نے اس محبت کے باعث مرثیہ لکھا جو دلمیں جاگزیں ہے،
ابھی سردار کی یاد دل سے فراموش نہیں ہوئی ہے،
اور اے اپنے خادم و غلام کے مالک،
جس کے لئے تم جائے پناہ اور سرچشمۂ امداد تھے،
وہ سب تمھیں بھول گئے، کسی کے دل میں تمھاری یاد باقی نہیں،
اور کسی نے اُس سخاوت و عنایت کا نام نہیں لیا،
جو تمھاری جائے قیام میں ہر شام کو
مجلس طعام و شراب آراستہ کرتے تھے،
خدا اُس سے سمجھے جو عہد و پیمان کا خیال نہیں کرتا ہو،
اور دشواریوں کے باوجود یاد سے غافل ہو جاتا ہو،
اے ہدایت کے چاند ذرا رحم کرنا،
تمھارے بعد یہ افق کے چاند کیوں غروب ہو گئے ہیں،
تم میری امیدوں کی خوش آیند زندگی کے ضامن تھے،

Arabic	Urdu
فغادرت منی الیوم قلبا مقتلا	آج تم زخمی دل چھوڑ گئے ہو،
فلاو ابیک الخیر ما اتایا لذی	قسم ہے تمھارے نیکو کار باپ کی، ہیں
علی البعد ینسی من ذمامک ما خلا	دوری کے باوجود تمھارے عہود و احسانات کو فراموش کرنے والا نہیں،
فانت الذی آویتنی متغربا	تم ہی نے اجنبیت کی حالت میں مجھے پناہ دی،
و انت الذی اکرمتنی متطفلا	اور تم ہی نے پریشانی میں میری خاطر کی،
فآلیت لا ینفک قلبی مکمدا	اب یہ حال ہے کہ میرا دل ہمیشہ غمگین رہتا ہے،
علیک ولا ینفک دمعی مسبلا	اور سیلاب اشک ہمیشہ جاری رہتا ہے،

تمت
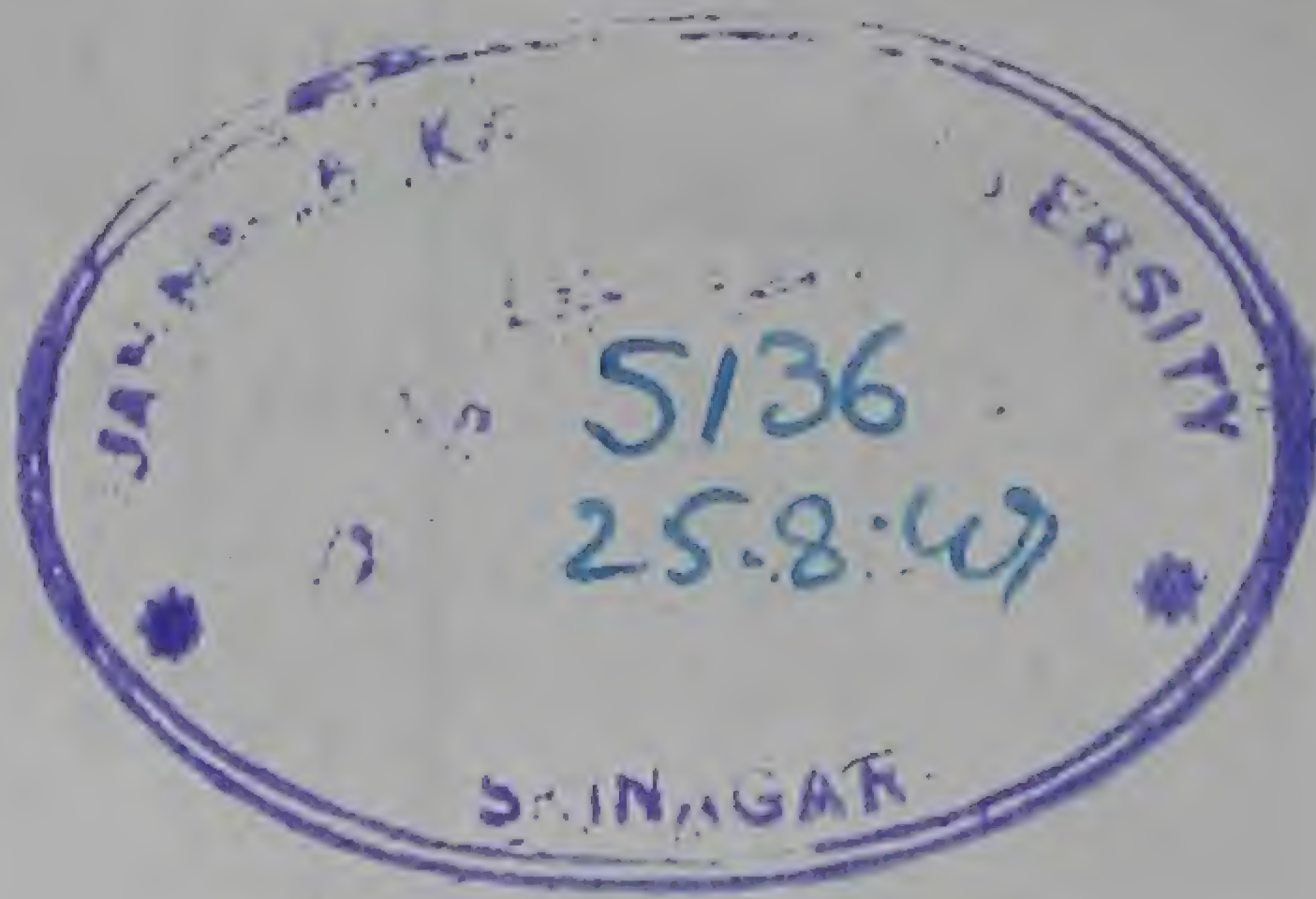
صحت نامہ

اخبار غرناطہ حصّۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۹	ترنجیح	ترجیح	۲۱۶	۸	ابن حاحب	ابن حاجب
۴۴	۳	گرنے	کرنے	۲۲۶	۲	ذر دیدہ	دزدیدہ
۴۷	۲۰	کا	کے	۲۳۳	۱	لحن	لمن
۷۰	۲۲	کے لئے	لے گئے	〃	〃	بمکی	بیبکی
۷۳	۱۲	طلاب کردیا	طلب کرلیا	۲۳۴	۲	مارڈلا	مارڈالا
۷۶	۱۲	ان ضروف میں	ان اطراف میں	۲۴۱	۲۲	دسل	وصل
۷۸	۲۴	بہتہ	بہتر	۲۴۴	۱۹	تنخزع	تجزاع
۱۰۱	۳	مامفنی	مامضیٰ	۲۵۲	۱	النصریع	بالتصریح
۱۰۷	۸	مغزءل	معزول	۲۷۱	۹	رنجس	رنجش
۱۹۴	۳	توانگری	تونگری	۳۰۸	۱۰	تے	نے
۱۹۶	۵	ڈھر کتے	دھڑکتے	۳۲۴	۱۶	رس	درس
۲۰۴	۲۳	اب ہیں	اب میں	۳۹۱	۵	تواذن	توازن

تمت